9:39

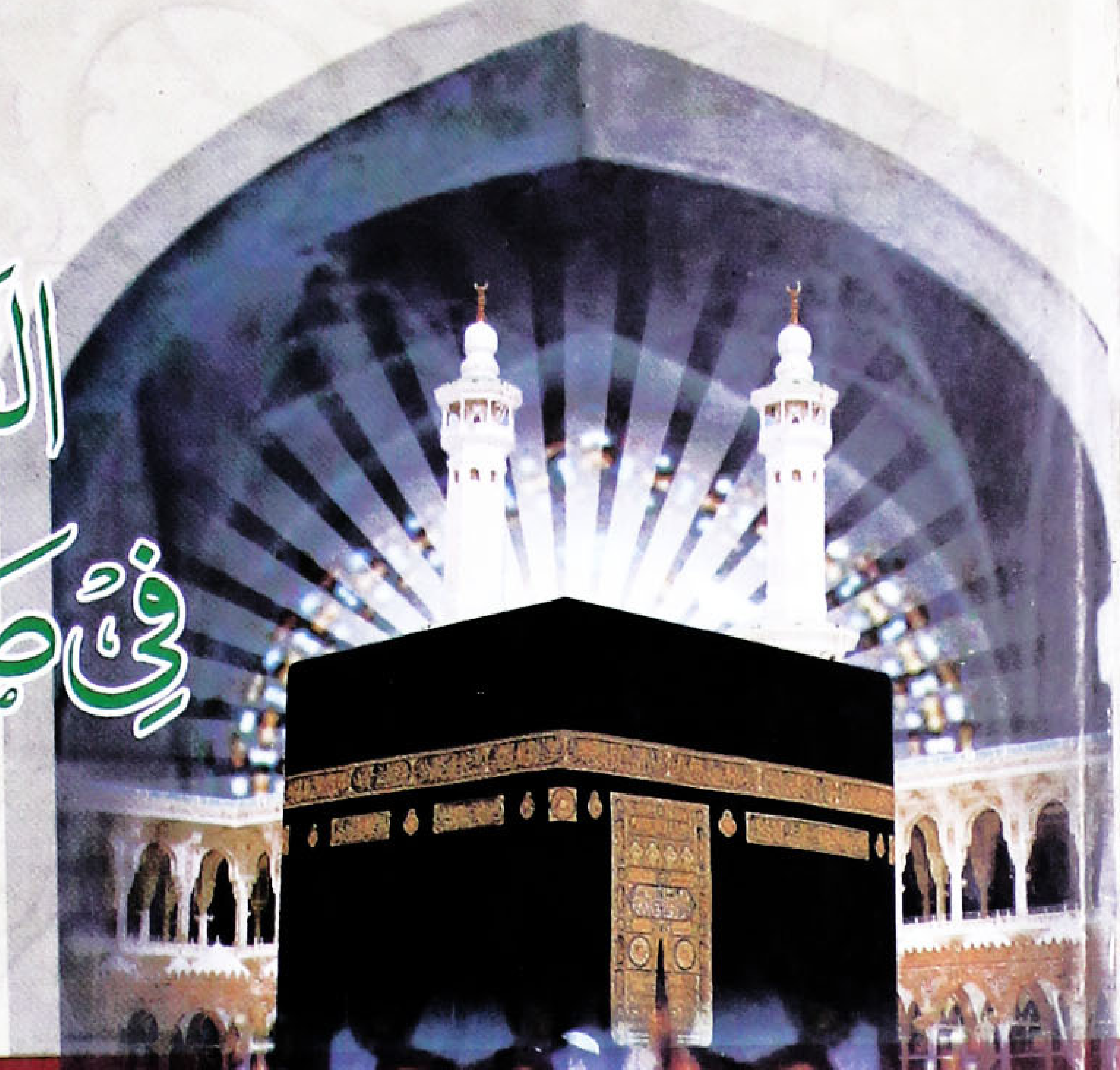

القول المقبول فی صلوٰۃ الرسول

المعروف بہ

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

از قلم حقیقت رقم

علامہ مفتی شفقات احمد قادری مدظلہ

قادری رضوی کتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صحابہ کرام اور تابعین کی
نماز کے مطابق احناف کی نماز
پر ایک مدلل و جامع کتاب

القول المقبول
فی صلوٰۃ الرسول

المعروف بہ

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

از قلم حقیقت رقم

علامہ مفتی شفقات احمد قادری مدظلہ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور
Phone
0333-4383766
042-7213575

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز
تصنیف لطیف	علامہ مفتی حافظ شفقات احمد قادری المجددی
تصحیح	ابوالاعجاز محمد صدیق نقشبندی حسینی
صفحات	760
باراول	شوال ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء
سرِ ورق	فیضی گرافکس، دربار مارکیٹ، لاہور
زیرِ نگرانی	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	چوہدری عبدالمجید قادری
قیمت	350 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Marfat.com

انتساب واھداء

میں اپنی اس سعی جمیلہ، کاوش سعیدہ کو اپنے آقائے نعمت، اپنے عظیم وشفیق والد ماجد، بلند قامت استاذی المکرم، عالی صفات مرشد حقانی، حضور استاذ الاتذہ، فخر الجہابذہ بحر العلوم، فاضل لوذعی، عالم یلمعی، شیخ القرآن والحدیث، سلطان المناظرین، فقیہ النفس، مفتی اعظم پاکستان، مخدوم العلماء والفضلاء والمشائخ حضرت العلام الحاج الحافظ **پیر مفتی محمد سعید احمد** صاحب نقشبندی، قادری۔ قدس سرہ العزیز۔ خلیفۂ مجاز حضور محدث اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ (فیصل آبادی) و تاجدار آستانہ عالیہ قادریہ حضور شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حضور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ گر قبول افتدز ہے عزو شرف۔

جن کی شب و روز کی محنت کاملہ، تربیت تامہ اور دعاء سحر گاہی کی طفیل بندۂ ناچیز خدمت دین متین کے قابل ہوا۔ خدائے رؤوف و رحیم اس صدقۂ جاریہ کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ہماری مغفرت اور آپ کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الکریم

احقر العباد۔ طالب محتاج دعا

حافظ شفقات احمد نقشبندی قادری عفی عنہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ حضور شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

متصل جامع مسجد درس القرآن، جامعہ سعیدیہ رضویہ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ
انتساب واھداء	3
تقاریظ	18
نماز آیات وروایات کی روشنی میں	22
اربعین از فاضل مدینہ شریف	45
عذاب قبر کا ایک سبب + قبروں کے نزدیک تلاوت قرآن	89
حضور ﷺ کا علم غیب شریف	90
عورتیں۔عورتوں سے بھی پردہ کریں	92
لکھائی والی انگوٹھی بیت الخلاء میں لے کر نہ جائیں	95
حائضہ اور جنبی مسجد میں نہ جائیں + قرآن کو نہ چھوئیں	98
ایام مخصوصہ میں عورت کو نماز معاف + استحاضہ کا حکم	99
نفاس ختم ہو جانے پر غسل لازم	100
غسل جنابت کا طریقہ	101
ناخن پالش اتار کر وضو یا غسل کریں	103
غسل والے وضو سے نماز جائز + میت کو غسل دینے والے کا غسل	104
نومسلم کا غسل + مکہ شریف داخل ہونے سے پہلے غسل کرنا	105
تیمم وضو اور غسل کا بدل + حضور ﷺ کے صدقہ سے تمام زمین پاک ہوگئی	107
نماز جنازہ کے لئے تیمم	108

Marfat.com

عنوان	صفحہ
تیمم کے لئے دو ضربیں	110
وضو سے گناہ معاف	115
اعضائے وضو کا قیامت کو چمکنا + زیور پہنایا جائے گا	116
وضو سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا + مسواک کرنا	117
وضو کا مسنون طریقہ	118
گردن کا مسح	122
پگڑی پر مسح نہیں	123
پاؤں پر مسح نہیں ہو سکتا	124
موزوں پر مسح کرنا	125
جنبی شخص موزے اتار کر غسل کرے	126
جرابوں پر مسح ناجائز	127
وضو کے فوراً بعد کیا پڑھیں	131
وضو کی سنتیں	132
قبر پر اذان + ہر وقت کہیں نہ کہیں اذان ہوتی رہتی ہے	135
اذان کی ابتداء اور اذان کے کلمات	137
اذان میں ترجیع نہیں ہے	139
حضرت ابو محذورہ کی اذان بغیر ترجیع	143
باوضو اذان پڑھنا ہی سنت ہے + اذان کے بعد مسجد سے نہ جائیں	146
بچے کے کان میں اذان کہنا + حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح پر چہرہ پھیرنا	147

Marfat.com

عنوان	صفحہ
اذان کے بعد درود شریف پھر دعا + پہلے بسم اللہ اور درود پڑھنا	149
حضرت بلال کا ہمیشہ اذان سے پہلے دعا کرنا	150
اذان میں انگوٹھے چومنا	151
اقامت بھی اذان کی طرح دوہری ہی ہے	152
حضرت بلال کی اقامت بھی دوہری تھی	153
اکہری اقامت پر حضرت علی کی ناراضگی + امام الوھابیہ کا اعتراف حق	154
اقامت میں کب کھڑے ہوں	156
سیدنا عمر فاروق کا طریقہ + جناب امام حسین کا طریقہ	159
جناب عبداللہ بن عمر کا فرمان + پہلے کھڑے ہونے پر صحابہ اور تابعین کی ناراضگی	160
ائمہ احناف کا فتویٰ	162
امام ترمذی کا تبصرہ	163
عقل کا تقاضا بھی یہی ہے	164
حنفی حضرات کو دعوت فکر	166
قرآن مجید سے پانچ نمازوں کا ثبوت	168
نماز کے لئے زبان سے نیت کرنا + عبادات کی زبانی نیت سنت نبوی	172
مرد کا گھٹنا بھی ''عورت'' ہے	178
دوپٹہ میں سے عورت کے بال نظر نہ آئیں	179
قضا نماز ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے	180
نماز فجر کا افضل وقت روشنی ہو جانے کا ہے	184

Marfat.com

عنوان	صفحہ
ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا	190
رمضان شریف میں نماز مغرب ذرا لیٹ کرنا	196
نماز کا مکمل مسنون طریقہ + تہجد کے ساتھ وتر پڑھنا + پہلے تکبیر تحریمہ کہنا	198
ابتدائے نماز میں ہاتھ کہاں تک اٹھائیں	200
ہتھیلیاں بھی قبلہ رخ رہیں + عورت کے رفع یدین کا طریقہ	205
ہاتھ باندھنے کا طریقہ	206
زیر ناف ہاتھ باندھنا مسنون	209
بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا	217
قراءت الحمد سے شروع ہوتی ہے	219
ایک اہلحدیث محدث کا نعرہ حق	224
بسم اللہ سورہ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے	226
ایک اہل حدیث محدث کا اقرار حق	228
قیام میں قراءت کرنا	231
مسئلہ قراءت خلف الامام	232
کیا ''من'' کا حرف امام، مقتدی اور منفرد میں کو شامل ہے	233
سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور بھی پڑھنا	235
صحابیٔ رسول کی وضاحت	239
آیت قرآنی۔ اذا قرئ القرآن ۔۔۔ الخ اور صحابہ کرام	241
تفسیر صحابی کا حکم شرعی + تابعین کی تفسیر کا مقام	248

Marfat.com

صفحہ	عنوان
249	تابعین کرام کا فیصلہ
250	حضور ﷺ کی قبر انور سے اذان واقامت کی آواز + امام حسن بصری کا علم تفسیر
253	امام احمد بن حنبل کا اجماع کا دعویٰ + اٹھارہ مفسرین کرام کا اتفاق
254	امام کے پیچھے آہستہ پڑھنا بھی منع
257	استماع اور انصات کا معنی
260	منازعت کا معنی
261	واذکر ربک فی نفسک اور دون الجہر کا مفہوم
263	سری نمازوں میں بھی قراءۃ خلف الامام منع
265	جناب علی المرتضیٰ کی تائید
270	صحیحین کی ایک اور روایت + ممانعت کا سبب + جناب غوث اعظم کا فیصلہ
276	جناب رسول اللہ کی آخری جماعت
277	مدرک رکوع مدرک رکعت ہے
279	امام اہل حدیث کی مفصل تائید
286	آمین آہستہ کہنا
295	حرف۔ض۔کا مخرج
296	آٹھ محدثین کا متفقہ فتویٰ
297	نماز میں تکرار رفع یدین منع
304	اثبات رفع یدین کی مختلف روایتیں
305	ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سجدہ میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین	306
چار مقامات اور تین مقامات پر رفع یدین	307
جناب رسول اللہ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	308
اکابرین اہلحدیث کی اس مسئلہ میں ٹکریں + رفع یدین سنت مؤکدہ ہے	310
رفع یدین مستحب ہے۔ سنت غیر مؤکدہ ہے	311
رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح ہی درست ہے	312
مسئلہ رفع یدین پر جھگڑنا جہالت ہے + دونوں طرح ہی سنت سے ثابت ہے	313
مسئلہ رفع یدین میں ہمارا دعویٰ	314
تکرار رفع یدین منسوخ	315
جناب عبداللہ بن عمر کا رفع یدین چھوڑ دینا	317
جناب عبداللہ بن عمر والی روایت کا جائزہ	321
فرمان علی المرتضیٰ۔ حضور ﷺ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	322
جناب علی المرتضیٰ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	322
جناب براء بن عازب کی زبانی نماز مصطفوی + جناب عبداللہ بن مسعود کی گواہی	324
حضور ﷺ اور خلفاء راشدین کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	325
جناب عبداللہ بن زبیر کی زبانی نماز مصطفوی	326
امام ترمذی کا تبصرہ + اہل کوفہ سے کون حضرات مراد ہیں	327
جناب ابوہریرہ کی نماز اتباع نبوی میں بغیر تکرار رفع یدین	329
جناب ابو مالک کی نماز اتباع نبوی میں بغیر تکرار رفع یدین	331

Marfat.com

عنوان	صفحہ
جناب ابوحمید کی نماز اتباع نبوی میں بغیر تکرار رفع یدین	332
جناب انس کی اس مسئلہ پر قولی حدیث	333
حضور ﷺ کا بغیر تکرار رفع یدین طریقہ نماز بیان فرمانا	334
فرمان مصطفوی۔ سات مقامات پر رفع یدین	335
قولی حدیث سے دوران نماز رفع یدین کرنے پر حضور ﷺ کی ناراضگی	336
چیلنج۔ راتوں رات لاکھ پتی بنئے + جناب عبداللہ بن زبیر کا نسخ کا اعلان	339
عبداللہ بن مسعود کا اعلان نسخ + جناب عمر فاروق کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	340
فرمان ابن عباس۔ عشرہ مبشرہ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	342
امام مالک کا 180ھ تک تکرار رفع یدین سے انکار	343
خلفاء راشدین کی نماز بغیر تکرار رفع یدین	344
جلیل القدر تابعی امام شعبی کا عمل + جلیل القدر تابعی جناب قیس کا عمل	345
پانچ جلیل القدر تابعیوں کا عمل + بخاری مسلم کے ثقہ راوی کا فیصلہ	346
شارح صحیح مسلم امام نووی کا فیصلہ	347
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ	348
دعائے قنوت اور عیدین میں تکرار رفع یدین	349
قومہ کا بیان	354
رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت	356
سجدے کا بیان	357
عورت کے سجدہ کی کیفیت	360

Marfat.com

عنوان	صفحہ
حضور کا آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھنا	362
جلسہ کا بیان + جلسہ استراحت نہیں ہے	365
دوسری رکعت کا بیان	379
قعدہ کا بیان	380
دونوں قعدوں میں ایک طرح ہی بیٹھیں گے	384
عورت کا التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ + تشہد میں انگلی اٹھانا سنت نبوی	387
فرضوں کی تیسری رکعت + نفلوں کی تیسری رکعت	389
قعدہ اخیرہ + السلام علیک ایھا النبی۔ حکایتاً نہیں ہے	390
درود ابراہیمی نماز کے لئے فرمایا گیا	392
درود شریف میں ''سیدنا'' کا اضافہ بہتر	393
درود شریف کے بعد دعا	394
دونوں طرف سلام پھیرنا + سلام کے الفاظ مسنونہ	396
نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا	397
ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا	401
اجتماعی دعا	414
امام شعائر اسلام کی تعظیم کرنے والا ہو	425
جماعت زیادہ لمبی نہ ہو	427
عورتوں کی جماعت بھی جائز ہے	429
نوافل کی جماعت اور تداعی	440

Marfat.com

عنوان	صفحہ
سترہ کا بیان	441
مکہ شریف میں سترہ نہیں	442
مسئلہ بلغار (جہاں دن رات غیر معمولی ہوں)	443
دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا	444
سجدہ سہو کا بیان	449
سجدہ تلاوت کا بیان	452
ننگے سر نماز پڑھنا	455
وتروں کا بیان	459
وتروں کی بھی قضا پڑھیں گے	464
وتر تین رکعت ہیں	473
وتروں کی تیسری رکعت میں بھی قعدہ	485
تینوں وتر ایک ہی سلام کے ساتھ	488
تیسری رکعت۔ تکبیر، رفع یدین پھر قنوت	497
قنوت رکوع سے پہلے پڑھیں	501
قنوت فی الفجر کا مسئلہ	509
خلفاء راشدین۔ قنوت فی الفجر نہیں	511
وتروں کے بعد دو رکعت نفل + عشاء کے نفل بھی کھڑے ہو کر پڑھیں	513
سنت فجر کا بیان	517
نماز فجر کے فوراً بعد سنتیں پڑھنا منع	523

Marfat.com

عنوان	صفحہ
قضاء الفوائت	524
طلوع آفتاب کے بعد نماز فجر مع سنت	525
نماز ظہر کی سنتیں	527
نماز عصر کی سنتیں	529
مغرب کی نماز کے بعد دو سنتیں	530
ان سنتوں کے بعد دو نفل پڑھنا + نماز مغرب سے پہلے دو نفل پڑھنا خلاف اولیٰ	531
نماز عشاء سے پہلے کی رکعات	533
نماز تراویح کا بیان	534
تراویح آٹھ رکعت نہیں ہیں	539
جناب رسول اللہ ﷺ نے 20 تراویح پڑھائیں	543
جناب رسول اللہ ﷺ نے 20 تراویح پڑھیں	544
صحابہ کرام کا معمول تراویح 20 رکعات	549
جناب عمر فاروق کی تراویح 20 رکعات	551
حرمین میں آج تک تراویح 20 رکعات	562
جناب عثمان غنی کی تراویح 20 رکعات + علی المرتضیٰ کی تراویح 20 رکعات	566
خلفاء راشدین کی تراویح 20 رکعات	570
اجماع صحابہ کہ تراویح 20 رکعات ہیں	572
تابعین کرام کی تراویح 20 رکعات	573
چاروں اماموں کی تراویح 20 رکعات	578

Marfat.com

عنوان	صفحہ
امام ترمذی کا تبصرہ	580
غوث اعظم کی تراویح 20 رکعات	582
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ	586
مولوی ثناء اللہ کا اعتراف + ابن تیمیہ کا 8 تراویح مسنون ہونے سے انکار	587
مولوی غلام رسول غیر مقلد کا فیصلہ	587
نواب آف اہلحدیث کا 8 تراویح مسنون سے انکار	588
قاضی شوکانی کا 8 تراویح مسنون سے انکار	590
20 تراویح والا بھی سنت کا عامل ہے 20+ تراویح بھی بدعت نہیں	591
کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے	592
سیدہ عائشہ صدیقہ کی روایت کی وضاحت	601
بدعت۔ حسنہ بھی ہوتی۔ فرمان فاروق اعظم	604
مؤطا امام مالک کی روایت کی حیثیت	608
نماز جمعہ کا بیان + روز جمعہ کی افضلیت	610
جمعہ فرض عین ہے + تارک جمعہ پر حضور ﷺ کی ناراضگی	614
تحیۃ الوضوء کے نفل + تحیۃ المسجد کے نفل + نماز جمعہ سے پہلے چار سنتیں	619
جمعہ کی اذان کا بیان	621
اعلیٰ حضرت کا فتوی + جمعہ کی اذان کہاں پڑھیں	623
جمعہ کی کون سی اذان پر کاروبار حرام ہوتا ہے	624
دوران خطبہ خاموش رہنا	626

Marfat.com

عنوان	صفحہ
نماز جمعہ کی فرض رکعات + نماز جمعہ میں قراءت بالجہر	627
نماز جمعہ کے بعد چار سنت + نماز جمعہ کے بعد دو رکعت سنت	628
جمعہ کا دن بھی۔عید کا دن + یوم میلاد النبی بھی روز عید ہے	629
جمعہ اور عیدین، مصر جامع میں	631
احتیاط الظہر اور اعلیٰ حضرت	633
قضا عمری اور اعلیٰ حضرت	637
خطبہ اولی جمعہ شریف	640
جمعۃ الوداع کا خطبہ	643
نماز عید کا بیان	646
دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا	651
تکبیرات عیدین کی تعداد	652
زائد تکبیرات میں رفع یدین + تکبیرات تشریق	659
خطبہ عید الفطر	660
خطبہ عید الاضحیٰ	662
نماز جنازہ کا بیان + بیماری سے گناہ معاف	665
بیماری میں بھی ثواب تندرستی جیسا + ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق	666
مسلمان کی عیادت پر ثواب + عیادت پر مریض کا الحمد للہ کہنا	667
مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھیں	668
جان، مال، اولاد کی ابتلا پر گناہ معاف + بیماری سے اپنے لیے دعا کروائیں	669

Marfat.com

عنوان	صفحہ
چند احکام میت کا بیان	671
غسل اور جنازہ سے پہلے بھی میت کے لئے دعا مسنون + متبرک کفن پہنانا	672
نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب + جنازہ میں کثرت سے میت کو فائدہ	675
نماز جنازہ کی تکبیریں	675
نماز جنازہ میں رفع یدین نہیں	677
نماز جنازہ میں قراءت نہیں	680
میت کے لئے دعا۔منع ثابت نہیں	689
فوت شدہ مومن کیلئے مال اور اولاد مفید + فرشتے بھی مغفرت کی دعا کرتے ہیں	695
مشرکوں اور کافروں کے لئے دعا نہ کرنا	698
لیس للانسان الا ما سعی کی وضاحت	699
مرنے کے بعد بھی تین ثواب جاری	700
دو تین دن بعد مل کر فوت شدہ کے لئے دعا کرنا	701
قبر والے کو اوپر والے کے ذکر سے فائدہ ہونا	703
علامہ سعید احمد اسعد حفظہ۔کا مناظرہ فاتحہ خلف الامام۔ایک عظیم یادداشت	705
دعا بعد نماز جنازہ کا بیان + نماز کے فوراً بعد دعا کرنا	706
اجتماعی دعا قبولیت کے زیادہ قریب + دعا میں ہاتھ اٹھانا	709
ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا	710
علم مصطفوی کا اظہار	716
اکابر صحابہ کرام کا طریقہ	719

Marfat.com

عنوان	صفحہ
میت کی طرف سے صدقہ دینا	721
صدقہ پر میت کا نام لینا	723
نذر عن المیت	724
حج عن المیت + حج عن الغیر	725
قرض عن المیت	726
شہید کے لئے بھی قرض۔ جنت سے رکاوٹ	728
صوم عن المیت	728
قربانی عن المیت	729
نفل عن الغیر	730
نتیجہ اخذ کریں	731
غائبانہ نماز جنازہ ناجائز	733
ایک اہلحدیث محدث کا اقرار حق	741
خودکشی کرنے والے کا نماز جنازہ	752
دائمی اوقات نماز برائے لاہور مضافات	754

Marfat.com

تقریظ سعید

بقیۃ السلف عمدۃ الخلف صوفی باصفا، کشتۂ عشق مصطفےٰ، حضور مفکر اسلام

علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب قدس سرہ العزیز۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم. امابعد.

یہ حقیقت کسی بھی باشعور انسان سے مخفی نہیں کہ یہ پراپیگنڈے کا دور ہے۔ اور پراپیگنڈا مثبت ہو یا منفی بہت حد تک تصنیف و تالیف پر منحصر ہے۔ مغربی ممالک میں اسلام کے خلاف جو وسیع پیمانے پر ہرزہ سرائی کی جارہی ہے اس میں بھی قلم و قرطاس کا نمایاں حصہ ہے۔ یونہی اسلام کا نام لے کر جن لوگوں نے سواداعظم کا ساتھ دینے کے بجائے ملت اسلامیہ کو چھوٹی چھوٹی ملتوں میں تقسیم کرنے کا افسوسناک کارنامہ سرانجام دیا۔ ان کی سرگرمیوں کا دارومدار بھی تقریر سے زیادہ تحریر پر ہے۔ اس قسم کا لٹریچر نوجوانوں کو مرکز ملت (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے دور، سلف صالحین سے نفور، ادب نا آشنا اور اپنی درخشندہ روایات کا باغی کررہا ہے (اگرچہ بظاہر یہ داخلی محاذ ہے۔ مگر باطنی طور پر یہ بھی دشمنوں کی سازشوں کا نتیجہ ہے)

اس صورت حال کا مقابلہ کتنا ضروری ہے۔ کسی بھی مخلص مسلمان کو اس میں تردد نہیں ہو سکتا۔ مگر کیونکر ہو؟ اس کے لئے بھی "تحریر" کا سہارا ناگزیر ہے۔ چنانچہ تاریخ زمانہ اور اپنا تجربہ بھی شاہد ہے کہ الحاد اگر کتابوں کے ذریعے پھیل رہا ہے تو اس کی روک تھام بھی انہی (کتابوں) کے ذریعے ہی ہوگی۔ اور تحریری فتنوں کا سرقلم کرنے کے لئے قلم کی

Marfat.com

تلوار ہی کام آئے گی۔مگر حیف ،صد حیف کہ آج اسلام دشمن قوتیں تو اسلام کو معاذ اللہ بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔اور اپنے زرخرید اور ضمیر فروش قلمکاروں کے ذریعے حق وصداقت کا خون کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔مگر اس کے برعکس ہمارے عوام ہی نہیں ۔بعض خواص بھی وقت کے تقاضوں اور اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہیں۔چاہیے تو یہ تھا کہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم ،حضرت امام غزالی ،سیدنا مجدد الف ثانی ،حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ،حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہم الرضوان کی طرح عظمت کردار کے ساتھ ساتھ قلم کے محاذ کو بھی سنبھالتے اور خدا رسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) کے گستاخوں کا منہ بند کرتے۔لیکن ایسا نہ ہوسکا اور مشائخ وعلماء کی ایک مختصر سی تعداد کے سوا اکثریت اپنے فرائض منصبی سے غافل ہے۔

زیر نظر کتاب ''جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز'' بھی اسی سلسلہ زریں کی ایک کڑی ہے۔یہ کتاب نماز کا طریقہ بھی سکھاتی ہے اور مذہبی تخریب کار طریقہ نماز کے بارے میں جو شکوک وشبہات پھیلاتے ہیں۔ان کا مدلل ترین انداز میں ازالہ بھی فرماتی ہے۔اپنی علالت ومصروفیت کی بنا پر میں اس کا بالاستیعاب مطالعہ تو نہیں کرسکا۔ تاہم اکثر مقامات سے پڑھ کر یہی اندازہ ہوا کہ دور حاضر میں نماز کے بارے میں لکھی جانے والی اردو کتابوں میں اغلباً یہی جامع ترین ،مدلل ترین اور مفید ترین کتاب ہے۔ مسائل عام فہم زبان میں اور دلائل مضبوط حوالوں سے آراستہ ہیں۔ضخامت بھی بالکل مناسب ہے یعنی ضرورت سے زیادہ طویل نہ ضرورت سے زیادہ مختصر۔اس کے

Marfat.com

مصنف عزیزم حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ شفقات احمد صاحب (سلمہ ربہ بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) اسلام کے مخلص مبلغ، دین ہدیٰ کے بلند پایہ مناظر اور سلف صالحین کے علمی وفکری وارث ہیں۔ جسم و جان کے طبیب حاذق ہی نہیں، موجودہ عصری فضا کے نباض بھی ہیں۔ اسلام کے خارجی دشمنوں اور داخلی باغیوں کو ٹھیک ٹھیک پہچانتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ کس کو کہاں روکنا ہے اور کسے کیسے دبوچنا ہے میں نے اس سے پہلے بھی ان کی تحریریں دیکھی ہیں۔ ماشاءاللہ خوب میدان مارے ہیں۔ خصوصاً ان کی کتاب ''کردار یزید'' تو یزید پلید کے بارے میں گویا حرف آخر ہے۔ خصوصاً اس کا وہ باب جس میں حدیث قسطنطنیہ کی تشریح کی گئی ہے۔ توقع سے زیادہ محکم، مثبت اور مسکت ہے۔ اور میں پوری علمی دیانت سے کہہ سکتا ہوں کہ اس موضوع پر اردو میں اس سے زیادہ مدلل بحث میری نظر سے نہیں گزری۔

مولانا موصوف کے والد ماجد بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، فخر الاماثل فقیہ العصر، عالم ربانی، سلطان المناظرین حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ محمد سعید احمد صاحب نقشبندی قادری۔ فخر المشائخ، زین العرفاء، حضرت قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ صاحب کیلانی، خلیفہ اعظم حضور شیر ربانی حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہما کے پروردۂ نگاہ ہیں۔ اور آستانہ عالیہ کے مفتی اعظم بھی ہیں اور حضور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری نور اللہ مرقدہ کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں۔ اور خود مولانا ان کے نور نظر وارث فیض پیر کیلانی وحضور شیر ربانی قدس سرہما حضرت پیر سید باقر علی شاہ صاحب (سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ

Marfat.com

شریف) مدظلہ العالی کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔حق تو یہ ہے کہ ان دونوں (باپ بیٹے پر) ان دونوں (باپ بیٹے) کا بڑا ہی کرم ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریر میں علم ہی نہیں روحانیت بھی جلوہ گر ہوتی ہے۔ہمیں ان حضرات سے اس لئے بھی محبت ہے کہ ان کے منبع فیض حضرت شیر ربانی ہمارے منبع فیض حضور شاہ لاثانی قدس سرہما کے عزیز ترین دوستوں میں سے تھے۔اور میرے آقا و مولا حضور نقش لاثانی قدس سرہ شرقپور شریف کو اپنا ہی گھر فرمایا کرتے تھے۔عزیز مکرم مولانا مفتی حافظ شفقات احمد صاحب تو اپنے بچپن میں کچھ دن دربار شاہ لاثانی میں بھی رہے ہیں۔اور حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی ''شفقات'' بھی ان کو حاصل ہوئی تھیں۔اور عزیز م آج تک محبت کا وہ نقش اپنے دل میں جمائے ہوئے ہیں۔گویا کسی حد تک

شب اک جھلک دکھا کر وہ مہ چلا گیا تھا

اب تک وہی سماں ہے غرفے کی جالیوں پر

مصنف کا یہ تعارف اس لئے بھی کچھ طویل ہو گیا ہے کہ تصنیف کی عظمت و پختگی میں کوئی شک و شبہ نہ رہے۔اور وہ لوگ جو خلوص دل سے افضل العبادات کے مسائل و دلائل جاننا چاہتے ہیں۔بڑے اعتماد سے اس کتاب کو رہنما بنا سکیں۔حقیقت یہ ہے کہ نماز کی فرضیت کی طرح اس کے مسائل کا جاننا بھی فرض ہے۔چنانچہ بحمدہ تعالیٰ اس کتاب نے یہ ضرورت بڑے اچھے انداز میں پوری کر دی ہے۔

آخر میں نماز کی اہمیت کے متعلق ایک حدیث پاک عرض کرتا ہوں۔

من حافظ علیها كانت له نورا و برهانا ونجاة يوم القيامة .ومن لم يحافظ عليها لم تكن له نور و برهان ونجاة وكان يوم القيامة مع

Marfat.com

قارون وفرعون و ھامان وابی بن خلف۔

(احمد وطبرانی)

ترجمہ:۔ جس نے نماز کی محافظت کی وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور، برہان اور نجات بن جائے گی۔ اور جس نے اس کی پابندی نہ کی اس کے لئے یہ نور، برہان اور نجات نہیں بنے گی۔ اور قیامت کے دن وہ قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

نماز آیات اور روایات کی روشنی میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

ایمان اور تصحیح عقائد مطابق مذہب حق اہل سنت و جماعت کے بعد نماز تمام فرائض میں نہایت اہم واعظم ہے قرآن مجید واحادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس کی اہمیت سے مالا مال ہیں۔ جابجا اس کی تاکید آئی ہے اور اس کے تارکین پر وعید فرمائی گئی ہے۔ چند آئتیں اور حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان اپنے رب عزوجل اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سنیں اور اس کی توفیق سے ان پر عمل کریں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

☆ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنھم ینفقون ۔یعنی یہ کتاب پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان

98084

Marfat.com

لاتے اور نماز قائم رکھتے ہیں۔اور ہم نے ان کو جو دیا ہے وہ اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں

☆ نیز فرمایا۔اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین۔یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔

☆ نیز فرمایا۔حافظوا علی الصلواۃ والصلوٰۃ الوسطٰی وقوموا للہ قانتین یعنی تمام نمازوں کی۔اور خصوصاً بیچ والی نماز (عصر) کی محافظت رکھو۔اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔

☆ نیز فرمایا۔ وانھا لکبیرۃ الاعلی الخاشعین ۔ یعنی نماز شاق ہے مگر خشوع کرنے والوں پر۔

☆ نماز کا مطلقاً ترک تو سخت ہولناک چیز ہے اسے قضا کر کے پڑھنے والوں کے لئے فرمان ہے۔فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون۔یعنی خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔یعنی وقت گزار کر پڑھنے اٹھتے ہیں۔جہنم میں ایک وادی ہے جس کی سختی سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے اس کا نام ویل ہے۔ قصداً نماز قضا کرنے والے اس کے مستحق ہیں۔

☆ مزید فرمایا۔ فخلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔یعنی ان کے بعد کچھ ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا۔عنقریب انہیں سخت عذاب سے ملنا ہوگا۔

غی جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے۔اس میں

Marfat.com

ایک کنواں ہے جس کا نام ہبہب ہے جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ عزوجل اس کنوئیں کو کھول دیتا ہے جس سے وہ آگ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ کلما خبت زدنا ھم سعیرا۔ یعنی جہنم کی آگ جب بجھنے پر آئے گی تو ہم اس کی بھڑک اور زیادہ کر دیں گے۔ یہ کنواں بے نمازوں، زانیوں، شرابیوں، سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لئے ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ نماز کی اہمیت کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زمین پر بھیجے لیکن جب نماز فرض کرنی منظور ہوئی تو حضور ﷺ کو اپنے پاس عرش عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسراء میں یہ تحفہ دیا گیا۔

چند احادیث مقدسہ

☆ صحیح بخاری اور مسلم میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(1) اس امر کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

(2) امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ جناب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ آقا وہ عمل ارشاد ہو جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اور جہنم سے بچائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ دے اور

Marfat.com

رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نماز دین کا ستون ہے۔

(3) صحیح مسلم میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک ان تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوں۔ جب کہ کبائر سے بچا جائے،

(4) صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ تو کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ بار غسل کرے۔ کیا اس کے بدن پر کوئی میل رہ جائے گا۔ عرض کی گئی نہیں۔ فرمایا یہی مثال پانچوں نمازوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب سب خطاؤں کو محو فرما دیتا ہے۔

(5) صحیحین میں جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب سے ایک گناہ صادر ہوا۔ اس نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ **اقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفا من الليل ان الحسنات يذهبن السيآت ذالک ذكرى للذاكرين۔**

یعنی نماز قائم کر۔ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصہ میں۔ بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ خاص میرے لئے ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ میری سب امت کے لیے ہے۔

(6) صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک

Marfat.com

سب سے محبوب کون سا عمل ہے آپ نے فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کیا۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کیا فرمایا راہ خدا میں جہاد کرنا۔

(7) امام بیہقی نے جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب کیا چیز ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑ دی اس کا کوئی دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔

(8) امام ابو داؤد نے بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہارے بچے سات برس کے ہوں تو انہیں نماز کا حکم دو۔ اور جب دس برس کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔

(9) امام احمد روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ جاڑوں میں باہر تشریف لے گئے۔ پت جھڑ کا موسم تھا آپ ﷺ نے دو ٹہنیاں پکڑ لیں۔ پتے گرنے لگے۔ فرمایا اے ابو ذر میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا۔ مسلمان بندہ جب اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے اس درخت سے یہ پتے۔

(10) صحیح مسلم شریف میں جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر میں طہارت (وضو و غسل) کر کے فرض ادا کرنے کے لئے مسجد کو جاتا ہے تو ایک قدم پر اس کا ایک گناہ محو ہوتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

Marfat.com

(11) امام احمد زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ان میں سہو نہ کرے۔ تو جو کچھ بیشتر اس کے اس سے (صغیرہ) گناہ سرزد ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ وہ سب معاف فرما دیتا ہے۔

(12) امام طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے اور پروردگار کے درمیان حجاب ہٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور حور عین اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ نہ ناک سنکے اور نہ کھنکارے۔

(13) طبرانی اوسط میں جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر یہ درست ہوئی تو باقی اعمال بھی ٹھیک رہیں گے اور اگر یہ بگڑی تو سبھی بگڑے (یعنی پھر کوئی معافی نہیں ہوگی) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ خائب و خاسر ہوا۔

(14) امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایت جناب تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے کہ اگر نماز پوری کی ہے تو پوری لکھی جائے گی۔ اور پوری نہیں کی (یعنی اس میں نقصان ہے) تو ملائکہ سے فرمایا جائے گا۔ دیکھو میرے بندہ کے نوافل ہوں تو ان سے فرض پورے کردو۔ پھر اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا پھر یونہی باقی اعمال کا۔

(15) امام ابوداؤد اور ابن ماجہ جناب ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلمان جہنم میں جائے گا (العیاذ باللہ تعالیٰ) اس کے پورے بدن کو آگ کھائے گی سوائے اس کے اعضاء سجود کے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا کھانا آگ پر حرام کر دیا ہے۔

Marfat.com

(16) طبرانی اوسط میں روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک بندہ کی یہ حالت سب سے زیادہ پسند ہے کہ اسے سجدہ کرتا دیکھے کہ وہ اس کے سامنے اپنا منہ خاک پر رگڑ رہا ہے۔

(17) طبرانی اوسط میں جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی صبح وشام نہیں ہوتی مگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے کو پکارتا ہے آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا اگر وہ ہاں کہے تو اس کے لیے اس سبب سے اپنے اوپر وہ بزرگی تصور کرتا ہے۔

(18) صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(19) ابوداؤد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو طہارت کر کے اپنے گھر سے فرض نماز کے لئے نکلا۔ اس کا اجر ایسا ہے جیسا کہ حج کرنے والے محرم کا۔ اور جو چاشت کے لئے نکلا اس کا اجر عمرہ کرنے والے کی مثل ہے اور ایک نماز دوسری نماز تک۔ کہ دونوں نمازوں کے درمیان کوئی لغو بات نہ ہو۔ علیین میں لکھی جاتی ہے۔ یعنی درجہ قبول کو پہنچتی ہے۔

(20,21) امام احمد، نسائی وابن ماجہ نے جناب ابوایوب انصاری وعتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے وضو کیا جیسا کہ حکم ہے۔ اور نماز پڑھی جیسی نماز کا حکم ہے۔ تو جو کچھ اس نے پہلے کیا ہے وہ سب (صغیرہ گناہ) معاف ہو گیا۔

(22) امام احمد ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو

Marfat.com

اللہ کے لئے ایک سجدہ کرتا ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔

(23) کنز العمال میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو اس طرح تنہائی میں دو رکعت نماز پڑھے کہ اللہ اور فرشتوں کے سوا کوئی نہ دیکھے۔ تو اس کے لئے جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

(24) منیۃ المصلی میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر شے کے لئے ایک علامت ہوتی ہے۔ اور ایمان کی علامت نماز ہے۔

(25) منیۃ المصلی میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم رکھا۔ اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

(26) امام احمد اور ابوداؤد جناب عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جس نے اچھی طرح وضو کیا اور انہیں وقت میں پڑھا اور رکوع و خشوع کو پورا کیا۔ تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم کا عہد کر لیا ہے کہ اسے بخش دے۔ اور جس نے ایسا نہ کیا اس کے لئے کوئی عہد نہیں چاہے تو بخش دے اور چاہے تو عذاب دے۔

(27) امام حاکم نے اپنی تاریخ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے اگر میرا بندہ وقت میں نماز قائم رکھے تو میرے بندے کا میرے ذمۂ کرم پر عہد ہے کہ اسے عذاب نہ دوں اور بے حساب جنت میں داخل کر دوں۔

Marfat.com

(28) امام دیلمی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روای ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز فرض نہیں کی جو توحید و نماز سے بہتر ہو۔ اگر کوئی چیز بہتر ہوتی تو وہ ضرور اسے ملائکہ پر فرض کرتا ان میں کوئی رکوع میں ہے تو کوئی سجدے میں۔

(29) امام ابو داؤد طیالسی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا بندہ نماز پڑھ کر جب تک اس جگہ بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بے وضو ہو جائے یا اٹھ کھڑا ہو۔ اور ملائکہ کا استغفار اس کے لئے یہ ہے۔ اللھم اغفرله . اللھم ارحمه . اللھم تب عليه ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے۔ اے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما، اے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے۔ اور متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ بندہ جب تک نماز کے انتظار میں ہوتا ہے اس وقت تک وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

یہ فضائل مطلق نماز کے ہیں اور خاص خاص نمازوں کے متعلق جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

(30) امام طبرانی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ شام تک اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ تو اللہ کا ذمہ نہ توڑو (یعنی نماز نہ چھوڑو) جو اللہ کا ذمہ توڑے گا اللہ اسے اوندھا کر کے دوزخ میں ڈال دے گا۔

(31) امام ابن ماجہ جناب سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو صبح کی نماز کو گیا وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔ اور جو صبح بازار گیا وہ ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ گیا۔

Marfat.com

(32) امام بیہقی نے شعب الایمان میں جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ جو مومن نماز صبح کے لئے گیا اور طالب ثواب ہو کر حاضر ہوا۔ تو گویا اس نے تمام رات قیام کیا (عبادت کی) اور جو نماز عشاء کے لئے حاضر ہوا گویا اس نے نصف رات قیام کیا۔

(33) خطیب نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے چالیس دن نماز فجر وعشاء باجماعت پڑھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ دو برائتیں عطا فرمائے گا۔ ایک نار سے دوسری نفاق سے۔

(34) امام احمد جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ رات اور دن کے ملائکہ نماز فجر وعصر میں جمع ہوتے ہیں۔ جب وہ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل ان سے فرماتا ہے کہاں سے آئے ہو۔ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندوں کے پاس سے۔ جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اب بھی انہیں نماز پڑھتا ہی چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔

(35) امام ابن ماجہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد میں باجماعت چالیس راتیں نماز عشاء پڑھے۔ اس طرح کہ اس کی تکبیر اُولیٰ فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔

(36) امام طبرانی نے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشاء و فجر ہے۔ اور جو ان میں فضیلت ہے اگر لوگ جانتے تو ضرور حاضر ہوتے۔ اگرچہ سرین کے بل گھسٹتے ہوئے آتے۔ یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا ضرور آتے۔

Marfat.com

(37) امام بزار نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو نماز عشاء سے پہلے سو جائے اللہ اس کی آنکھ کو نہ سلائے۔

(38) صحیحین میں جناب نوفل بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جس کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و مال جاتے رہے۔

(39) ابو نعیم جناب ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے قصداً نماز چھوڑی تو جہنم کے دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔

(40) امام احمد، ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا قصداً نماز ترک نہ کرو۔ کہ جو قصداً نماز ترک کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں۔

وما علی الا البلاغ المبین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تقریظ سعید

اشرف العلماء والفضلاء، جامع المعقول والمنقول، حاوی الفروع والاصول، سند المدرسین، تاج المحققین، زبدۃ المناظرین، مخدوم اہلسنّت حضرت علامہ خواجہ پیر **مفتی محمد اشرف القادری** صاحب دامت برکاتھم القدسیہ۔ زیب سجادہ آستانہ عالیہ نیک آباد شریف (مرارڑیاں شریف) گجرات

هو العلی القادر

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدُ لله رب العالمین . اللهم صل وسلم وبارک وزد علی سیدنا محمد ن المصطفیٰ المختار وعلی آله وصحبه و امته اجمعین .

اما بعد

محب محترم، فاضل مکرم، حامی سنن، ماحی فتن، حضرت علامہ الحاج مولانا مفتی حکیم حافظ شفقات احمد نقشبندی قادری حفظہ اللہ تعالیٰ ووفقہ لما یحبہ ویرضاہ۔ اہلسنّت کی مایۂ ناز علمی اور روحانی شخصیت۔ فاضل جلیل، عالم نبیل، ذی وقار مدرس ومناظر وفقیہ ومفتی حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ محمد سعید احمد نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لائق فرزندار جمند، شاگرد رشید اور تربیت یافتہ خلف الرشید ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نامور زیرک ومستند طبیب، فاضل الطب والجراحت بھی ہیں اور کثیر علمی وتحقیقی کتب ورسائل کے مؤلف بھی ہیں۔ تحقیق اور حوالہ جات کی کثرت آپ کی تحریر کا طرۂ امتیاز ہے۔ موصوف جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے ہیں اس پر خوب سیر حاصل اور تحقیقی گفتگو کرتے

Marfat.com

ہیں۔جس سے موصوف کی ذہانت وذوق مطالعہ اور شوق تحقیق کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔
ایک عرصہ پہلے آپ نے نماز حنفی کے اثبات میں ایک مفصل کتاب ''القول المقبول فی صلوٰۃ الرسول ﷺ لکھ کر اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا تھا۔جس کے کئی ایڈیشن چھپ کر علمی دنیا کو اپنے فیض سے مستفید کر رہے ہیں۔اب موصوف نے اس کے اندر بہت سارے اضافات کر کے اسے ایک بڑی کتاب بنا دیا ہے۔
اس کا مسودہ بغرض تقریظ کافی دنوں سے میرے پاس پڑا تھا۔اگرچہ میں اس کو بالا ستیعاب پڑھ کر اس پر مفصل تبصرہ لکھنا چاہتا تھا۔مگر بہت سی معذوریوں اور مجبوریوں کی وجہ سے بندہ یہ کام نہ کر سکا۔
آخر اللہ پاک کا نام لے کر چیدہ چیدہ مقامات سے اسے پڑھا اور الحمد لله العلی القادر عوام اور علماء سبھی کے لیے اسے بہت مفید پایا۔
بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ موصوف کی کاوشیں قبول ہوں اور اس کتاب کا نفع عام و تام ہو۔اللہ تعالیٰ مؤلف کی عمر وصحت،علم وعمل اور تحقیق وتالیف میں اور زیادہ برکتیں عطا فرمائے۔آمین۔بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ . صلی الله تعالی علی سیدنا احمد النبی الامی وعلی آله و صحبه و بارک وسلم۔

احقر عباد اللہ القوی،محمد اشرف القادری نیک آبادی
سجادہ نشین مرکزی،خانقاہ قادریہ عالیہ نیک آباد شریف
وبانی ومہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ علی مسجد گجرات

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ایک مقالہ جو کتاب ہذا کا مقدمہ بھی ہے

فاضل جلیل عالم نبیل، صوفی باصفا، مصنف کتب کثیرہ جناب **محمد صدیق ضیاء**
صاحب نقشبندی قادری مدظلہ العالی خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور سیداں شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

عبادت خدا اور اتباع مصطفیٰ

بندۂ سرکار بن، پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے! خدا کی بندگی اچھی نہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنا پسندیدہ اور سچا دین ''اسلام'' اپنے آخری اور پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو دیا۔ اور آپ ﷺ کو ہماری ہدایت و راہنمائی کے لئے مبعوث فرمادیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ھو الذی ارسل رسولہ با لھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔
(سورت الفتح آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ: وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب فرقوں پر غالب کر دے۔

فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ و کلمتہ و اتبعوہ لعلکم تھتدون ۔ (سورت الاعراف آیت نمبر ۱۵۸)

Marfat.com

ترجمہ:۔ تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ نبی امی پر۔ جو خود ایمان لایا اللہ پر اور اس کے کلام پر۔ اور اس (رسول ﷺ) کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

وان تطیعو ہ تھتدوا۔ (سورت النور آیت نمبر ۵۴)

ترجمہ: اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ہدایت ربانی اور دین حق، اسلام کا مورد و محور اور منبع و معدن بنایا ہے۔ اور آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ کر کے دکھایا وہ حدیث ہو یا سنت، (قول ہو یا فعل) سب اسلام ہی ہے۔ جس نے بھی آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع بھی کی۔ وہ ہدایت پا گیا۔ اور جو آپ ﷺ پر ایمان ہی نہ لایا۔ وہ بھی۔ اور جو ایمان لانے کا دعوی تو کرتا ہے لیکن اطاعت اور اتباع سے روگردانی کرتا ہے تو اس کی عبادت وغیرہ ہی باطل اور مردود نہیں ہوتی بلکہ اس کا ایمان بھی قبول نہیں ہوتا۔ اور وہ بے ایمان اور منافق ہی ٹھہرتا ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

یا یھاالذین آمنوا اطیعو ا اللہ واطیعو الرسول ولاتبطلوا اعمالکم۔

(سورہ محمد آیت نمبر ۳۳)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنک صدودا۔ (سورت النسآء آیت نمبر ۶۱)

ترجمہ:۔ اور جب کہا جائے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے رسول کی

Marfat.com

طرف تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ لیتے ہیں روگردانی کرتے ہوئے۔

اب اگر تو آپ واقعی مسلمان ہیں۔ اور اللہ و رسول ﷺ پر دل سے پختہ ایمان رکھتے ہیں۔ اور آپ کو ایمان عزیز بھی ہے۔ تو آیئے سنیئے جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **بنی الاسلام علیٰ خمس . شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ. واقام الصلوٰۃ و ایتآء الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۶ کتاب الایمان)

ترجمہ:۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (1) یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (2) نماز قائم کرنا، (3) زکوٰۃ دینا (4) حج کرنا (5) ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان عالیشان میں اسلام کے پانچ بنیادی امور میں توحید و رسالت پر ایمان لانے کے بعد عبادت کا درجہ رکھا گیا ہے۔ اور ان میں نماز قائم کرنے کو اولیت دی گئی ہے۔ اس مقام کے علاوہ بھی قرآن و حدیث میں اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ گویا یہ تمام عبادات میں اہم عبادت، فرائض میں سب سے بڑا فرض اور اسلام کا رکن اعظم ہے اس کی ادائیگی میں کوئی سستی، غفلت اور کوتاہی روا نہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔

ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

(سورت النسآء آیت نمبر ۱۰۳)

ترجمہ:۔ بیشک نماز مسلمانوں پر وقت مقررہ کے ساتھ فرض کی گئی ہے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

الصلوٰۃ عماد الدین۔ (کنز العمال جلد ۷)

ترجمہ:۔ نماز دین کا ستون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نماز فرض فرمائی ہے۔اس کی فرضیت کا انکار کفر ہے۔اور بندے کا اسلام باقی نہیں رہتا۔جبکہ ترک نماز پر بھی سخت وعیدیں آئی ہیں۔اور حدیث پاک میں بھی اسے دین کا ستون فرمایا گیا ہے۔تو اس میں دین کو عمارت سے اور نماز کو اس کے ستون سے تشبیہ دی گئی ہے۔کیونکہ کوئی عمارت بغیر ستون کے قائم نہیں رہ سکتی۔لہٰذا دین بھی جب ہی باقی رہے گا جب کہ نماز صحیح اور قائم ہوگی اور کسی کی نماز خراب اور برباد ہوگئی تو اس کا گویا دین بھی خراب اور برباد ہوگیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یرآءون۔

(سورت الماعون آیت نمبر۴تا۶)

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

چونکہ دین کا قائم اور باقی رہنا نماز کے قائم ہونے پر موقوف ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار یہی حکم فرمایا کہ

واقیموا الصلوٰۃ۔ (سورت النور آیت ۵۶)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو

لیکن یہ حکم مجمل ہے مفصل نہیں۔اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ ''صلوٰۃ'' سے کیا مراد ہے اور اسے قائم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟اور لغت عرب میں ''صلوٰۃ'' کے متعدد معانی مثلاً نماز، درود، تعریف، رحمت اور پیچھے چلنا وغیرہ کے ہیں۔لیکن جب تک آیت کے

Marfat.com

مرادی معنی کی تفصیل معلوم نہ ہو اس حکم پر عمل کرنا ممکن نہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے جہاں قرآن کریم اور قرآن کریم کے یہ احکام نازل فرمائے۔ وہاں اپنے رسول ﷺ کو اس کا شارح اور معلم بھی بنایا۔ بلکہ آپ ﷺ کی امت کو درپیش ہر طرح کا ابہام دور کرنے کے لئے آپ ﷺ کی سنت کو بہترین نمونہ بھی قرار دے دیا۔ فرمایا۔

وانزلنا الیک الذکر للتبین للناس مانزل الیھم ۔

(سورت النحل آیت نمبر ۴۴)

ترجمہ اور ہم نے نازل کیا آپ ﷺ پر یہ قرآن (ذکر) تا کہ آپ ﷺ کھول کھول کر بیان کریں لوگوں کے لئے اس (ذکر) کو جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف۔

ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ۔

(سورت البقرہ آیت نمبر ۱۵۱)

ترجمہ:۔ اور وہ (رسول ﷺ) تمہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ﷺ تمہیں تعلیم فرماتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۔

(سورت الاحزاب آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ:۔ بیشک تمہاری راہنمائی کے لئے اللہ کے رسول ﷺ (کی سنت) میں بہترین نمونہ ہے۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اقیموا الصلوٰۃ کی وضاحت فرمادی۔ اور صلوٰۃ کا معنی "نماز" متعین فرمادیا اور نماز خود پڑھ کر اور پڑھا کر اسے قائم کرنے کا طریقہ بھی سکھایا اور فرمایا۔

Marfat.com

صلوا کما رایتمونی اصلی ۔ (بخاری باب الاذان للمسافر)

ترجمہ:۔ نماز پڑھو جس طرح کہ مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

پس نماز جب ہی صحیح اور قائم ہوگی جب جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ادا کی جائے گی۔ کہ آپ ﷺ نماز شروع کیسے فرماتے تھے، قیام کس طرح کرتے تھے اور آپ ﷺ کے رکوع و سجود کی صورت کیا تھی۔ اور آپ ﷺ دیگر ارکان کیسے ادا فرماتے تھے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کے تصور سے نماز ٹوٹتی نہیں بلکہ صحیح اور قائم ہوتی ہے۔ جنہوں نے اس طرح نماز ٹوٹنے کا عقیدہ رکھا انہوں نے جہالت کا ثبوت دیا اور غلط کیا۔ ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہو جانا بہت ضروری ہے۔ ارے نماز جب تک آپ ﷺ کی سنت کو مدنظر رکھ کر ادا نہ کی جائے صحیح ہوتی ہی نہیں ۔جناب رسول اللہ ﷺ کا حکم آپ کے سامنے ہے۔ ملاحظہ کر لیں تا کہ سند رہے۔

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

پہلے سے اختیار کردہ کسی طریقہ کو چھوڑ کر نیا طریقہ اپنانا، یا کوئی نیا حکم دینا۔ یعنی کسی عمل کو شروع کرنا ور پھر اس میں کوئی تبدیلی لا کر اسے ترک دینا، یا کوئی ناسخ لا کر پہلے حکم کو منسوخ کر دینا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا معمول رہا ہے۔ اور اس میں کئی حکمتیں ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔

ماننسخ من آیته او ننسهانأت بخیر منها او مثلها ۔

(سورت البقرہ آیت نمبر ۱۰۶)

ترجمہ: جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمائیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے

Marfat.com

وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیه ۔ (سورت البقرہ آیت نمبر ۱۴۳)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ناسخ لاکر جو امور منسوخ فرمائے انہیں قرآن کریم میں بیان کر دیا گیا۔ اور جو طریقے رسول اللہ ﷺ نے تبدیل یا ترک کئے وہ حدیث پاک میں بیان ہو گئے ہیں جبکہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی کوئی تبدیلی اپنی طرف سے نہیں کرتے بلکہ وحی الٰہی اور منشائے ربانی کے مطابق ہی کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل مایکون لی ان ابدله من تلقای نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی ۔

(سورت یونس آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: تم فرماؤ کہ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا رسول ﷺ تمہیں جو بھی، اور جب بھی کسی کام کے کرنے کا حکم دے۔ اسے کرنا ضروری ہے اور جس کام سے بھی، اور جب بھی منع فرما دے اس سے باز رہنا لازم ہے۔ ملاحظہ ہو آیہ کریمہ وما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنه فانتھوا ۔ (سورت الحشر آیت نمبر ۷)

اور جو کچھ تم کو رسول ﷺ دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

لہٰذا جناب رسول اللہ ﷺ کے ترک کئے ہوئے عمل کو بھی اللہ تعالیٰ کے منسوخ کردہ عمل کی طرح ہی سمجھنا چاہیے۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ کے منسوخ کردہ طریقہ پر عمل کرنا اب

Marfat.com

جائز نہیں۔ ایسے ہی جناب رسول اللہ ﷺ کے ترک کردہ طریقہ پر بھی عمل کرنا اب جائز نہیں ہے۔ اور اسی طرح آپ ﷺ نے اگر پہلے کی بجائے کوئی نیا طریقہ اختیار فرمالیا تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ناسخ کی طرح ہی ہے اور اس پر عمل کرنا اب ہر مسلمان کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔

اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ کسی منسوخ یا متروک طریقہ پر ماضی میں کسی وقت عمل کیا جانا اگرچہ صحیح حدیث سے بھی ثابت ہو جائے پھر بھی اس پر عمل کرنا اب جائز نہیں ہوگا۔ اور حضور ﷺ کے آخری عمل (آخری سنت) کو اختیار کرتے ہوئے متروک طریقہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا جائے گا۔ جیسا کہ قبلۂ اوّل (مسجد اقصیٰ شریف) کی طرف منہ کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کا نماز پڑھنا اور پڑھانا اگرچہ صحیح حدیث (بخاری جلد اصفحہ ۵۷) وغیرہ بلکہ خاص قرآن کریم (پ ۲ ع ۱) سے بھی ثابت ہے۔ لیکن چونکہ اسے بطور قبلہ ترک کر کے خانہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب قبلہ اوّل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اب صرف اور صرف خانہ کعبہ ہی کو قبلہ بنا کر نماز ادا کی جائے گی۔ اب بھی اگر کوئی شخص یا گروہ قبلہ اوّل کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے یا کسی دوسرے منسوخ اور متروک طریقہ پر عمل کرنے کے لئے محض اسی وجہ سے اصرار کرے کہ یہ بھی تو کسی نہ کسی صحیح حدیث ہی سے ثابت ہے۔ تو پھر اس کی دینی سوجھ پر افسوس ہی کیا جائے گا کہ اسے نہ تو ناسخ و منسوخ کی کوئی معرفت ہی حاصل ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جناب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنے کو لازمی جانتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرنے والے کے لئے جنت رکھی ہے اور اس سے پھر جانے والے کو جہنم کا دردناک عذاب

Marfat.com

فرمائے گا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتہا الانہار ومن یتول یعذبہ عذابا الیما

(سورت الفتح آیت نمبر ۱۷)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا۔جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور جو پھر جائے اسے دردناک عذاب فرمائے گا۔
لیکن اس کے باوجود علم سنت سے ناآشنائی اور اطاعت واتباع مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے لاپروائی کا یہ حال ہے کہ نماز ایسی اہم ترین عبادت کو بھی الجھا دیا گیا ہے کوئی فاتحہ خلف الامام پر اصرار کر رہا ہے تو کوئی آمین بالجہر میں الجھا ہوا ہے۔کوئی ترک رفع یدین کا انکار کر رہا ہے تو کوئی تراویح کے بیس رکعت ہونے کا۔اسی طرح کوئی خلاف جمہور وتر ایک رکعت پڑھنے پر ہی مصر ہے وغیرہ وغیرہ

زیر نظر کتاب ''جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز'' جس کا پانچواں ایڈیشن اس وقت ہمارے سامنے ہے۔محقق کبیر، فاضل شہیر، عالم بے بدل مناظر اسلام علامہ مفتی پیر شفقات احمد نقشبندی قادری مدظلہ العالی کی ایک محققانہ تالیف ہے۔
فاضل مؤلف حضرت شیخ الحدیث، رئیس المتکلمین، سلطان المناظرین، استاذ العلماء والمدرسین، جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول، بحر العلوم حضرت العلام پیر مفتی حافظ محمد سعید احمد نقشبندی قادری قدس سرہ العزیز جو کہ حضرت محدث اعظم پاکستانؒ کے خلیفہ مجاز اور آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے مفتی اعظم بھی تھے۔کے خلف اکبر، علمی وروحانی وارث اور سجادہ نشین ہیں۔بحمدہ تعالیٰ اپنے عظیم باپ

Marfat.com

سے ورثے میں پائی اسلام کی سچی تڑپ اور ظاہری و باطنی علوم کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اسلام کی ترویج واشاعت اور مسلک اہلسنت کی خدمت وحمایت میں کثیر کتب تصنیف فرما چکے ہیں جو اہل علم سے داد تحسین بھی پا چکی ہیں۔ معیار تحقیق نہایت بلند اور انداز تحریر عام فہم ہوتا ہے عالم وعامی سب ہی مستفید ہو رہے ہیں۔ بفضلہٖ وبعونہ یہ کتاب بھی ان تمام خوبیوں سے مکمل طور پر آراستہ و پیراستہ ہے جس میں نماز سے متعلق اختلافات کے ازالہ کے لئے قرآن وحدیث اور آثار سے سینکڑوں ناقابل تردید دلائل وشواہد کے ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ عزوجل عقل سلیم رکھنے والے کسی بھی انصاف پسند کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ کتاب کا موضوع بڑا دلآویز اور بیان نہایت ایمان افروز ہے۔ جو منصف مزاج قارئین کرام کی دلچسپی کا باعث ہے۔ انشاء اللہ اتباع سنت کا رجحان فروغ پائے گا اور اپنی اصلاح وفلاح کی فکر رکھنے والے اپنی نمازوں کو درست رکھنے کے لئے ہم اہلسنّت وجماعت سے آملیں گے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم رسول اکرم ﷺ کی طفیل مؤلف کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے، بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضور قبلہ شیخ الحدیثؒ کے درجات عالیہ کو مزید بلند تر فرمائے۔ اور کتاب ہذا کو ہر راہ بھٹکنے والے کے لئے مشعل راہ بنائے۔ اور معاونین وناشرین کے ساتھ ہم سب کو بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی شفاعت عظمیٰ سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

محمد صدیق ضیاء نقشبندی قادری

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

فضائل نماز پر چالیس احادیث مبارکہ

از

محقق العصر حضرت علامہ الحاج ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ

صاحب آسوی حفظہ آف مدینہ شریف

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ.

(سورۃ الذاریات)

ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

جانور پیدا کئے تیری وفا کے واسطے　　چاند سورج اور ستارے ضیاء کے واسطے

کھیتیاں سرسبز ہیں غذا کے واسطے　　سب جہاں ہے تیرے لئے اور تو خدا کے واسطے

نماز اور معراج

معراج کیا ہے؟

معراج نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہونے کا اور یہی مقصد نماز سے حاصل ہوتا ہے کہ نماز کے ذریعے بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی نصیب ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سفر معراج کو لفظ سبحان سے شروع کیا اور

Marfat.com

نماز کو سبحانک اللھم سے شروع کیا معلوم ہوا کہ نماز اور معراج کا آپس میں خاص تعلق ہے اسی لئے فرمایا ﴿اَلصَّلاۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ نماز مؤمن کی معراج ہے اور ارشاد فرمایا ﴿جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِی فِی الصَّلاۃِ﴾

(احمد ۱۱۸۸۴ مشکوٰۃ ۵۲۶۱)

میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنا ہے تو وہ کام کریں جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور آپ کا سچا محب وہی ہے جو پانچ وقت کا نمازی ہے اور معراج کو ماننے والا بھی وہی ہے جو نماز پڑھنے والا ہے بعض لوگ معراج بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں لیکن معراج کے خاص تحفہ نماز کے قریب نہیں جاتے حالانکہ جلسہ معراج النبی سنت یا مستحب ہے لیکن نماز پڑھنا فرض ہے اور فرائض کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور فرائض کی ادائیگی کے بعد نوافل کے ذریعہ مرتبہ ولایت حاصل ہوتا ہے۔

نماز سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے

حدیث (۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قالَ: قال رسولُ الله ﷺ: إِنَّ اللهَ تَعَالَی قَالَ: مَنْ عَادَی لِیْ وَلِیاً فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ أَحَبَّ إِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ إِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّی أُحِبَّهُ ، فَإِذَا اَحْبَبْتُهُ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهِ ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهِ ، وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِیْ لَأُعْطِیَنَّهُ ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِیْذَنَّهُ.

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا ہوں جن چیزوں کے ذریعے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں سب سے پسندیدہ چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری حدیث-۶۵۰۲-مشکوۃ حدیث-۲۲۶۶)

آتا ہے ہر طرف نظر نورِ خدا نماز میں

حدیث (۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

أَقْرَبُ ما يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم سجدہ میں بہ کثرت دعا کیا کرو۔

(مسلم حدیث ۴۸۲ مشکوۃ حدیث ۸۹۴)

Marfat.com

نماز سے نبی کریم ﷺ کا قرب ملتا ہے

حدیث(۳) عن ربیعة بن کعب الاسلمی رضی الله عنه قَالَ: کُنْتُ أَبِیْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَیْتُهُ بِوَ ضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِی: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ: ((أَوْ غَیْرَ ذٰلِکَ)) قُلْتُ: هُوَ ذَاکَ قَالَ: ((فَأَعِنِّی عَلَی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ)).

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور ضروریات لایا (دریائے رحمت جوش میں آیا) فرمایا ,,مانگ کیا مانگتا ہے،، میں نے عرض کی میں آپ سے جنت کی رفاقت مانگتا ہوں آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کچھ میں نے کہا مجھے یہی کافی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تو زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملے میں میری مدد کر۔

(مسلم حدیث-۴۸۹ ،مشکوۃ حدیث-۸۹۶)

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

رسول اللہ کا فرمانا ,,مانگ کیا مانگتا ہے،، اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کی ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں جتنا چاہیں (بشرط موافقت تقدیر) عطا کر دیں

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ ﷺ

حدیث(4) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قَالَ: قال رسولُ

Marfat.com

اللہ ﷺ: مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ .

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچیں اور نماز نہ پڑھنے پر مارو جب وہ دس سال کی عمر کو پہنچیں (اور اس عمر میں) ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کردو۔

(ابوداود حدیث 495 مشکوۃ حدیث 572)

کھول کے دیکھ چشمِ دل لطف ہے کیا نماز میں　　آتا ہے ہر طرف نظر نورِ خدا نماز میں

نماز کی اہمیت

باقی تمام فرائض زمین پر فرض ہوئے نماز عرش پر بلا کر فرض کی جس سے معلوم ہوا کہ نماز تمام عبادتوں سے افضل ہے اگر حضور ﷺ کی امت کے لئے نماز سے کوئی افضل تحفہ ہوتا تو رب تعالیٰ وہی دیتا باقی تمام احکام جبریل کے واسطہ سے فرض ہوئے لیکن نماز معراج کی رات بلا واسطہ عطا ہوئی اور پھر باقی ارکان ایسے ہیں جو امراء پر فرض ہیں غربا پر فرض نہیں مثلاً زکاۃ اور حج اور روزہ مسافر اور بیمار پر فرض نہیں لیکن نماز ہر حال میں فرض ہے چاہے آدمی غریب ہو یا امیر مسافر ہو یا مقیم خوف ہو یا امن بیمار ہو تندرست نماز کسی حالت میں بھی معاف نہیں۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز　　قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

روزے سال میں ایک مرتبہ زکاۃ سال میں ایک مرتبہ حج زندگی میں ایک بار لیکن نماز

Marfat.com

روزانہ اور وہ بھی پانچ مرتبہ معلوم ہوا کہ نماز رب تعالیٰ کو بہت پیاری ہے

تمام اعمال میں سے نماز رب تعالیٰ کو بہت پیاری ہے

حدیث(5) عن عبد الله رضی الله عنه قَالَ: سَألْتُ رسُول الله ﷺ أيُّ الأعْمَالُ أَحبُّ إلَى اللهِ؟ قَالَ: الصَّلاةُ عَلَى وَقْتِهَا، قُلْتُ ثُمَّ أيُّ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أيُّ قَالَ: ثُم الْجِهَادُ فی سَبِيْلِ اللهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے؟ ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، میں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے کہا پھر کونسا؟ فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

(مسلم حدیث 85 بخاری حدیث 527 مشکوۃ حدیث 568)

نماز میں بندہ رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے

حدیث(6) عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ: إذا قَامَ أحدُكُمْ إلَى الصَّلاةِ فلا يَبْصُقْ أمَامَهُ فَإنَّمَا يُنَاجِی اللهَ مَا دَامَ فِی مُصَلَّاهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ نمازی جب تک نماز میں رہتا ہے اپنے رب سے راز و نیاز کرتا رہتا ہے۔

(بخاری حدیث:416، مسلم حدیث:548 مشکوۃ حدیث:710)

Marfat.com

نمازی دنیا وآخرت میں کامیاب ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى.

بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔ اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

(سورۃ الاعلیٰ:۱۴-۱۵)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ.

بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

(سورہ المومنون:۱-۲)

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.

اے ایمان والو۔ رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں کامیابی ملے۔ (سورۃ الحج:۷۷)

حدیث(7) عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

إِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلَاتُهٗ فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزوجل انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر نماز

Marfat.com

صحیح ہوئی تو وہ کامیاب اور نجات پانے والا ہے اور اگر یہ درست نہ ہوئی تو وہ ناکام اور نقصان اٹھانے والا ہے۔ اگر فرض میں کچھ کمی رہ گئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا: کیا میرے بندے کے پاس کوئی نفل ہے؟ پھر اس سے فرض کی کمی پوری کی جائے گی۔ پھر تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔

(ترمذی حدیث ۴۱۳، مشکوۃ حدیث ۱۳۳۰)

نماز پڑھنے سے جنت واجب ہوجاتی ہے

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ☆ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ ☆ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ.

وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(سورہ المومنون: ۹-۱۱)

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ ☆ اُولٰٓئِکَ فِی جَنّٰتٍ مُّکْرَمُوْنَ.

وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کا جنتوں میں اعزاز واکرام ہوگا۔

(سورۃ المعارج آیت: ۳۴-۳۵)

حدیث (8) عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ قالَ: قال رسولُ اللہ ﷺ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَہٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلاً عَلَیْہِمَا بِقَلْبِہٖ وَوَجْھِہٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ.

Marfat.com

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑا ہو کر حضور قلب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(مسلم حدیث نمبر:۲۳۴ مشکوۃ حدیث ۲۸۸)

نمازی کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حدیث(9) عن ابی أمامة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:
إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلاةِ فُتِحَتْ لَهُ الْجِنَانُ وَكُشِفَتْ لَهُ الْحُجُبُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّه وَاسْتَقْبَلَهُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ مَالَمْ يَمْتَخِطْ اَوْ يَتَنَخَّعْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بندہ جب نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کے اور رب کے درمیان حجابات ہٹا دیئے جاتے ہیں اور حور عین اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک ناک نہ سنکے یا نہ کھنکارے۔

(رواہ الطبرانی الترغیب :126/1 بہارشریعت 5/3)

نماز جنت کی چابی ہے

حدیث(10) عن جابر رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:
مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلاةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلاةِ الطُّهُوْرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی وضوء ہے۔

Marfat.com

(احمد حدیث ۲۲۲۵۲، مشکوۃ حدیث ۲۹۴)

حدیث (11) عن أبی أمامة رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ حجۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمارہے تھے فرمایا: اپنے رب سے ڈرو پانچ نمازیں ادا کرو ایک مہینہ کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکاۃ ادا کرو اپنے حاکموں کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(ترمذی حدیث ۶۱۶، مشکوۃ حدیث ۵۷۱)

حدیث (12) عن أنس رضی الله عنه قال: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: اَلْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عورت جب پانچ نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے۔ داخل ہو جائے۔

(رواہ ابونعیم مشکوۃ حدیث 3254)

حدیث (13) عن عبد الله بن سلام رضی الله عنه قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ

Marfat.com

ﷺ المدينة فجئت في النّاس لانظر فلمّا تبيّنت وجهه عرفت انّ وجهه ليس بوجه كذّاب فكان أوّل شيء سمعته تكلّم به أن قال : يا أيّها النّاس أفشوا السّلام واطعموا الطّعام وصلوا الارحام وصلّوا باليل والنّاس نيامٌ تدخلوا الجنّة بسلام.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میں بھی لوگوں کے ساتھ آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا جب میں نے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی تو میں پہچان گیا کہ ایسا نورانی چہرہ جھوٹے کا نہیں ہوسکتا (آپ یقیناً اللہ کے سچے نبی ہیں) تو میں نے آپ کا پہلا کلام جو سنا وہ یہ تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگوں سلام پھیلاؤ کھانا کھلاؤ صلہ رحمی کرو رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں (یعنی نمازِ تہجد ادا کرو) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(ابن ماجۃ حدیث 3251، مشکوۃ حدیث 1907)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حدیث (14) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا قرأ ابن آدم السّجدة فسجد اعتزل الشّيطان يبكي يقول يا ويلي أمر ابن آدم بالسّجود فسجد فله الجنّة وأمرت بالسّجود فأبيت فلي النّار.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب ابن آدم سجدہ کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر

Marfat.com

روتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری خرابی ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا تو اس نے سجدہ کیا اس کے لئے جنت ہے اور مجھے بھی سجدہ کا حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لئے دوزخ ہے۔

(مسلم حدیث 81، مشکوۃ حدیث 895)

ذرا غور فرمائیں کہ شیطان نے صرف ایک مرتبہ اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تو اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر جنت سے نکال دیا گیا اور انسان کو کئی سو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نماز کا حکم دیا ہے تو جو نماز نہ پڑھے وہ روزانہ اللہ تعالیٰ کے کتنے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے روزانہ پانچ مرتبہ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف بلایا جاتا ہے ایک مہینہ میں ایک سو پچاس مرتبہ ایک سال میں 1825 ایک ہزار آٹھ سو پچیس مرتبہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد جس نے دس سال نماز نہیں پڑھی اس نے گویا 18250 اٹھارہ ہزار دو سو پچاس مرتبہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے

بے نماز کا حشر فرعون اور قارون کے ساتھ ہوگا

حدیث:15 عن عبداللہ بن عمرو رضی الله عنه عنِ النبی ﷺ انّهُ ذَکَرَ الصَّلاۃَ یَوْماً فقالَ : مَنْ حَافَظَ عَلَیْهَا کَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَنَجَاۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَمْ یُحَافِظْ عَلَیْهَا لَمْ یَکُنْ لَهُ نُوْرٌ ولا بُرْهَانٌ ولا نَجَاۃٌ وکانَ یومَ القیامۃِ مَعَ قارونَ وفرعونَ وهامانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلَفٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر کیا: ارشاد فرمایا: جو اس پر پابندی کرے گا نماز اس کے لئے قیامت کے دن روشنی دلیل اور نجات ہو جائے گی اور جو اس پر پابندی نہ کرے گا تو اس کے

Marfat.com

لئے نہ نور ہوگا نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ قیامت کے دن قارون فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

(احمد حدیث 6540، مشکوۃ حدیث 578)

بے نمازی کا حشر ان کافروں کے ساتھ ہوگا اور نمازی کا حشر انبیاء شہداء صالحین کے ساتھ ہوگا اس سے یہ لازم نہیں کہ بے نمازی کافر ہو جائے اور نمازی نبی بلکہ بے نماز کو قیامت میں ان کفار کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا جیسے کسی شریف آدمی کو ذلیل کے ساتھ بٹھا دینا اس کی ذلت ہے لہذا حدیث واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں خیال رہے کہ قیامت میں ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے دنیا میں محبت تھی۔ اور جس طرح کا وہ کام کرتا تھا بے نماز چونکہ کافروں کے سے کام کرتا ہے لہذا اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا نمازی نبیوں صدیقوں کی نقل کرتا ہے لہذا اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا اس لئے اچھوں کی نقل بھی اچھی بُروں کی نقل بھی بری۔

(مرأۃ 368/1)

نمازی کا حشر صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

حدیث:16 عن عمرو بن مُرَّةَ رضی الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النبی ﷺ فَقَالَ يارسُولَ اللهِ أرَأيتَ إنْ شَهِدْتُ اَنْ لاالٰهَ إلَّا اللهُ وَانَّكَ رَسُولُ اللهِ وَصَلَّيتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمسَ وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَقُمْتُهُ فَمِمَّنْ أنَا قَالَ: مِنَ الصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ.

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ

Marfat.com

میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ مجھے خبر دیجئے کہ اگر میں گواہی دوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور پانچ نمازیں ادا کروں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور رات کو قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں؟ ارشاد فرمایا: تو صدیقین اور شہداء میں سے ہے۔

(ترغیب وترہیب 64/2 بہار شریعت 81/5)

نمازی کے لئے جنت میں گھر تیار کیا جاتا ہے

حدیث(17) عن أم حبيبة رضى الله عنها قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَومٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ إِلَّا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو بندہ مسلمان روزانہ اللہ کے فرائض کے علاوہ بارہ رکعات ادا کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مسلم حدیث 728، مشکوۃ حدیث 1159)

یعنی بارہ رکعات سنت مؤکدہ ہیں جو حضور ﷺ ہمیشہ پڑھتے تھے جن کی تفصیل اس حدیث میں ہے۔ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعت فرضوں کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

(ترمذی حدیث 415)

مغرب کے بعد کی سنتیں

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔

(ترمذی حدیث435، مشکوۃ حدیث1173)

اس نماز کا نام اوابین ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ چھ رکعتیں مغرب کی سنتوں ونفلوں کے ساتھ ہیں۔ خیال رہے کہ ان جیسی احادیث فضائل میں ثواب عبادت مراد ہوتا ہے نہ کہ اصل عبادت لہذا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بار نماز اوابین پڑھ کر ۱۲ سال تک نماز سے بے پرواہ ہو جاؤ۔

(مرأۃ شرح مشکوۃ 226/2)

عشاء کی سنتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی عشاء کی نماز پڑھ کر میرے گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے چار یا چھ رکعات ادا کیں۔

(ابوداود حدیث 1303، مشکوۃ حدیث1175)

ایک روایت میں گھر میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ مسلم 730 لہذا کم از کم دو رکعت ضرور پڑھی جائیں۔

نمازی پر دوزخ کی آگ حرام کردی جاتی ہے

حدیث(18) عن أم حبيبة رضى الله عنها قَالَتْ قالَ رسُولُ اللهِ ﷺ:

Marfat.com

مَنْ حَافَظَ عَلٰى أَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس شخص نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات پر پابندی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیا۔

(ترمذی حدیث 428 مشکوۃ حدیث 1167)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن کے بیچ میں سلام نہ ہو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(ابوداود حدیث 1270، مشکوۃ حدیث 1168)

عصر کی سنتیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعات (سنتیں) ادا کیں۔

(ترمذی حدیث 430، مشکوۃ حدیث 1170)

عشاء اور فجر کی نماز باجماعت پر ساری رات عبادت کا ثواب

حدیث (19) عن عثمان بن عفان رضی الله عنه قَالَ: قال رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ.

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔

(مسلم حدیث 656، مشکوۃ حدیث 630)

نمازی کو فرض نماز کے لئے مسجد کی طرف جانے پر حج کا ثواب

حدیث (20) عن أبی أمامة رضی الله عنه قالَ: قال رسُولُ اللهِ ﷺ:
مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ إِلَى تَسْبِيحِ الضُّحَى لَايَنْصِبُهُ إِلَّا إِيَّاه فَأَجْرُهُ كَأَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وصَلاةٌ عَلَى إِثْرِ صَلاةٍ لَا لَغْوَ بَيْنَهُمَا كِتَابٌ فِي عِلِّيِّيْنَ ٠

حضرت ابوامامۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو فرض نماز کے لئے اپنے گھر سے وضو کر کے نکلے تو اس کا ثواب احرام باندھنے والے حاجی کی طرح ہے اور جو چاشت کی نماز کے لئے نکلے کہ یہ نماز ہی اسے نکالے تو اس کا ثواب عمرہ والے کی طرح ہے اور نماز کے بعد دوسری نماز جس کے درمیان کوئی بیہودہ بات نہ ہو اس کی عِلِّیِّیْن میں تحریر ہے۔

(ابوداود حدیث 558، مشکوۃ حدیث 728)

خیال رہے کہ چاشت کی نماز اور دیگر نوافل اگر چہ گھر میں افضل ہیں۔ لیکن اگر گھر کے مشاغل اور بچوں کے شور کی وجہ سے مسجد میں پڑھے۔ تو بھی بہتر ہیں یہاں یہ ہی مراد ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ چاشت کی نماز مسجد میں ہی افضل ہے۔ ان کی

Marfat.com

دلیل یہ حدیث ہے۔

عِلّیّیْن ساتویں آسمان کے اوپر دفتر ہے جہاں ابرار کے نیک اعمال لکھے جاتے ہیں چونکہ یہ اونچی جگہ واقع ہے اس لئے اس کو عِلّیّیْن کہتے ہیں۔

نماز اشراق ادا کرنے پر حج اور عمرہ کا ثواب

حدیث (21) عن انس رضی الله عنه قَالَ: قال رسُولُ اللهِ ﷺ: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِى جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ: قال رسُولُ اللهِ ﷺ: تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ ٥

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی پھر بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر اس نے دو رکعت نماز ادا کی تو اس کے لئے حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔ راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پورے کا، پورے کا، پورے کا۔

(ترمذی حدیث 586، مشکوۃ حدیث 971)

حج فرض ہے عمرہ سنت ایسے ہی نمازِ فجر فرض اور دو رکعتیں سنت اس لئے ان دونوں کو جمع کرنے میں حج اور عمرے کا ثواب ہے۔

تحیۃ الوضو ادا کرنے سے عالی مقامات حاصل ہوتے ہیں

حدیث (22) عن بريدة رضی الله عنه قَالَ: اَصْبَحَ رسُولُ اللهِ ﷺ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يا بلالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ ما دخلْتُ الجنة قَطُّ إِلَّا

Marfat.com

سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ اَمَامِی قَالَ بِلَالُ یَارَسُولَ اللهِ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ إلا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَمَا أَصَابَنِی حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَاوَرَاَیْتُ اِنَّ للهِ عَلَیَّ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِهِمَا •

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کہ تم کس وجہ سے جنت میں مجھ پر سبقت لے گئے میں جنت میں کبھی بھی داخل نہ ہوا مگر اپنے آگے تمہارے قدموں کی آواز سنی عرض کیا یارسول اللہ میں جب بھی اذان پڑھتا ہوں تو اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتا ہوں اور جب بھی بے وضو ہوتا ہوں فوراً وضو کرتا ہوں اور میں نے سمجھ رکھا تھا کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے دو رکعتیں لازمی ہیں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دو رکعتوں کے سبب تمہیں یہ مقام ملا ہے۔

(ترمذی حدیث 3689، مشکوٰۃ حدیث 1326)

اسی کی مثل حدیث بخاری اور مسلم شریف میں بھی ہے لیکن اس میں صرف تحیۃ الوضو کا ذکر ہے اذان کے بعد دو رکعتوں کا ذکر نہیں ہے۔

(بخاری حدیث 1149، مسلم حدیث 2458، مشکوٰۃ 1322)

اس حدیث سے اذان کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے اور باوضو رہنے اور وضو کے بعد نفل پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی نفلی عبادت کو واجب کی طرح ہمیشہ ادا کرے تو اس سے نفل حرام نہیں ہو جاتے جیسے اذان سے قبل اور بعد اور جمعہ کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھنا اور ہر نئی چیز بدعت نہیں ہوتی اور اپنے اجتہاد سے مقرر کی ہوئی بعض عبادات پر ثواب ملتا ہے بشرطیکہ اس سے کسی سنت

Marfat.com

کی مخالفت نہ ہوتی ہو یا حضور ﷺ نے اس سے منع نہ کیا ہو جیسے فرض نماز کے بعد اور سنتیں اور نوافل ادا کرنے کے بعد اجتماعی دعا مانگنا یا اجتماعی ذکر کرنا وغیرہ۔

نماز دخول جنت کا سبب ہے

حدیث (23) عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قَالَ: قُلْتُ يارسولَ اللهِ اَخبِرْنی بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِی عَنِ النَّارِ قَالَ: لَقَدْ سَالْتَنِی عَنْ عَظِيْمٍ وَانَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللهَ ولا تُشْرِکُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلاةَ وَتُؤْتِی الزَّكَاةَ وَتَصُوْمُ رَمضانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دور کردے تو ارشاد فرمایا: تو نے مجھ سے بہت بڑا سوال کیا ہے لیکن یہ اس کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ آسان کردے اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ' نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اور کعبہ کا حج کرو۔

(ترمذی حدیث 2616، مشکوۃ حدیث 29)

نماز سے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں

حدیث (24) عن أبی ذر رضی الله عنه اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ فَجَعَلَ ذٰلِکَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَقَالَ يا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْکَ يارَسُولَ اللهِ قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّی الصَّلاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا يَتَهَافَتُ هٰذَا

Marfat.com

الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سردی کے موسم میں باہر تشریف لے گئے جب پتے جھڑ رہے تھے تو حضور ﷺ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ لیں چنانچہ پتے جھڑنے لگے فرمایا اے ابوذر میں نے کہا حضور حاضر ہوں فرمایا: جب مسلمان بندہ اللہ کی رضا کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

(احمد حدیث 21046، مشکوۃ حدیث 576)

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں

حدیث:(25) عَنِ ابْنِ مسعودٍ رضی الله عنه اَنَّ رَجُلاً اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی ﴿اَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ يارسُولَ اللّٰهِ اَلِي هٰذَا؟ قَالَ :لِجَمِيْعِ اُمَّتِی کُلِّهِمْ .

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرد نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو یہ خبر دی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿ کہ دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں نماز قائم کرو نیکیاں گناہوں کو دور کرتی ہیں۔ اس نے کہا یارسول اللہ کیا یہ صرف میرے لئے ہے فرمایا: میری ساری امت کے لئے ہے۔

(بخاری حدیث 526، مسلم حدیث 2763، مشکوۃ حدیث 566)

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام خطائیں معاف کرانے کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اس آیت پر عمل کرتے ﴿اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوکر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ ان کی توبہ قبول کریگا اور ان پر رحم فرمائے گا۔﴾ سورۃ النساء 64)

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤ کہ ہے گواہ   پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا **العبرة بعموم الالفاظ لا بخصوص السبب۔**
یعنی اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ شان نزول کا مثلاً یہ آیت اس صحابی کے بارے میں اتری لیکن حکم اس کا عام ہے کوئی مسلمان کوئی گناہ صغیرہ کرے اس کی نمازیں وغیرہ معافی کا ذریعہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اجنبیہ سے خلوت اور بوس وکنار گناہ صغیرہ ہے ہاں یہ جرم بار بار کرنے سے کبیرہ بن جائے گا کیوں کہ صغیرہ پر دوام کبیرہ ہے اور یہ جان کر بوس وکنار کرنا یا گانے سننا یا غیر اسلامی فلمیں دیکھنا کہ نماز سے معاف کرالیں گے کفر ہے کہ یہ اللہ پر امن ہے یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اتفاقاً ایسا معاملہ کر بیٹھے پھر شرمندہ ہو کر توبہ کرے لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں ان حرکتوں کی اجازت دے دی گئی۔

نماز روزہ سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں

حدیث (26) **عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:**
اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمْعَةُ اِلَی الْجُمْعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کہ پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان کے گناہ مٹانے والی ہیں جب کبیرہ گناہوں سے بچارہے۔

(مسلم حدیث 233، مشکوۃ حدیث 564)

یعنی نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے صغائر کا اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا تو کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔
خیال رہے گناہ کبیرہ جیسے کفر و شرک زنا چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ معاف نہ ہوں گے خیال رہے کہ جو اعمال گنہگاروں کی معافی کا ذریعہ ہیں وہ نیکوں کاروں کی بلندی ء درجات کا ذریعہ ہیں۔ رب تعالی فرماتا ہے۔﴿ اِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ ماتُنْهَوْنَ عنه نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيْمًا ﴾

(سورۃ النساء آیت ۳۱)

سنت کے مطابق نماز ادا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حدیث (27) عن عثمان رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُوْلُ: مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلاةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ يُؤْتَ كَبِيْرَةً وَذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

Marfat.com

سنا: جس مسلمان نے بھی فرض نماز کا وقت پایا، اچھی طرح وضو کیا پھر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھی، تو وہ نماز اس کے پچھلے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ جب تک کہ وہ کوئی کبیرہ گناہ نہ کرے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

(مسلم حدیث 228، مشکوۃ حدیث 286)

نمازوں سے گناہ اس طرح دور ہوتے ہیں جس طرح نہانے سے بدن کی میل کچیل دور ہوتی ہے

حدیث (28) عن أبی هریرة رضی الله عنه قالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

اَرَاَیْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ مِنْهُ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ یَبْقَی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ ؟ قَالُوْا لا یَبْقَی مِنْ دَرَنِهٖ شَیْءٌ قال: فَذٰلِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُوا اللهُ بِهِنَّ الْخَطَایَا .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بتاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے کیا اس پر کچھ میل رہے گا لوگوں نے عرض کیا بالکل میل نہ رہے گا فرمایا یہ پانچ نمازوں کی مثال ہے کہ اللہ ان کی برکت سے گناہ مٹاتا ہے۔

(مسلم حدیث: 667 بخاری حدیث: 528 مشکوۃ حدیث: 565)

چالیس دن با جماعت نماز پڑھنے والا آگ اور نفاق سے بری ہے

حدیث (29) عن أنس رضی الله عنه قالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

مَنْ صَلّٰی لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِی جَمَاعَةٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَةَ الْاُوْلٰی کُتِبَتْ لَهٗ

Marfat.com

بَرَاءَ تَانِ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ کے لئے چالیس روز باجماعت نماز پڑھے کہ پہلی تکبیر پاتا رہے تو اسکے لئے دو پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں ایک پروانہ آگ سے آزادی کا اور دوسرا نفاق سے آزادی کا۔

(ترمذی حدیث 241، مشکوۃ حدیث 1144)

یعنی اس عمل کی برکت سے یہ شخص دنیا میں منافقین کے اعمال سے محفوظ رہے گا اسے اخلاص نصیب ہوگا قبر و آخرت میں عذاب سے نجات پائے گا۔

نماز کے لئے مسجد کے طرف چلنے پر ہر قدم پر گناہ مٹتے ہیں

حدیث (30) عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اپنے گھر سے وضو کر کے اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چلا تا کہ اللہ کی فرائض میں سے کوئی فرض ادا کرے تو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک گناہ معاف ہوگا اور دوسرے سے ایک درجہ بلند ہوگا۔

(مسلم حدیث 666)

Marfat.com

نماز کے لئے مسجد کی طرف چلنے ہر قدم پر گناہ مٹتے ہیں

حدیث (31) عن أبی هريرة رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:
اَلا اَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُولَ اللهِ قَالَ إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ خطائیں مٹادے اور درجے بلند کردے لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تکلیف کے وقت مکمل وضو کرنا' مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا تمہارے لئے یہی رباط ہے تمہارے لئے یہی رباط ہے

(مسلم حدیث 251، مشکوۃ حدیث 282)

رباط کے لغوی معنیٰ ہے گھوڑا پالنا اصطلاح میں جہاد کی تیاری کرنا یا سرحدِ اسلام پر رہ کر کفار کے مقابلے میں ڈٹے رہنا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں مورچے سنبھالنا ظاہری رباط ہے اور مذکورہ بالا اعمال باطنی رباط یعنی نفس اور شیطان کے مقابل حدودِ ایمان کی حفاظت۔

رکوع وسجود صحیح ادا کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بخشش کا وعدہ

حدیث (32) عن عبادةَ بن الصَّامِتِ رضی الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ الله ﷺ يَقُوْلُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللهُ تعالٰى مَنْ اَحْسَنَ

Marfat.com

وُضُوْءَ هُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْدٌ اَنْ يَغْفِرَلَهُ وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللهِ عَهْد إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کیں جوان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں صحیح وقت پر ادا کرے اور ان کا رکوع وخشوع پورا کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ نہیں اگر چاہے اسے بخشے اور اگر چاہے اسے عذاب دے۔

(ابوداود حدیث 425، مشکوۃ حدیث 570)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے نمازی کافر نہیں اور ترکِ نماز کفر نہیں کیونکہ کفر کی بخشش نہیں ہوتی۔

نماز سے ہر جائز حاجت پوری اور ہر غم وپریشانی دور ہوتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

حدیث(33) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ إِنَّ اللهِ مَعَ الصَّابِرِيْنَ.

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

(سورہ بقرۃ آیت:153)

عن عبدِ اللهِ بنِ ابِی اَوْفَی رضی الله عنه قَالَ: قال رسولُ الله ﷺ:

Marfat.com

مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللهِ حَاجَةٌ أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لْيُثْنِ عَلَى اللهِ وَلْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جس کو اللہ سے یا کسی انسان سے حاجت ہو تو وہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے پھر اللہ کی حمد کرے اور نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر کہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلم والا ہے کرم والا ہے' اللہ پاک ہے بڑے عرش کا مالک ہے' سب تعریفیں جہانوں کے مالک اللہ کی ہیں' الٰہی میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری بخشش کے اعمال اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں میرا کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی غم بغیر دور کئے نہ چھوڑ اور میری کوئی حاجت نہ چھوڑ جو تیری رضا کا باعث ہے مگر اسے پورا کردے اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔

(ترمذی حدیث 479، مشکوۃ حدیث 1327)

خیال رہے کہ حاجت روا اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن بعض حاجتیں براہِ راست اس سے مانگی جاتی ہیں اور بعض کسی مخلوق کے ذریعے سے اس سے معلوم ہوا کہ بعض بندے حاجت روا ہوتے ہیں اور مجازی حاجت روا مان کر مشکل کشائی کے لئے ان کے پاس جانا

Marfat.com

شرک نہیں مرقاۃ نے فرمایا حاجت سے مراد دینی دنیاوی ساری حاجتیں ہیں۔
(مراۃ المناجیح از مفتی احمد یار خاں صاحب رحمہ اللہ جلد۲/۳۰۴)

نماز مشکل کشائی کا ذریعہ اور سبب ہے

حدیث(34) عن عثمانَ بنِ حُنَيفٍ رضیَ الله عنہ قال: اِنَّ رَجُلًا ضَرِیْرَ البَصرِ أتی النَّبیَّ ﷺ فقالَ: ادْعُ اللهَ اَنْ یُعافِیَنی فقالَ: إنْ شِئْتَ دَعَوْتُ وإنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَیْرٌ لَکَ فقالَ: ادْعُهْ فَامَرَهُ اَنْ یَتَوَضَّأَ فَیُحْسِنَ وُضُوْءَهُ وَیُصَلِّی رکعتَیْنِ ویَدْعُوَ بِهٰذا الدُّعاءِ اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یا مُحمدُ اِنّی قَدْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فی حَاجَتِی هٰذِهِ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ
قال عثمان فَرَجَعَ فَکُشِفَ لَهُ عَنْ بَصَرِهِ.

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کیا۔ حضور اللہ سے دعا کریں۔ کہ وہ مجھے آرام دے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کرے اور یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ وہ بولا: حضور رب سے دعا کر دیں۔ راوی کہتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے اسے حکم دیا۔ کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعات نماز ادا کرے اور یہ دعا مانگے الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور تیری طرف تیرے رحمت والے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اور اے محمد ﷺ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں تا کہ وہ میری یہ حاجت پوری کر دے الٰہی میرے بارے میں ان کی یہ شفاعت قبول

Marfat.com

فرما۔حضرت عثمان فرماتے ہیں۔ جب وہ صحابی یہ عمل کر کے واپس آیا۔تو اس کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔

(ابن ماجۃ 1385 ترمذی 3578 احمد 16790 السنن الکبری حدیث 10496 ترغیب وترہیب حدیث 1018 باب فی صلاۃ الحاجۃ مشکوۃ 2495)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز سے مشکلیں دور ہوتی ہیں۔ دوسرا یہ ثابت ہوا کہ رب کی کوئی نعمت بغیر وسیلہ نہیں ملتی اور صحابہ کرام مشکل حل کرانے کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو نداء کرنا اور نعرہ رسالت لگانا جائز ہے اور اللہ کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ بعداز وصال بھی جائز ہے کیونکہ منع پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

نماز حوادثات سے بچاتی ہے

حدیث(35) عن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ:قال رسولُ اللہ ﷺ:

إِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِکَ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ یَمْنَعَانِکَ مِنْ مَخْرَجِ السُّوْءِ وَإِذَا دَخَلْتَ إِلٰی مَنْزِلِکَ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ یَمْنَعَانِکَ مِنْ مَدْخَلِ السُّوْءِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تو اپنے گھر سے باہر جائے تو دو رکعت نماز ادا کر یہ دو رکعات تمہیں برے خروج سے بچائیں گی (یعنی ہر قسم کی آفات کو تم سے دور کریں گی)

Marfat.com

اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو دو رکعت نماز ادا کر یہ دو رکعات تمہیں گھر میں بُرے داخلہ سے بچائیں گی۔

(رواہ البزارفی مسندہ 81 سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ البانی حدیث 1323)

حقیقتاً آفات اور مشکلات سے بچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ یہاں پر اس حدیث میں آفات سے بچانے کی نسبت نماز کی طرف کی گئی ہے۔ کیونکہ وہ سبب ہے اس کو نسبت مجازی کہتے ہیں۔ اسی طرح کسی اللہ کے ولی یا نبی کو مشکل دور کرنے والا مشکل کشا یا دافع البلا کہا جائے۔ تو وہ بھی اس حدیث کی رو سے بالکل جائز ہوگا۔ شرک یا بدعت ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کو بھی مجازی طور پر مشکل کشا کہا جاتا ہے۔ وہ بھی مشکل دور کرنے کا سبب ہوتے ہیں۔ ان کی دعا سے بلائیں دور ہوتی ہیں۔ رزق ملتا ہے۔

جو لوگ مسلمانوں کو بغیر سوچے سمجھے مشرک کہتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں وہ قرآن وحدیث میں غور نہیں کرتے قرآن وحدیث میں اس کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (زمین اگاتی ہے)۔

(سورہ بقرہ آیت: 61)

حالانکہ اگانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے یہاں اگانے کی نسبت زمیں کی طرف کی گئی ہے جو ایک عام مخلوق ہے اور اللہ کے نبی ﷺ تو افضل مخلوق ہیں جب اللہ کے کاموں کی نسبت ایک عام مخلوق کی طرف کرنا جائز ہے تو اللہ کے ولی اور نبی کی طرف بھی مجازی نسبت کرنا جائز ہے۔

اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کو کہا (میں تمہیں ستھرا بیٹا دینے آیا ہوں) (سورہ مریم آیت: 19) حالانکہ بیٹا دینا اللہ کا کام ہے فرشتے معصوم ہوتے

Marfat.com

ہیں وہ شرک و بدعت سے پاک ہوتے ہیں اگر اللہ کے کاموں کی نسبت اپنی طرف کرنا شرک ہوتا تو جبریل علیہ السلام یہ کلمہ کبھی نہ کہتے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی مدد اللہ کی مدد ہوتی ہے ان کا مشکل دور کرنا اللہ کا مشکل دور کرنا ہے لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ والے اللہ کے حکم سے بندوں کے حاجت روا مشکل کشا ہوتے ہیں بلکہ ان کے جسم کے ساتھ جو کپڑا لگ جائے وہ بھی دافع البلاء مشکل کشا ہو جاتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام فرماتے ہیں: میری یہ قمیص لے جاؤ اور اسے میرے ابا جان کے چہرے پر ڈال دینا ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

(سورہ یوسف آیت:93)

نماز کے وقت بینائی لوٹ آتی

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نابینا ہونے کی وجہ ایک لڑکے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور جب بھی نماز کا وقت ہوتا وہ آپ کا عصا تھام کر مسجد لے آتا اور آپ کو قبلہ کی جانب کھڑا کر دیتا اور آپ باجماعت نماز ادا فرماتے۔ایک دن نماز کے وقت وہ لڑکا نہ آیا تو آپ نے اسے آواز دی۔لیکن وہ موجود نہ تھا۔آپ نے شوقِ نماز میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا'' اے میرے مالک! یہ نابینا ہونا مجھے قیامت میں کہیں رسوا نہ کر دے۔مولا مجھے رسوائی سے بچالے'' یہ دعا کرنا تھا کہ فوراً آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں آپ خوشی خوشی مسجد کی طرف نماز کے لئے روانہ ہو گئے اور حسبِ معمول آپ نے باجماعت نماز ادا کی۔

پھر ہمیشہ آپ کا یہ معمول ہو گیا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کی آنکھیں روشن ہو

Marfat.com

جاتیں اور جب نماز ختم کر کے گھر پہنچتے تو آپ کی آنکھوں کی روشنی چلی جاتی اور آپ نابینا ہو جاتے۔

(شواہد النبوت' فیضانِ سنت ص1005)

نماز کی استعانت سے ایک اللہ کا بندہ ذلت و رسوائی سے بچ گیا

حدیث(36) عن أبی هريرة رضی الله عنه قالَ:قال رسولُ الله ﷺ:
كـانَ جُـرَيْجٌ رَجُلًا عَابِدًا فَاتَّخذَ صَوْمَعَةً فكانَ فِيهَا فَاتَتْهُ اُمُّهُ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَالَتْ يا جُرَيْجُ فَقَالَ يارَبِّ اُمِّيْ وصَلاتِي فَاَقْبَلَ عَلَى صَلاتِهِ فَانصَرفَتْ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يا جُرَيْجُ فَقَالَ يا رَبِّ اُمِّيْ وصَلاتِي فَاَقْبَلَ عَلَى صَلاتِهِ فَانْصَرفَتْ فَلَمَّا كانَ مِنَ الْغدِ اَتَتْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقَالَتْ يا جُرَيْجُ فَقَالَ اَىْ رَبِّ اُمِّيْ وصَلاتِي فَاَقْبَلَ عَلَى صَلاتِهِ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لاتُمِتْهُ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُوْ إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَعِبَادَتَهُ وَكَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ مِنْ حُسْنِهَا فَقَالَتْ: إِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّهُ لَكُمْ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَاَتَتْ رَاعِياً كَانَ يَاوِيْ إِلَى صَوْمَعَتِهِ فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهُ فَقَالَ: مَا شَأْنُكُمْ؟ قَالُوْا زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ فَقَالَ: أَيْنَ الصَّبِيُّ فَجَاءُوْا بِهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ حَتَّى اُصَلِّيَ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ وَقَالَ يا غُلامُ مَنْ اَبُوْكَ قَالَ فُلانُ

Marfat.com

الرَّاعِي فَاَقْبَلُوْا عَلَى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهُ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ وَقَالُوْا نَبْنِيْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوْا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جریج ایک عبادت گذار شخص تھا' اس نے ایک معبد بنایا جس وقت وہ معبد میں نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی والدہ آئی اور کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا، اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی' دوسرے دن پھر وہ اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا' اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز پڑھتا رہا اور اس کی ماں واپس چلی گئی' اگلے روز ماں پھر اس وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا اس کہا اے جریج! اس نے (دل میں) کہا' اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف میری نماز ہے' پھر وہ نماز میں مصروف رہا' اس کی ماں نے کہا:

اے اللہ! جب تک یہ فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اس پر موت طاری نہ کرنا' بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کا بہت چرچا کرتے تھے' بنو اسرائیل میں ایک بدکارہ عورت تھی جس کا حسن ضرب المثل تھا اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں' وہ عورت جریج کے پاس گئی' جریج نے اس کی طرف توجہ نہیں کی' ایک چرواہا جریج کے معبد میں رہتا تھا' اس عورت نے اس چرواہے کو اپنے نفس کی دعوت دی 'چرواہے نے اس سے اپنی خواہش پوری کی' وہ عورت حاملہ ہو گئی' جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس نے کہا یہ جریج کا بچہ ہے لوگ آئے انہوں نے جریج کو معبد سے اتارا

Marfat.com

اور معبد کو گرادیا' لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کیا' جریج نے پوچھا تمہارے اس ہنگامے کا کیا سبب ہے' لوگوں نے کہا تم نے اس بدکارہ عورت سے زنا کیا ہے' اور تم سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے' جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے جریج نے کہا ٹھہرو مجھے نماز پڑھنے دو اس نے نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر بچہ کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی چبھو کر کہا اے بچہ تیرا باپ کون ہے؟

اس نے کہا فلاں چرواہا پھر لوگ جریج کی طرف مڑے اس کو بوسہ دینے لگے اور حصولِ برکت کے لئے اس کو چھونے لگے اور کہا ہم آپ کے لئے سونے کا معبد بنا دیتے ہیں جریج نے کہا نہیں تم اسی طرح مٹی کا بنادو۔

(مسلم حدیث 2550، بخاری حدیث 3436)

اس سے معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت نماز پڑھنے سے بڑی سے بڑی مشکل دور ہو جاتی ہے اور مصیبت کے وقت صبر اور نماز سے مدد چاہنا انبیاء اور اولیاء کرام کا طریقہ ہے۔

لیکن اس کے برعکس ہم پر اگر کوئی مصیبت نازل ہو تو بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اگر پہلے نماز پڑھتے بھی ہوں تو چھوڑ بیٹھتے ہیں

اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے ان کے کہنے پر دودھ پیتا بچہ بول پڑا

کرامت کی تعریف

جو کام عام لوگوں کی طاقت اور عادت کے خلاف ہو اس کا اللہ کے ولی سے بغیر دعویٰ نبوت کے ظہور ہو اس کو کرامت کہتے ہیں بعض اوقات اولیاء اللہ کی کرامات ان کی طلب اور اختیار سے واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت جریج کا یہ واقعہ، اور حضرت آصف

Marfat.com

بن برخیاء کا تخت بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کر دینا اور کبھی اولیاء اللہ کی طلب اور اختیار کے بغیر کرامات واقع ہوتی ہیں جیسے حضرت مریم کے پاس بے موسمی پھلوں کا آنا یہی حال معجزات کا ہے۔

بے نماز اللہ کی امان میں خلل ڈالنے والا ہے

حدیث(37) عن جُنْدُبٍ رضی الله عنه اَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَلّٰی صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِی ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ فَاِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَیْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰی وَجْهِهٖ فِی نَارِ جَهَنَّمَ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی۔ وہ اللہ کی امان میں ہے۔ پس کوئی شخص اللہ کی امان میں خلل نہ ڈالے۔ جس نے اللہ کی امان میں خلل ڈالا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔

(مسلم حدیث 657، مشکوۃ حدیث 627)

یعنی فجر کی نماز پڑھنے والا اللہ کی امان میں ایسا ہوتا ہے جیسے ڈیوٹی کا سپاہی حکومت کی امان میں کہ اس کی بے حرمتی حکومت کا مقابلہ ہے ایسا نہ ہو کہ تم نمازی کو ستاؤ اور قیامت میں سلطنتِ الٰہیہ کے باغی بن کر پکڑے جاؤ۔

تارک الصلاۃ کا حکم

ارشاد ربانی ہے فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا.

Marfat.com

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔

(سورہ مریم آیت نمبر:59)

فِی جَنَّاتٍ یَتَسَاءَ لُوْنَ ☆عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ☆ مَاسَلَکَکُمْ فِی سَقَرٍ☆ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ

اہل جنت مجرموں سے سوال کرتے ہیں تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔

(سورہ المدثر: آیت نمبر43-40)

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ☆خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ.

جس دن ایک ساق کھولی جائے گی (جس کے معنیٰ اللہ ہی جانتا ہے) اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کرسکیں گے☆ نیچی نگاہیں کئے ہوئے ان پر ذلت چڑھ رہی ہوگی اور بیشک وہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے جب وہ تندرست تھے۔

(سورہ القلم: آیت نمبر42-41)

بے نماز کے کان میں شیطان پیشاب کرجاتا ہے

حدیث(38) عن عبدالله رضی الله عنه قَالَ: ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِیْلَ مَازَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلَاةِ فَقَالَ: بَالَ الشَّیْطَانُ فِی اُذُنِهٖ.

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا آپ سے عرض کیا گیا وہ صبح تک سوتا رہا نماز کے لئے نہ اٹھا آپ نے فرمایا: شیطان نے اس شخص کے کان میں پیشاب کر دیا۔

(بخاری حدیث 1144، مسلم حدیث 774، مشکوۃ حدیث 1221)

یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے صبح کو نہ جاگیں اور رات کو دیر تک جاگتے رہیں اور صبح کی نماز کو قضا کرنا اپنی عادت بنالیں

اور اس حدیث میں کسی منافق کا ذکر ہے کیونکہ عشاء اور فجر نمازیں ان پر بھاری ہیں اس حدیث سے کوئی صحابی مراد نہیں کیونکہ تمام صحابہ نماز کے عاشق تھے ان کی راتیں عبادت میں اور دن جہاد میں گذرتے تھے۔

دانستہ نماز چھوڑنے والے سے اللہ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے

حدیث (39) عن معاذ رضی الله عنه قَالَ: اَوْصَانِي رَسُولُ الله ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لاتُشْرِكْ باللهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ ولا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَإِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ ولا تَتْرُكَنَّ صَلاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس باتوں کی وصیت فرمائی ارشاد فرمایا: رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانو اگرچہ مار دیئے جاؤ یا جلا دیئے جاؤ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اپنے گھر

Marfat.com

باراور مال سے نکل جانے کا حکم کریں ،فرض نماز عمداً ہرگز نہ چھوڑو کیونکہ جوکوئی دانستہ نماز چھوڑ دے اس سے اللہ کا ذمہ وضمان جاتا رہا۔

(احمد حدیث 21570،مشکوۃ حدیث 61)

یعنی بے نماز اللہ کی امن میں نہیں رہتا۔نماز کی برکت سے انسان دنیا میں آفتوں سے مرتے وقت خرابی خاتمہ سے قبر میں فیل ہونے سے حشر میں مصیبتوں سے بفضلہٖ تعالیٰ امن میں رہتا ہے۔

بے نماز کی قبر میں سزا

حدیث (40) عن سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی الله عنه اَنَّ رسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ: إِنَّهُ اَتَانِی اللَّيْلَةَ آتِيَانِ ، وَإِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِی، وَإِنَّهُمَا قَالَا لِی انْطَلِقْ وَإِنِّیْ انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا،وَإِنَّا اَتَيْنَا عَلٰی رَجُلٍ مُضْطَجِعٌ وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ، وَإِذَا هُوَ يَهْوِیْ بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهٖ فَيَثْلَغُ رَأْسَهُ فَيَتَدَهْدَهُ الْحَجَرُ هَا هُنَا فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰی يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهٖ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰی قُلْتُ لَهُمَا سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا هٰذَانِ قَالَا لِی فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفِضُهُ وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ.

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ رات میرے پاس دوفرشتے آئے انہوں نے مجھے اُٹھایا اور کہا چلیے ، میں ان کے ساتھ چل دیا تو ہم ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اس کے

Marfat.com

پاس پتھر لئے کھڑا تھا وہ اس کے سر پر مارتا جس سے وہ پھٹ جاتا چنانچہ پتھر وہاں سے لڑھک کر دور چلا جاتا ہے تو وہ پتھر کے پیچھے جاتا ہے وہ اسے لے کر واپس نہیں آتا کہ اتنی دیر میں اس کا سر درست ہو جاتا ہے۔ پھر واپس لوٹ کر وہ اسی طرح کرتا ہے جیسے اس نے پہلی دفعہ کیا تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ شخص تھا جس نے قرآن پڑھا لیکن عمل نہیں کیا اور فرض کے وقت سویا رہا۔

(بخاری حدیث 7047، مسلم حدیث 2275، مشکوۃ حدیث 4621)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو سر اللہ کے لئے نہ جھکے وہ قبر میں کچلا جائے گا اور یہ سزا اس کو قیامت تک ملتی رہے گی وہ قرآن پڑھا ہوا تھا اتنی بڑی نعمت اسے عطا ہوئی تھی جس کا اس نے شکر ادا نہ کیا جس کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی۔

سونے والے رب کو سجدہ کر کے سو   کیا خبر اٹھے یا نہ اٹھے صبح کو

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

طہارت کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔یا ایھا الذین آمنو الا تقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاریٰ حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا وان کنتم مرضی او علیٰ سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء

(پ ۵ نساء نمبر ۴۳)

یعنی اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ جب تک اتنا ہوش نہ ہو۔ کہ جو کہو اسے سمجھو۔ اور ناپاکی کی حالت میں بے نہائے۔ مگر سفر میں۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو۔ (تو جب تک مکمل طہارت یعنی وضو یا غسل نہ کرلو۔ نماز نے نزدیک نہ جاؤ۔ اور اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کرلو) اس آیہ جلیلہ سے بالتصریح ثابت ہو گیا کہ جب تک انسان طہارت شرعی حاصل نہ کرلے۔ وہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ بلکہ فقہاء نے تو نماز کو معمولی جان کر بے وضو یا بغیر طہارت کاملہ کے نماز پڑھنے والے کو کافر کہا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ پہلے چند مسائل طہارت سمجھ لیے جائیں۔

طہارت کی اہمیت

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الطھور شطر الایمان۔

(مسلم نمبر ۱ صفحہ ۱۱۹)

یعنی طہارت ایمان کا حصہ ہے۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے الطھور نصف

Marfat.com

الایمان۔یعنی طہارت نصف ایمان ہے۔

(ترمذی جلد اصفحہ)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا لا تقبل صلوة بغير طهور.

(مسلم جلد اصفحہ ۱۱۹، ترمذی جلد اصفحہ ۲۶، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہ)

یعنی طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لا تقبل صلوة من احدث حتى يتوضا .

(بخاری جلد اصفحہ ۲۵، مسلم جلد اصفحہ ۱۱۹)

یعنی جب کسی آدمی کا وضو ٹوٹ جائے تو جب تک وہ پھر وضو نہ کرلے۔ اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے مفتاح الصلوٰة الطهور.

(ترمذی جلد اصفحہ ۲۷، ابن ماجہ صفحہ ۲۴، دارمی صفحہ ۱۱۴ وغیرہ)

یعنی نماز کی چابی طہارت ہے، یعنی طہارت کاملہ ہوگی تو نماز پڑھی جا سکے گی۔

بیت الخلاء کے آداب

بیت الخلاء جانے کی دعا

جناب رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جانے لگتے، تو یہ دعا پڑھتے تھے.

اللهم انى اعوذبک من الخبث والخبائث .

(بخاری جلد اصفحہ ۲۶، مسلم، ترمذی جلد اصفحہ ۳)

یعنی اے اللہ میں شیطانوں اور بھوت پریوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

Marfat.com

بیت الخلاء میں کیسے داخل ہوں

جب بیت الخلاء میں داخل ہونے لگیں، تو پہلے بایاں پاؤں اندر رکھیں اور یہ دعا پڑھیں

کپڑا کب اٹھائیں

نیز آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تک زمین کے نزدیک نہ ہو جاتے آپ ﷺ کپڑے کو نہ اٹھاتے تھے۔ عبارت اس طرح ہے۔ کان النبی ﷺ اذا اراد الحاجة لم یرفع ثوبه حتی یدنو من الارض۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۲۸، ابوداؤد جلد اصفحہ ۳، دارمی وغیرہ)

سوراخ میں پیشاب نہ کریں

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لا یبولن احدکم فی جحر

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۵، نسائی وغیرہ)

یعنی تم میں سے کوئی بھی کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ (ہوسکتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی موذی جانور ہو اور وہ باہر نکل کر آپ کو کوئی نقصان پہنچائے)۔

قبلہ کی طرف منہ یا پشت نہ کریں

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

اذا اتی احد کم الغائط فلا یستقبل القبلة ولا یولها ظهره

(بخاری جلد اصفحہ ۲۶، مسلم جلد اصفحہ ۱۳۱ وغیرہ)

یعنی قضائے حاجت سے فارغ ہوتے وقت (یا نہاتے وقت یعنی برہنہ حالت میں بھی

Marfat.com

بھی) نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور نہ پشت کر کے۔لہٰذا عریانی کی حالت میں پاکستان میں شمال یا جنوب کی طرف یا کسی دو سمتوں کے درمیان منہ کر کے بیٹھیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

عوام الناس میں یہ جو مشہور ہے کہ شمال (پہاڑ یا دکھن) کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا یا نہانا یا اس طرف ٹانگیں پسار کر لیٹنا یا اس طرف چارپائی کی پائنتی نہ کرنا چاہیے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ورنہ پھر کوئی شخص بھی کبھی بھی پیشاب یا غسل وغیرہ نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ مشرق اور مغرب کی طرف (پاکستان میں) عریانی کی حالت میں منہ کرنے سے جناب رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔ شمال اور جنوب کی طرف منہ یا پشت کرنے سے لوگ منع کر دیں تو پھر آخر پیشاب یا غسل کرنے والا منہ کدھر کرے؟

(فتاوی رضویہ شریف)

زمین سے ذرا بلند ہو کر بیٹھیں

اور سنت طریقہ یہ ہے کہ زمین سے ذرا بلند ہو کر بیٹھا جائے۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے دو اینٹوں پر بیٹھے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ فقال عبداللہ ابن عمر . فرایت رسول اللہ ﷺ علی لبنتین .. لحاجته

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۳ وغیرہ)

تاکہ پیشاب وغیرہ کی چھینٹوں سے بچا جا سکے۔ کیونکہ پیشاب کے چھینٹوں سے جسم اور کپڑے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

عذاب قبر کا ایک سبب

اور یہ عذاب قبر کا باعث بھی ہے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ان میں سے ایک چغل خور تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک ایک تازہ شاخ دونوں قبروں پر رکھ دی اور فرمایا انشاء اللہ جب تک یہ شاخیں خشک نہیں ہوں گی (ان کے ذکر کی وجہ سے) ان قبروں والوں کے عذاب میں کمی ہوگی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ اما احد هما فكان لا يستتر من البول واما الآخر فكان يمشي بالنميمة لعله يخفف عنهما مالم ييبسا

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۵، ۱۸۱، جلد نمبر ۲ صفحہ ۸۹۴، ۹۱۷،
مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۴۱، جلد ۲ صفحہ ۴۱۸)

قبروں کے پاس تلاوت قرآن مفید ہے

شارح مسلم امام نووی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے تحت علماء قبر کے پاس قرآن پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں۔ کیونکہ جب ایک ٹہنی کی تسبیح سے عذاب قبر میں کمی واقع ہوتی ہے تو ایک مومن کے قرآن پڑھنے سے بدرجہ اولیٰ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ عبارت کے الفاظ ہیں۔ استحب العلماء قراءة القرآن عند القبر لهذالحديث لانه اذا كان يرجى التخفيف تسبيح الجريد فبتلاوة القرآن اولى۔

(نووی شرح مسلم علی مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

Marfat.com

حضور ﷺ کا علم غیب شریف

بخاری اور مسلم کی اس متفق علیہ روایت سے جہاں پیشاب کی چھینٹوں کا عذاب قبر کا باعث بننا معلوم ہوا وہاں اس صحیح حدیث سے حضور ﷺ کا علم شریف بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ نیز آپ ﷺ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انہیں کس گناہ کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔ نیز بخاری اور مسلم کی اس روایت سے قبرستان میں قرآن پاک پڑھنے کا جواز بھی معلوم ہوا۔ اور اس کا مفید ہونا بھی ثابت ہوا

ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرو

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ **لا یبلو لن احد کم فی الماء الدائم۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۸ وغیرہ)

یعنی تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ **لاتبل قائما**

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴)

یعنی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرنا۔ البتہ بیمار آدمی **فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ** کے تحت جس طرح آسانی محسوس کرے کر سکتا ہے اس پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا **من الجفاء ان یبول الرجل قائما۔**

Marfat.com

یعنی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم کی بات ہے۔

(مسند بزار)

قربان جائیں مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سینکڑوں برس پہلے جو ارشاد فرمایا تھا آج کے اس سائنسی دور میں ماہرین اربوں روپے خرچ کر کے اس نظریہ تک پہنچ سکے ہیں۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ کھڑے پانی میں تعفن پیدا ہو کر جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور پانی کے جراثیموں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس طرف سے پانی آ رہا ہو اس طرف تیرتے ہیں۔ لہٰذا اگر پانی میں پیشاب کیا جائے گا تو یہ جراثیم اس کے لئے طرح طرح کی بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

الله اکبر و نشهد ان محمد ارسول الله

کسی بھی پانی میں پیشاب نہ کریں

بلکہ آپ ﷺ نے تو مطلقا پانی میں یعنی چلتے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے روایت کے الفاظ ہیں نهی رسول الله ﷺ ان یبال فی الماء الجاری۔

(مجمع الزوائد جلد اصفحہ ۲۰۴)

سایہ یا راستہ پر پیشاب نہ کرنا

نیز آپ ﷺ نے سایہ کی جگہ یا راستے پر پیشاب پاخانہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے روایت کے الفاظ ہیں ان رسول الله ﷺ قال اتقوا للعانین ... الذی یتخلی فی طریق الناس اوظلهم

(مسلم جلد اصفحہ ۱۳۲)

Marfat.com

دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کرنا

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ لا یمسکن احد کم ذکرہ بیمینہ وھو یبول ولا یتمسح من الخلاء بیمینہ

(بخاری جلد اصفحہ ۲۶، مسلم جلد اصفحہ ۱۳۱، ابوداؤد)

یعنی داہنے ہاتھ سے شرم گاہ کو نہ چھونا چاہیے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے۔

طہارت کے بعد ہاتھوں کو مل کر دھونا

نیز آپ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ جب آپ طہارت سے فارغ ہو جاتے تو مٹی پر (یا صابن سے) ہاتھ مل کر صاف کرتے تھے پھر دھوتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں

۔ کان النبی ﷺ فاستنجی ثم مسح یدہ علی الارض ثم فتوضأ .

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۷، نسائی، مسلم جلد اصفحہ ۱۴۷)

مجبوری میں برتن میں پیشاب کرنا

نیز سردی کی شدت یا بیماری کی وجہ سے کمرے کے اندر ہی کسی برتن میں بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے خود ایسا کیا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان للنبی ﷺ قدح من عید ان تحت سریرہ یبول فیہ باللیل ۔

(ابوداؤد، نسائی وغیرہ)

عورتیں عورتوں سے بھی پردہ کریں

آج کل یہ مرض بھی عام ہو گیا ہے کہ عورتیں عورتوں سے پردہ نہیں کرتیں حالانکہ حضور

Marfat.com

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

لا ینظر الرجل الی عورة الرجل ولا المرأة الی عورة المرأة

(مسلم جلد اصفحہ ۱۵۱ ابن ماجہ)

کہ نہ کوئی مرد کسی مرد کو بے پردہ دیکھے اور نہ ہی کوئی عورت کسی عورت کو بے پردہ دیکھے۔ معلوم ہوا کہ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق عورت سے بھی عورت کا پردہ ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔

برہنہ حالت میں بات چیت نہ کرنا

نیز حضور ﷺ نے برہنہ حالت میں بات چیت کرنے کے متعلق فرمایا ہے۔

فان اللہ یمقت علی ذالک ۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۳، ابن ماجہ صفحہ ۲۹، مستدرک جلد ا صفحہ ۱۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۱۱۴)

پانی سے طہارت کرنا

فرمان خداوندی۔ ویحب المتطھرین (بقرہ نمبر ۲۲۲) کے مطابق اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ بات تو یہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد پانی سے بھی طہارت کی جائے۔ اور حضور ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ اکثر پانی سے ہی استنجا فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

عن ابن عباس ان النبی ﷺ دخل الخلاء فوضعت له وضوء قال من وضع هذا فاخبر فقال اللهم فقهه فی الدین ۔

Marfat.com

(بخاری جلد اصفحہ ۲۶، مسلم جلد اصفحہ ۱۳۲ او غیرہ)

طاق ڈھیلوں سے طہارت

لیکن کسی جگہ پانی موجود نہ ہو تو پھر ڈھیلوں ہی سے طہارت حاصل کی جائے۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ، نسائی جلد اصفحہ ، دارمی صفحہ)

اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ڈھیلے طاق ہوں یعنی تین یا پانچ جتنوں سے طہارت تامہ حاصل ہو سکے۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ من الستجمر فلیوتر

(بخاری جلد اصفحہ ۲۸، مسلم جلد اصفحہ ۱۲۴، ابوداؤد جلد اصفحہ ۶ وغیرہ)

گوبر اور ہڈی سے استنجا منع

نیز آپ ﷺ نے گوبر اور ہڈی سے طہارت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے۔

ھذا رکس

(بخاری جلد اصفحہ ۲۷، مسلم جلد اصفحہ ۱۳۰، ابوداؤد جلد اصفحہ ۶)

یعنی یہ تو خود ناپاک ہے کسی اور کو کس طرح پاک کر سکتا ہے۔

افضل طریقہ

بہتر تو یہ ہے کہ پہلے طاق ڈھیلوں سے طہارت حاصل کی جائے پھر پانی سے استنجا کر لیا جائے اور جب قضائے حاجت سے فارغ ہو جائیں تو طہارت وغیرہ کر لینے کے بعد کپڑے درست کر کے اٹھیں۔

بیت الخلاء سے باہر نکلنا

Marfat.com

بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر رکھیں اور باہر نکل کر کہیں غفرانک پھر کہیں الحمد لله الذی اذهب عنی الاذاء وعافانی۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۳، ابن ماجہ صفحہ ۲۶ وغیرہ)

لکھائی والی انگوٹھی یا کاغذ بیت الخلاء میں لے کر نہ جانا

اگر جیب میں کوئی ایسا کاغذ ہو جس پر قرآن پاک، احادیث یا کچھ ادعیہ ماثورہ لکھی ہوں یا کوئی ایسی انگوٹھی، بیج یا تعویز ہو جس پر کچھ لکھا ہوا ہو تو بیت الخلاء میں جاتے وقت یہ چیزیں باہر نکال کر رکھ دینی چاہییں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۱۱۲ (ابوداؤد جلد اصفحہ ۴، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

پہلے قضائے حاجت پھر نماز

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اذا اراد احدكم الغائط واقيمت الصلوٰة فليبد ابه

(ابن ماجہ وغیرہ)

یعنی جماعت کھڑی ہو جائے اور تمہیں قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو۔ پھر بعد طہارت کاملہ کے نماز پڑھ لو۔

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

غسل کا بیان

ارشاد خداوندی ہے۔وان کنتم جنبا فاطھروا .

(مائدہ ٦)

یعنی اگر ناپاک ہو جاؤ تو غسل کر لیا کرو۔

سو کر اٹھے اور تری دیکھے تو؟

غسل کئی وجہ سے فرض ہوتا ہے .مثلا سئل النبی ﷺ عن الرجل یجدا لبلل ولا یذکر احتلاما قال یغتبل

(ترمذی جلد ا صفحہ ١٦، ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ٧٨)

جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔آقا ایک آدمی سو کر اٹھے اور اپنے کپڑوں میں تری دیکھے حالانکہ اسے خواب یاد نہیں ہے۔وہ کیا کرے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ غسل کرے۔یعنی جب مادہ حیات قصدا یا احتلاما خارج ہو تو غسل فرض ہوگا۔

نیز آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اذا فضحت الماء فاغتسل .

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ٢٧، مسند احمد جلد ا صفحہ ١٢٥)

یعنی غسل تب فرض ہوگا جب مادہ حیات کا اخراج شہوت کے ساتھ ہو۔

میت کو غسل دینا

میت کو غسل دینا بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ جنبی کے لئے غسل کرنا واجب ہے۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ١٦٢)

Marfat.com

قطرہ آنے پر وضو ہے غسل نہیں

اگر بیماری کی وجہ سے قطرہ آئے تو اس پر غسل نہیں ہے بلکہ فرمایا

توضا واغسل ذکری

(بخاری جلد ا صفحہ ۴۱، مسلم جلد ا صفحہ ۱۴۳، ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۹۲

ترمذی جلد ا صفحہ ۴۱، بیہقی جلد افحہ ۱۱۵، طحاوی جلد ا صفحہ ۴۰ وغیرہ)

یعنی وہ صرف استنجا کر کے وضو کرلے۔

دخول ہی سے غسل فرض

نیز فرمایا۔ **اذا جلس بین شعبھا الاربع ثم جھد ھا فقد وجب الغسل۔**

(بخاری ا صفحہ ۴۳، مسلم ا صفحہ ۱۵۶، ترمذی ا صفحہ ۴۲، موطا امام مالک صفحہ ۲۹ وغیرہ)

وفی حدیث مطبر و ان لم ینزل

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۶)

یعنی جب مرد وعورت صحبت کریں تو انزال ہو یا نہ ہو صرف دخول سے ہی دونوں پر غسل فرض ہو جائے گا۔

نیز ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روایت کے الفاظ ہیں۔

اذا التقی الختانان (وتوارت الحشفة) فقد وجب الغسل۔

(ابن ماجہ صفحہ ۴۵)

ترمذی شریف میں یہ الفاظ ہیں۔ **اذا جاوز الختان الختان وجب الغسل**

(ترمذی شریف جلد ا صفحہ ۱۶)

Marfat.com

یعنی مرد کی ختنے والی جگہ (حشفہ) عورت کے ختنہ والی جگہ (فرج داخل) سے تجاوز کر کے غائب ہو جائے تو دونوں پر ہی غسل واجب ہو جائے گا۔ اگر چہ انزال نہ ہو۔

ایام مخصوصہ سے طہارت پر غسل فرض

اسی طرح عورت پر ایام مخصوصہ کے بعد غسل فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

یسئلونک عن المحیض ... حتی یطھرن۔

(بقرہ آیت نمبر ۲۲۲)

حائضہ اور جنبی مسجد میں نہ جائیں

حائضہ عورت اور جنبی شخص مسجد میں نہیں جا سکتا

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۰، ابن ماجہ صفحہ ۴۷، بخاری جلد ا صفحہ ۴۴، مسلم جلد ا صفحہ ۳۸۹)

حائضہ اور جنبی قرآن کو ہاتھ نہ لگائیں

نیز یہ لوگ قرآن مجید کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون.

(سورۃ واقعہ آیت ۷۹)

نیز جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ اقرؤ و القرآن ما لم یصب احدکم جنابۃ . فان اصابہ فلا و لا حرفا واحد۔

یعنی ناپاک مرد و عورت قرآن پاک کا ایک حرف بھی نہیں پڑھ سکتا۔

نیز امام ابونعیم اصبہانی حلیۃ الاولیاء میں نقل فرماتے ہیں۔

Marfat.com

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **لا یقرء الجنب القرآن۔**

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۶۲، نیز مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۴۸۵، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۲۷۶)

یعنی ناپاک شخص قرآن پاک کی کچھ بھی تلاوت نہ کرے۔

بلکہ ناپاکی کی حالت میں قرآن پاک زبانی بھی نہیں پڑھ سکتے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۵، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ وغیرہ)

ایام مخصوصہ میں عورت کو نماز معاف، روزوں کی قضا

البتہ ان ایام میں عورت کو نماز معاف ہے۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

کان یصیبنا ذالک فتومر بقضاء الصوم ولا تومر بقضاء الصلوٰۃ

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۶، عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۳۳۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۳
مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۱۷۵، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۵ وغیرہ)

یعنی جب ہم اس حالت میں ہوتیں تو حضور ﷺ بعد میں ہمیں ان ایام کی نمازوں کی قضا کا حکم نہ فرماتے تھے البتہ روزوں کی قضا کا حکم فرماتے تھے۔

استحاضہ کا حکم

اگر بیماری کی وجہ سے مخصوص ایام کے بعد بھی خون جاری رہے جسے استحاضہ کہتے ہیں تو پھر حکم یہ ہے۔ **ان تغتسل فقال ھذا عرق فکانت تغتسل لکل صلوٰۃ**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ)

یعنی فرمایا کہ استحاضہ ایک رگ کا خون ہے یہ حیض نہیں ہے لہٰذا اس بیماری میں نماز

Marfat.com

معاف نہیں ہے بلکہ غسل کر اور نماز پڑھ۔ چنانچہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش (ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کی بہن) ہر نماز کیلئے غسل فرمایا کرتی تھیں۔ ماہواری کے ایام گزر جانے کے بعد ایک دفعہ غسل کر کے پھر ہر نماز کے لئے تازہ وضو کر لینا ہی کافی ہوتا ہے جیسا کہ آگے حدیث آ رہی ہے۔

نفاس ختم ہو جانے پر غسل لازم

نیز زچگی میں بھی جب نفاس کا خون آنا بند ہو جائے تو غسل کرنا فرض ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

اذا مضی للنفساء سبع ثم رات الطهر فلتغسل و التصل۔

(مستدرک جلد ۱ صفحہ ۱۷۶، کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۴۵ وغیرہ)

یعنی پیدائش کے سات دن بعد بھی اگر عورت دیکھے کہ وہ پاک ہوگئی ہے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ یعنی نفاس میں ایام کی کوئی قید نہیں ہے جب بھی پاک ہو جائے غسل کر کے نماز پڑھے۔

مستحاضہ کا حکم

اسی طرح ایک عورت کو ماہواری آئی اور سوکھ نہیں رہی تو وہ اپنی سابقہ عادت کے مطابق ماہواری کے دن شمار کرے اور ان ایام میں نماز نہ پڑھے پھر غسل کرے اور نماز شروع کر دے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

دعی الصلوٰۃ قدر الایام التی کنت تحیضین فیها ثم اغتسلی و صلی.

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۷، کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۴۴، ترمذی جلد ۱

Marfat.com

صفحہ ۴۴، ابو داؤد جلد ا صفحہ ۳۷، نسائی جلد ا صفحہ ٦۵، آثار السنن صفحہ ۲۹، موطا امام مالک صفحہ ۴۷، دارمی صفحہ ۱٦۵ وغیرہ)

یعنی سابقہ عادت کے ایام میں نماز نہ پڑھے پھر غسل کر کے نماز شروع کر دے اگر چہ خون بند نہ ہو۔ غسل ایک ہی مرتبہ ہوگا بعد میں ہر نماز کے لئے صرف وضو ہی کرنا ہوگا۔

غسل جنابت کا طریقہ

غسل کے تین فرض ہیں

(۱) منہ بھر کر کلی کرنا، (۲) ناک میں پانی چڑھانا، (۳) سارے بدن پر پانی بہانا۔

غسل جنابت کا طریقہ اس طرح ہے۔

قالت میمونة وضعت للنبی صلی الله علیه وسلم غسلا فسترته بثوب وصب علی یدیه فغسلهما ثم صب بیمینه علی شماله فغسل فرجه فضرب بیده الارض فمسحها ثم غسلها فمضمض واستنشق وغسل وجهه وزراعیه ثم صب علی راسه و افاض علی جسده ثم تخی فغسل قدمیه (فیغسل فرجه ثم یتوضا وضوء للصلوة

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۴۷، بخاری جلد ا صفحہ ۳۹)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے پھر آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے استنجا کیا پھر ہاتھوں کو زمین پر رگڑا پھر انہیں دھویا پھر آپ ﷺ نے کلی کی۔ پھر ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا اور بازو دھوئے (دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ نے استنجا کیا پھر پورا وضو فرمایا) پھر سر پر پانی

Marfat.com

ڈالتے (ثم تخلل بیدہ شعرہ (بخاری) پھر بالوں میں انگلیوں سے خلال کرتے اور اپنے گھنے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچاتے۔ پھر پورے جسم پر پانی بہاتے تھے۔ پھر وہاں سے ایک طرف ہو کر پاؤں مبارک دھو لیتے تھے۔ کیونکہ پاؤں مبارک میں پانی جمع ہو جاتا تھا۔ اور اگر غسل کے دوران کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول جائیں تو غسل کے بعد فوراً کلی یا ناک میں پانی ڈال لیں۔ اور اگر اس سے پہلے نماز بھی پڑھ چکے ہوں تو وہ نماز بھی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۱۶ وغیرہ)

غسل جنابت سے پہلے پیشاب بھی کر لینا چاہیے تاکہ اگر کوئی مادہ رکا ہوا ہو تو وہ بھی خارج ہو جائے تاکہ غسل کر لینے کے بعد وہ پھر نکل کر وضو کے ٹوٹنے کا سبب نہ بن جائے۔ حکمت کے لحاظ سے بھی غسل جنابت سے پہلے پیشاب کر لینا اعضاء بول کی صفائی اور آلات بول کی کئی بیماریوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہوتا ہے۔

غسل دائیں طرف سے شروع کرنا

باقی تمام کاموں کی طرح غسل بھی دائیں طرف سے ہی شروع کرنا چاہیے۔

جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

اذا اصاب احدانا جنابة .... تاخذ بيدها على شقها الايمن وبيدها الاخرى على شقها الايسر

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۱ وغیرہ)

یعنی پورے جسم پر پانی ڈالتے وقت ہم پہلے دائیں طرف کے جسم کو دھوئیں پھر بائیں

Marfat.com

طرف کو۔

ہر بال کے نیچے جنابت

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تحت کل شعرة جنابة۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶، عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۲۶۲، جوہر النقی جلد ۱ صفحہ ۱۷۸)

کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔لہٰذا خوب اچھی طرح مل کر غسل کرنا چاہیے۔

کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔من ترک موضع شعرة من جنابة لم یصبها الماء فعل بها کذا و کذا من النار.

(دارمی صفحہ ۱۵۷، بیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۷۵، ابن ماجہ ۴۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۳۳)

یعنی غسل جنابت میں جس شخص کی ایک بال برابر جگہ بھی دھلنے سے چھوٹ گئی۔اسے آگ کا عذاب کیا جائے گا۔

یعنی جتنی جگہ خشک رہ جائے گی اتنی جگہ کو دوزخ کی آگ میں جلایا جائے گا۔اس لئے پوری کوشش اور توجہ کے ساتھ غسل کیا جائے۔جہاں جہاں (مثلاً جوڑوں میں) پانی نہ پہنچ سکنے کا خدشہ ہو وہاں اعضاء کو کھول کر پانی پہنچایا جائے۔نیز اگر کانٹے، انگوٹھی یا چھلہ وغیرہ پہنا ہو تو اسے ہلا جلا کر اس کے نیچے بھی پانی پہنچائیں۔

ناخن پالش اتار کر غسل کریں

اگر ناخن پالش لگی ہو تو وہ اتار کر غسل کریں ورنہ غسل اور وضو نہ ہو سکے گا کیونکہ ناخن پالش ناخن کے اوپر ایک پردے اور خول کی طرح ہوتی ہے لہٰذا اس کے نیچے کی جلد دھلنے سے رہ جاتی ہے۔اس طرح ہزار بار نہانے سے بھی آدمی ناپاک ہی رہتا ہے۔

Marfat.com

غسل والے وضو سے نماز جائز

غسل جنابت میں چونکہ ارکان وضو بھی ادا ہو جاتے ہیں لہٰذا غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اسی غسل والے وضو ہی سے نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **ان النبی ﷺ کان لا یتوضا بعد الغسل ۔**

(ترمذی جلد اصفحہ ۱۶، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نیز امام حاکم، امام ذہبی اور امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے)

نبی کریم ﷺ غسل کرنے کے بعد دوبارہ وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔

جمعہ کے دن غسل

جمعہ کے دن بھی غسل کرنا مسنون ہے، جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

اذا جاء احد کم الجمعة فلیغتسل .

(بخاری جلد اصفحہ ، مسلم جلد اصفحہ)

یعنی جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے تو چاہیے کہ وہ پہلے غسل کر لے۔

میت کو غسل دینے والے کا غسل

میت کو غسل دینے کے بعد بھی غسل دینے والے کو غسل کر لینا مستحب ہے۔

من غسل میتا فلیغتسل

(بیہقی جلد اصفحہ ۳۰۶، ترمذی جلد اصفحہ ، نسائی جلد اصفحہ ، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ اور ابن حزم اور ابن حبان نے اس روایت کو صحیح کہا ہے)

Marfat.com

نومسلم کا غسل

جب کوئی غیر مسلم خدا کے فضل سے مسلمان ہونا چاہے تو چاہیے کہ وہ بھی پہلے پانی میں بیری کے پتے جوش دے کر اس پانی سے غسل کرے۔

جیسا کہ حضور ﷺ نے نومسلموں کو غسل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۲۸۳، مسند امام احمد طبرانی کبیر نسائی جلد ۱، ابوداؤد، امام نووی نے اس حدیث کو حسن اور امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے)

مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے غسل

اور مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے بھی غسل کر لینا چاہیے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۱۰ وغیرہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

تیمّم کا بیان

فرمان خداوندی ہے کہ وان کنتم مرضی اوعلی سفر او جاء احد منکم من الغائط اولمستم النساء فلم تجدو اماء فتیمموا صعیدا طیبا فامسحو ابو جوھکم وایدکم منه.

(مائدہ نمبر 6اور نساء نمبر 43میں۔منه۔کے بغیر)

یعنی اگر تم بیمار ہو(جس میں وضو یا غسل بیماری کا سبب بنتا ہو)یا تم سفر پر ہو(کہ نماز کا وقت جا رہا ہو اور نزدیک پانی نہ ہو)یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہوا۔یا تم عورتوں سے مباشرت تامہ کرو اور تمہیں(وضو یا غسل کیلئے)پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو(اور اس کا طریقہ یہ ہے)

پس تم اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں پر اس کو مل لو۔

تیمّم سے مراد

تیمّم کے معنی لغت میں تو مطلق کسی چیز کے قصد کرنے کے ہیں لیکن شریعت کی اصطلاح میں شرعی عذر کی بنا پر وضو یا غسل کے بدل میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی یا اس چیز کا جو مٹی کے قائم مقام ہو یعنی مٹی کی جنس سے ہو جیسے پتھر چونہ وغیرہ کا قصد کرنا اور اس پر ہاتھ مار کر پہلے چہرہ پر وضو والی جگہ پر ہاتھ پھیرنا اور پھر دوبارہ پاک مٹی پر ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر اور دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر وضو والی جگہ تک ہاتھ پھیرنا۔تیمّم کہلاتا ہے۔

Marfat.com

تیمّم وضو اور غسل کا بدل

جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے۔ الصعید الطیب وضوء المسلم

(ابوداؤد نمبر 1 صفحہ 48، نسائی نمبر 1 صفحہ 36)

یعنی پاک مٹی مسلمان کی طہارت کا ذریعہ ہے۔

حضور ﷺ کے صدقہ سے تمام زمین پاک

یہ اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر بطفیل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہی کرم ہوا ہے۔ ورنہ پہلی امتوں کے لئے تمام زمین پاک نہیں تھی۔

چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ جعلت لی الارض مسجد او طھورا

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹ وغیرہ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنا دیا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محسنۂ امت

امت محمدیہ پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طفیل قیامت تک کیلئے یہ آسانی فرمادی کہ کسی مسلمان کو وضو یا غسل کی ضرورت ہو اور اسے نزدیک نزدیک پانی نہ مل سکے۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مدینہ طیبہ سے دو میل کے فاصلے پر تیمّم کر کے نماز پڑھی تھی۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۲۲۹، موطا امام مالک صفحہ ۴۱

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

Marfat.com

یا پانی تو موجود ہو لیکن کوئی عذر شرعی مانع ہو۔ مثلاً معذور کو پانی پکڑانے والا کوئی نہیں۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸)

یا اتنی شدید سردی ہے کہ غسل سے بیماری کا یقین ہے

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۷۸، مسند امام احمد، ابوداؤد)

یا مسافری میں تھوڑا سا پانی ہے اور پیاس بھی ہو اور نزدیک پانی ملنے کا امکان بھی نہ ہو تو وہ پانی پی لے اور تیمّم کر کے نماز ادا کر لے۔ یا کسی زخم وغیرہ سے بیماری بڑھنے کا خوف ہو۔

(مصنف عبد الرزاق جلد ۱ صفحہ ۲۲۳، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۴۹، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، دارمی صفحہ ۱۵۹، ابن ماجہ، مستدرک امام حاکم، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۷۷ وغیرہ)

نماز جنازہ کے لئے تیمّم

اگر جنازہ اچانک آ جائے اور وضو کا وقت نہ ہو (یا نماز جنازہ پڑھا جا رہا ہے اور کوئی شخص بعد میں آئے) تو اگرچہ پانی موجود بھی ہو تو بھی تیمّم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

(جوہر النقی جلد ۱ صفحہ ۲۳۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ صفحہ ۱۲۲، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۶۴ وغیرہ)

تو پاک مٹی یا مٹی کی جنس کی کوئی اور چیز ہو۔ تو اس سے تیمّم کر کے نماز ادا کر لی جائے۔
نماز جنازہ کے لئے کیا گیا یہ مذکورہ بالا تیمّم۔ اس سے اور کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

Marfat.com

تیمّم کی مدت

جب تک وہ شرعی عذر ختم نہ ہو جائے معذور تیمّم ہی کرتا رہے گا۔ اگر چہ کتنی ہی مدت گزر جائے جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان رحمت نشان ہے۔

الصعيد الطيب وضوء المسلم و ان لم يجد الماء عشر سنين .

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۳۶، مسند امام احمد، ترمذی وغیرہ)

یعنی پاک مٹی مسلمان کے لئے پاک کرنے والی ہے۔ اگر چہ پانی نہ ملنا (یا کوئی بھی عذر شرعی) دس سال تک بھی قائم رہے تو بھی تیمّم پر گزارہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر نماز پڑھ لینے کے بعد عذر ختم ہو جائے یا پانی مل جائے تو وہ پہلے تیمّم سے پڑھی ہوئی نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸، مصنف عبد الرزاق جلد ۲ صفحہ ۲۲۹، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)

نواقض تیمّم

اور تیمّم بھی ان ہی چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔ جن سے وضو ٹوٹتا ہے۔

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں۔ **يجزيه التيمم مالم يحدث**

(بخاری ج ۱ صفحہ ۴۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ صفحہ ۱۶۰، مصنف عبد الرزاق جلد ۴ صفحہ ۲۱۵)

کہ جب تک آدمی کا وضو نہ ٹوٹے اس کا تیمّم صحیح رہے گا۔

تیمّم کا طریقہ

Marfat.com

تیمّم کے لئے دوضربیں

اور تیمّم کا طریقہ اس حدیث میں بھی بیان ہوا ہے ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوکر آرہے تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو سلام کیا

''فضرب الحائط بیده ضربة فمسح بها وجهه ثم ضرب اخرى فمسح بها ذراعيه الى مرفقين ثم رد على سلام الرجل۔

(دارقطنی جلد اصفحہ ۱۷۷، بیہقی جلد اصفحہ ۲۰۷

بلوغ المرام صفحہ ۲۱، ابوداؤد جلد اصفحہ ۴۷)

آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک دیوار پر مارا اور چہرے پر پھیر لیا پھر آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا ہاتھ دیوار پر مارا اور کہنیوں تک بازوؤں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر سلام کا جواب دیا امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(دارقطنی جلد اصفحہ ۱۸۱)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

التيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين۔

(دارقطنی جلد اصفحہ ۱۸۱، ۱۸۰، بیہقی جلد اصفحہ ۲۰۷، مستدرک حاکم جلد ا صفحہ ۱۷۹، موطا امام مالک صفحہ ۹۱، جامع المسانید جلد اصفحہ ۲۳۳)

یعنی تیمّم میں دوضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لئے۔ اور ایک ضرب کہنیوں سمیت بازوؤں کے لئے۔

Marfat.com

امام دار قطنی فرماتے ہیں حضرت جابر والی روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حضور ﷺ کے سامنے صحابہ کی تیمّم کے لئے دو ضربیں

جناب عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت اس طرح منقول ہے۔

حین تیمم وامع رسول الله ﷺ فامر المسلمین فضربوا باکفهم التراب ولم یقبضو امن التراب شیاء فمستو ابو جوههم مسحة واحدة ثم عادوا فضربوا باکفهم الصعید مرة اخری فمسحوا بایدیهم۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۴۲)

جناب عمار سے اس مسئلہ پر ایک روایت مسند امام جلد ۴ صفحہ ۳۵۸ پر بھی موجود ہے۔یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام تیمّم دو ضربوں ہی سے کیا کرتے تھے ایک دفعہ چہرہ کیلئے اور دوسری مرتبہ (کہنیوں سمیت) ہاتھوں کے لئے ۔

ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۴۵ پر بھی یہ روایت موجود ہے

نیز امام ابوداؤد نے متعدد اسناد سے آگے چل کر اسی صفحہ پر اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے

اور امام ترمذی نے بھی اپنی جامع میں جلد ا صفحہ ۲۱ پر جناب عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، جناب ابراہیم، امام حسن بصری، جناب سفیان ثوری، امام مالک، ابن مبارک اور امام شافعی سے ایسا ہی منقول فرمایا ہے

اور شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ جناب اسلع تمیمی کو غسل کی حاجت ہوئی تو آپ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی تو جبریل امین حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ دو ضربوں کے ساتھ تیمّم کرلو ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب

Marfat.com

بازوؤں کے لئے۔

نیز آپ نے جناب حسن بصری سے بھی تیمّم میں دوضربیں ہی بیان فرمائی ہیں۔

(شرح معانی الآثار جلد۱صفحہ ۱۱۴)

اکثر محدثین اور اکابرین کا فیصلہ

امام نووی فرماتے ہیں۔ ہمارا مذہب اور اکثر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ تیمّم میں دو ضربیں لگائی جائیں گی۔ایک چہرے کے لئے اور ایک بازوؤں کے لئے اور جناب علی المرتضٰے ، جناب عبداللہ بن عمر، جناب حسن بصری، جناب شعبی ، جناب سالم بن عبداللہ بن عمر جناب سفیان ثوری، جناب امام مالک اور جناب (امام اعظم) ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین بھی اسی بات کے قائل وفاعل ہیں۔

(نووی شرح مسلم جلد۱صفحہ ۱۶۰)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس مسئلہ پر مفصل بحث فرمانے کے بعد لکھتے ہیں ۔''چنانکہ ظاہر شدہ کہ قول بضربتین ارجح واقوی است''۔یعنی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ تیمّم میں دوضربوں کا قول ہی زیادہ راجح اور قوی ہے۔اور دوضربہ تیمّم سنت ہے نیز فرمایا کہ یکفیک کا لفظ بھی یہ واضح کرتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو حضرت عمار کو ایک ضرب مار کر بتایا تھا اس سے آپ ﷺ کا تیمّم کی پوری کیفیت بیان کرنا مقصد نہیں تھا بلکہ مقصود صرف یہ تھا کہ تیمّم میں اس طرح مٹی پر ہاتھ مار لینا ہی کافی ہے مٹی پر لوٹنا اور تمام جسم پر مٹی ملنا ضروری نہیں ہے

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ جلد۱صفحہ ۲۸۳،ملخصا حجۃ اللہ البالغہ جلد۱صفحہ ۱۸۵)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود بھی تیمّم میں دو ضربیں ہی لگاتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۱۵۸، شرح معانی الاثار جلد اصفحہ ۱۴۴)

اشبہ بالقرآن تیمّم دوضربہ ہے

محدثین و محققین کا یہ طریقہ ہے کہ جب احادیث کا آپس میں تعارض ہو۔ تو احادیث اشبہ بالقرآن کو ترجیح دیتے ہیں۔ تو اس مسئلہ میں بھی تیمّم کو وضو پر قیاس کریں گے ۔کیونکہ وضو اصل ہے اور تیمّم اس کا خلیفہ اور قرآن مجید میں تیمّم کی آیت مجمل ہے اور وضو کی آیت مفصل۔ لہٰذا آیت وضو سے استنباط کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وضو میں منہ اور بازوؤں کے لئے علیحدہ علیحدہ پانی لینے کا حکم فرمایا ہے ایک ہی دفعہ پانی لے کر اس سے منہ اور بازوؤں کو نہیں دھویا جا سکتا اسی طرح تیمّم کے لئے اشبہ بالقرآن یہی طریقہ اصوب ہوگا کہ منہ اور بازوؤں کا مسح کرنے کیلئے علیحدہ علیحدہ مٹی لی جائے۔

تیمّم کے لئے نیت ضروری ہے

انما الاعمال بالنیات اور لکل امری ٔ مانوی کے مطابق تیمّم کے لئے بھی نیت کرنا ضروری ہے۔ اور جس چیز کے لئے تیمّم کرنا ہو اس کی نیت کرنا ہوگی۔

اگر وضو اور غسل دونوں کی حاجت ہے تو دونوں کی نیت سے ایک ہی تیمّم کافی ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

وضو کا بیان

ارشاد خداوندی ہے۔ یاایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو ابرؤوسکم وارجلکم الی الکعبین۔ (مائدہ آیت نمبر ۶)

یعنی اے ایمان والو جب کھڑے ہونے لگو تم نماز کے لئے تو دھوؤ اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو تم اپنے سروں کا اور دھوؤ اپنے پاؤں ٹخنوں تک۔

فرائض وضو

اس آیۂ جلیلہ میں اللہ تعالیٰ نے چار باتوں کا حکم فرمایا ہے۔

(۱) چہرے کو دھونا۔ اور چہرے کی حد اوپر سے بالوں کی پیدائش کی جگہ سے شروع ہو کر ٹھوڑی کے نیچے شاہ رگ تک اور دونوں کانوں کے درمیان کا تمام چہرہ ہے۔

(۲) کہنیوں سمیت تمام بازوؤں کا دھونا۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

انہیں فرائض وضو کہا جاتا ہے۔

جن اعضاء کے دھونے کا حکم کیا گیا ہے ان میں سے اگر کوئی بھی عضو یا عضو کا کچھ بھی حصہ دھلنے سے رہ گیا تو وضو نہیں ہوگا۔

وضو کے بغیر نماز نامقبول

Marfat.com

ویسے تو وضو کے متعلق بہت سی حدیثیں مروی ہیں لیکن اختصار کے پیش نظر چند احادیث پیش کرتا ہوں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لاتقبل صلوة من احدث حتی یتوضأ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۵، ترمذی جلد ا صفحہ ۲۶، مسلم جلد ا صفحہ ۱۱۹)

یعنی بغیر وضو کے نماز قبول نہیں ہوتی۔

وضو سے گناہ معاف

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لا یتوضأ رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوة الاغفر اللہ له مابینه وبین الصلوة التی تلیها .

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۱)

یعنی جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر اچھی طرح نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس نماز اور اس سے پہلے پڑھی جانے والی نماز کے درمیان کے اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرما دے گا

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی یخرج من تحت اظفارہ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۵، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳، ابن ماجہ صفحہ ۲۵ وغیرہ)

یعنی جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اس کے تمام (صغیرہ) گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ حتی کے ناخنوں کے نیچے بھی جو گناہ ہوتے ہیں وہ بھی وضو کے پانی کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں۔

Marfat.com

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ حتی یخرج نقیا من الذنوب

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

حتی کہ وہ شخص گناہوں سے بالکل صاف ہو کر وضو گاہ سے نکلتا ہے۔

اعضائے وضو کا قیامت کو چمکنا

آپ ﷺ نے فرمایا۔ غرا محجلین من آثار الوضوء . فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵ و مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

میری امت کی وضو والی جگہیں قیامت کو چمکتی ہوں گی۔ پس تم میں سے جو قیامت کے دن کیلئے اپنے اعضاء وضو کے نور کو زیادہ کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔

اعضائے وضو پر زیور پہنایا جائے گا

آپ ﷺ نے فرمایا۔ تبلغ الحلیة من المومن حیث یبلغ الوضوء

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

یعنی مومن جہاں تک اعضائے وضو دھوتا ہے۔ وہاں تک اسے جنت میں زیور پہنایا جائے گا۔

وضو ہوتے ہوئے وضو کرنا باعث ثواب مزید

آپ ﷺ نے فرمایا من توضا علی طھر کتب الله له عشر حسنات

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵، ابن ماجہ ۳۹)

Marfat.com

یعنی جو وضو ہوتے ہوئے پھر وضو کرے اللہ تعالیٰ اس کو ۱۰ نیکیاں عطا فرمائے گا۔

وضو سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا

وضو کرتے وقت پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لینی چاہیے۔ کیونکہ یہ سنت ہے۔ اور اس پر حضور ﷺ نے بڑا ثواب بیان فرمایا ہے۔ مثلاً فرمایا۔ اذا توضات فقل بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لاتبرح تکتب لک الحسنات حتی تحدث من ذالک الوضوء۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۲۲۰)

یعنی جب تو وضو کرنے لگے تو بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیا کر۔ تو جب تک تیرا یہ وضو قائم رہے گا تیرے محافظ فرشتے تیرے نامہ اعمال میں تیری نیکیاں لکھتے رہیں گے بعض احادیث میں پوری بسم اللہ شریف بھی مذکور ہے۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۷۱، بیہقی جلد ۱ صفحہ ۴۳ وغیرہ)

وضو کرتے وقت مسواک بھی کرنا

وضو کرتے وقت مسواک کرنا بھی سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ لو لا ان اشق علی امتی لا مرتھم بالسواک عند کل صلوۃ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹ وغیرہ)

یعنی اگر میں اپنی امت کے لئے مشکل نہ سمجھتا تو میں ان کو حکم دیتا کہ وہ ہر نماز کے لئے مسواک کیا کریں۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسواک ''من سنن المرسلین'' اللہ کے تمام رسولوں کی سنت ہے۔ تفضل الصلوۃ التی یستاک لھا علی

Marfat.com

الصلوٰۃ التی لا یستاک لھا سبعین ضعفا۔

(زجاجۃ المصابیح جلد ۱ صفحہ ۹۵)

یعنی جس نماز کیلئے وضو کرتے وقت مسواک کرلی جائے۔ وہ بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا فضیلت والی ہوتی ہے۔ اگر مسواک موجود نہ ہو تو کلی کرتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے بھی دانتوں کو ملا جا سکتا ہے۔ یہ بھی مسواک کا قائم مقام ہو جائے گا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے۔ وتمضمض فادخل بعض اصابعہ فی فیہ۔

(تلخیص ابن حجر)

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک عرضاً کرنی سنت ہے طولاً نہیں کرنی چاہیے۔ یعنی دانتوں پر مسواک کو دائیں بائیں چلانا چاہیے۔ اوپر نیچے نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

کان النبی ﷺ یستاک عرضا

(کنز العمال جلد ۹ صفحہ ۲۷۶)

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

بہرحال وضو کرتے وقت بسم اللہ والحمد للہ یا بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کریں۔ سب سے پہلے پہنچوں تک ہاتھ دھوئیں۔

انگلیوں کا خلال کرنا

سنت طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت انگلیوں کا خلال بھی کریں۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

قال النبی ﷺ اذا توضات فاسبغ الوضوء وخلل بین الاصابع۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۳۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۱۴۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو میں انگلیوں کا خلال کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کو اس کی انگلیوں کو آگ سے محفوظ رکھے گا۔

انگوٹھی کو حرکت دیں

اگر انگوٹھی پہنی ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھی کو حرکت دے کر نیچے پانی پہنچایا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔اذا توضا حرک خاتمہ

(ابن ماجہ صفحہ ۳۵)

اگر انگوٹھی اتنی تنگ ہو کہ حرکت نہ کرتی ہو تو انگوٹھی کو اتار کر وضو کرنا لازم ہوگا۔

تین مرتبہ کلی کریں

اس کے بعد اچھی طرح تین مرتبہ کلی کریں اور اگر روزہ نہ ہو حلق تک پانی پہنچائیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اذا توضات فابلغ فی المفمضة والاستنشاق الاان تکون صائما.

(نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا

اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں اوپر تک پانی چڑھائیں اگر آپ روزہ دار نہ ہوں۔

Marfat.com

ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔

وبالغ فی الاستنشاق الاان تکون صائما

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹ وغیرہ)

تین بار ناک میں پانی چڑھائیں اور صاف کریں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فلیستنثر ثلاثا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۶۵، مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹ وغیرہ)

تین دفعہ چہرہ دھونا

اس کے بعد تین مرتبہ چہرہ پر پانی ڈالیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ثم غسل وجهه ثلاثا. (بخاری جلد ا صفحہ ۲۸)

داڑھی کا خلال کرنا

اگر خوش قسمتی سے داڑھی رکھی ہوئی ہو تو حضور ﷺ کی سنت کے مطابق داڑھی شریف کا بھی خلال کیا جائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **فخلل به لحيته ۔**

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹، ابن ماجہ صفحہ ۳۴ وغیرہ)

تین بار بازو دھوئے جائیں

پھر تین بار بازوؤں کو کہنیوں سمیت دھویا جائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ثم غسل ...یدیه الی المرفقین ثلاث مرار

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۸ وغیرہ)

Marfat.com

اور پھر دونوں بازؤوں پر ہاتھ پھیرا جائے تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فغسل يديه الى المرفقين حتى مس اطراف العضدين۔

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۸۳)

پھر دونوں کہنیوں پر تین دفعہ پانی بہائیں جیسا کہ حضور ﷺ کا طریقہ تھا۔

كان اذا توضا ادار الماء على مرفقيه

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۸۳)

سر کا مسح کرنا

پھر دونوں ہاتھوں سے نیا پانی لے کر سر کا مسح کریں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کی سنت ہے

انه مسح راسه بماء غير فضل يديه

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷)

سر کا اس طرح مسح کریں کہ دونوں ہاتھوں کو سر پر پھیرتے ہوئے گردن تک لے جائیں پھر انہیں واپس لاتے ہوئے پیشانی تک آجائیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

ثم مسح راسه بيديه فاقبل بهما فادبر بدا بمقدم راسه حتى ذهب بهما الى قفاه ثم ردها الى المكان الذى بدا منه ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۲)

چوتھائی سر کا مسح فرض

اگر پورے سر کا مسح کیا جائے تو بھی افضل اور سنت ہے لیکن صرف چوتھائی سر کا مسح

Marfat.com

کرنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے کئی دفعہ صرف پیشانی کے قریب سر کے ابتدائی حصے یعنی چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا فرمایا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

فادخل يده من تحت العمامة فمسح مقدم راسه

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰، مسلم جلد ا صفحہ ۱۳۴، متدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۱۶۹)

اور حضرت مغیرہ کی دو روایات میں ہے۔ **ومسح بناصية** ۔ یعنی حضور ﷺ نے صرف سر کے اگلے حصے پر مسح فرمایا۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۳۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰، منتقی ابن جارود صفحہ ۳۶)

لہٰذا ثابت ہوا کہ فرض تو صرف چوتھائی سر ہی کا مسح ہے۔

گردن کا مسح

سر کے مسح کے ساتھ ہی گردن کا مسح بھی کیا جائے۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

من توضا ومسح بيديه على عنقه وقى الغل يوم القيامة

(تلخیص الجبیر جلد ا صفحہ ۹۳)

یعنی جس نے وضو میں گردن کا مسح بھی کیا۔ وہ قیامت کو گلے کے طوق سے محفوظ رہے گا۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی سر کے مسح کے ساتھ گردن کا مسح بھی فرمایا کرتے تھے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **انه كان اذا مسح راسه مسح قفاه مع راسه**

(بیہقی جلد ا صفحہ ۶۰)

Marfat.com

پگڑی پر مسح نہیں

ابوداؤد کی مذکورہ بالا حدیث سے پگڑی پر مسح کرنے کا رد بھی ہو گیا۔ کیونکہ اگر پگڑی پر مسح کر لینا کافی ہوتا تو حضور ﷺ پگڑی اٹھا کر اس کے نیچے بالوں پر مسح کرنے کی زحمت نہ فرماتے۔ اور حکم قرآنی۔ وامسحو ابرؤوسکم۔ بھی اس پر دال ہے کہ مسح سر پر ہی کیا جائے گا کیونکہ پگڑی سر نہیں ہوتی۔ مشہور صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ **لاحتی یمسح الشعر بالماء۔**

(مؤطا امام مالک صفحہ ۲۴)

نہیں۔ جب تک بالوں پر مسح نہ ہو سر کا مسح ادا نہیں ہو گا۔ نیز امام محمد فرماتے ہیں۔

ان المسح علی العمامۃ کان فترک۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۸)

اصل بات یہ ہے کہ ابتداء اسلام میں پگڑی پر مسح جائز تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا جو بعض روایات پگڑی پر مسح کے متعلق ہیں وہ غیر معتبر اور منسوخ ہیں ان پر عمل نہیں ہو گا۔

فافهموا یا اولو الابصار

کانوں کا مسح کرنا

سر کے مسح کے بعد بغیر نیا پانی لئے شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندرونی حصہ کا مسح کیا جائے اور انگوٹھوں سے کانوں کے پچھلے حصے کا مسح کیا جائے گا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **ثم مسح براسه واذنيه باطنهما بالسباتين**

Marfat.com

وظاهر هما بابهامیه۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷، ابن ماجہ صفحہ ۳۵، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۹، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵)

دونوں پاؤں دھونا

اس کے بعد پہلے ٹخنوں سمیت دایاں پاؤں تین مرتبہ دھویا جائے۔ پھر تین مرتبہ بایاں پاؤں دھویا جائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:۔ثم غسل رجلیه ثلاث مرار الی الکعبین۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۰)

پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا

پاؤں دھوتے وقت چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں میں خلال کیا جائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں حضور ﷺ کا طریقہ مذکور ہے۔

فخلل اصابع رجلیه بخنصره .

(ابن ماجہ ۳۵، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷ وغیرہ)

پاؤں کا مسح نہیں ہے

بعض لوگ پاؤں کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں متذبذب ہوتے ہیں۔تو عرض ہے کہ آیت میں دو حکم ہیں۔ایک جگہ فاغسلوا وجوهكم. اور ایک جگہ وامسحوا بروؤسکم۔ اب ارجلکم کے اعراب دیکھ لیں۔اگر تو اس کے اعراب وجوهكم کے موافق ہیں۔جیسا کہ ہے۔تو پھر یہ فاغسلوا کے تحت ہوگا۔ اور اگر اس کے اعراب بروؤسکم کے تحت ہوں جیسا کہ نہیں ہیں۔تو پھر یہ

Marfat.com

وامسحوا کے تحت ہوگا۔ کیونکہ معطوف اور معطوف علیہ کے اعراب ایک جیسے ہوتے ہیں۔ چونکہ ارجلکم کے اعراب وجوھکم کے موافق ہیں لہذا ارجلکم۔ فاغسلوا کے متعلق ہوگا۔ اوراس طرح حکم قرآنی کے مطابق پاؤں کو دھونا فرض ہوگا۔ نیز قرآن پاک کی سب سے معتبر تفسیر قول وفعل مصطفےٰ ﷺ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ تمام کتب احادیث سے جناب رسول اللہ ﷺ کا وضو میں پاؤں کا دھونا ہی منقول ہے۔ روح قرآن اور مفاہیم قرآن کو آپ ﷺ سے بہتر جاننے والا کون ہوگا؟ اگر قرآن میں پاؤں پر مسح کرنے کا حکم ہوتا تو حضور ﷺ یقیناً مسح ہی فرماتے۔ لیکن چونکہ آپ ﷺ نے مسح نہیں فرمایا۔ لہذا ثابت ہوا کہ وضو میں پاؤں کا مسح کرنا روح قرآنی اور فیصلہ مصطفوی کے خلاف ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے بعض لوگوں کو وضو میں پاؤں پر مسح کرتے دیکھا تو۔

فنادی باعلی صوته ویل للا عقاب من النار مرتین او ثلاثا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵ وغیرہ)

آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا (وضو میں نہ دھوئی جانیوالی) ایڑیوں کی دوزخ کی آگ سے بربادی ہو۔ بعض احادیث کے مطابق ویل دوزخ کی ایک گھاٹی کا نام ہے۔ تو پھر معنی یہ بنے گا کہ جو ایڑیاں وضو میں خشک رہ جائیں گی انہیں دوزخ کی گھاٹی ویل میں جلایا جائے گا۔ خدا محفوظ رکھے۔

موزوں پر مسح

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر موزے طہارت کی حالت میں پہنے

Marfat.com

ہوں۔ اذا البسھما وھما طاھرتان۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۲۵۵)

تو مسافر کیلئے اجازت ہے کہ وہ تین دن اور تین رات تک اور مقیم ایک دن اور ایک رات تک بغیر موزے اتارے طہارت اور وضو کر سکتا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

جعل رسول الله ﷺ ثلاثة ایام ولیالیھن للمسافر و یوما ولیلة للمقیم

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ وغیرہ)

جنبی شخص موزے اتار کر غسل کرے

لیکن اگر غسل کی حاجت ہو تو پھر موزے اتار کر غسل کیا جائے گا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کان رسول الله ﷺ یا مرنا اذا کنا اسفر ان لا تنزع خفافنا ثلاثة ایام ولیالیھن الامن جنابة ولکن من غائط و بول و نوم۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۳۲، ابن ماجہ صفحہ ۷۸، احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

موزوں پر مسح کا طریقہ

موزوں پر مسح ان کی پشت پر یعنی اوپر والی طرف کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم یمسح علی ظاھر خفیه

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۲، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۱، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

Marfat.com

اوراس کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں (کم از کم تین) کو پانی سے گیلا کر کے پاؤں کے اگلے حصے پر پہلے دائیں موزے پر رکھیں اور انگلیوں کو بمع ہتھیلی کے کھینچتے ہوئے پنڈلی کی طرف لائیں۔ پھر اسی طرح بائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں پر مسح کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ان النبی ﷺ وضع یدیہ علی خفیہ و مدھما من الا صابع الی اعلاھما۔

(نصب الرایہ جلد ا صفحہ ۱۸۰ وغیرہ)

جرابوں پر مسح ناجائز

آج کل بعض سہولت پسند حضرات کا ایک خاص ٹولہ اس بات پر بھی مصر ہے کہ نائیلون کی یا اونی یا سوتی عام جرابوں پر بھی وضو میں مسح کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ موجودہ جرابیں اتار کر پاؤں دھونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے جواز کے لئے عام طور پر یہ روایات پیش کی جاتی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ چمڑے کے موزوں اور جرابوں پر مسح کر لیا کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے وضو کرتے وقت اپنی جرابوں پر مسح کیا۔ حضور انور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔

(صلوٰۃ الرسول از محسن اہلحدیث مولوی محمد صادق سیالکوٹی صفحہ ۱۰۴)

قارئین کرام

☆ یکے از محدثین صحاح ستہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ۔ اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔ کان عبدالرحمان بن مھدی لا یحدث بھذالحدیث. لان المعروف عن المغیرۃ ان النبی ﷺ مسح علی الخفین وروی ھذا

Marfat.com

ایضا عن ابی موسیٰ الاشعری عن النبی ﷺ مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بقوی۔

(سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۳)

یعنی محدث عبدالرحمان بن مھدی اس حدیث کو بیان ہی نہیں کیا کرتے تھے۔

کیونکہ جناب مغیرہ کی مشہور و معروف روایت میں تو صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے چمڑے کے موزوں پر مسح کیا تھا (یعنی معروف روایت میں جرابوں وغیرہ کا ذکر ہی نہیں ہے) اور اسی طرح جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت متصل نہیں ہے اور نہ ہی یہ روایت قوی ہے۔

☆ یکے از ائمہ صحاح ستہ۔ امام مسلم کا قول ہے کہ اس حدیث کے راوی۔ ابوقیس اور ہذیل نے یہ الفاظ (جرابوں پر مسح) بیان کرنے میں اس حدیث کے باقی تمام راویوں کی مخالفت کی ہے۔ جب اس روایت کے باقی تمام راویوں نے صرف موزوں پر مسح کرنا ہی بیان ہے۔ تو پھر ابوقیس اور ہذیل جیسے ضعیف راویوں کی وجہ سے قرآن کریم کے (صریح) حکم کو تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

(سنن کبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۲۸۴)

☆ یکے از محدثین صحاح ستہ امام نسائی بھی فرماتے ہیں۔ کسی ایک راوی نے بھی ابو قیس کی طرح اس روایت کو نقل نہیں کیا۔ جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف موزوں پر مسح کرنا ہی منقول ہے۔

(سنن کبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۲۸۴)

Marfat.com

☆ محدث کبیر امام بیہقی بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے۔ جناب سفیان ثوری، جناب عبدالرحمان بن مہدی، امام احمد بن حنبل، امام علی بن مدینی اور امام مسلم، جیسے جلیل القدر ائمہ ومحدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۲۸۴)

☆ جناب علی بن مدینی بھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل مدینہ، اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے نقل کیا ہے۔ (ان سب نے آپ ﷺ سے صرف موزوں پر مسح کرنا ہی بیان کیا ہے۔ کسی نے بھی جرابوں کا ذکر نہیں کیا) اس نے اس روایت کے بیان کرنے میں اس روایت کے باقی تمام راویوں کی مخالفت کی ہے۔

(سنن کبریٰ نسائی جلد ا صفحہ ۳۶)

☆ شارح صحیح مسلم امام نووی بھی فرماتے ہیں۔ جب اکثر ائمہ حدیث کا اس روایت کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے تو پھر امام ترمذی کا اس روایت کے متعلق۔ حسن صحیح۔ کا قول بھی معتبر نہیں ہوگا۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۲۸۴)

محدثین اہلحدیث کا اقرار حق

☆ محدث اہل حدیث مولوی نذیر حسین دہلوی بھی لکھتے ہیں۔ مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کی دلیل نہیں۔ اور مجوزین (جو جرابوں پر مسح کو جائز سمجھتے ہیں) نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں (کئی) خدشات ہیں۔ پھر وہ ان

Marfat.com

خدشات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ مسح کے جواز پر کوئی بھی دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ نہ تو کتاب وسنت سے (شاید آج کل کے وہابی اپنے ان اکابر سے قرآن وحدیث کو زیادہ جان گئے ہیں) نہ ہی اجماع سے اور نہ صحیح قیاس سے
(ثابت ہوا کہ اجماع امت اور قیاس شرعی بھی دلائل شرعیہ میں سے ہیں)

جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا۔ (فتاوی نذیر جلد ۱)

☆ نیز محدث ومفسر ومناظر اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرت سری بھی لکھتے ہیں۔ یہ اونی یا سوتی جرابوں پر مسح کرنا۔ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث مرفوع صحیح سے نہ اجماع نہ قیاس نہ ماسوٰی چند صحابہ کے فعل کے۔ اور اس کے دلائل سے اور غسل رجلین (دونوں پاؤں کا دھونا) نص قرآنی سے ثابت ہے۔ لہٰذا خف چرمی (چمڑے کے موزے) کے سوا (عام) جراب پر مسح کرنا ثابت نہیں۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۶)

ایک مفید وضاحت

نیز جہاں جورب کا ذکر ہے اس سے بھی درحقیقت مراد چمڑے کے موزے ہی ہیں۔ کیونکہ عربی میں چمڑے کے موزے کو بھی جراب ہی کہا جاتا ہے۔ دیکھیں لغات کی معروف کتب۔ قاموس، تاج العروس، غایۃ المقصود وغیرہ۔

ایک عبارت اس طرح ہے۔ ان الجورب یتخذ من الادیم و کذا من الصوف و کذا من القطن. ویقال لکل واحد من هذا انه جورب۔ نیز جہاں نعلین پر (جوتوں پر) مسح کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد بھی یہی موزوں پر مسح کرنا

Marfat.com

ہی ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نعلین مبارک محض تسموں پر مشتمل تھی جس کو اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی بلکہ تسموں کے اوپر ہی سے مسح ہو جاتا تھا۔

زخم یا پٹی پر مسح

اسی طرح جسم پر کسی بھی مقام پر زخم ہو یا کپڑے کی پٹی بندھی ہوئی ہو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی پر لکڑی کی پھٹیاں یا پلستر لگا ہوا ہو تو اس پر بھی مسح ہی کیا جائے گا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۱۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۱۳۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۲۲۸ وغیرہ)

وضو کے فوراً بعد کیا پڑھیں

وضو مکمل ہو جانے کے بعد **اشھدان لا الہ الااللہ و اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ** پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو اچھی طرح وضو کرے اور پھر یہ کلمات پڑھے۔

فتحت لہ ثمانیة ابواب الجنة یدخل من ایھا شاء۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۳۵)

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں۔ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو۔ لیکن یاد رہے کہ وضو کی تمام مندرجہ بالا برکات تبھی حاصل ہو سکتی ہیں جب کہ اسے تمام شرائط و آداب سے پورا کیا جائے۔ ورنہ نہ وضو صحیح ہوگا اور نہ نماز۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ وضو کے چار فرض ہیں۔

Marfat.com

(۱) منہ کا دھونا۔

(۲) کہنیوں سمیت بازوؤں کا دھونا۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

(۴) دونوں پاؤں کا دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو میں بارہ سنتیں ہیں

(۱) وضو کی نیت کرنا۔(۲) بسم اللہ شریف پڑھنا۔(۳) مسواک کرنا۔(۴) تمام اعضاء کا تین تین مرتبہ دھونا،(۵) کلی کرنا۔(۶) ناک میں پانی چڑھانا،(۷) داڑھی کا خلال کرنا۔(۸) انگلیوں کا خلال کرنا۔(۹) پورے سر کا مسح کرنا۔(۱۰) کانوں کا مسح کرنا،(۱۱) مسنون ترتیب سے وضو کرنا،(۱۲) ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے دوسرا عضو دھونا شروع کر دینا۔

بعض کے نزدیک وضو میں چودہ سنتیں ہیں

(۱) نیت کرنا۔(۲) بسم اللہ پڑھنا۔(۳) دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا۔(۴) ہاتھوں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔(۵) مسواک کرنا۔(۶) کلی کرنا۔(۷) ناک میں پانی ڈالنا۔(۸) اعضاء کو تین تین بار دھونا۔(۹) ترتیب سے وضو کرنا۔(۱۰) بے در پے اعضاء کا دھونا۔(۱۱) داڑھی میں خلال کرنا۔(۱۲) سارے سر کا مسح کرنا۔(۱۳) کانوں کا مسح کرنا۔(۱۴) پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اذان کا بیان

قرآن پاک سے اذان کا ثبوت

ارشاد خداوندی ہے۔ واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزوا ولعبا ذلك بانهم قوم لا يعقلون . (مائدہ ۵۸)

اور جب تم (اذان دیکر) لوگوں کو نماز کی طرف بلاتے ہو تو یہ لوگ (نصاری اذان کا) مذاق اڑاتے ہیں اور اسے کھیل تماشا بناتے ہیں۔ یہ اس لئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ بے عقلوں کی جماعت ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ يا ايها الذين آمنوا اذا نودى للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع ذالكم خيرلكم ان كنتم تعلمون (جمعہ ۹) اے ایمان والو جب جمعہ کے دن پکارا جائے (یعنی جمعہ کی اذان پڑھی جائے) نماز کے لئے تو جلدی سے آؤ اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ یہ آیات اس لئے لکھی گئی ہیں کہ بعض لوگ (چکڑالوی) اپنے آپ کو اہل قرآن بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں کہیں بھی اذان کا ثبوت نہیں ہے حالانکہ ان آیات مقدسہ سے بالکل واضح طور پر دلالۃ النص سے بلکہ عبارت النص سے اذان کا ثبوت مل رہا ہے۔

اذان بمعنی اعلان

کسی بات کے اعلان کیلئے لفظ ''اذان'' بولنا بھی نص قرآنی سے ثابت ہے۔

Marfat.com

ارشاد ہوتا ہے۔ واذان من اللہ ورسولہ الی الناس (توبہ آیت نمبر۳)

یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔۔۔ الخ۔

لہذا اذان کا منکر معاند یا جاہل ہے۔

ہر چیز مؤذن کی گواہ

جناب رسول کریم ﷺ نے اذان کہنے والے کے لئے بڑی بشارت بیان فرمائی ہے

فرمایا۔ لا یسمع مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیئ الا شھد لہ یوم القیامۃ

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۶، ابن ماجہ صفحہ ۵۳، نسائی جلد ا صفحہ ۱۰۶، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)

یعنی دنیا کی جو بھی چیز موذن کی آواز سنے گی وہ قیامت کو (اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے ایمان کی) گواہی دے گی۔

مؤذن کا نمازیوں کے برابر ثواب

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ولہ مثل اجر من صلی معہ.

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۰۶)

یعنی موذن کی اذان سن کر جتنے لوگ نماز پڑھیں گے ان سب کے برابر موذن کو ثواب ملے گا۔ ایک دفعہ فرمایا۔ المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیامۃ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۷)

یعنی قیامت کو موذن تمام لوگوں سے لمبی گردنوں والے ہوں گے۔ ایک دفعہ فرمایا۔

Marfat.com

اذا نودی للصلوۃ ادبر الشیطان له ضراط حتی لا یسمع التاذین .

(بخاری جلد ا صفحہ ۸۵، مسلم جلد ا صفحہ ۸۵، مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۸، نسائی جلد ا صفحہ ۱۰۸)

یعنی جب اذان پڑھی جاتی ہے تو شیطان وہاں سے گوز مارتا ہوا (36 میل دور تک) دور بھاگ جاتا ہے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۷)

قبر پر اذان کہنا

اسی لئے میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہو کر بھی اذان پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ میت کے سوال و جواب کا وقت ہوتا ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ میت کے سوال و جواب کے وقت بھی شیطان قبر میں جا کر میت کو بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو اس وقت اگر قبر کے پاس بلند آواز سے آذان پڑھی جائے گی تو اولاً تو شیطان مردود دفع دور ہو جائے گا اور میت اطمینان سے نکیرین کے سوالوں کے جواب دے لے گی۔ اور دوسرا حضور ﷺ کے ''تلقین میت'' کے فرمان عالیشان پر بھی عمل ہو جائے گا اور شہادتین کے ذریعہ سے میت کو نکیرین کے سوالوں کے جواب بھی سکھلا دیئے جائیں گے۔ اس طرح میت کیلئے جواب آسان ہو جائیں گے۔

ہر وقت کہیں نہ کہیں اذان ہوتی رہتی ہے

انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے جس کی آبادی تقریباً 22 کروڑ کے قریب ہے دنیا کے مشرق میں واقع ہونے کی وجہ سے صبح ساڑھے پانچ بجے طلوع سحر کے ساتھ ہی انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہو

Marfat.com

جاتی ہے اور ہزاروں موذن اللہ بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں۔

مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹے کے بعد جکارتہ میں موذن فجر کی اذان دینا شروع کر دیتا ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے۔ سماٹرا کے بعد مغربی قصبوں اور دیہاتوں سے پہلے ہی ملائیشیا کی مسجدوں میں فجر کی اذان کی آواز بلند ہونے لگتی ہے۔ ملائشیا کے بعد برما کی باری آتی ہے۔ جکارتہ سے فجر کی اذانوں کا جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچ جاتا ہے۔ بنگلہ دیش میں فجر کا وقت ابھی ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ اور سری نگر میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے بھارت کی فضاء توحید و رسالت کی صدا سے گونجنے لگتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں اذان فجر کا وقت ایک ہی ہے۔

سیالکوٹ سے کراچی، کوئٹہ اور گوادر تک 40 منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں اذان فجر کی آواز پاکستان میں بلند ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذان فجر شروع ہو جاتی ہے۔ مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں اذان فجر کی آواز حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجنے لگتی ہے۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذان فجر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول و عرض پر واقع ہیں۔

مشرقی ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں صدائے

Marfat.com

توحید ورسالت بلند ہونے لگتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے۔ اس عرصہ میں شمالی افریقہ، لیبیا اور تیونس میں فجر کی اذان شروع ہو جاتی ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا سے ہوا تھا ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچ جاتی ہے۔ فجر کی اذان کے بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان شروع ہو جاتی ہے۔ اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذان شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذان شروع ہو جاتی ہے۔

یہ سلسلہ بمشکل ڈیڑھ گھنٹہ میں جکارتہ پہنچ جاتا ہے۔ اور انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں مغرب کی اذان گونجنے لگتی ہے۔ جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذان گونجنے لگتی ہے۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت لاکھوں مؤذن بیک وقت اللہ بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کر رہے ہوں۔ اللہ اکبر کبیرا۔

یہ سلسلہ انشاء اللہ العزیز تا قیامت اسی طرح جاری وساری رہے گا۔

(بشکریہ خبریں بقیہ نمبر 32 صفحہ نمبر 3۔ 9 مارچ 2006ء)

فالحمد لله رب العالمين و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله.

اذان کے کلمات

اذان کی ابتدا

Marfat.com

بعض دوست کلمات اذان میں اختلاف کرتے ہیں تو بحث مباحثہ کی بجائے یہ اختلاف اصل اذان کو دیکھ کر دور کیا جا سکتا ہے۔ مدینہ منورہ میں ابتدا میں اذان کا طریقہ رائج نہیں تھا جب کچھ صحابہ جمع ہو جاتے تو حضور ﷺ جماعت کرا دیتے تھے۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۰۳، ترمذی جلد ا صفحہ ۵۴ وغیرہ)

پھر جناب عمر فاروق نے لوگوں کو جمع کرنے کیلئے کوئی طریقہ مقرر کرنے کی اجازت چاہی۔ بارگاہ نبوی سے اس بات کی اجازت مل گئی۔ صحابہ کرام نے مختلف مشورے دیئے۔ بالآخر جماعت کے وقت ناقوس بجانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی رات حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا (جو درحقیقت فرشتہ تھا) اس کے پاس ایک ناقوس تھا۔ آپ نے اس سے ناقوس مانگا۔ تو اس نے جواباً یہ اذان سکھلائی۔

الله اکبر الله اکبر   الله اکبر الله اکبر .

اشهد ان لا اله الا الله.   اشهد ان لا اله الا الله .

اشهدان محمدا رسول الله .   اشهد ان محمدا رسول الله .

حی علی الصلوٰۃ .   حی علی الصلوٰۃ.

حی علی الفلاح .   حی علی الفلاح .

الله اکبر الله اکبر.

لا اله الا الله۔

(ابو داؤد جلد ا صفحہ ۷۲، دارمی صفحہ ۲۱۴، ابن ماجہ ۵۱، ترمذی جلد ا صفحہ ۵۴، طحاوی جلد ا صفحہ ۱۳۱، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۳۹، مسند

Marfat.com

امام اعظم صفحہ ۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۰۳، بیہقی جلد ا صفحہ ۴۳۰، محلی جلد ۳ صفحہ ۱۱۴ وغیرہ)

یہ اصل اذان ہے جو خواب میں فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھائی۔ آپ نے اپنی خواب حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی۔ حضور ﷺ نے یہ اذان پسند فرمائی۔ اور یہی اذان حضرت بلال کو پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اور آپ یہی اذان حضور ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی تمام حیات ظاہری میں پڑھتے رہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی تمام اکابر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سامنے اپنی پوری زندگی حضرت بلال یہی اذان پڑھتے رہے۔

ایک غلطی کا ازالہ

اذان میں اللہ اکبر میں اللہ کے الف کو لمبا کرکے۔ مد کے ساتھ آللہ پڑھنا کفر ہے۔ بعض لوگ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں لاپرواہی سے علی کا ع نہیں پڑھتے اور حیل الصلوۃ اور حیل اللفلاح پڑھ دیتے ہیں۔ یہ بھی بہت بڑی فاش غلطی ہے۔ اس سے معنی بگڑ جاتا ہے۔ اس میں احتیاط کرنی چاہیے۔

اذان میں ترجیع نہیں ہے

تمام مکاتب فکر کے نزدیک یہ ایک مسلم بات ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی اذان میں ایک دفعہ بھی ترجیع نہیں پڑھی۔ ترجیع سے مراد ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمد ارسول اللہ۔

یعنی شہادتین کو ایک دفعہ دو دو بار پڑھ کر پھر دوبارہ دو دو مرتبہ پڑھنا یعنی شہادتین ۴۔۴

Marfat.com

مرتبہ پڑھنا۔

اور حدیث شریف کے آخری حصہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہو کر عرض کی تھی۔

آقا خدا کی قسم لقد رایت مثل ما اری۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۲)

یعنی جیسے اس عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے۔ میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے۔ یعنی جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی خواب میں فرشتہ سے اذان کے یہی الفاظ سنے تھے۔ بلکہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تو اس رات چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیھم نے خواب میں فرشتے سے یہ اذان سیکھی تھی۔ اور سب کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔

باقی بھی احادیث کی تمام کتابوں میں جہاں بھی حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ اصل اذان والی روایت منقول ہے کہیں بھی ترجیع کا ذکر نہیں ہے۔ چونکہ اصل اذان تو یہی ہے جو پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے نے صحابہ کو سکھائی تھی۔ جو ترجیع کے بغیر ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے نابینے صحابی۔ جو رمضان شریف میں سحری کی اذان دیا کرتے تھے۔ بالاتفاق محدثین آپ کی اذان میں بھی ترجیع نہیں تھی۔ مسجد قبا کے موذن صحابی رسول۔ حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اذان میں شہادتین صرف دو مرتبہ ہی پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ طبرانی شریف کی ایک

Marfat.com

روایت میں تو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اذان میں بھی ترجیع کا ذکر نہیں ہے۔ کسی صحیح حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ حضور ﷺ کے زمانہ ظاہری میں یا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یا سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی ذوالنورین اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ازمنہ مبارکہ میں بھی سوائے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ کسی نے اذان میں شہادتین ۔۴۔۴ مرتبہ پڑھی ہوں۔

حضرت ابو محذورہ کی ترجیع کی اصل حقیقت

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ غزوہ حنین سے واپسی پر حضور ﷺ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بستی کے قریب ٹھہرے۔ موذن نے اذان دی تو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام بچے مذاقاً اذان کی نقلیں اتارتے رہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو ان بچوں کے پکڑنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ سب بچے پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے نقلیں اتارتے ہوئے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سنا اور پسند فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر انہیں اپنے سامنے اذان پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ابھی بچے اور نومسلم تھے۔ تو شہادتین آپ نے خوف اور جھجک کی وجہ سے آہستہ پڑھیں۔ تو حضور ﷺ نے شہادتین کو ان کے دل میں راسخ کرنے کے لئے اور اس کے متعلق ان کی جھجک دور کرنے کیلئے فرمایا۔ ارجع فامدد من صوتک۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۳، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۲ وغیرہ)

Marfat.com

شہادتین کو ذرا بلند آواز سے پھر ادا کرو۔ چنانچہ آپ نے پھر جھجک اتار کر دوبارہ بلند آواز سے شہادتین ادا کیں۔ علامہ ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ فرماتے ہیں۔ فاعاد علیہ السلام کلمۃ الشھادتین و کودھا علیہ لتثبت فی قلبہ فظن ابو محذورۃ انہ من الاذان۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا)

کہ حضور ﷺ نے شہادتین کو ان کے دل میں پختہ کرنے کے لئے کلمات شہادتین ان سے دوبارہ پڑھوائے۔ چنانچہ آپ ان کلمات کو حضور ﷺ کے فرمانے سے ایک مرتبہ دھرائے جانے پر حضور ﷺ کی محبت میں ہمیشہ دوہرا کر ہی پڑھتے رہے۔ جیسا کہ جہاں حضرت ابو محذورہ کی پیشانی پر حضور ﷺ نے ہاتھ رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ نے تمام عمر وہاں سے بال نہیں کٹوائے تھے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۳)

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا سکوت

یہ صرف آپ ہی کے لئے وقتی طور پر خاص حکم تھا ورنہ پھر باقی صحابہ کرام بھی اس طرح شہادتین کو دوہرا کر اذان پڑھتے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دوسرے موذن خود حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تمام زندگی بغیر ترجیع کے اذان پڑھتے رہے تو حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کبھی کسی موذن پر اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ ہی انہیں ٹوک کر ترجیع کرنے کا حکم فرمایا۔ تو ثابت ہوا کہ اصل اذان تو فرشتوں والی ہی ہے۔ جو کہ ترجیع کے بغیر ہے اور ترجیع

Marfat.com

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی شوق اور حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے تھا۔ جس طرح کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ''ابوتراب'' کہہ دیا تھا۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام اسماء والقابات میں اس نام کو زیادہ پسند فرماتے تھے۔ یا جیسے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بار بار ایک مسئلہ پوچھنے پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ ان رغم انف ابی الدرداء۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۹)، (عن ابی ذر مسلم جلد ا صفحہ ٦٦)

یعنی اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو جائے پھر بھی یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔ تو حضرت ابودرداء تمام زندگی جب بھی وہ مسئلہ بیان فرماتے تو ساتھ وان رغم انف ابی الدرداء بھی ضرور بیان فرماتے اور مسکراتے تھے۔ حالانکہ ان الفاظ کا اصل مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترجیع فی الشہادتین آپ کا اپنا ذوق تھا۔ ورنہ یہ ترجیع اصل اذان کا حصہ نہیں ہے۔

فافهموا يا اولو الابصار

حضرت ابومحذورہ کی مرفوع اذان بغیر ترجیع

عن ابی محذورة قال علمنی رسول الله ﷺ الاذان .

الله اكبر الله اكبر . الله اكبر الله اكبر

اشهد ان لا اله الا الله . اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد ارسول الله اشهد ان محمد ارسول الله .

حی علی الصلوٰة . حی علی الصلوٰة .

Marfat.com

حی علی الفلاح. حی علی الفلاح .

اللہ اکبر اللہ اکبر. لا الہ الا اللہ

(صحیح ابن حبان جلد۳ صفحہ۱۴۳)

یعنی جناب ابومحذورہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو اصل اذان سکھائی تھی ۔ وہ بغیر ترجیع کے ہی تھی (یعنی جو مجھے شہادتین دوبارہ کہلوائی گئیں تھیں وہ محض میری جھجک دور کرنے کے لئے تھیں ورنہ مجھے بھی معلوم ہے کہ اذان ترجیع کے بغیر ہی ہے اور میں تو حضور ﷺ کی محبت میں آپ ﷺ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پڑھ دیا کرتا ہوں۔

اذان میں کانوں میں انگلیاں ڈالنا

حضور ﷺ نے کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دینے کا حکم فرمایا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ان رسول اللہ ﷺ امر بلا لا ان یجعل اصبعیه فی اذنیه و قال انه ارفع لصوتک ۔یعنی اس سے تمہاری آواز بلند ہوگی۔

(ابن ماجہ صفحہ۵۲ وغیرہ، ترمذی جلد۱ صفحہ۲۷)

اسی لئے حضرت بلال کانوں میں انگلیاں ڈال کر ہی اذان پڑھا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ویذکر عن بلال انه جعل اصبعیه فی اذنیه۔

(بخاری جلد۱ صفحہ۸۸ وغیرہ)

اذان ذرا ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی جلدی

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اذان آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور اقامت جلدی

Marfat.com

جلدی پڑھا کرو۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ان رسول الله ﷺ قال لبلال اذا اذنت فترسل اذا اقمت فاحدر۔

نیز روایت ہے۔کان رسول الله ﷺ ان نرتل الاذان و نحذف الاقامة۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۵، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۲۳۸ وغیرہ)

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو اچھے لوگ ہوں۔وہ اذان دیا کریں۔

روایت کے الفاظ ہیں۔قال رسول الله ﷺ لیؤذن لکم خیارکم۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۸۷)

نابالغ بچہ اذان نہ پڑھے

نابالغ بچے کو اذان نہیں دینی چاہیے۔روایت کے الفاظ ہیں۔

عن ابی اسحاق . قال یکرہ للصبی ان یؤذن حتی یحتلم ۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۴۶۹)

عورتیں اذان نہ پڑھیں

البتہ عورتیں اگر جماعت بھی کروائیں تو بھی عورتوں کے لئے نہ اذان ہے اور نہ اقامت

روایت کے الفاظ ہیں۔عن ابن عمر قال لیس علی النساء اذان و لا اقامة

(بیہقی جلد ۱ صفحہ ۴۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۲۲ وغیرہ)

اذان قبلہ رخ ہو کر پڑھیں

اذان قبلہ رخ کھڑے ہو کر دینی چاہیے۔

Marfat.com

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۵، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۶۰۷ وغیرہ)

نیز اذان میں آواز کو دور تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت بلال اور حجرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد کے ملحقہ مکان کی چھت پر چڑھ کر اذان پڑھا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

عن امرأة من بنی النجار قالت کان بیتی من اطول بیت کان حول المسجد فکان بلال یؤذن علیه . کان ابن ام مکتوم یؤذن فوق البیت۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۷، نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۳)

باوضو اذان پڑھنا سنت ہے

اذان باوضو پڑھنا ہی صحیح ہے اور یہ سنت ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۶۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ وغیرہ)

اور سفر میں بھی جماعت کرائی جائے تو اذان اور اقامت بھی کہنی چاہیے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۷ وغیرہ)

اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلیں

اذان کے بعد کوئی شخص مسجد سے اس طرح نکلے کہ واپس آنے کا ارادہ نہ ہو تو یہ ناجائز ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ **خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فیه فقال ابو هریرة اماهذا فقد عصی ابا القاسم ﷺ ۔**

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۲، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، ابن ماجہ صفحہ ۵۳)

حضور ﷺ نے ایسے شخص کو منافق فرمایا ہے۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ من ادرکہ الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الاجعۃ فھو منافق ۔

(ابن ماجہ صفحہ ۵۳)

بچے کے کان میں اذان کہنا

نومولود بچے کے کان میں اذان کہنا بھی حضور ﷺ کی سنت ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔رائیت رسول اللہ ﷺ اذن فی اذن الحسن بن علی حسین ولدتہ فاطمۃ بالصلوٰۃ ۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

نیز جنوں اور شیطانوں کو دفع کرنے کیلئے بھی اذان کہی جاسکتی ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔اذا سمعت صوتا فناد بالصلوٰۃ ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۷)

حی علی الصلوٰۃ پر چہرہ پھیرنا

آپ ﷺ نے فرمایا حی علی الصلوٰۃ کہنے پر سینے کو قبلے سے پھیرے بغیر چہرہ کو دائیں طرف پھیرا جائے اور حی علی الفلاح کہتے وقت چہرہ کو بائیں طرف پھیرا جائے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔جاء عبداللہ بن زید بن عبد ربہ الانصاری الی رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ ﷺ انی رایت رجلا نزل من السماء فقام علی جزم حائط فاستقبل القبلۃ وقال اللہ . اللہ اکبر .. ثم قال عن یمینہ حی علی الصلوٰۃ مرتین ثم قال عن یسارہ

Marfat.com

حی علی الفلاح مرتین ... الخ .. واذن بلال ... یقول یمینا و شمالا یقول حی علی الصلوٰۃ . حی علی الفلاح .. لوی عنقه یمینا وشمالا ولم یستدر ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۶۰۷)

اذان کا جواب دینا

اذان سننے والے کو چاہیے کہ جیسے جیسے موذن کہتا جائے ۔ سننے والا بھی ویسا ہی کہتا جائے ۔ البتہ حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا جائے گا ۔ روایت کے الفاظ ہیں ۔ قال رسول اللہ ﷺ اذا قال المؤذن اللہ اکبر . اللہ اکبر . فقال احدکم اللہ اکبر . اللہ اکبر ... ثم قال حی علی الصلوٰۃ . قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ. ثم قال حی علی الفلاح. قال لا حول ولا قوۃ الا باللہ .

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۷، بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۶، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۸)

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ صبح کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دومرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم بھی کہا جائے ۔ روایت کے الفاظ ہیں ۔ عن ابی محذورۃ قال کنت اؤذن لرسول اللہ ﷺ فی صلوٰۃ الفجر فاقول اذا قلت حی علی الفلاح. الصلوٰۃ خیر من النوم . الصلوٰۃ خیر من النوم . عن ابی محذورۃ انه اذن لرسول اللہ ﷺ ولابی بکر و لعمر فکان

Marfat.com

يقول في اذانه . الصلوٰة خير من النوم ۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۷۳، نسائی جلد اصفحہ ۷۳، ترمذی جلد اصفحہ ۲۷)

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۲۰۹، ابن ماجہ صفحہ ۵۱ وغیرہ)

اور مؤذن الصلوٰة خير من النوم کہے تو سننے والا کہے۔ صدقت وبررت

(کتاب الاذکار، امام نووی صفحہ ۳۷)

اذان کے بعد درود شریف، پھر دعا

اذان ختم ہو جانے کے بعد موذن اور سننے والے بھی پہلے درود شریف پڑھیں پھر دعا مانگیں جیسا کہ فرمان مصطفےٰ ﷺ ہے۔ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول. ثم صلوا علی ...ثم سلوا الله لی الوسيلة۔

(مسلم جلد اصفحہ ۱۶۶، ابوداؤد جلد اصفحہ ۷۷، نسائی جلد اصفحہ ۱۱۰)

اذان سے پہلے بسم اللہ شریف اور درود شریف پڑھنا

اذان چونکہ ایک نیک کام ہے لہٰذا اس حدیث شریف "ہر وہ نیک کام جس کے ابتدا میں اللہ کی تعریف اور جناب رسول اللہ ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے وہ کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتا" حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ كل امر ذی بال لا يبدء فيه بحمد الله والصلوٰة علی فهوا قطع . ممحوق من كل بركة۔

(جامع صغیر۔ امام سیوطی جلد۲ صفحہ ۹۲ وغیرہ)

یعنی ہر وہ نیک کام جس کے ابتداء میں اللہ کی حمد اور حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے وہ ناقص اور ہر برکت سے خالی ہوتا ہے۔ لہٰذا اذان سے پہلے بھی بسم اللہ شریف

Marfat.com

اور درود شریف پڑھ لینا چاہیے۔

(جلاء الافہام صفحہ ۳۴۱ وغیرہ)

حضرت بلال کا ہمیشہ اذان سے پہلے دعا کرنا

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ فجر کی اذان سے پہلے بلند آواز سے دعا فرمایا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔عن امرأة من بنی نجار قالت کان بیتی من اطول بیت کان حول المسجد فکان بلال یؤذن علیه الفجر. فیاتی بسحر فیجلس علی البیت ینظر الی الفجر فاذا رآه تمطی ثم قال اللهم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیموا دینک قالت ثم یؤذن قالت والله ماعلمته کان ترکها لیلة واحدة هذه الکلمات۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۷)

اذان کے بعد کی دعا کے الفاظ

اذان کے بعد یہ دعا مانگی جائے۔اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوٰة القائمة آت محمد ن الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة (ابن السنی)
وابعثه مقاما محمود ان الذی وعدته۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۸۶)
انک لا تخلف المیعاد۔ (بیہقی جلد ا صفحہ ۴۱۰)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ اپنی کم علمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ الصلوٰة خیر من النوم حضرت

Marfat.com

عمر فاروق نے شروع کیا تھا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ کیونکہ صحیح اور مرفوع احادیث صحاح ستہ سے ثابت ہے کہ اذان فجر میں یہ الفاظ جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم سے شروع کیے گئے تھے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۳، نسائی جلد ا صفحہ ۷۳، ترمذی جلد ا صفحہ ۲۷)

ایک شبہ اور اس کا مفید حل

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اذان کا جواب دینا چاہیے اور فلاں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ''اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول'' عام ہے۔ اور یہ ہر اذان کے لئے ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے عموم کے مطابق ہر اذان کا جواب دینا کار ثواب ہے۔

اذان میں شہادتین پر انگوٹھے چومنا

مؤذن جب اشهد ان محمدا رسول الله۔ کہے تو سننے والے پر مستحب ہے کہ جناب سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر دونوں آنکھوں پر مل لے اور کہے مرحبا بحبیبی وقرة عینی بک یا رسول الله. اللهم متعنی بالسمع والبصر۔ انشاءاللہ وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا اور قیامت کو اسے نبی کریم ﷺ کی شفاعت بھی نصیب ہوگی۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۵۰، مقاصد حسنہ صفحہ ۳۸۴، مسند فردوس دیلمی، حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۷، الدرر علی الغرر صفحہ ۵۰، تفسیر جمل علی الجلالین

Marfat.com

صفحہ ۳۵۷، موضوعات کبیر صفحہ ۷۵، اعانتہ الطالبین صفحہ ۲۴۷، تذکرۃ الموضوعات سید تکلان صفحہ ۳۴، علم الفقہ از مولوی عبدالشکور دیو بندی از مولوی زکریا سہارن پوری، مولوی ابوالحسن ندوی اور مولوی سید اسعد مدنی دیو بندی صفحہ ۲۲۲، انجیل برناباس صفحہ ۶۰، فتاوی عبدالحی لکھنوی صفحہ ۲۱۸، درس نظامی کی درسی کتاب طحطاوی علی المراقی صفحہ ۱۶۵، فقہ حنفی کی معتمد کتاب فتاوی شامی جلد ا صفحہ ۲۶۷)

نوٹ: بہتر ہے کہ انگوٹھے چومتے وقت الفاظ اس طرح کہہ لیے جائیں۔

قرۃ کلا عینا ی بک یا رسول اللہ ﷺ۔

اقامت (تکبیر) کا بیان

اقامت بھی اذان کی طرح دوہری ہی ہے

جناب عبداللہ بن زید بن عبدربہ انصاری، جناب سیدنا عمر فاروق اور دیگر اذان کی روایت والے چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خواب اور بحکم الٰہی فرشتہ کی تلقین کے عین مطابق اقامت کے الفاظ بھی بالکل اذان ہی کی طرح ہیں۔ اور تمام کلمات دوہرا کر یعنی دو دو مرتبہ پڑھے جائیں گے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۱۱۵، طحاوی جلد ا صفحہ ۹۳، مسند امام اعظم صفحہ ۲۷، خلافیات بیہقی بحوالہ درایہ جلد ا صفحہ ۱۱۵)

حضور ﷺ کی اذان اور تکبیر بھی دوہری ہی تھی۔

(صحیح ابوعوانہ جلد ا صفحہ ۳۳۱، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۸۴)

Marfat.com

حضور ﷺ نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکبیر کے سترہ کلمات ہی سکھائے تھے۔ یعنی پندرہ الفاظ اذان والے اور دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ۔

الله اکبر الله اکبر . الله اکبر الله اکبر

اشهد ان لا اله الا الله . اشهد ان لا اله الا الله

اشهد ان محمد ارسول الله اشهد ان محمد ارسول الله.

حی علی الصلوٰة . حی علی الصلوٰة .

حی علی الفلاح. حی علی الفلاح .

قد قامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة

الله اکبر الله اکبر. لا اله الا الله

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۷۳، دارمی صفحہ ۲۱۷

ابن ماجہ صفحہ ۵۲، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۳)

اسی لئے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی تکبیر دوہری ہی پڑھا کرتے تھے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۹۵، جوہر النقی جلد ۱ صفحہ ۴۲۲)

حضرت بلال کی اقامت بھی دوہری ہی تھی

مؤذن ومکبر رسول اکرم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تکبیر کے کلمات دو دو مرتبہ ہی پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۴۶۲، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۹۴

دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۲۴۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶)

Marfat.com

جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما کے تمام شاگرد بھی اقامت دوہری ہی پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۶ وغیرہ)

یقیناً انہوں نے جناب علی المرتضےٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوہری تکبیر کہتے ہی دیکھا اور سنا ہوگا اسی لیے وہ خود بھی تکبیر دوہری کہتے تھے۔

اکہری اقامت پر جناب علی المرتضیٰ کی ناراضگی

جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو اقامت (تکبیر) کے کلمات ایک ایک دفعہ (اکہری) کہہ رہا تھا۔ تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا۔ مثنیٰ مثنیٰ . لا ام لک ۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۱ صفحہ ۴۱۷)

یعنی تیری ماں نہ رہے۔ اقامت کے کلمات دو۔ دو مرتبہ ہی ادا کر۔

نیز صحابہ کرام بیان فرماتے تھے کہ جناب عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتہ کی زبان سے اذان القا کی گئی تھی۔ وہ بھی ہمیشہ اقامت دوہری ہی پڑھا کرتے تھے (جیسا کہ ان کو القا کیا گیا تھا)۔

(بیہقی جلد ۱ صفحہ ۴۲۰، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۹۳ وغیرہ)

امام الوھابیہ کا اعتراف حق۔ اکہری تکبیر منسوخ ہے

امام و مجتہد و محدث و مفسر وھابیہ۔ علامہ قاضی شوکانی رقمطراز ہیں

وحدیث ابی محذورة حدیث صحیح ساقه الحازمی فی الناسخ و

Marfat.com

المنسوخ و ذكر فيه الا قامة مرتين. وقال هذا حديث حسن على شرط ابى داؤد و الترمذى و النسائى و سياتى ما اخرجه عنه الخمسة " ان النبى ﷺ علمه الاذان تسع عشرة كلمة والاقامة سبع عشرة " و هو حديث صححه الترمذى وغيره وهو متاخر عن حديث بلال الذى فيه الامر با يتار الاقامة لانه بعد فتح مكة . لان ابا محذورة من مسلمة الفتح وبلالا امر بافراد الاقامة اول ماشرع الاذان فيكون ناسخا. وقدروى ابو الشيخ ان بالا الذان بمنى ورسول الله ﷺ ثم مرتين مرتين و اقام مثل ذالك . اذا عرفت هذا تبين لك ان احاديث تثنية الا قامة صالحة للا حتجاج بها لما اسلفناه .

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار جلد۲ صفحہ۴۲)

یعنی حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث بالکل صحیح ہے جس کو امام حازمی نے ناسخ ومنسوخ میں بھی نقل کیا ہے اور اس روایت میں آپ نے اقامت کے کلمات کا دو دو مرتبہ کہنا بیان فرمایا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی کی شروط پر حسن (صحیح) ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں، امام ترمذی نے اپنی جامع میں، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں، امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں اور امام دارمی نے اپنی کتاب میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ اور امام ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح بھی فرمایا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب ابومحذورہ کو اذان کے انیس اور اقامت (تکبیر) کے سترہ کلمات سکھائے تھے (جو کہ پیچھے بیان ہو چکے ہیں) اور یہ حضرت ابومحذورہ والی روایت (جس میں اذان وتکبیر کے الفاظ دوہرے

Marfat.com

ہیں) بعد کی ہے۔ چونکہ حضرت ابو محذورہ تو فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور جس روایت میں ہے کہ حضرت بلال کو حضور ﷺ نے اکہری تکبیر کہنے کا حکم فرمایا تھا۔ وہ ابتداء اذان یعنی ۲ھ کا مدینہ شریف کا واقعہ ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اکہری اذان والی تمام روایات منسوخ ہیں۔ اور دوہری اذان والی روایت ناسخ اور واجب العمل ہے۔ لہٰذا اب اسی پر ہی عمل کیا جائے گا۔ بلکہ جناب ابوالشیخ نے تو حضرت بلال سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت بلال نے بھی منیٰ کے مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے اذان اور اقامت میں تمام کلمات دو دو مرتبہ ہی ادا فرمائے تھے (چونکہ اقامت میں ایک ایک دفعہ تمام کلمات ادا کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا تھا)

یہ تمام وضاحت سامنے آجانے کے بعد تو یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اقامت میں تمام کلمات دو۔ دو مرتبہ کہنے والی روایات زیادہ معتبر ہیں۔

اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے جو بھی جائز دعا ہو ضرور کرنی چاہیے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے اذان اور اقامت کے درمیان کی گئی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۷. ترمذی جلد ا صفحہ ۵۸، مستدرک حاکم جلد ا صفحہ ۱۹۸)

اذان کی طرح اقامت کا بھی جواب دینا مستحب ہے۔ البتہ جب مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے تو سنت ہے کہ اقامھا اللہ وادامھا کہا جائے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹۸)

دوران اقامت کب کھڑا ہونا چاہیے

Marfat.com

مسجد میں آتے ہی نوافل اور سنتیں وغیرہ پڑھ کر جماعت کے لئے صفیں بنا کر بیٹھ جانا چاہیے۔اور جب مکبر حی علی الصلوٰۃ کہے تو جماعت کے لئے کھڑا ہونا شروع کرنا چاہیے۔اور قد قامت الصلوٰۃ کہنے تک صفیں درست کرلینی چاہییں۔

کیونکہ حضور ﷺ نے صحابہ اکرم کو فرمارکھا تھا۔لا تقوموا حتی ترونی۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۸۸،مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۰،بیہقی جلد ا صفحہ ۴۲۸،ترمذی جلد ا صفحہ ۲۶،دارمی صفحہ ۱۵۰،نسائی جلد ا صفحہ ۱۱۱،مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۹۶، ۳۰۳،۳۰۴،۳۰۵،۳۰۷،۳۰۸،۳۰۹،۳۱۰،صحیح ابن حبان جلد ۴ صفحہ ۱۲۵، جلد ۵ صفحہ ۶۰۰،۶۰۱،مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۴۳،مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۰۴،مسند المستخرج علی صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۰،۲۰۱،مسند ابوعوانہ جلد ا صفحہ ۳۶۹،۳۷۰،صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۱۴،سنن صغریٰ امام بیہقی جلد ا صفحہ ۳۱۱،سنن ماثورہ شافعی صفحہ ۲۲۲،طبرانی اوسط جلد ۲ صفحہ ۱۶۱،جلد ۸ صفحہ ۲۴۴،مسند حمیدی جلد ا صفحہ ۲۰۵،مسند ابن حمید جلد ا صفحہ ۹۵،آمالی للمحاملی صفحہ ۹۶،حلیہ ابونعیم جلد ۸ صفحہ ۳۹۱،تالی للخطیب جلد ا صفحہ ۲۹۴،موضح اوھام الجمع والتفریق جلد ۲ صفحہ ۳۰۸،ابن عساکر جلد ۶۷ صفحہ ۱۴۳،طبرانی صغیر جلد ا صفحہ ۴۹،معجم ابویعلی صفحہ ۱۸۱،مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۷۵ وغیرہ)

اور نبی کریم ﷺ مکبر کے حی علی الصلوٰۃ کہنے پر حجرہ سے باہر تشریف لایا کرتے تھے۔اور حضور ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان کے مطابق آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

(طبرانی کبیر جلد ۲۳ صفحہ ۲۴۴)

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی بیان فرماتے ہیں۔ کان رسول الله ﷺ اذا قال بلال "قدقامت الصلوٰة" نهض فكبر۔

(مسند بزار جلد ۸ صفحہ ۲۹۸، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۶، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۵۴، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۲، اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۳۲۶، از محدث دیوبند مولوی ظفر احمد عثمانی تھانوی دیوبندی، تاریخ اوسط للبخاری صفحہ ۴۳، کامل ابن عدی جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، میزان ذھبی جلد ۲ صفحہ ۲۰۴، لسان المیزان ابن حجر جلد ۲ صفحہ ۸۷ وغیرہ)

یعنی جب اقامت میں جناب بلال "قد قامت الصلوٰة" کہتے تو حضور ﷺ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور تکبیر کہہ کر جماعت شروع فرما دیتے تھے نیز ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ فلما قال حى على الصلوٰة نهض رسول الله ﷺ الى الصلوٰة۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱ صفحہ ۴۸۱، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۵)

کہ جب مکبر نے "حی علی الصلوٰة" کہا تو جناب رسول اللہ ﷺ (اپنے حجرہ شریف سے) فوراً نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور مسجد میں تشریف لے گئے۔

علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مندرجہ بالا حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

ولعله عليه السلام كان يخرج من الحجرة بعد شروع المؤذن فى الاقامة ويدخل فى محراب المسجد عند قوله حى على الصلوٰة۔

(مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ صفحہ ۳۳۹)

یعنی۔ غالباً جناب رسول اللہ ﷺ اپنے حجرہ پاک سے اقامت کے شروع ہونے

Marfat.com

کے بعد تشریف لایا کرتے تھے اور حی علی الصلوٰۃ (یا بعض روایات کے مطابق حی علی الفلاح) کہنے تک محراب مسجد میں جلوہ افروز ہو جایا کرتے تھے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ حی علی الصلوٰۃ یاحی علی الفلاح کہنے پر ہی صفیں درست کر کے کھڑے ہو کر نماز کے لئے تیار ہو جانا چاہیے۔

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ

وکان عمر رضی الله تعالیٰ عنه يقول لا تقوموا للصلوٰة حتی يقول المؤذن قد قامت الصلوٰة .

(کشف الغمہ عن جمیع الامہ صفحہ ۸۱)

یعنی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک تکبیر کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ نہ کہے تم نماز کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔ لہٰذا یقینی بات ہے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے مسجد میں تشریف لے جانے پر آپ ﷺ کے فرمان ذیشان" فلا تقوموا حتی ترونی۔ یعنی جب تک تم مجھے آتے ہوئے نہ دیکھ لیا کرو۔ تم کھڑے نہ ہوا کرو" کے مطابق اس کے بعد ہی کھڑے ہوتے ہوں گے۔

جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا

جناب عبداللہ بن ابی یزید بیان فرماتے ہیں کہ "اقام المؤذن بالصلوٰة فلما قال قد قامت الصلوٰة قام حسین"

(مصنف عبدالرزاق جلد اصفحہ ۵۰۵، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

مکبر نے جب قد قامت الصلوٰۃ کہا تو جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

جماعت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان

تابعی کبیر جناب عطیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مکبر نے اقامت کہنا شروع کر دی۔ ہم اٹھنے لگے تو آپ نے فرمایا۔ بیٹھے رہو۔ جب مکبر **قد قامت الصلوٰۃ** کہے گا تو کھڑے ہو جانا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۰۶)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

پہلے کھڑے ہونے پر صحابہ اور تابعین کرام کا ناراض ہونا

معروف تابعی جناب معاویہ بن قرہ بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ مکبر کے اقامت شروع کرتے ہی کوئی اٹھ کر کھڑا ہو جائے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۴۸۰)

امام ابو اسحاق بیان فرماتے ہیں کہ تابعین کرام قد قامت الصلوٰۃ پر ہی کھڑے ہوتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۰۵)

تابعی کبیر جناب عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۰۵، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱)

تابعی کبیر جناب امام حسن بصری کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ اقامت میں قد قامت

Marfat.com

الصلوٰۃ پر ہی کھڑا ہونا چاہیے۔روایت کے الفاظ ہیں۔عن الحسن انه کره ان یقوم الامام حتی یقول المؤذن قدقامت الصلوٰۃ.

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱صفحہ ۴۰۵، ۴۰۷، سنن الکبری جلد ۲صفحہ ۲۱)

نیز جناب حسن بصری اور جناب ابن سیرین بھی اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص مکبر کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے سے پہلے کھڑا ہو جائے۔

(التمہید ابن عبدالبر جلد ۹صفحہ ۱۹۰)

خلیفہ راشد خامس، جلیل القدر تابعی جناب عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنے دور حکومت میں حکومتی سطح پر یہ فرمان جاری کیا ہوا تھا۔کہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۱صفحہ ۵۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱صفحہ ۴۰۶)

تابعی کبیر جناب ابراہیم نخعی بھی اقامت شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جانا غلط سمجھتے ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱صفحہ ۵۰۴)

نیز جناب ابراہیم نخعی فرماتے ہیں۔

اذا قال المؤذن حی علی الفلاح فانه ینبغی للقوم ان یقوموا فیصفوا۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۱)

یعنی جب مؤذن حی الفلاح کہے تو لوگوں کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر صفیں بنالیں۔

امام اعظم کا فیصلہ

جلیل القدر تابعی امام الائمہ، کاشف الغمہ، جناب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب ہے

Marfat.com

کہ ''قد قامت الصلوٰۃ'' پر مقتدی کھڑے ہوں۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

عن ابراھیم قال اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰۃ فانه ینبغی للقوم ان یقیموا فیصفوا ... قال محمد وبه نأخذ وھو قول ابی حنیفة ۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۱۳، جامع المسانید جلد ۱ صفحہ ۴۳۴، موطا امام محمد صفحہ ۸۹)

ائمہ احناف کا فتوی

امام نووی شارح مسلم بیان فرماتے ہیں۔ وقال ابو حنیفة والکوفیون یقومون فی الصف اذا قال حی علی الصلوٰۃ ۔

(نووی بر مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر فقہاء کوفہ (صحابہ کرام و تابعین عظام) فرماتے ہیں کہ مقتدی جماعت کے لئے اس وقت صف میں کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الصلوٰۃ کہے۔ شارح مشکوٰۃ علامہ علی قاری حنفی لکھتے ہیں۔

قال ائمتنا یقوم الا مام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۱۹)

یعنی ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ امام بھی۔ اور مقتدی بھی۔ مکبر کے حی علی الصلوٰۃ کہنے پر جماعت کے لئے صف میں کھڑے ہوں۔

نیز منقول ہے۔ یقوم الامام و القوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح . عند علما ئنا الثلاثة وھو الصحیح ۔

(فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۸۵)

Marfat.com

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد علیہم الرحمۃ کا فتوی (احادیث مذکورہ بالا کے مطابق) یہی ہے کہ امام بھی اور مقتدی بھی جماعت کے لئے اس وقت کھڑے ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے۔

امام ترمذی کا تبصرہ

یکے از محدثین صحاح ستہ، امام ترمذی بیان فرماتے ہیں۔ قال ابو عیسی حدیث ابی قتادة حدیث حسن صحیح (اذا قیمت الصلوٰة فلا تقوموا حتی ترونی) و قد کرہ قوم من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ وغیرہ هم ان ینظر الناس الامام وهم قیام وقال بعضهم اذ کان الامام فی المسجد واقیمت الصلوٰة فا نما یقومون اذا قال المؤذن قدقامت الصلوٰة قد قامت الصلوٰة وهو قول ابن المبارک ۔کہ بعض صحابہ کرام اور ائمہ کرام کا فرمان ہے کہ اگر تم امام مسجد میں موجود ہو اور اقامت کہی جائے تو مکبر کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے پر کھڑے ہوا کرو۔ اور امام عبداللہ بن مبارک کا بھی یہی فرمان ہے کہ مقتدی کو اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا چاہیے۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۷۶)

محدث دیوبند مولوی انور شاہ جی (قد قامت الصلوٰۃ پر) کشمیری لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام اقامت ختم ہو جانے کے بعد کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اور بعض احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام اقامت کے درمیان میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ابتدا تکبیر ہی میں کھڑا نہیں ہو جانا چاہیے۔

Marfat.com

(فیض الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

عقل کا تقاضا

ترمذی شریف کے حاشیہ میں ہے۔قال الفقھاء یقومون عند قوله حی علی الصلوٰۃ ولعل ذالک عند حضور الامام ویحتمل انه ﷺ کان یخرج عند ھذا القول وقال الطیبی فیه دلیل علی جواز تقدیم الاقامة علی خروج الامام ثم ینظر خروجه۔

(قوت المغتذی علی جامع الترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۶)

یعنی فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ مقتدیوں کو امام کے آنے کے وقت ہی کھڑا ہونا چاہیے اور صحابہ کرام بھی حی علی الصلوٰۃ پر ہی کھڑے ہوا کرتے تھے۔احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ان ہی الفاظ پر اپنے حجرۂ پاک سے باہر تشریف لاتے ہوں گے۔اور امام طیبی فرماتے ہیں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ امام کے آنے سے پہلے تکبیر پڑھنا جائز ہے۔اور عقل بھی اسی بات کا تقاضہ کرتی ہے۔کیونکہ جب مکبر شہادتین ادا کرتا ہے تو وہ اس وقت صرف اپنے ایمان کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔وہ نمازیوں سے تو کوئی بات ہی نہیں کر رہا۔پھر وہ اعلان کرتا ہے حی علی الصلوٰۃ .حی علی الفلاح ۔تو جو نمازی صفوں سے دور بیٹھے ہوئے ہیں وہ آ کر صفوں میں شامل ہو جائیں۔پھر مکبر اعلان کرتا ہے۔قدقامت الصلوٰۃ ۔یعنی لوگو جماعت کھڑی ہوگئی۔ تو سب لوگ کھڑے ہو کر صفیں درست کر لیتے ہیں۔پھر امام صاحب صفوں کی درستگی کرا کے تکبیر کہہ کر جماعت شروع کر دیں گے۔امام نووی فرماتے ہیں۔ فمذھب

Marfat.com

الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وطائفۃ انہ یستحب ان لا یقوم احد حتی یفرغ المؤذن من الاقامۃ۔

(نووی بر مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۲۱)

یعنی امام شافعی اور فقہاء کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پوری تکبیر نہ کہہ لی جائے۔کوئی بھی کھڑا نہ ہو۔لہٰذا عقلی اور نقلی طور پر یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق دیکھ کر اس کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے۔لہٰذا حضور ﷺ کے فرمان اور صحابہ کی سنت کے مطابق تکبیر بیٹھ کر ہی سننی چاہیے۔اور حی علی الصلوٰۃ کے بعد کھڑا ہو کر صفیں سیدھی کر لینی چاہیں۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۸۶،عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۶۰۲،نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۳۱،عون المعبود شرح ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۳)

مشہور صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی لاقامت میں قد قامت الصلوٰۃ پر ہی کھڑے ہوتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ انہ اذا قیل قد قامت الصلوٰۃ وثب فقام۔

ایک غیر مقلد عالم سید سابق شاہ صاحب نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

(فقہ السنہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۲،ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۱،تیسیر القاری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۵،اکمال شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۱،نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۲۱،عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۶،بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱،فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۰،مصنف عبد الرزاق جلد ۱ صفحہ ۴۶۲،ابوداؤد جلد ۱

Marfat.com

صفحہ ۷۵، فتاوی عالمگیری جلد ا صفحہ ۵۳، طحاوی صفحہ ۱۵۱، عمدۃ الرعایۃ جلد ا صفحہ ۱۳۶، مفتاح الجنۃ صفحہ ۳۳، راہ نجات صفحہ ۱۴ از اکابرین دیوبند، التمہید لا بن عبدالبر جلد ۹ صفحہ ۹۳، تحفۃ الاحوذی جلد ۳ صفحہ ۱۶۶)

لہٰذا تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہو جانا خلاف سنت ہے۔

حنفی حضرات کو دعوت فکر

حنفی کہلانے والے حضرات فتاویٰ شامی جلد ا صفحہ ۳۵۴، درمختار جلد ا صفحہ ۳۵۴، کنز الدقائق صفحہ ۲۲، مراقی الفلاح صفحہ ۱۶۶، نور الایضاح صفحہ ۷۰، مالا بدمنہ صفحہ ۴۰، طحطاوی صفحہ ۱۶۶، بحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۵۷، فتاویٰ عالمگیری جلد ا صفحہ ۵۹، شرح وقایہ جلد ا صفحہ ۱۳۶، عمدۃ الرعایہ بر شرح وقایہ جلد ا صفحہ ۱۳۶، حاشیہ نمبر ۱۶، جامع الرموز جلد ا صفحہ ۷۲، اصلاح شرح ایضاح صفحہ ۴۵، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۵۴، فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۶۰، مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر جلد ا صفحہ ۷۳، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۳۲۱، حاشیہ نور الایضاح از مولوی اعزاز علی دیوبندی صفحہ ۷۰، حاشیہ کنز الدقائق از مولوی احسن نانوتوی دیوبندی صفحہ ۲۲، کفایت المغنی از مفتی کفایت اللہ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند، تبیین الحقائق جلد ا صفحہ ۱۰۸، فتح المبین حاشیہ شرح کنز ملا مسکین وغیرہ دیکھیں۔

مسالک اربعہ کا فیصلہ

☆ مالکیہ کہتے ہیں کہ مقتدی کے لئے جائز ہے کہ وہ اقامت کے دوران ہی (حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح یا قد قامت الصلوٰۃ) کھڑا ہو جائے یا اقامت ختم ہونے کے بعد

Marfat.com

کھڑا ہو۔ (ثابت ہوا کہ اقامت سے پہلے کھڑا نہ ہونا چاہیے)

☆ شافعیہ کہتے ہیں کہ مقتدی کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ اقامت کے بعد اٹھے۔

☆ حنابلہ کہتے ہیں کہ قد قامت الصلوٰۃ کے بعد جب امام اٹھے تو مقتدی بھی اٹھ جائیں (یعنی قد قامت الصلوٰۃ سے پہلے نہ امام اٹھے اور نہ مقتدی اٹھیں)

☆ حنفیہ کہتے ہیں کہ مقتدی کو مکبر کے حی علی الفلاح کہنے پر کھڑا ہونا چاہیے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ مترجم جلد ا صفحہ ۵۱۴)

☆☆☆☆☆☆☆☆

نمازوں کی تعداد

حضور ﷺ پانچ نمازیں ہی پڑھتے تھے

بعض لوگ قرآن وحدیث سے لاعلمی کی وجہ سے نمازوں کی تعداد کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ اور اس غلط فہمی کا شکار کر دیے جاتے ہیں کہ قرآن پاک میں پانچ نمازوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تو اس کے متعلق سب سے آسان اور سب سے زیادہ مضبوط بات تو یہ ہے کہ قرآن پاک جناب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ اور

الرحمن علم القرآن

(سورت الرحمٰن جلد ا۔۲)

کا فرمان خداوندی اس بات پر شاہد عدل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب کو خود قرآن پاک کی تعلیم دی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ روح قرآن اور مراد قرآنی کو آپ ﷺ

Marfat.com

سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۴۵)

اب فیصلہ آسان ہے جتنی نمازیں حضور ﷺ پڑھتے رہے ہیں اتنی نمازیں ہی قرآن پاک کا حکم ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ قرآن پاک کا خلاف تو کر نہیں سکتے۔ ویسے بھی ہمارے لیے یہی حکم ہے۔ **ومن یطع الرسول فقد اطاع الله۔**

(سورۃ نساء ۸۰)

یعنی حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔

نیز فرمایا۔ **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة۔**

(سورت احزاب آیت ۲۱)

یعنی یقیناً تمہارے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی بہترین راہ عمل ہے۔ آپ کائنات کی کوئی بھی کتاب، حدیث، تفسیر، تاریخ یا سیرت اٹھا کر دیکھ لیں۔ کہیں بھی اس معاملہ میں اختلاف نظر نہیں آئے گا۔ بلکہ تمام کائنات کے لوگ بلا امتیاز مسلم وغیر مسلم۔ سب ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ روزانہ پانچ نمازیں ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حکم قرآنی پانچ ہی نمازوں کا ہے۔ یہ اصولی بات سمجھ لینے کے بعد اب چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

تا کہ قارئین کرام کو مزید اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔

قرآن مجید سے پانچ نمازوں کا ثبوت

آیت نمبر (۱) **واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشی والابکار۔**

(سورت آل عمران آیت نمبر ۴۱)

Marfat.com

یعنی اور ذکر کرتا رہا کرتو اپنے رب کا بہت زیادہ۔ اور تسبیح بیان کیا کر (نماز پڑھا کر) تو رات ہونے کے وقت اور صبح کے وقت بھی) عشـــی سے مراد رات کی ابتدائی تاریکی ہے جو کہ نماز مغرب کا وقت ہے۔ (المنجد صفحہ ۴۵۵)

اور بکرۃ کے معنی صبح کے ہیں (المنجد صفحہ ۹۷)

اس طرح اس آیت سے نماز صبح اور نماز مغرب کا ثبوت ملا۔

آیت نمبر (۲) **اقم الصلوٰۃ طرفی النھارِ وزلفا من اللیل .**

(سورۃ ھود آیت ۱۱۴)

یعنی دن کے دونوں کناروں پر نماز قائم کیا کرو۔ (یعنی نماز فجر اور نماز مغرب) اور رات کا کچھ حصہ گزر جانے پر بھی۔ اور رات کا کچھ حصہ گزرنے سے صرف عشاء کی نماز ہی مراد ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اس آیت میں نماز صبح، نماز مغرب اور نماز عشاء کا ثبوت ملا۔

آیت نمبر (۳) **وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا .**

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۰)

یعنی اپنے رب کی تسبیح بیان کیا کریں سورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔ اس آیت میں سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے کا ذکر ہے۔ سورج نکلنے سے جتنا پہلے نماز فجر کا وقت شروع ہوگا تقریباً اتنا ہی وقت دوسری نماز (یعنی نماز عصر) کا سورج غروب ہونے سے پہلے ہوگا۔ یہاں مماثلت زمانی ہے اور ظاہر بات ہے۔ کہ وہ نماز عصر ہی ہے

آیت نمبر (۴) **ومن آناء اللیل فسبح واطراف النھار۔**

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۳۰)

Marfat.com

اور رات کی گھڑیوں میں۔ اور دن کے کناروں میں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو۔

رات کی کچھ گھڑیاں۔ یہ نماز عشاء کا وقت ہے اور دن کے (دونوں) کناروں میں یعنی سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد۔

اس سے مراد نماز فجر اور نماز مغرب ہوگی۔

لہٰذا اس آیت کریمہ میں نماز فجر، نماز مغرب، نماز عشاء اور نماز عصر کا ثبوت ملا۔

آیت نمبر (۵) **من قبل صلوٰة الفجر وحين تضعون ثيابكم من الظهيرة ومن بعد صلوٰة العشاء۔** (سورة نور آیت ۵۸)

یعنی نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم اپنے (اضافی) کپڑے اتار کر آرام کیا کرتے ہو۔ اور عشاء کی نماز کے بعد (تمہارے نابالغ بچے اور تمہارے غلام بھی اجازت لے کر گھروں میں آیا کریں)۔ اس آیت قرآنی سے صاف صاف نماز فجر، نماز ظہر اور نماز عشاء کا ثبوت مل رہا ہے۔

آیت (۶) **اقم الصلوٰة لدلوک الشمس الی غسق الليل وقرآن الفجر** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۸)

یعنی نماز قائم کیا کرو "**دلک شمس**" کے وقت۔ اور **دلک شمس** سے مراد ہے سورج کا غروب ہونے کے لئے جھکنا۔ (المنجد صفحہ ۳۴۴)

تو اس سے مراد عصر کی نماز ہوئی۔ اور رات کا اندھیرا چھا جانے پر (یقیناً اس سے مراد نماز عشاء ہی ہے) اور فجر کا تو صاف لفظ موجود ہے۔ یعنی اور نماز فجر میں جب قرآن پڑھا جاتا ہے۔ تو اس طرح اس آیت قرآنی میں نماز فجر، نماز عصر اور نماز عشاء کا ذکر ہوا۔

Marfat.com

آیت نمبر(۷) والعصر ان الانسان لفی خسر ۔

(سورۃ عصر ۱،۲)

یعنی قسم ہے مجھے نماز عصر کی ۔ بے شک انسان گھاٹے میں ہے۔

اور عصر سے مراد دن کا آخری حصہ۔یعنی سورج کے سرخ ہونے تک ہے۔

(المنجد ۲۵۶)

اس سے مراد عصر کے علاوہ کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔اس آیت قرآنی میں نماز عصر کا ذکر ہے

آیت نمبر(۸) وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب۔

(سورۃ ق آیت ۲۹)

یعنی اور آپ ﷺ تسبیح بیان کیا کریں اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔سورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔

اس آیت میں سورج کے نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے تسبیح کا ذکر ہے۔ظاہر ہے کہ اس سے مراد نماز فجر اور نماز عصر ہی ہو سکتی ہے۔

بہرحال قرآن پاک کی آیات تو اور بھی کافی ہیں جن میں مختلف نمازوں کا ذکر موجود ہے لیکن اختصار کے پیش نظر انہی چند آیات مقدسہ پر اکتفا کرتا ہوں ۔ماننے والے کے لئے یہ بھی کافی ہیں۔اور نہ ماننے والوں کے لئے پورا قرآن بھی بے اثر رہے گا الحمدللہ ان متعدد آیات مبارکہ سے پانچوں نمازوں کا ثبوت قرآن مجید فرقان حمید سے مل گیا۔ثابت ہوا کہ اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کی سنت اور فرمان سے پانچ نمازیں ہی ثابت ہیں ۔لہٰذا اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کو ماننے والا پانچ نمازیں ہی پڑھے گا۔اور جو پانچ نمازوں کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت اللہ کے قرآن اور جناب

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی شریعت مطہرہ اور آپ ﷺ کی سنت مقدسہ کا انکار کر رہا ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک ۔

نماز کے لئے زبان سے نیت کرنا

نیت کا معنی ہے کسی کام کا قصد اور ارادہ کرنا۔ اور ارادے کا تعلق دل و دماغ سے ہوتا ہے۔ لہٰذا جب نماز پڑھنے لگیں تو دل و دماغ میں اس عبادت کا قصد اور نماز کے وقت کا خیال ہونا لازم ہے۔ یعنی اسے بالیقین یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میں کونسی نماز پڑھنے لگا ہوں۔ اور یہ کتنی رکعتیں ہیں۔ اور اس نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

عبادات کی زبانی نیت سنت نبوی ﷺ ہے

اگر اس دل کے قصد و ارادہ کو زبان سے بھی ادا کر لیا جائے تو بھی بہتر ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ سے کئی عبادتوں میں زبان سے نیت کرنا ثابت ہے۔

مثلاً روزہ کے افطار کے وقت آپ ﷺ اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت. کے الفاظ ادا فرمایا کرتے تھے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۲۲، بیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۳۹ وغیرہ)

نیز حج اور عمرہ کی نیت بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام علیھم الرضوان ہمیشہ زبانی ہی فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً حضور ﷺ نے فرمایا۔ انی قد اوجبت الحج مع العمرۃ ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۴۰۴)

یعنی میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہوں۔

Marfat.com

صحابہ کرام کا زبانی نیت کرنا

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بھی حج اور عمرہ کی نیت زبان ہی سے فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ اللھم انی اھل بما اھل رسولک ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۳۹۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی زبان سے فرمایا۔ میں حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتا ہوں ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی عمرے کی نیت زبان ہی سے ادا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ انی قد او جبت عمرۃ .

(مسلم جلد ا صفحہ ۴۰۴)

قرآن وحدیث کا مسلّم قانون

نیز سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ، یا۔ رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید میں یا حدیث شریف میں کہیں بھی زبانی نیت کرنے سے منع نہیں فرمایا۔

لہٰذا۔ ماسکت عنہ فھو مما عفی عنہ۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ ، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹ ، مشکوۃ صفحہ ۳۵۶)

یعنی جس چیز یا کام کی ممانعت شریعت مصطفوی سے ثابت نہ ہو۔ وہ سب جائز ہیں۔

اور وما نھا کم عنہ فانتھوا . (سورۃ حشر آیت ۷)

کے مسلّم قانون کے مطابق ۔ صرف وہ کام ہی ناجائز ہوں گے۔ جن سے اللہ عزوجل یا۔ اللہ کے رسول ﷺ منع فرمادیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ، جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے کہیں بھی کسی بھی عبادت کی زبانی نیت سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ بعض

Marfat.com

عبادات میں خود زبانی نیت فرمائی ہے۔ لہٰذا ان عبادات پر قیاس کرتے ہوئے نماز کی زبانی نیت بھی بالکل جائز اور مستحسن (مستحب) ہوگی۔ بلکہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب (کنز العمال) کے اصول کے مطابق ایمان نام ہی دل سے تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا ہے۔

منشائے خداوندی

بعض آیات مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی بھی مرضی ومنشاء یہی معلوم ہوتی ہے کہ جو بات دل میں ہو وہ ہی زبان پر بھی جاری ہو۔

منافقین کا طریقہ

چنانچہ منافقین کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۷)

یعنی وہ اپنے مونہوں سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں۔

نیز فرمایا قالو آ امنا بافواھھم ولم تؤ من قلوبھم۔

(سورۃ مائدہ آیت ۴۱)

یعنی انہوں نے اپنے مونہوں سے تو کہا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے تھے۔

نیز فرمایا یقولون بالسنتھم مالیس فی قلوبھم۔ (سورۃ فتح آیت ۱۱)

کہ وہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں وغیرہ۔

یعنی منافقوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مومن کامل کی نشانی

اسی لیے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا۔ان الرجل لا یکون مؤمنا حتی یکون قلبه مع لسانه سواء ویکون لسانه مع قلبه سواء۔

(الترغیب والترھیب جلد۳ صفحہ ۲۳۶)

یعنی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا۔جب تک اس کی زبان اور دل ایک جیسے نہ ہو جائیں۔یعنی جو بات دل میں ہے وہی زبان پر ہو۔لہٰذا ثابت ہوا کہ زبان سے نیت کرنا اگرچہ فرض یا واجب نہیں ہے لیکن مستحب ضرور ہے۔اور اگر دوسری عبادات پر قیاس کریں تو پھر زبان سے نیت کرنا سنت نبوی اور سنت صحابہ بھی کہی جاسکتی ہے۔جس کام سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔اس کام سے منع کر کے۔لا تقدموا بین یدی الله ورسوله۔

(سورۃ حجرات آیت ۱)

کی زد میں نہیں آنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ سب کو حق سمجھنے اور اس کو مان کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔۔فاعتبروا یا اولو الابصار.

نماز کی شرطوں کا بیان

شرائط سے مراد

شرط اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بذات خود تو مقصود اصلی نہ ہو لیکن اصل چیز کا دارومدار اس پر ہی ہو۔یعنی اگر شرط پوری نہ ہو تو اصل کام بھی نہ ہو سکے۔اسی طرح نماز شروع

Marfat.com

کرنے سے پہلے بھی چند شرطوں کا پورا ہونا لازم ہے۔ ہاں اگر کوئی عذر شرعی ہو تو پھر حالت کے مطابق مسئلہ بھی بدل جائے گا۔

شرط نمبر (1) بدن کا پاک ہونا

قرآن مجید میں ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا لاتقربو الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون ولا جنبا الاعابری سبیل حتی تغتسلوا۔

(سورۃ نساء آیت ۴۳)

''یعنی اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ نشہ کی حالت میں ۔۔۔۔۔ اور نہ ناپاکی کی حالت میں بغیر غسل کیے۔۔ یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے''

نیز ارشاد ربانی ہے۔ والرجز فاھجر۔ (سورۃ مدثر آیت ۵)

یعنی اور اپنے آپ سے گندگی کو دور کر۔ معلوم ہوا کہ جب تک جسم نجاست حقیقی اور نجاست حکمی سے پاک نہ ہو نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ الا یہ کہ کوئی عذر شرعی ہو۔

شرط نمبر (2) کپڑوں کا پاک ہونا

ارشاد خداوندی ہے۔ وربک فکبر وثیابک فطھر۔

(سورۃ مدثر آیت ۳۔۴)

یعنی اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ''

اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے پہلے کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ الا یہ کہ کوئی عذر شرعی ہو۔

شرط نمبر (3) جگہ کا پاک ہونا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔

انی انا ربک فاخلع نعلیک انک باالوادالمقدس طوی

(سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۲)

یعنی بے شک میں تیرا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار دے۔ بے شک تو پاک وادی طوی میں ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب خدا کے حضور حاضر ہونا ہو تو جوتے اتار کر۔ اور پاک جگہ پر کھڑا ہونا چاہیے۔ نیز فرمایا۔ وعھدنا الی ابراھیم و اسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۲۵)

یعنی اور ہم نے حکم دیا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں کیلئے اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور نماز پڑھنے والوں کے لئے پاک صاف کر دو۔ الا یہ کہ کوئی عذر شرعی ہو۔

گھر میں بھی نماز کے لئے ایک جگہ مقرر کرنا

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں میں بھی نماز کے لئے ایک جگہ مقرر کرلو اور اس جگہ کو پاک صاف رکھا کرو۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ امر رسول اللہ ﷺ ببناء المساجد فی الدوروان تنظف و تطیب۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۶، ابن ماجہ صفحہ ۵۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۶۶)

اسی طرح پاک زمین کی طرح جناب رسول اللہ ﷺ نے پاک بورئے پر، دباغت

Marfat.com

دئے ہوئے چمڑے، اور پاک چٹائی پر بھی نماز ادا فرمائی ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان رسول الله ﷺ یصلی علی الحصیر والفروة المدبوغة (وکان یصلی علی الخمرة)۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۹۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۴ اور ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۵)

شرط نمبر (4) ستر عورت

ارشاد خداوندی ہے۔ **خذوا زینتکم عند کل مسجد۔**

(سورۃ اعراف آیت نمبر ۳۱)

یعنی اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ نماز کے وقت خوب اچھا لباس پہنا کرو۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۵۴ وغیرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ حکم خداوندی ہے کہ نماز پڑھتے وقت اچھا اور مکمل لباس پہنا جائے

مرد کا گھٹنا بھی عورت ہے

فرمان نبوی ﷺ **فانما اسفل من سرته الی رکبتیه من عورته۔**

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۸۷، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ وغیرہ)

کے مطابق مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا جسم چھپانا بھی لازم ہے۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ **المرأة عورة۔** (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۸۹)

یعنی عورت تو تمام کی تمام ہی پردے والی چیز ہے۔ اور عورت کے لئے لازم ہے کہ اس کا سر اور کان بھی چھپے ہوئے ہوں۔ ورنہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔عن الحسن قال اذا بلغت المرأة الحيض لم تغط اذ نها و رأسها لم تقبل لها صلوٰة .

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

دو پٹہ میں سے عورت کے بال نظر نہ آئیں

شرعی طور پر دو پٹہ سے مراد وہ کپڑا ہوگا جس سے بالوں کی سیاہی نظر نہ آئے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔عن عائشة انها سئلت عن الخمار فقالت انما الخمار ماوا ری البشرة و الشعر۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)

نیز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔لا يقبل الله صلوٰة حائض الابخمار۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰، سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ وغیرہ)

یعنی کسی بالغہ عورت کی نماز مکمل اوڑھنی کے بغیر قبول ہی نہیں ہوتی۔عورت کے بالوں کا کچھ حصہ بھی نظر آرہا ہو تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

عبارت اس طرح ہے۔ان المرأة اذا ادركت فصلت وشيئ من شعرها مكشوف لا تجوز صلاتها۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۰)

اگر چہ دو پٹہ بھی ہو۔لیکن اتنا باریک ہو کہ اس میں سے بال نظر آئیں پھر بھی نماز نہیں ہوگی لہٰذا قرآن وسنت کے مطابق ثابت ہو گیا کہ ستر عورت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

Marfat.com

شرط نمبر (5) استقبال قبلہ

ارشاد خداوندی ہے۔ وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

یعنی اور جہاں کہیں بھی ہو تم (نماز میں) مسجد حرام ہی کی طرف منہ کیا کرو' لہٰذا حکم الٰہی سے ثابت ہو گیا کہ جو کوئی جہاں کہیں بھی ہو نماز میں خانہ کعبہ ہی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے گا۔ تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔

شرط نمبر (6) نماز کا وقت ہونا

ارشاد خداوندی ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا۔

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۰۳)

یعنی بے شک نماز ایمان والوں پر ایک مقرر وقت پر پڑھنی فرض کی گئی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ کوئی بھی نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس وقت ہی قبول ہوگی جب کہ وہ اپنے وقت پر ادا کی جائے گی۔ اور کوئی نماز اگر وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھی جائے تو وہ ادا ہی نہیں ہوگی۔ اور اگر نماز کا وقت گزر جائے تو پھر قضا کر کے پڑھی جا سکتی ہے۔

قضاء نماز ہر وقت پڑھنی جائز ہے

البتہ قضا نماز پڑھنے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب چاہیں پڑھیں۔ بلکہ جتنا جلدی ہو سکے پڑھ لیں۔ کیونکہ قضا ایک قرض ہے۔ تو قرض جلد از جلد ہی لوٹانا چاہیے۔ حتیٰ کہ قضا نماز تو صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

عبارت اس طرح ہے۔ واما الصلوات الفوائت فلا بأس ان تقضی بعد

Marfat.com

العصر و بعد الصبح۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۲۵)

شرط نمبر (7) نماز کی نیت ہونا

صحیحین کی حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

انما الاعمال بالنیات۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ وغیرہ)

یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اسی مفہوم کی ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں۔

وانما لا مرء مانوی۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ وغیرہ)

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ نیة المؤمن خیر من عمله۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر امام مناوی جلد ۶ صفحہ ۲۹۱)

یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے افضل ہوتی ہے (یعنی پہلے نیت کی تھی تو عمل قبول ہوگا۔ لہٰذا نیت عمل سے مقدم ہوئی) یعنی آدمی کا صرف وہی عمل قبول ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہو۔ یعنی اگر وضو یا غسل کی نیت نہ کرے اور سمندر میں ڈوب کر مر بھی جائے۔ تو وضو یا غسل نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تیمّم کی نیت نہ کرے اور پورے جسم پر بھی مٹی مل لے تو تیمّم نہیں ہوگا۔ لہٰذا نماز کے لئے بھی نیت کرنا لازم ہوگا۔ اور نماز پڑھنے کے لئے لازم ہے کہ پڑھنے والے کو بالیقین یہ معلوم ہو کہ وہ کس وقت کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اور کونسی نماز ادا کر رہا ہے۔ یعنی فرض ہیں یا وتر ہے، جمعہ ہے یا قضا ہے وغیرہ۔ اکیلا پڑھنے لگا ہوں یا امام کے پیچھے پڑھنے لگا ہوں۔ اگر امام کے پیچھے پڑھ رہا ہو تو اقتدا کی نیت بھی کرنی پڑے گی۔ ویسے تو نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔

Marfat.com

جو کہ لازم ہے البتہ اگر دل کے ارادے کا زبان سے بھی اظہار کر دیا جائے تو یہ سونے پہ سہاگہ ہوگا۔ اور حدیث مصطفےٰ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ہم اپنے دل اور زبان کو ہم آہنگ کر کے اپنے ایمان کی پختگی اور اخلاص کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ اس کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔

اوقات نماز خمسہ

ارشاد خداوندی ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۰۳)

یعنی "بے شک نماز کو ایمان والوں پر ایک مقرر وقت میں فرض کیا گیا ہے" اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ ای الاعمال احب الی اللہ۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ الصلوٰۃ لو قتھا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۷۶، مسلم جلد ا صفحہ ۶۲)

یعنی نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے حضور نماز وہی قبول ہوگی جو اپنے وقت پر ادا کی جائے گی۔ لہٰذا لازم ہے کہ نمازی ہر نماز کے وقت سے واقف ہو۔ اس لئے اختصار کے ساتھ پہلے نمازوں کے اوقات بیان کئے جاتے ہیں۔

نماز فجر کا وقت

نماز فجر کا وقت طلوع فجر یعنی صبح صادق سے شروع ہو کر سورج کے نکلنے سے پہلے تک

Marfat.com

رہتا ہے۔جیسا کہ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے۔وقت صلوۃ الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۳، ترمذی جلد ا صفحہ ۲۲، بیہقی جلد ا صفحہ ۳۷۸)

ہر نماز کا ابتدائی اور آخری وقت

ہر نماز کا ایک ابتدائی وقت ہوتا ہے اور ایک آخری وقت۔اور نماز فجر کا اول وقت تو وہ ہے جب صبح (صادق) طلوع ہو جائے۔اور اس کا آخری وقت سورج کے طلوع ہونے سے پہلے تک ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ان للصلوٰۃ اولا و آخرا. وان اول وقت الفجر حین یطلع الفجر وان آخر وقتها حین تطلع الشمس۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۲۲، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ وغیرہ)

اوران دونوں یعنی اول وآخر وقتوں کے درمیان کا تمام وقت اس نماز کا وقت ہوتا ہے۔جیسا کہ جناب جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کے سامنے پانچوں نمازیں ایک دن اول وقت میں اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھ کر فرمایا تھا۔ والوقت فیما بین هذین الوقتین۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۲۱، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۵۶ وغیرہ)

اور جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی ایک آدمی نے پانچوں نمازوں کے اوقات پوچھے۔تو آپ ﷺ نے ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت میں پڑھیں اور دوسرے دن آخر وقت میں۔اور پھر فرمایا۔وقت صلوتکم بین ما رأیتکم۔

Marfat.com

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

یعنی ان دودنوں میں جوتم نے مجھے مختلف اوقات میں۔ یعنی اول وآخر اوقات میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان دونوں وقتوں کے درمیان تمام وقت ان نمازوں کا وقت ہے۔ تو فرمان نبوی ﷺ سے ثابت ہوا کہ نماز فجر کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوکر طلوع آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔

صبح صادق اور صبح کاذب

حضور ﷺ کے فرمان۔ الفجر فجران. فاما الفجر الذی یکون کذنب السرحان. فلا یحل الصلوٰۃ ولا یحرم الطعام. واما الذی یذھب مستطیلا فی الافق فانه یحل الصلوٰۃ ویحرم الطعام۔

(مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ وغیرہ)

کے مطابق فجریں دو ہوتی ہیں۔ ایک صبح کاذب۔ جو کہ بھیڑیے کی دم کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس وقت نہ نماز فجر پڑھی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس وقت سحری کھانا چھوڑی جائے گی۔ اور دوسری فجر۔ صبح صادق ہے۔ جو آسمان کے کناروں پر لمبائی میں پھیل جاتی ہے۔ اس وقت نماز فجر بھی پڑھی جائے گی اور سحری کھانا بھی حرام ہوجائے گا۔

نماز فجر کا افضل وقت روشنی ہوجانے کا ہے

اس تمام وقت میں سے نماز فجر پڑھنے کا افضل وقت وہ ہے جب روشنی ہوجائے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اصبحوا بالصبح فانه اعظم لا

Marfat.com

جو رکم۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۶۱، ابن ماجہ صفحہ ۴۹، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۳۰۱، بلوغ المرام صفحہ ۳۵)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۲۲، نسائی جلد ا صفحہ ۹۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۶۱، ابن ماجہ صفحہ ۴۹، دارمی صفحہ ۱۴۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱، مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۳۳، سنن الکبری بیہقی جلد ا صفحہ ۴۷۸، ابوداؤد طیالسی جلد ا صفحہ ۹۶ وغیرہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔ جب دور سے کوئی چیز دیکھی جاسکتی تھی۔

(مسند ابی یعلی جلد ۷ صفحہ ۶۷، نصب الرایہ جلد ا صفحہ ۲۳۹)

نیز حضرت قیس بن سائب رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب آسمان پر روشنی چھا جاتی تھی۔

(مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۳۰۵)

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے صبح کی نماز اتنی روشنی میں پڑھو جبکہ تیر انداز اپنے نشانے کو دیکھ سکے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

نور بصلوٰۃ الصبح حتی یبصر القوم مواقع نبلهم من الاسفار۔

(ابوداؤد طیالسی جلد ا صفحہ ۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱ طبرانی کبیر جلد ا صفحہ ۲۵۸، آثار السنن صفحہ ۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی خوب اجالا کر کے صبح کی نماز پڑھتے تھے۔

Marfat.com

(طبرانی کبیر جلد ا صفحہ ۲۵۸، مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۳۳،
مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ نماز فجر خوب روشن کر کے پڑھو

(مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا
صفحہ ۳۲۱ طحاوی جلد ا صفحہ ۱۲۳، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۱)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز فجر روشن کر کے ہی پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ نماز فجر اجالے میں پڑھو۔ یہ تمہاری سمجھداری ہوگی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

فقال ابو الدرداء اسفرو ابهذه الصلوٰة فانه افقه لكم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱)

تابعین عظام کا فیصلہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی نماز فجر روشنی میں ہی پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۱)

حضرت علقمہ، حضرت ابراہیم، اصحاب عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی عقیل، امام محمد، حضرت سوید بن غفلہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم۔ سب ہی اجالے میں صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۲)

Marfat.com

اس مسئلہ پر اجماع صحابہ

کہ مشہور محدث حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں۔ما اجمع اصحاب محمد ﷺ علی شیئ ما اجمعوا علی التنویر بالفجر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۲)

یعنی حضور ﷺ کے صحابہ کرام کا کسی اور مسئلے میں اتنا اتفاق نہیں ہوا جتنا کہ اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ فجر کی نماز روشنی میں پڑھنی چاہیے۔ بہر حال جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقہ اور حکم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل کے مطابق صبح کی نماز روشنی میں ہی پڑھنی چاہیے۔اور یہ کام بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے۔اور سمجھداری کی بات ہے۔البتہ سورج کے نکلنے سے اتنی دیر پہلے نماز ادا کر لینی چاہیے۔کہ اگر بالفرض نماز میں کوئی خرابی بھی آجائے تو شفق (سرخی) کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے دوبارہ نماز پڑھی جا سکے۔ فافهموا يا اولو الابصار

نماز ظہر کا وقت

ارشاد خداوندی ہے۔اقم الصلوٰة لدلوک الشمس۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۸)

یعنی نماز قائم کرو سورج کے جھک جانے پر۔

دلوک کا معنی

''دلوک'' کا معنی ہے جھک جانا۔ (لغات القرآن جلد ۳ صفحہ ۱۴)

تو معلوم ہوا کہ سورج کے زوال سے نکل کر مغرب کی طرف جھک جانے پر ظہر کا وقت

Marfat.com

شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے تقریباً تمام مفسرین کرام ظہر کی نماز ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جو بعض مفسرین اس سے عصر کی نماز مراد لیتے ہیں۔ وہ سورج کا غروب ہونے کے لئے جھکنا مراد لیتے ہیں۔

وقت ظہر کی ابتداء

اس بات میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ دلوک سے مراد سورج کا جھکنا ہی ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ کس حد تک جھکنا۔ تو اس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان وضاحت نشان موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **وقت الظهر اذا زالت الشمس و کان ظل الرجل کطوله مالم یحضر العصر۔**

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۳، بیہقی جلد ا صفحہ ۳۶۶، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۶۵، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ وغیرہ)

یعنی ظہر کا وقت سورج کے ڈھل جانے کے بعد آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جانے پر شروع ہو جاتا ہے۔ (یعنی سایہ اصلی کے علاوہ ایک مثل پر) اور عصر کا وقت شروع ہو جانے تک رہتا ہے۔

سایہ اصلی سے مراد

اور سایہ اصلی اس سائے کو کہتے ہیں جو زوال کے وقت بھی موجود رہتا ہے۔ چونکہ یہ سایہ زوال کے وقت بھی موجود رہتا ہے لہذا یہ شمار نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ سایہ مختلف علاقوں اور مختلف موسموں میں کم وبیش ہوتا رہتا ہے۔ اور وقت زوال سایہ اصلی پر نشان لگا کر اس کے بعد کسی بھی چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جانے پر نماز ظہر کا وقت شروع ہو

Marfat.com

جائے گا۔ اور مسلم شریف کی اس روایت کا مذکورہ بالا ترجمہ۔ اہلحدیث کہلانے والے حضرات کے شیخ الکل مولوی نذیر احمد دہلوی کے شاگرد رشید مولوی عبدالتواب محدث ملتانی نے کیا ہے۔

(بلوغ المرام مترجم جلد ا صفحہ ۸۳)

نیز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ثم صلی بنا من الغد الظهر حین کان ظل کل شیء مثله۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۱۹)

یعنی آپ ﷺ نے ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جانے پر ظہر کی نماز پڑھائی۔

نیز جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ صلی الظهر اذا کان ظلک مثلک .

(موطا امام مالک صفحہ ۴، مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۴۲)

جناب امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز کا سایہ ایک مثل ہو جائے تو اس کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لو۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ سألت الحسن عن وقت الظهر . فقال اذا زال الفیئ عن طول الشیئ فذاک حین یصلی الظهر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۲۶)

نماز ظہر کا آخری وقت

اور ظہر کا وقت عصر کا وقت شروع ہو جانے تک۔ یعنی ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جانے تک

Marfat.com

ہے۔جیسا کہ حضرت جابر کی روایت میں بھی ہے۔صلی بنا العصر حین کان ظل کل شی مثلیه.

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۱۹)

یعنی حضور ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جانے (یعنی ظہر کا وقت دو مثل پر ختم ہو جانے) کے بعد پڑھائی۔نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی ہے۔والعصر اذا کان مثلیک۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۳)

یعنی جب تیرا سایہ دوگنا ہو جائے تو پھر عصر کی نماز پڑھ۔

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا۔طریقہ صحابہ

امام مالک نقل فرماتے ہیں۔عن القاسم بن محمد بن ابی بکر انه قال مادرکت الناس الا وھم یصلون الظھر بعشی۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۳، مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۵۴۲)

ترجمہ از مولوی وحید الزمان اہلحدیث۔حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔میں نے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ظہر (کی نماز) ٹھنڈے وقت (ہی میں) پڑھتے دیکھا ہے۔

(مؤطا امام مالک مترجم صفحہ ۲۱)

نیز حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔فابرد بالظھر فابردبھا فالغم ان یبرد۔

Marfat.com

(مسلم جلد اصفحہ ۲۲۳، ترمذی جلد اصفحہ ۲۲)

یعنی دوسرے دن حضور ﷺ نے ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھی اور بہت ہی ٹھنڈے وقت میں پڑھی نیز صحیحین کی روایت کنا مع النبی ﷺ فاراد المؤذن ان یؤذن الظھر فقال ابرد ثم اراد ان یؤذن فقال ابرد مرتین او ثلاثا حتی رأینا فی التلول۔

(بخاری جلد اصفحہ ۷۶، مسلم جلد اصفحہ ۲۲۴، ترمذی جلد اصفحہ ۲۳، ابو داؤد جلد اصفحہ ۵۸، بیہقی جلد اصفحہ ۴۳۸ وغیرہ)

یعنی حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظہر کی اذان کہنے کا ارادہ فرماتے رہے اور حضور ﷺ فرماتے رہے، بلال ذرا انتظار کرو اور ذرا اور ٹھنڈا ہو لینے دو۔ حتی کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے۔ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ اس پر بھی غور کیا جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ ٹیلے سیدھے قائمۃ الزاویہ تو نہیں ہوتے۔ بلکہ ٹیلے نیچے سے پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور اوپر سے مخروطی شکل کے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ گنبد ہوتا ہے اور گنبد نما چیز کا سایہ کافی دیر سے بنتا ہے۔ یعنی ان چھوٹے چھوٹے ٹیلوں کا سایہ اس وقت ہی بنے گا جب کہ سیدھی چیز کا سایہ ایک مثل سے یقیناً زیادہ ہو چکا ہوگا۔ لہٰذا صحاح ستہ کی اس صحیح حدیث سے بھی ظہر کا وقت سیدھی چیز کا سایہ دوگنا ہونے تک ہونا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ عرب کے ٹیے کوئی زیادہ بلند نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ پست اور چھوٹے چھوٹے ہی ہوتے تھے۔

سردیوں اور گرمیوں میں ظہر کا وقت

Marfat.com

نیز یہ بھی فرمان مصطفےٰ ﷺ ہے۔اذا شتد الحر فابر دوا بالصلوٰۃ۔

(بخاری جلد اصفحہ ۷۶،۱۲۴)

یعنی جب سخت گرمی ہوتو ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ثابت ہوا کہ آپ ﷺ موسم سرما میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں کے موسم میں آپ ﷺ ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

نیز آپ ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا کہ اذا شتد البرد بکر بالصلوٰۃ و اذا شتد الحرا یرد بالصلوٰۃ ۔

(بخاری جلد اصفحہ ۷۶،۱۲۴)

یعنی آپ ﷺ موسم سرما میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے تھے اور گرمیوں کے موسم میں آپ ﷺ ظہر کی نماز ذرا ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

لہٰذا موسم سرما میں جمعہ اور ظہر جلدی پڑھنی چاہیے اور موسم گرما میں جمعہ اور ظہر کی نماز میں تاخیر کر کے اسے ذرا ٹھنڈے وقت میں پڑھنا چاہیے۔بعض لوگ سارا سال ہی دوپہر کو اذان دے دیتے ہیں۔یہ سنت وفرمان مصطفوی ﷺ کے خلاف ہے۔

نماز عصر کا وقت

ویسے تو نماز عصر کے وقت کی ابتدا کے متعلق وقت ظہر کے بیان میں کافی بیان ہو چکا ہے۔یعنی ظہر کے وقت کے اختتام (کسی چیز کا سایہ دوگنا ہو جانے) پر نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔جیسا کہ جناب جبریل علیہ السلام نے۔ثم صلی العصر حین صار ظل کل شیئ مثلیه ۔

Marfat.com

(بیہقی جلد ا صفحہ ۳۶۷)

عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب کہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو چکا تھا۔ اور نماز عصر کا وقت سورج کے غروب ہو جانے تک رہتا ہے۔ اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **من ادرک رکعۃ من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرک العصر۔**

(بخاری جلد ا صفحہ ۷۹، مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۱، ترمذی جلد ا صفحہ ۵۴،

ابوداؤد جلد ا صفحہ ۵۹، نسائی جلد ا صفحہ ۹۰، ابن ماجہ صفحہ ۵۱ وغیرہ)

یعنی جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت بھی پڑھ لی۔ اس کی عصر کی نماز ادا ہوگئی۔ البتہ افضل وقت سورج کے سفید ہوتے ہوئے اور سورج کے زرد ہونے سے پہلے کا ہے۔ اور سورج کے زرد ہو جانے کے بعد اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو نماز تو ادا ہو جائے گی۔ لیکن اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

نماز عصر کی وجہ تسمیہ

اور "عصر" کا معنی ہے۔ دن کا آخری حصہ۔

(لغات القرآن جلد ۳ صفحہ ۲۱۹)

امام نحو علامہ کسائی فرماتے ہیں۔ **جاء فلان عصر اله بطیئا۔** یعنی فلاں شخص تاخیر سے آیا۔ اسی لئے فقہاء کرام اس کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں۔ **انما سمیت العصر عصر الانها تعصر ای تؤخر۔**

(مفتاح صفحہ ۲۶۸، طحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۴)

Marfat.com

یعنی نماز عصر کا نام عصر اسی لئے رکھا گیا ہے کہ عصر کا معنی ہے۔ کسی کام میں تاخیر کرنا ۔کسی کام کا مؤخر ہونا۔ لہٰذا لفظ ''عصر'' ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز عصر کو تاخیر سے ہی ادا کرنا چاہیے۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ ۔ **کان یأ مرھم بتأ خیر العصر۔**

(سنن الکبریٰ جلد اصفحہ ۴۴۳)

(اور جوہر النقی صفحہ ۴۴۱ پر علامہ ماردینی نے بھی اس روایت کے رواۃ کی توثیق کی ہے) یعنی آپ ﷺ عصر کی نماز میں تاخیر کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں کو اگر نماز عصر کبھی جلدی پڑھتے ہوئے دیکھتیں تو آپ فرمایا کرتی تھیں۔ **انتم اشد تعجیلا للعصر منه۔**

(ترمذی جلد اصفحہ ۲۳، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۲۸۹)

کہ تم لوگ عصر کی نماز حضور ﷺ سے جلدی پڑھتے ہو۔

اس کے علاوہ حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ کا عصر کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا فرمانا کہ سورج ابھی سفید ہو۔ زرد نہ ہو جائے۔ ثابت ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ **فکان یؤخر العصر ما دامت الشمس بیضا ء نقیة**

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۵۹، ابن ماجہ صفحہ ۴۸)

لہٰذا عصر کا وقت سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہے۔ اور حضور ﷺ کے فرمان اور سنت کے مطابق اتنا موخر کرنا کہ سورج سفید اور روشن رہے مستحب ہے۔ اور بلا عذر شرعی آفتاب کے زرد ہونے تک لیٹ کرنا گناہ ہے

Marfat.com

نماز مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت سورج کے غروب ہو جانے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ حضرت سلمہ فرماتے ہیں۔ کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم المغرب اذا توارت بالحجاب۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۷۹، ترمذی جلد ا صفحہ ۲۳، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۶۰، ابن ماجہ صفحہ ۵۰)

یعنی ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے۔ جب سورج غروب ہو کر مکمل طور پر پردے میں چھپ جاتا تھا۔ اور شفق کے ڈوب جانے تک مغرب کا وقت ہی رہتا ہے۔ جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

وقت صلوٰۃ المغرب اذا غابت الشمس مالم یسقط الشفق۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۳، ترمذی جلد ا صفحہ ۴۹، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

یعنی نماز مغرب کا وقت سورج کے غروب ہو جانے سے لے کر شفق (سرخی) غائب ہو جانے تک رہتا ہے۔

اور سنت نبوی ﷺ بھی یہی ہے۔ وصلی المغرب قبل ان یغیب الشفق.

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۵۷، نسائی جلد ا صفحہ ۹۱)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ شفق کی سرخی غائب ہو جانے سے پہلے پہلے مغرب کی نماز ادا فرما لیتے تھے۔

اور جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ الشفق الحمرۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۳۳)

Marfat.com

یعنی شفق سے مراد سرخی ہے۔

اور ستاروں کے روشن ہو جانے سے پہلے پہلے ضرور پڑھ لینی چاہیے۔

جیسا کہ فرمان رسالت ہے۔ **لا یزال امتی بخیر او قال علی الفطرة ما لم یؤخر و المغرب الی ان تشتبک النجوم۔**

(ابن ماجہ صفحہ ۵۰، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۶۰، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۴۹)

یعنی میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی۔ یا فطرت پر رہے گی۔ جب تک مغرب کی نماز ستاروں کے نمایاں ہو جانے سے پہلے پڑھتی رہے گی۔

رمضان شریف میں مغرب کو لیٹ کرنا

لہٰذا فرمان نبوی ﷺ اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق سورج کے مکمل طور پر غروب ہو جانے کے بعد جب یہ معلوم نہ ہو سکے کہ سورج کس جگہ پر غروب ہوا ہے تو فوراً مغرب کی اذان پڑھی جائے اور اذان کے بعد اسی وقت ہی جماعت کرا دی جائے۔ ہاں اگر رمضان شریف میں لوگوں کے روزہ کھولنے کے لئے پانچ، دس منٹ کی اجازت دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسجد میں کھانا پینا کیسے جائز ہوگا

البتہ مسجد میں بیٹھ کر کھانا پینا نا مناسب ہے ہاں اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت نفلی اعتکاف کی نیت کر لی جائے تو پھر مسجد میں بھی کھانا پینا جائز ہوگا۔ یعنی یوں کہہ لیں۔ نویت سنة الاعتکاف لله تعالیٰ ۔ البتہ اگر کوئی پنجابی وغیرہ میں بھی اعتکاف کی نیت کر لے تو بھی جائز ہے۔

Marfat.com

نماز عشاء کا وقت

نماز عشاء کا وقت شفق کے غائب ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور آدھی رات تک افضل وقت ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے۔

ووقت صلوة العشاء الی نصف اللیل۔

(مسلم جلد اصفحہ ۲۲۳، بخاری جلد اصفحہ ۸۱

ترمذی جلد اصفحہ ۴۹، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

البتہ آدھی رات کے بعد بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کا آخری وقت بتانے کے لئے وصلی العشاء بعد ما ذھب ثلث اللیل۔

(مسلم جلد اصفحہ ۲۲۳)

ایک دن آپ ﷺ نے عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی۔

اور جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ما افراط صلاة العشاء قال طلوع الفجر۔

(طحاوی جلد اصفحہ ۱۵۹)

عشاء کی نماز کا وقت ختم کب ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا صبح صادق کے طلوع ہونے پر۔ لہٰذا فرمان نبوی اور سنت نبوی کے مطابق عشاء کا وقت شفق کے چھپ جانے کے بعد اور ستاروں کے خوب روشن ہو جانے سے شروع ہوتا ہے اور اس کا افضل وقت آدھی رات تک ہے۔ البتہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو تہائی رات تک ادا ہی پڑھی جائے گی اور صبح صادق کے طلوع ہونے یعنی صبح کی اذان کا وقت شروع ہونے سے

Marfat.com

پہلے پہلے۔اگرچہ اتنالیٹ کرنا بلاعذرشرعی مکروہ ہے۔لیکن نماز ادا ہو جائے گی۔

تہجد کے ساتھ وتر پڑھنا

چونکہ تہجد کے وقت تک عشاء کا وقت رہتا ہے۔اسی لیے جناب رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہی عشاء کے وتر نماز تہجد کے بعد اذان صبح کے بالکل قریب ہی پڑھا کرتے تھے۔

(تقریباً تمام کتب احادیث)

نماز کا مکمل مسنون طریقہ

تکبیر تحریمہ (نماز شروع کرنے پر پہلی تکبیر کہنا)

ارشاد خداوندی ہے۔وذکر اسم ربه فصلى۔

(سورۃ اعلیٰ آیت نمبر ۱۵)

ترجمہ: اور لیا نام اللہ تعالیٰ کا اور نماز پڑھی۔

نیز فرمان خداوندی ہے۔وربک فکبر

یعنی اے محبوب ﷺ اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ (سورۃ مدثر)

اس سے معلوم ہوا کہ منشائے خداوندی یہ ہی ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام پکار لیا جائے۔لہٰذا جب شرائط نماز پوری کر لینے کے بعد وقتی ادا ہونے والی نماز کی نیت کرکے۔اور اگر امام کے پیچھے پڑھنے لگا ہے تو اقتداء کی بھی نیت کرکے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہے۔جیسا کہ سنت مصطفوی ﷺ بھی ہے کان رسول الله ﷺ اذا قام الى الصلوٰة استقبل القبلة ورفع يديه وقال الله اكبر۔

Marfat.com

(ابن ماجہ صفحہ ۵۸)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ تو آپ ﷺ قبلہ کی طرف رخ فرمالیتے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھا کر۔ اللہ اکبر کہتے تھے۔

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ وتحریمها التکبیر۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۲، ابن ماجہ صفحہ ۲۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۹۱)

یعنی نماز تکبیر تحریمہ ہی سے شروع ہوتی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ لایکون الرجل دا خلافی الصلوٰۃ الا بالتکبیر۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳)

یعنی آدمی تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز میں داخل ہو ہی نہیں سکتا۔

قیام کا بیان

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۵۰، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۲۶، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۷، ترمذی جلد ا صفحہ ۸۰، ابن ماجہ صفحہ ۸۶ وغیرہ نیز دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۴۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۵۸۴)

(اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو) نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو اور اگر تم (بوجہ عذر شرعی) کھڑے ہو کر نماز ادا نہ کر سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو۔ اور اگر (بوجہ عذر شرعی) بیٹھ کر بھی نہ پڑھی جا سکے۔ تو پھر لیٹ کر نماز پڑھ لو۔

Marfat.com

برہنہ شخص کی نماز

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب عطاء بن ابی رباح، اور جناب قتادہ علیہما الرحمہ فرماتے ہیں۔ والذی یصلی عریانا یصلی جالسا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ۵۸۴ وغیرہ)

یعنی جس شخص کے پاس کپڑے نہ ہوں۔ جن سے وہ اپنا ستر ڈھانپ سکے۔ تو وہ تندرست ہونے کے باوجود بھی وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

نماز شروع کرتے ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں

اور چاہیے کہ بندہ اللہ اکبر کہتا ہوا اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ ان رسول الله ﷺ اذا اکبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه وفی روایة عنه حتی یحاذی بهما فروع اذنیه۔

(مسلم جلد۱ صفحہ۱۶۸، بلوغ المرام جلد۱ صفحہ۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ صفحہ۲۳۳)

ایک روایت کے الفاظ ہیں ''حیال اذنیه''

(مسلم جلد۱ صفحہ۱۷۳)

ایک روایت کے الفاظ ہیں ''حاذی بابهامیه اذنیه''

(ابوداؤد جلد۱ صفحہ۱۰۵)

ایک روایت میں ہے ''حاذتا فروع اذنیه''

(نسائی جلد۱ صفحہ۱۴۱)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''حتی یحاذی ابهامیه اذنیه''

Marfat.com

(دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۰۰)

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ''فحاذی بابھا میه اذنیه''

(بیہقی جلد ۲ صفحہ ۹۹)

ایک روایت میں ہے'' حتی یکون ابھا ماہ قریبا من شحمتی اذنیه''

(طحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''حتی یحاذی بھما فوق اذنیه''

(طحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶)

ایک روایت اس طرح ہے'' ھذاء وجھه''

(طحاوی جلد ا صفحہ ۱۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۴)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''ساوی بھما اذنیه''

(دار قطنی جلد ا صفحہ ۲۹۴)

ایک روایت میں اس طرح ہے''ابھامیه قریبا من اذنیه''

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۰۲)

ایک روایت میں اس طرح ہے''ابھا میه قریبا من اذنیه''

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۳)

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ''فاجعل یدک ھذاء اذنیک''

(طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸)

جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہی تھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا بلند فرماتے تھے کہ ہاتھوں کا نیچے کا حصہ (گٹ)

Marfat.com

کندھوں کے برابر یا کچھ اوپر ہوتا۔ اور انگوٹھے کانوں کی لو یا کبھی اس سے بھی بلند ہو جاتے تھے۔

ایک حدیث شریف اس طرح ہے۔ حضرت سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

رأیت رسول الله ﷺ اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۸ وغیرہ)

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ رأیت النبی ﷺ افتتح التکبیر فی الصلوٰة فرفع یدیه حین یکبر حتی یجعلهما حذو منکبیه ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۲)

حضرت مالک بن حویرث کی روایت اس طرح ہے۔ ان رسول الله ﷺ کان اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۸ وغیرہ)

جناب وائل بن حجر کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ انه رأی النبی ﷺ رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر و صف همام حیال اذنیه ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۳ وغیرہ)

جناب مالک بن حویرث کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

انه رأی نبی الله ﷺ و قال حتی یحاذی بهما فروع اذنیه۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۸)

جناب وائل بن حجر کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ انه رأی النبی ﷺ اذا ادتتح لصلوٰة رفع یدیه حتی تکاد ابهاماه تحاذی شحمة اذنیه ۔

Marfat.com

(نسائی شریف جلد اصفحہ ۱۳۷ وغیرہ)

امام شہاب الدین قسطلانی ان تمام روایات کی تطبیق کے متعلق بیان فرماتے ہیں۔ وقد جمع الشافعی بینھما فقال یرفع یدیه حذو منکبیه بحیث یحاذی اطراف اصابعه فروع اذنیه ای اعلیٰ اذنیه وابھاماہ شحمتی اذنیه وراحتاہ منکبیه

(ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۳۲، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۰۲)

یعنی امام شافعی نے۔ نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھانے کے جو دو طرح کے مختلف الفاظ منقول ہیں ان میں تطبیق فرماتے ہوئے فرمایا ہے کہ ہاتھوں کو اس طرح اٹھایا جائے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کانوں کے اوپر کے حصے کے برابر کردے۔ اور انگوٹھے کانوں کی لوتک پہنچ جائیں اور ہتھیلیوں کو کندھوں کے برابر رکھے۔

علامہ علی قاری نے تمام روایات کو اس طرح جمع فرمایا ہے۔

فقال یرفع المصلی یدیه بحیث یکون کفاہ ھذاء منکبیه وابھاماہ ھذاء شحمتی اذنیه واطراف اصابعه ھذاء فروع اذنیه۔

(مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۴)

یعنی نمازی اپنے دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوجائیں اور انگلیوں کے پورے کانوں کے اوپر کے حصے کے برابر ہوجائیں۔ اس طرح کرنے سے تمام روایات پر عمل ہوجائے گا۔

غیر مقلد حضرات کے محدث ومفسر رقم طراز ہیں۔ اہل حدیث کا مذہب ہے کہ نماز میں دونوں ہاتھ۔۔ کانوں تک اٹھانا مستحب ہیں۔ کیونکہ صحیح بخاری ومسلم کی روایت ہے۔

Marfat.com

عن ابن عمران رسول الله ﷺ كان يرفع يديه حذومنكبيه اذا افتتح الصلوٰة ... الخ۔

(فتاوٰی علماء اہل حدیث جلد۳ صفحہ۱۵۳)

محسن اہلحدیث مولوی خالد گرجاکھی رقمطراز ہیں۔ رفع یدین اس طرح کرنا چاہیے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور کندھوں کے برابر اونچی ہوں۔ اور ہاتھ پھیلے ہوئے ہوں۔ لیکن انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کی لوتک پہنچ جائیں۔

(صلاۃ النبی صفحہ۱۵۲)

ایک اور محسن ومحشی اہلحدیث اس طرح رقمطراز ہیں۔ جب انگلیوں کے پورے کانوں کے اوپر والے حصہ کے برابر اٹھائیں تو انگوٹھے کانوں کی لو اور ہتھیلیاں دونوں کندھوں کے برابر خود بخود ہو جائیں گی۔ مجموعہ احادیث پر عمل ہو جائیگا۔

(تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول صفحہ۱۴۶)

اکثر غیر مقلد حضرات تو صرف اشارے ہی سے کام لیتے ہیں۔

ایک غیر مقلد عالم خواجہ قاسم ان پر شکوہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

بعض اہل حدیث تو رفع یدین بالکل برائے نام کرتے ہیں۔ یعنی کہنیوں تک۔ اور بعض سر سے بھی اوپر لے جاتے ہیں۔ یہ دونوں انتہائی نادرست اور بے ثبوت ہیں۔

(قد قامت الصلوٰۃ صفحہ۱۹۹)

لہٰذا ثابت ہوا کہ بس زبان سے کہتے ہوئے ہی شرماتے ہیں ورنہ ان کو بھی اقرار ہے کہ طریقہ وہی صحیح ہے جو اہل سنت وجماعت احناف کا ہے۔

الحمد لله علی ذالک۔

Marfat.com

ہتھیلیاں بھی قبلہ رخ ہوں

اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے دونوں ہتھیلیوں کو بھی قبلہ رخ رکھنا چاہیے۔

جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ اذا ستفتح احدکم فلیرفع یدیہ و لیستقبل بباطنهما القبلة۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۰۶، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۲، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

انگلیوں کو کھلا رکھیں

اور ہاتھ اٹھاتے ہوئے انگلیوں کو کھلا رکھنا چاہیے۔

جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ اذا کبر للصلوٰۃ نشرا صابعہ۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۷، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۹۵)

عورت کے رفع یدین کا طریقہ

عورت تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے صرف چھاتی تک ہاتھ اٹھائے گی۔

جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ اذا صلیتم فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرءۃ تجعل یدیها هذاء ثدیها۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۰۷، طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۱۸، مجمع الزوائد جلد ا صفحہ ۱۸۲)

یعنی نماز شروع کرتے ہوئے مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور عورت اپنی چھاتی تک ہاتھ اٹھائے۔ اور مشہور صحابیہ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا ترفع کفیها حذو منکبیها حین تفتتح الصلوٰۃ۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹، جزء رفع یدین امام بخاری صفحہ ۱۲)

کہ وہ اپنے ہاتھ کندھوں تک ہی اٹھاتی تھیں (اس طرح کہ ہتھیلیاں چھاتی کے برابر ہوتیں اور انگلیوں کے پورے کندھوں تک پہنچ جاتے تھے) حضرت حماد علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ عورت نماز شروع کرتے وقت چھاتی تک ہی ہاتھ اٹھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

امام زہری علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں عورت نماز شروع کرتے وقت کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھائے (وضاحت پہلے ہو چکی)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

مشہور تابعی حضرت عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ عورت نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو سینے تک ہی اٹھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۹)

لہٰذا فرمان مصطفےٰ ﷺ، سنت صحابہ اور تابعین کے عمل اور فتویٰ سے ثابت ہوا کہ عورت نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ چھاتی تک ہی اٹھائے۔ اس طرح کہ انگلیوں کے پورے کندھوں تک پہنچ جائیں۔

ہاتھ باندھنے کا طریقہ

پھر دونوں ہاتھ نیچے لاتے ہوئے اس طرح باندھے جائیں گے کہ دایاں ہاتھ اوپر ہو اور بایاں ہاتھ نیچے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔

ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری۔

Marfat.com

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۷، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۰، مسلم جلد ۱
صفحہ ۱۷۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۱، مؤطا امام مالک)

اور وہ اس طرح کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر ہو جیسا کہ حضور ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ ووضع یده الیمنی علی ظهر کفه الیسری۔

(دارمی صفحہ ۱۴۶، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۱)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ قال انا معشر الانبیاء امرنا ..... ان نمسک بایماننا علی شمائلنا فی صلاتنا۔

(مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، صحیح ابن حبان جلد ۵ صفحہ ۶۷، طبرانی کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۷، ۱۹۹، طبرانی اوسط جلد ۲ صفحہ ۴۷، جلد ۴ صفحہ ۲۹۷، مسند طیالسی صفحہ ۳۴۶، تاریخ جرجانی صفحہ ۱۴۶، سنن کبریٰ بیہقی جلد ۴ صفحہ ۲۳۸، مسند عبد بن حمید صفحہ ۲۱۲، طبقات کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۸۵ وغیرہ)

ثابت ہوا کہ جناب آدم علیہ السلام سے جناب محمد مصطفیٰ ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت یہی ہے کہ نماز میں ہاتھوں کو اس طرح باندھا جائے۔ کہ بایاں ہاتھ نیچے ہو اور دایاں ہاتھ اوپر ہو۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نماز میں بایاں ہاتھ اوپر رکھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے میرا دایاں ہاتھ پکڑ کے اوپر کر دیا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۲۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۳۸
مسند ابویعلی جلد ۸ صفحہ ۴۵۵، تاریخ واسطی صفحہ ۹۴ وغیرہ)

Marfat.com

امام الوہابیہ شوکانی کہتے ہیں ابن سید الناس کہتے ہیں کہ اس روایت کے راوی صحیح ہیں۔

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۰۷)

ایک غلطی کا ازالہ

بعض روایات میں ''ذراع'' کے الفاظ سے غیر مقلدین حضرات صرف کلائی مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ کتب لغت میں ہے۔

الذراع. مابین طرف المرفق الی طرف الاصبع الوسطی.

(لسان العرب جلد ۸ صفحہ ۹۳، المنجد صفحہ ۳۵۱، قاموس الوحید صفحہ ۵۶۷)

یعنی ''ذراع'' سے مراد کہنی کے سرے سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک ہے۔

تو پھر اس سے صرف کلائی مراد لینا سراسر سینہ زوری ہے۔ اس سے درمیان والا جوڑ اور اس کے دونوں اطراف کے ابتدائی حصے مراد لینے سے کون سی بات مانع ہے۔

جناب وائل بن حجر کی ایک روایت اس طرح ہے۔

ثم وضع یدہ الیمنی علیٰ کفہ الیسری والرسغ والساعد۔

(صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳، صحیح ابن حبان جلد ۵ صفحہ ۱۷۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۱، کبری جلد ۱ صفحہ ۳۱۰، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۱۸، خلاصۃ الاحکام نووی جلد ۱ صفحہ ۳۵۶، منتقی ابن جارود صفحہ ۶۲)

محدث نیموی نے اس روایت کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (آثار السنن)

Marfat.com

امام عبدالقادر حنفی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔

(الحاوی فی بیان آثار الطحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲)

الرسغ ۔کا معنی ہے۔ گٹا۔ پہنچا۔

(المنجد صفحہ ۳۸۳، قد قامت الصلوٰۃ اہلحدیث صفحہ ۲۰۴

نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں۔ اہلحدیث صفحہ ۱۴۵)

الرسغ . مفصل مابين الكف و الذراع ۔

(لسان العرب جلد ۸ صفحہ ۴۲۸)

جناب وائل بن حجر کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح بھی ہیں۔

يضع يده اليمنى على اليسرى فى الصلوٰة قريبا من الدسغ ۔

(طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۲۵، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۱۲، نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

محدث کبیر علامہ بدرالدین عینی تمام روایات کی تطبیق کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔ اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا گھیرا بنا کر بائیں ہاتھ کے جوڑ کو پکڑ لے۔ تاکہ رکھنے اور پکڑنے والی دونوں روایات پر عمل ہو جائے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

زیرناف ہاتھ باندھنا

بائیں ہتھیلی کے اوپر دائیں ہتھیلی ہو۔ اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں۔

جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ وضع يمينه على شماله فى الصلوٰة تحت السرة ۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۰، آثار السنن جلد ۱ صفحہ ۶۹)

نیز مکتبۃ الرشد الریاض کا مطبوعہ نسخہ۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۶، حدیث نمبر ۳۹۵۵۔ بحوالہ مخطوطہ مکتبۃ المحمودیہ بالمدینۃ المنورہ۔

اس روایت کی سند بھی بالکل صحیح ہے۔

(کشف المغطا شرح مؤطا امام مالک از محدث ومفسر اہل حدیث مولوی وحید الزمان صفحہ ۱۳۷)

علامہ محمد ابوطیب مدنی لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی سند قوی ہے۔

(شرح ترمذی از موصوف)

علامہ محمد عابد سندھی بھی فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(طوامع الانوار)

مولوی عبد الرؤف غیر مقلد بھی لکھتے ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے کسی نسخہ میں حدیث وائل بن حجر کے ایک طریق میں ''تحت السرۃ'' کے الفاظ ہیں اور اس کی سند صحیح ہے۔

(صلوٰۃ الرسول مع تخریج وتعلیق صفحہ ۲۳۰)

اسی لیے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں۔

ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الاکف علی الاکف تحت السرۃ۔

(مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، نیل الاوطار، از امام اہل حدیث قاضی شوکانی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۳۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۱، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۲۸۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۷ نسخہ ابن الاعرابی، کنز العمال جلد ۴

Marfat.com

صفحہ ۲۰۵، زیادات مسند۔ بحوالہ کشف المغطا صفحہ ۱۳۷، المغنی ابن قدامہ جلد ا صفحہ ۴۷۲، بحوالہ ابو داؤد، بدائع الفوائد جلد ۳ صفحہ ۹۱، الاحادیث المختارہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۶، التمہید جلد ۲۰ صفحہ ۷۸ وغیرہ)

یاد رہے یہ حدیث ''مسند امام احمد بن حنبل'' کی ہے اور امام الوہابیہ قاضی شوکانی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔ قال السیوطی فی خطبة کتابه الجامع الکبیر مالفظه. و کل من کان فی مسند امام احمد . فهو مقبول . فان الضعیف الذی فیه . یقرب من الحسن ۔

(نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۲۰، کشف الخفاء عجلونی جلد ا صفحہ ۱۹)

یعنی امام سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''جامع الکبیر'' کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ مسند امام احمد کی تمام روایات مقبول ہیں۔ اور اگر اس میں کوئی ضعیف روایت بھی ہے تو وہ درجہ حسن کے قریب ہے۔

نیز یہی شوکانی۔ امام ہیثمی علیہ الرحمہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

ان مسند احمد اصح صحیحامن غیرہ۔

(نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۲۰، تدریب الراوی صفحہ ۱۴۷)

یعنی مسند امام احمد بن حنبل باقی حدیث کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ صحیح ہے۔

☆ جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ یہ بات انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے کہ۔۔۔ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر (کلائی پر نہیں) ناف کے نیچے رکھا جائے۔

(خلافیات بیہقی صفحہ ۳۷، مختصر الخلافیات جلد ا صفحہ ۳۴۲، محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۳۰)

Marfat.com

☆ نیز جناب حجاج بن حسان فرماتے ہیں۔ میں نے ابومجلز تابعی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھے (رکھے) جائیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھو اور۔ **یجعلهما اسفل من السرة۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۱)

ان ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھا جائے۔

غیر مقلدین کے محدث۔ شمس الحق عظیم آبادی بھی لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند ''جید'' ہے۔ (عون المعبود جلد ۲ صفحہ ۳۲۴)

☆ نیز امام ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر۔ ناف کے نیچے رکھا جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۰)

اس روایت کے ایک راوی ''ربیع بن صبیح'' کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس راوی کے متعلق محدث و مفسر اہلحدیث نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

هو من اتباع التابعين واعيان المحدثين . كان صدوقا عابدا مجاهدا. اول من صنف فى الاسلام۔

(ابجد العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۱۵)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ اور نیک ہیں۔ (جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۳۱)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

شاید بعض دوست کہیں کہ موجودہ ابوداؤد میں ''**تحت السرة**'' کے الفاظ موجود نہیں

Marfat.com

ہیں تو گذارش ہے کہ اگر آج کی ابوداؤد میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں تو یہ بھی آپ ہی کے ہاتھوں کی صفائی ہے۔ ورنہ محدث ومفسر اہلحدیث مولوی وحید الزمان اور قاضی شوکانی تو اس روایت کو ابوداؤد ہی کے حوالے سے نقل کر رہے ہیں۔ محدث اہلحدیث مولوی وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں کہ ''ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول موجود ہے کہ سنت ہے کہ ایک کف کا دوسرے کف پر رکھنا ناف کے نیچے۔

(کشف المغطا صفحہ ۱۳۷)

اور امام اہلحدیث قاضی شوکانی نے بھی اس حدیث کو ابوداؤد کے حوالے سے ہی بیان کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ **الحدیث ثابت فی بعض نسخ ابی دائود۔**

(نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۱۸۸)

ابن قدامہ حنبلی نے بھی اس اثر کو ابوداؤد ہی کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ صحاح ستہ کی ابوداؤد جیسی معتبر کتاب میں بھی پہلے یہ الفاظ موجود تھے۔

پھر زمانے کی ستم ظریفیوں سے لوگ اس سنت سے محروم ہو گئے۔

حضرت انس بن مالک اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اخلاق نبوت میں سے ہیں۔ (یعنی آپ ﷺ کی سنت ہیں) پہلی روزہ جلد افطار کرنا۔ دوسری سحری کا کھانا دیر سے کھانا اور تیسری۔ **وضع الید الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ تحت السرۃ۔**

(جوہر النقی حاشیہ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۳۲، محلیٰ ابن حزم جلد ۳ صفحہ ۳۰)

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا چاہیے

Marfat.com

امام ترمذی کا تبصرہ

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ورای بعضھم ان یضعھما فوق السرۃ ورای بعضھم ان یضعھما تحت السرۃ وکل ذالک واسع عندھم۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۴)

یعنی بعض اہل علم (صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین وغیرھم) ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کو صحیح سمجھتے ہیں۔اور بعض ناف کے نیچے باندھنے کو۔اور محدثین کرام کے نزدیک دونوں طرح ہی جائز ہے۔امام ترمذی کے اس تبصرے سے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے کے متعلق محدثین کے دو قول ہیں۔ناف کے اوپر ہاتھ باندھنا یا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔تیسرا قول کوئی نہیں ہے (یعنی سینے یا نحر پر ہاتھ باندھنے کا)

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ترمذی کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے بھی جائز ہیں۔اور ظاہر بات ہے کہ محدثین کرام ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو اپنی طرف سے تو جائز نہیں کہہ رہے۔بلکہ اس کے متعلق انہیں کچھ صحیح روایات ملی ہوں گی۔تبھی وہ اس کے جواز کا فتویٰ دے رہے ہیں۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

اور اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ پھر یہ روایت امام ترمذی نے نقل کیوں نہیں فرمائی۔تو جناب اس کے متعلق عرض ہے کہ محدثین کرام نے اپنی تصنیف کے متعلق کچھ شرائط رکھی ہوتی ہیں۔اور کوئی حدیث اگرچہ صحیح بھی ہو لیکن اس محدث کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہو تو وہ محدث اس حدیث کو صحیح ہونے کے باوجود بھی اپنی کتاب میں نقل نہیں فرماتے۔

Marfat.com

جیسا کہ امام مسلم نے فرمایا ہے۔ فقال لیس کل شی عندی صحیح وضعته ههنا انما وضعت ههنا ما اجمعوا علیه۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۴)

یعنی وہ تمام حدیثیں جو میرے نزدیک صحیح ہیں۔ انہیں میں نے اپنی کتاب میں نقل نہیں فرمایا۔ بلکہ اس کتاب میں میں نے صرف وہ حدیثیں درج کی ہیں جن پر اجماع ہو چکا ہے۔ اسی طرح امام ترمذی اگرچہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ ناف کے نیچے والی اور ناف کے اوپر والی دونوں طرح کی روایات انہیں ملی تھیں۔ اور ان کے نزدیک دونوں طرح عمل جائز ہے۔ لہٰذا انہوں نے اپنا عقیدہ تو بیان کر دیا۔ لیکن روایات دونوں ہی نقل نہیں فرمائیں۔ یہ بھی محدثین کرام کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ فافهموا ایا اولو الابصار

پہلے ثنا پڑھنا

دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح باندھ کر کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی ہو۔ اور انگوٹھے اور چھنگلیا (چھوٹی انگلی) سے کلائی کو پکڑ کر ثناء پڑھیں۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا قام الی الصلوٰة باللیل کبر ثم یقول سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا اله غیرک۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۷، ابن ماجہ

Marfat.com

صفحہ ۵۸، مشکوٰۃ صفحہ ۷۰، دارمی صفحہ ۱۴۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تعلیم کی خاطر نماز میں کبھی کبھی **سبحانک اللھم و بحمدک و تبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الہ غیرک** بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

اور ارشاد خداوندی بھی ہے۔ **وسبح بحمد ربک حین تقوم۔**

(سورۃ طور آیت نمبر ۴۸)

یعنی اے محبوب ﷺ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو (پہلے) اپنے رب کی تسبیح بیان کر لیا کریں۔ اس کی حمد کے ساتھ۔ اس حکم قرآنی سے ثابت ہوا کہ جب نماز پڑھنا شروع کریں تو پہلے ثناء پڑھ لینی چاہیے۔

تعوذ پڑھنا

اس کے بعد اگر امام خود ہو یا اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو پہلے آہستہ سے **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** پڑھیں۔ جیسا کہ حکم خداوندی ہے۔

اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(سورۃ نحل آیت نمبر ۹۸)

یعنی جب تم قرآن پڑھنے لگو۔ تو پہلے شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ قراءۃ شروع کرنے سے پہلے **اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم** پڑھ لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول قبل القراءۃ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ ۸۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۷، صحیح ابن حبان جلد ا صفحہ ۲۰۳، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۱۱ وغیرہ)

بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا

پھر آہستہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔روایت کے الفاظ ہیں۔عن انس ان رسول اللہ ﷺ کان یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و ابوبکر و عمر۔

(مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ ۱۰۸، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۳)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما (نماز میں) بسم اللہ شریف آہستہ ہی پڑھا کرتے تھے۔جناب علی المرتضےٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا بھی یہی عمل تھا۔روایت کے الفاظ ہیں۔

لا یجھران بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بآمین۔

(طبرانی کبیر جلد۹ صفحہ ۲۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۱۱، جوہر النقی جلد۲ صفحہ ۴۸)

یعنی یہ حضرات بسم اللہ شریف، تعوذ اور آمین آہستہ ہی کہا کرتے تھے۔

جناب انس کی ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔صلیت خلف (مع) رسول اللہ ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنھم فلم اسمع احدا منھم

Marfat.com

يجهر (يقرأ) بسم الله الرحمن الرحيم۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۴، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۱۱، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۴، دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۱۵، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۲، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ا صفحہ ۲۴۹، منتقی ابن جارود صفحہ ۵۵، صحیح ابن حبان جلد ۵ صفحہ ۱۰۳، مسند ابن الجعد صفحہ ۱۴۶، شرح السنہ بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۲، تاریخ واسط صفحہ ۲۵۰، مسند ابو یعلی جلد ۷ صفحہ ۲۱۱، جامع المسانید امام ابی حنیفہ جلد ا صفحہ ۳۲۲، مسند ابی حنیفہ صفحہ ۵۸، التدوین فی اخبار قزوین جلد ا صفحہ ۴۹۳، تاریخ بغداد جلد ۳ صفحہ ۱۶۵، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، طبرانی کبیر جلد ا صفحہ ۲۵۵، الاحادیث المختارہ مقدسی جلد ۵ صفحہ ۲۵۰، کامل ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۲۶۳، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم جلد ۷ صفحہ ۱۷۹، طبرانی اوسط جلد ۸ صفحہ ۱۶۲)

یعنی جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے، جناب ابو بکر صدیق کے پیچھے، جناب عمر فاروق کے پیچھے اور جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ لیکن میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا نیز منقول ہے۔ كان عمر و علی رضی الله عنهما لا يجهران ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بالتامين ۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۴، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۲۸، تاریخ کبیر جلد ۲ صفحہ ۸۵، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ صحیح ابن خزیمہ جلد ا صفحہ ۲۴۸)

Marfat.com

یعنی جناب عمر فاروق اور جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنما بھی (نماز میں) بسم اللہ شریف، تعوذ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

قراءت الحمد شریف سے شروع ہوتی ہے

بخاری شریف میں ہے۔ ان النبی ﷺ وابابکر و عمر کانوا یفتتحون الصلوٰۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۳، مشکوۃ صفحہ ۷۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۱، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۳۱۶، سنن الکبری بیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۱۴، جلد ۲ صفحہ ۵۱، ابن ماجہ صفحہ ۵۹، تاریخ کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۸، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ، جزء القراءۃ بخاری صفحہ ۲۹، ۳۰، طبرانی اوسط جلد ۵ صفحہ ۳۳۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، معجم ابن الاعرابی جلد ۶ صفحہ ۳۱۹، المنتقی ابن جارود صفحہ ۵۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، موضح اوہام الجمع والتفریق للخطیب جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ وغیرہ)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما قراءت کو الحمد شریف ہی سے شروع فرماتے تھے۔

(یعنی نماز میں قراءت کرتے وقت بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے)

مسلم شریف کی روایت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ذکر ہے۔

نیز باختلاف الفاظ۔ جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۰، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۴۲۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۸، محدث اہلحدیث زبیر علی زئی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

Marfat.com

(نصر الباری فی تحقیق جزء القراءۃ بخاری صفحہ ۱۷۳، ۱۷۹، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۴، ۱۰۱، ۲۰۳، ۱۲۸، ۲۰۵، ۲۸۶، ۲۵۵، ۲۸۹، مصنف ابن شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۸، ۴۴۷، صحیح ابن حبان جلد ۴ صفحہ ۱۴۴، شرح السنہ بغوی جلد ۳ صفحہ ۱۴۴، مسند ابوعوانہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۹، مسند ابویعلی جلد ۵ صفحہ ۳۴۴، ۴۳۵، ۴۳۴، ۳۴۵، ۲۶۱، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۱۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، سنن الکبری بیہقی جلد ۱ صفحہ ۳۱۴، ابن ماجہ صفحہ ۵۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۸۸، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۳۹)

کئی روایات میں حضرت علی کا ذکر بھی موجود ہے۔ مثلاً۔ عن انس قال صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وابی بکرو عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کانوا یفتتحون القرائۃ بالحمد للہ رب العالمین۔

(حلیۃ الاولیاء ابونعیم جلد ۸ صفحہ ۲۴۵)

نیز جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمد للہ رب العالمین لا یذکرون بسم اللہ الرحمان الرحیم فی اول قراء ت ولا فی آخرھا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۰، ۵۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، دارمی صفحہ ۱۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۰، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۳۱۵، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۳۰، موطا امام مالک صفحہ ۲۷)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ، جناب ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق اور جناب عثمان

Marfat.com

غنی رضی اللہ عنہم الحمد ہی سے قراءت شروع فرمایا کرتے تھے۔ اور الحمد شریف کے اول یا آخر میں بسم اللہ اس طرح (بلند آواز سے جو کہ دوسرا سن سکے) نہیں پڑھتے تھے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فرماتی ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یفتتح الصلوٰۃ بالتکبیر والقراءت بالحمد للہ رب العلمین۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، ابن ماجہ صفحہ ۵۹، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۱، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۹۳، بلوغ المرام جلد ۱ صفحہ ۴۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

امام بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں۔ احادیث الجهر لیس بصحیح صریح بخلاف حدیث الاخفاء . فانه صحیح صریح ثابت فی مخرجه فی الصحیح والمسانید المعرفة والسنن المشهورة۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹۱، جلد ۱ صفحہ ۳۲، جلد ۲ صفحہ ۱۲!)

یعنی بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنے کے اثبات میں ایک بھی حدیث صحیح اور صریح نہیں ہے جب کہ۔ نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کی احادیث۔ صحیح، صریح، مسانید وسنن مشہورہ سے ثابت ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

ولا یصح فی الجهر شیئ مرفوع کما نقل عن الدارقطنی۔

(الدرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ ہامش علی الھدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۵)

یعنی بسم اللہ بالھجو پڑھنے کے بارے میں کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ امام دارقطنی سے بھی اس بات کو نقل فرمایا گیا ہے۔

علامہ مجدالدین فیروز آبادی بھی اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

فرماتے ہیں۔ درباب جهره درصلوة بسم الله الرحمان الرحيم . حديث صحيح ثابت نشده . (سفر السعادت مع شرحہ صفحہ ۵۳۴)

یعنی نماز میں بسم اللہ بالجہر کے اثبات میں ایک بھی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

امام عقیلی بھی فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی بھی صحیح مسند حدیث موجود نہیں ہے۔

(عینی شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۸۸ بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۶۸۱)

امام دارقطنی بھی اسی نظریہ کی توثیق فرماتے ہیں۔

(فتح القدیر جلد ا صفحہ ۲۵۴، تفسیر روح المعانی جلد ا صفحہ ۲۶، مغنی ابن قدامہ جلد ا صفحہ ۲۸۵، نیل الاوطار شوکانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

علامہ ابن جوزی کی تحقیق بھی یہی ہے

(مرقات شرح مشکوۃ جلد ا صفحہ ۵۲۲)

امام زیلعی کا فیصلہ بھی یہی ہے۔ (تبیین الحقائق جلد ا صفحہ ۱۱۲)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ اور حافظ ابن قیم اور اہلحدیث محدث مولوی عبدالرؤف بھی اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں۔ فافهموا واعتبروا يا اولوا الالباب

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے تھے (پھر دل میں ثنا پڑھتے) اور قراءت کو الحمد شریف سے ہی شروع فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ صليت خلف رسول الله ﷺ وخلف ابی بکر وخلف عمر رضی الله عنهما فما سمعت احدامنهم قرء بسم الله الرحمن الرحيم .

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۴، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۱، ۵۲)

Marfat.com

کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں۔ لیکن میں نے تو ان ہستیوں میں سے کسی کو بھی (نماز میں بلند آواز سے) بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ''انها عرابية'' کہ نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا۔ یہ تو گنواروں کا کام ہے۔

(کتاب الآثار صفحہ ۲۲، جامع المسانید جلد ا صفحہ ۳۲۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۱۱، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۱۱۹)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی فرماتے ہیں۔ ذالک فعل الاعرابية۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۱۴۰، جوہر النقی ہامش بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۷، مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۲۹)

یعنی نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا تو گنواروں کا کام ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ای بنی محدث .... فقد صليت مع النبی ﷺ و مع ابی بكر و عمر و مع عثمان فلم اسمع احدا منهم يقولها فلا تقلها اذا انت فی الصلوٰة فقل الحمد لله رب العالمين۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۲، کنز العمال جلد ا صفحہ ۱۲۰، ابن ماجہ صفحہ ۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۱۰)

کہ بیٹا نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا۔ یہ تو بدعت ہے۔ تحقیق میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ اور جناب ابوبکر صدیق، جناب

Marfat.com

عمر فاروق اور جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ بھی نماز پڑھی ہے۔ میں نے تو ان تمام ہستیوں میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ بیٹا جب تو نماز پڑھے تو الحمد شریف سے قراءت شروع کیا کر۔

جناب ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔

جهر الامام بسم الله الرحمن الرحيم بدعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۴۴۱، تفسیر در منثور جلد ۱ صفحہ ۱۱)

یعنی امام کا جماعت میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔

ایک اہلحدیث محدث و محقق کا نعرۂ حق

اہلحدیث محدث و محقق مولوی عبدالرؤف لکھتے ہیں۔قوی اور راجح مذہب کے مطابق بسم اللہ سراہی پڑھنی چاہیے۔۔آگے سرا پڑھنے کی دلیل کے طور پر تین احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) کا طریق کار اسرار (آہستہ پڑھنا) تھا جہر (بلند پڑھنا) نہیں۔ محققین نے بھی اسی مذہب کو اختیار کیا ہے جن کے اسمائے گرامی مع حوالہ جات کتب درج ذیل ہیں۔ابن العربی ''عارضۃ الاحوذی'' (۱/۴۴_۴۶) ابن تیمیہ ''الفتاوی الکبری'' (۱/۸۸_۱۰۴) زیلعی ''نصب الرایۃ (۱/۳۲۸_۳۶۳) شوکانی ''نیل الاوطار'' (۲/۱۹۸) سید نذیر حسین وشمس الحق عظیم آبادی التعلیق المغنی (۱/۳۱۵) مبارکپوری تحفہ الاحوذی (۱/۲۰۴) البانی صفۃ الصلاۃ (۷۷) ابن باز تحقیق فتح الباری (۲/۲۲۹) شعیب وعبدالقادر ''تحقیق زاد

Marfat.com

المعاد'' (۲۰۶/۱)۔۔۔۔۔مؤلف (مولوی صادق سیالکوٹی غیر مقلد) نے جس حدیث سے بسم اللہ جھراً پڑھنے کی دلیل لی ہے۔ یہ نسائی (۱۳۴/۲) ابن خزیمۃ (۴۹۹) ابن حبان (۴۵۰ موارد) دار قطنی (۱۴/۳۰۵/۱) اور مستدرک (۲۳۲/۱) میں من طریق نعیم المجمر عن ابی ہریرہ ہے اسے ابن حبان، حاکم، بیہقی اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ مگر اس حدیث سے دلیل لینا صحیح نہیں ہے۔ حافظ زیلعی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آٹھ سو شاگردوں میں سوائے نعیم مجمر کے کسی نے بھی بسم اللہ (بالجہر) ذکر نہیں کی۔ اور ان کے شاگردوں میں سے کسی ثقہ سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ بیان کیا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں بسم اللہ جھراً تلاوت کرتے تھے۔ نعیم کی اس زیادتی پر طویل کلام کرنے کے بعد زیلعی فرماتے ہیں کہ اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو (بھی) اس میں بسم اللہ جھر کی صراحت نہیں ہے (نصب الرایۃ (۳۳۵/۱)

بسم اللہ اونچی پڑھنے کے بارے میں بعض ضعیف اور کئی من گھڑت روایات دار قطنی وغیرہ میں ہیں۔ ابن تیمیہ اور حافظ زیلعی نے بھی ذکر کیا ہے کہ امام دار قطنی جب مصر تشریف لائے تو بعض مصریوں نے ان سے بسم اللہ کے جھر کے بارے میں ایک مستقل رسالہ تألیف کرنے کی درخواست کی۔ جب انہوں نے رسالہ تألیف کیا تو ایک مالکی نے ان سے سوال کیا کہ وہ یہ بتائیں کہ اس رسالہ میں کتنی صحیح روایات ہیں۔ امام دار قطنی نے جواب دیا کہ اس بارے میں جتنی مرفوع روایات ہیں سب کی سب غیر صحیح ہیں۔ رہے آثار صحابہ تو ان میں سے بعض صحیح اور بعض ضعیف ہیں۔

الحاصل بسم اللہ جھراً پڑھنے کے متعلق کوئی صحیح صریح حدیث نہیں ہے۔ لہٰذا بسم اللہ

Marfat.com

آہستہ ہی پڑھنی چاہیے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت اور جان پہچان رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ بسم اللہ جھراً کے بارے میں کوئی صریح روایت نہیں ہے اور نہ ہی مشہور سنن کے مؤلفین جیسا کہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ہیں۔ نے اس بارے میں کوئی چیز روایت کی ہے۔ بسم اللہ جھرا کا ذکر من گھڑت روایات میں ملتا ہے جن کی ثعلبی، ماوردی اور ان جیسے مفسرین نے روایت کیا ہے۔ یا ان فقہاء کی کتابوں میں یہ روایات ملتی ہیں۔ جو موضوع اور غیر موضوع روایات میں تمیز نہیں کرتے۔ بلکہ ہر قسم کی احادیث سے حجت لیتے ہیں۔

فتاوٰی کبری جلد ا صفحہ ۹۱، ابن تیمیہ (صلوٰۃ الرسول مع تخریج وتعلیق صفحہ ۲۷۶)

بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے

بعض لوگ بسم اللہ شریف کو سورۃ فاتحہ ہی کی ایک آیت سمجھتے ہیں۔ لہٰذا وہ سورۃ فاتحہ کی طرح بسم اللہ شریف کو بھی بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ حالانکہ صحیح احادیث سے یہ بات خوب واضح ہے کہ بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ سورۃ فاتحہ تو الحمد للہ رب العالمین سے شروع ہوتی ہے۔ مثلاً جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قال اللہ تعالیٰ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین .. فاذا قال العبد .. الحمد للہ رب العالمین . قال اللہ . حمدنی عبدی . و اذا قال . الرحمان الرحیم . قال اللہ تعالیٰ . اثنی علی عبدی . و اذا قال . مالک یوم الدین . قال

Marfat.com

مجدنی عبدی . واذا قال . ایاک نعبد و ایاک نستعین . قال. هذا بینی وبین عبدی .. واذا قال اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین . قال هذا لعبدی. ولعبدی ماسأل۔ (مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۰)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز (سورۃ فاتحہ) کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم فرمادیا ہے۔پس جب بندہ کہتا ہے۔الحمد للہ رب العالمین ہی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔میرے بندے نے میری تعریف کی۔۔۔۔ الخ۔یہاں جناب رسول اللہ ﷺ سورۃ فاتحہ کو۔ الحمد لله رب العالمین ۔ سے شروع فرمارہے ہیں۔ورنہ آپ ﷺ سورۃ فاتحہ کو۔تسمیہ سے شروع فرماتے۔ نیز الفاظ کے معمولی اختلاف کے ساتھ ایک روایت جناب سعید بن معلیٰ سے اور ایک روایت جناب عبداللہ بن جابر انصاری رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الااخبرک یا عبدالله بن جابر بخیر سورة فی القرآن۔

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

الااعلمک (یا سعید بن معلی) اعظم سورة فی القرآن....فقال الحمد لله رب العالمین (اقرأ الحمد لله رب العالمین حتی تختمها)

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۴۲،ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۰۵،نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۵)

کیا میں تجھے وہ سورۃ نہ بتاؤں جو قرآن پاک میں بڑی بلند شان والی اور افضل ترین سورۃ ہے۔میں نے عرض کی۔آقا ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں۔تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا الحمد للہ رب العالمین ۔کو آخر تک پڑھ لو۔ (یہی وہ بلند مرتبہ اور افضل ترین سورت ہے) اس حدیث شریف میں بھی آپ ﷺ نے سورۃ فاتحہ کو" الحمد للہ رب العالمین" ہی سے شروع فرمایا ہے۔

ثابت ہوا کہ بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ کی آیت، حصہ یا جز نہیں ہے۔

لہذا جب قراءت یعنی الحمد شریف جہری نمازوں میں بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔تو الحمد للہ رب العالمین ہی سے جہری قراءت کی ابتدا کی جائے گی۔اور اس سے قبل پڑھا جانے والا، تعوذ اور تسمیہ دل ہی میں پڑھا جائے گا۔

اہلحدیث محدث کا اقرار حق

معروف غیر مقلد محدث مولوی عبدالرحمان مبارک پوری "بسم اللہ بالجہر" کے مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ (صاحب نصب الرایہ۔امام) زیلعی نے کہا ہے کہ جو حضرت انس سے (نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کا) انکار منقول ہے (وہ بہت ضعیف ہے) سو وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو اس کے خلاف (نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے ثبوت میں) ان سے صحیح روایت سے منقول ہے۔۔۔۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے۔اس بات پر کہ بسم اللہ کو بالجہر ترک کرنے کا سلسلہ صحابہ کرام کے نزدیک آنحضرت ﷺ سے توارث کے ساتھ ثابت تھا۔تمام پچھلے۔پہلوں سے اسے نقل کرتے آئے تھے۔اور اکیلی یہی بات اس مسئلہ میں کافی ہے۔کیونکہ جہری نمازیں ہمیشہ صبح و شام ہوتی تھیں۔پس اگر آنحضرت ﷺ ہمیشہ بسم اللہ کے ساتھ جہر کرتے تو اس میں اختلاف واشتباہ نہ واقع ہوتا۔اور البتہ یہ بات مجبوراً سب کو معلوم

Marfat.com

ہوتی اور حضرت انس یہ نہ کہتے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین نے (یہ) نہیں کہا اور نہ حضرت عبداللہ بن مغفل یہ کہتے۔ اوراس کو بدعت نہ بتلاتے۔ اور اہل مدینہ کا عمل آنحضرت ﷺ کی مسجد کے محراب میں ترک جہر کا عمل متوارث نہ ہوتا ۔۔ کوئی عقل مند یہ گمان نہیں کرسکتا کہ اکابر صحابہ اور تابعین اور اکثر اہل علم۔ اس کے خلاف مواظبت کرتے تھے جس کو آنحضرت ﷺ (ہمیشہ) کیا کرتے تھے۔

(تحفۃ الاحوذی جلد ا صفحہ ۲۰۵)

ان معتبر دلائل سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ مبارکہ یہی تھا کہ وہ نماز میں بسم اللہ شریف آہستہ ہی پڑھتے تھے۔ اور صحابہ کرام کے نزدیک نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنا بدعت ہے۔ اور گنواروں والا کام ہے۔ فافھموا یا اولو الابصار .

امام ترمذی کا تبصرہ

قال ابو عیسیٰ . حدیث عبداللہ بن مغفل حدیث حسن والعمل علیه عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم منهم ابوبکر و عمر و عثمان وعلی وغیرهم ومن بعدهم من التابعین وبه یقول سفیان الثوری و ابن المبارک واحمد و اسحاق لایرون ان یجهر بسم الله الرحمن الرحیم۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۳)

یکے از محدثین صحاح ستہ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کی یہ حدیث ''حسن'' ہے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔ وہ صحابہ کرام جو بسم اللہ شریف بلند آواز سے پڑھنا صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ آہستہ ہی پڑھنا صحیح سمجھتے ہیں۔ ان میں جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی ہیں (یعنی وہ خلفاء راشدین جن کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدین۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۹۲، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، ابن ماجہ صفحہ ۵، مشکوۃ صفحہ ۲۲)

یعنی تم پر لازم ہے میری سنت پر عمل کرنا اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا۔ ان خلفاء راشدین کی سنت بھی بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنا ہی ہے) اور ان کے علاوہ تابعین کرام میں سے بھی اکثر اہل علم بسم اللہ شریف آہستہ ہی پڑھنے کو صحیح سمجھتے تھے۔ اور جناب سفیان ثوری، جناب عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل اور جناب محدث اسحاق علیھم الرحمہ بھی بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ غالباً امام ترمذی کے تبصرے کے بعد اب کسی اور تبصرے کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی۔

فالحمد لله علی ذالک

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

آخر میں آخری کیل کے طور پر امام الوہابیہ ابن تیمیہ کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ وقد اتفق اهل المعرفة علی انه لیس فی الجهر حدیث صحیح ولم یرو اهل سنن من ذالک شیئا۔

Marfat.com

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ا صفحہ ۴۶، تفسیر قرطبی جلد ا صفحہ ۹۵)

یعنی اہل معرفت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جناب امام مالک علیہ الرحمہ کے زمانہ تک اتباع سنت کے تحت کوئی بھی شخص نماز میں بسم اللہ شریف بلند آواز سے نہیں پڑھتا تھا۔ یاد رہے کہ جناب امام مالک کی تاریخ وفات ۱۷۹ھ ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ صحابہ کرام کا دور تقریباً ۱۲۰ھ تک اور تابعین کرام کا دور تقریباً ۱۷۰ھ تک ختم ہو چکا تھا۔ ثابت ہوا کہ امام الوھابیہ۔ ابن تیمیہ کے بیان کے مطابق بھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام علیہم الرحمہ میں سے کوئی بھی نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ شریف نہیں پڑھا کرتا تھا۔ **الفضل ماشهدت به الاعداء۔**

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مشہور تابعی جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا فرمان بھی یہی ہے کہ تعوذ، تسمیہ، آمین اور تسمیع آہستہ ہی کہے جائیں۔

(جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۵۸، مصنف عبد الرزاق جلد ۲ صفحہ ۸۷)

قیام میں قراءت کرنا

جیسا کہ مذکورہ بالا باب کی متعدد روایات سے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بسم اللہ شریف آہستہ پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی۔ اکیلا نماز پڑھنے والا تو تمام نمازوں میں ہی قراءت آہستہ ہی کرے گا۔ لیکن اگر امام ہے تو فجر، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے قراءت کرے گا۔ لیکن ظہر اور عصر میں قراءت امام بھی آہستہ ہی کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جناب ابی معمر نے جناب خباب رضی اللہ عنہما سے

Marfat.com

پوچھا۔ بای شیء کنتم تعرفون قراءۃ رسول اللہ ﷺ فی الظهر والعصر قال باضطراب لحیته۔

(ابن ماجہ صفحہ ۶۰، بخاری صفحہ ۱۰۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

کہ آپ ظہر اور عصر کی نماز میں کس طرح معلوم کر لیتے تھے کہ جناب رسول ﷺ قراءت فرما رہے ہیں؟ تو جناب خباب نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے ہمیں معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ قراءت فرما رہے ہیں۔ اسی لئے ظہر اور عصر کی نمازوں کو ''سری'' نمازیں اور فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ''جہری'' نمازیں کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مسئلہ قراءت خلف الامام

امام اور منفرد (اکیلا نماز پڑھنے والا) کے لئے تو ہر رکعت میں قراءت کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ وغیرہ)

یعنی۔ نہیں نماز مکمل ہوتی اس اکیلے شخص کی۔ جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ اگر کوئی شخص اس روایت سے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے پر دلیل پکڑتا ہے تو یہ اس کی سینہ زوری اور فاش غلطی ہے۔ کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ ہیں۔ ''ل من'' اور یہ ایک مسلم بات

Marfat.com

ہے کہ ''من'' عموماً واحد کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ تسلی کرنی ہوتو کوئی سا ترجمے والا قرآن پاک سامنے رکھ لیں۔ اور جہاں کہیں لفظ ''من'' آئے اس کا ترجمہ دیکھ لیں۔ انشاء اللہ حق واضح ہو جائے گا۔ اور ہر غیر متعصب (جو کہ اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کا ماننے والا ہو۔ محض اہل مولوی نہ ہو) کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ ''من'' عموماً واحد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کیا من کا حرف امام مقتدی اور منفرد ہر ایک کو شامل ہے

اہل علم حضرات خوب جانتے ہیں کہ ''من'' کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) استفہامیہ (۲) شرطیہ (۳) موصوفہ (۴) موصولہ

ان میں سے ''من'' استفہامیہ اور شرطیہ اکثر عموم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور ''من'' موصوفہ اور موصولہ عموم اور خصوص۔ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور زیر بحث حدیث میں۔ ''من'' نہ استفہامیہ ہے اور نہ ہی شرطیہ۔ لہٰذا یہاں اس سے عموم کے معنی نہیں لئے جا سکتے۔ کیونکہ یہاں ''من'' یا موصوفہ ہے یا موصولہ۔ لہٰذا یہاں عموم و خصوص۔ دونوں ہی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اور چونکہ احادیث صحیحہ سے اس مسئلہ پر نص موجود ہے۔ لہٰذا یہاں ''من'' سے خاص۔ ''امام اور منفرد'' ہی مراد لیا جائے گا۔ نیز اس روایت میں مقتدی کا ذکر بھی موجود نہیں ہے۔ ''من'' کے خصوص کی مثال قرآن مجید سے ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ویستغفرو ن لمن فی الارض۔

(سورت شوری آیت نمبر ۵)

یعنی فرشتے زمین والوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

Marfat.com

تو کیا فرشتے زمین والے تمام کافروں، منافقوں، مشرکوں، مجوسیوں، ہندوؤں، سکھوں وغیرہ کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہاں عموم نہیں بلکہ خصوص مراد ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ ویستغفرون للذین آمنوا.

(سورت مومن آیت نمبر 7)

یعنی تمام اہل زمین کے لئے نہیں۔ بلکہ وہ صرف اہل ایمان کے لئے ہی استغفار کرتے ہیں۔ یہاں ''من'' سب کے لئے نہیں ہے۔ علامہ زمخشری اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ یدل علی جنس اهل الارض. . . وقد دل الدلیل علی ان الملائکة لا یستغفرون الا. لاولیاء الله . وهم المؤمنون. فما اراد الله ایاهم۔

(تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۴۶۰ مطبوعہ بیروت)

یعنی یہ ''من'' جنسیت کے لئے ہے۔ اور یہ بات دلائل سے ثابت ہے کہ اللہ کے فرشتے کافروں کے لئے بخشش کی دعا نہیں کرتے۔ بلکہ وہ صرف ایمان والوں ہی کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں ''لمن فی الارض'' سے اللہ تعالیٰ کی مراد ایمان والے ہی ہیں۔ اسی آیت کے تحت علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں۔ لمن فی الارض . لا یفید العموم ، لانه یصح ان یقال انهم استغفروا بعض من فی الارض دون البعض۔

(تفسیر کبیر جز جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۵)

یعنی یہاں ''من'' عموم کے لئے مفید نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بھی صحیح ہے کہ کہا جائے کہ فرشتے تمام اہل زمین کے لئے بخشش کی دعا نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض افراد

Marfat.com

(اہل ایمان) کے لئے ہی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

اور علامہ آلوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب سدی اور جناب قتادہ فرماتے ہیں۔

المراد بمن فی الارض . المومنون۔

(تفسیر روح المعانی جز جلد ۲۵ صفحہ ۱۲، مطبوعہ بیروت)

یعنی اس آیت میں ''لمن فی الارض'' سے مراد صرف ایمان والے ہی ہیں۔

اس طرح کے اور بھی بہت سے دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔ جن میں قرآن وحدیث میں استعمال تو لفظ ''من'' ہوا ہے۔ لیکن اس سے مراد تمام لوگ نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض مخصوص لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح مذکورہ حدیث میں بھی۔ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ میں ''من'' عام نہیں ہے کہ اس سے تمام نمازی مراد لے لئے جائیں۔ بلکہ اس سے مراد خاص طور پر صرف اور صرف امام اور منفرد ہی ہوں گے۔

سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور بھی پڑھنا

ایک روایت میں اس طرح بھی ہے۔

لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعدا۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۱۹، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۱، فصل الخطاب صفحہ ۴، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۶۹، صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۶۹، صحیح ابوعوانہ جلد ا صفحہ ۱۲۴ اور نسائی جلد ا صفحہ ۱۰۵)

یعنی جو شخص سورۃ فاتحہ اور اس سے زیادہ کچھ اور (سورت یا آیات قرآنی) نہ پڑھے۔ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

Marfat.com

نیز ایک روایت میں فصاعدا کی بجائے ''وما تیسر'' کے الفاظ ہیں۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۵، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۶۰، معرفت علوم الحدیث صفحہ ۹۷ اور موارد الظمان صفحہ ۱۲۶)

یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ اور بھی جتنا ہو سکے وہ بھی نہ پڑھے۔ تو اس کی نماز بھی نہیں ہوگی شارح بخاری علامہ عسقلانی فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۲، تلخیص الحبیر صفحہ ۸۷)

امام نووی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(شرح المہذب جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

امام الوہابیہ قاضی شوکانی بھی لکھتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

محدث ومفسر وھابیہ نواب صدیق الحسن بھوپالوی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ''وما تیسر'' کی زیادت صحیح ہے۔

(فتح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۲۷)

اسی طرح ایک روایت میں ''وما زاد'' کے الفاظ منقول ہیں۔

(جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۶۳، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۲، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۳۹، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۳۷)

یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور بھی ساتھ پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''سورۃ معھا'' کے الفاظ ہیں۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۲ اور ابن ماجہ صفحہ ۶۱)

Marfat.com

یعنی سورۃ فاتحہ کے علاوہ ایک اور سورۃ بھی ساتھ پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''و آیتین و ثلاث'' کے الفاظ ہیں۔

(جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۱۳)

یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ دو تین آیتیں اور بھی پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''والسورۃ'' کے الفاظ ہیں۔

(زیلعی جلد ۱ صفحہ ۳۶۳)

یعنی سورۃ فاتحہ اور ایک اور سورۃ بھی پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''ثلاث آیات فصاعدا'' کے الفاظ ہیں۔ (نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد تین آیتیں اور کچھ اور بھی پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''و آیتین من القرآن'' کے الفاظ ہیں

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)

یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ قرآن پاک میں سے دو آیتیں اور بھی پڑھے۔

ایک روایت میں مذکورہ روایت کے ساتھ ''ثم اقرأبما شئت'' کے الفاظ ہیں۔

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۴۰)

یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھر اور جو تیرا جی چاہے۔ وہ بھی پڑھ لے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''وبما شاء الله ان تقرأ'' کے الفاظ ہیں۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

یعنی سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھر جو خدا چاہے وہ بھی پڑھ لے۔

Marfat.com

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''وشیئ معھا'' کے الفاظ ہیں۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۳)

یعنی سورۃ فاتحہ کے ساتھ کچھ اور بھی پڑھ۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''ثم قرأت بمامعک من القرآن'' کے الفاظ ہیں۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۳)

یعنی سورہ فاتحہ پڑھ کر پھر اور بھی جو تجھے قرآن پاک یاد ہو۔ وہ بھی پڑھ۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''معھا غیر ھا'' کے الفاظ ہیں۔

(کتاب القراءۃ صفحہ ۱۳)

یعنی سورۃ فاتحہ اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی نہ پڑھے تو اس کی نماز نامکمل ہوگی۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''الا بفاتحۃ الکتاب فما فوق ذالک'' کے الفاظ ہیں۔

(کتاب القراءۃ بیہقی صفحہ ۱۵)

یعنی جو سورۃ فاتحہ اور اس پر کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ''ثم اقرأ بام القرآن ثم اقرأ بماشئت'' کے الفاظ ہیں۔

(مسند امام احمد، صحیح ابن حبان اور سبل السلام جلد ا صفحہ ۳۷)

پھر سورہ فاتحہ کے بعد اور بھی تو جو چاہے پڑھ لے۔

ایک روایت میں مذکورہ بالا روانیت کے ساتھ ''ثم اقرأ بام القرآن و بماشاء اللہ

Marfat.com

ان تقرأ'' کے الفاظ ہیں۔ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۲۵)

یعنی سورہ فاتحہ کے بعد اور بھی جو خدا چاہے تو وہ بھی پڑھ لے۔

اسی لئے امام الوھابیہ قاضی شوکانی نے بھی لکھ دیا کہ سورۃ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور پڑھنا بھی واجب ہونا چاہیے۔

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۲۱)

اور ایک مسلم حقیقت ہے کہ سورہ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور صرف امام یا منفرد ہی پڑھتا ہے مقتدی کے لئے تو اس کے وجوب کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور اگر ضرور ہی مقتدی ہی کو سورۃ فاتحہ پڑھانے کی ضد ہے تو پھر اس کو یہ بھی حکم دیں کہ مذکورہ بالا کثیر احادیث کے مطابق وہ سورہ فاتحہ کے بعد اور بھی کچھ لازمی پڑھا کرے۔ ورنہ پھر اس کی نماز نہیں ہوگی۔ فاعتبروا یا اولوا الباب والابصار

صحابی رسول کی وضاحت

مذکورہ بالا حدیث شریف کا یہ مفہوم میں اپنی طرف سے پیش نہیں کر رہا۔ بلکہ ائمہ اسلام، محدثین کرام بلکہ خود صحابی رسول نے اس حدیث شریف کا یہ ہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ مشہور صحابی رسول حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اس روایت کے دوسرے الفاظ بیان فرماتے ہوئے وضاحت فرماتے ہیں۔ من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۴۲، موطا امام مالک صفحہ ۲۸، موطا امام محمد صفحہ ۳۵، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۱۸، تفسیر

Marfat.com

قرطبی جلد ا صفحہ ۱۱۹، مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۱۲۰ وغیرہ)

یعنی جو شخص نماز پڑھتا ہے۔ اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ تو اس کی نماز صحیح نہیں ہو گی۔ ہاں البتہ اگر وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ تو خود سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر ہی اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

جناب امام احمد بن حنبل کی تائید

جناب امام احمد بن حنبل بھی صحابیِ رسول کی اس تاویل کو مانتے ہوئے اس حدیث کا یہی مفہوم بیان فرماتے ہیں۔ متن اس طرح ہے۔ واما احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی صلی الله علیه وسلم لا صلوة لمن لم یقرا بفاتحة الکتاب اذا کان وحده واحتج بحدیث جابر بن عبدالله حیث قال من صلی رکعة ... النح قال احمد فهذا رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم تاول قول النبی صلی الله علیه وسلم لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب ان هذا اذا کان وحده۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۴۲)

یعنی جناب امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ ''لا صلوة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب'' کا معنی یہ ہے کہ جب آدمی اکیلا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز بغیر سورہ فاتحہ کے صحیح نہیں ہوتی (ورنہ اگر اس حدیث سے مراد یہ لی جائے کہ اکیلا ہو یا مقتدی۔ سب کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔ تو صحابیٔ رسول جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو اس حدیث کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ یہ حکم صرف

Marfat.com

اس شخص کے لئے ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ تو پھر اس کا خلاف ہو جائے گا"۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جو بات عبارت النص سے ثابت ہو رہی ہے (کہ لفظ "من" اکثر اکیلے شخص ہی کے لئے ہوتا ہے) اس کو ہی تسلیم کر لیا جائے۔ اور اس حدیث کا جو مفہوم صحابیٔ رسول بیان فرما رہے ہیں۔ اور جس روایت کو امام ترمذی۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ فرماتے ہیں۔ اس پر ہی ایمان قائم کر لیا جائے (ترمذی جلد ا صفحہ ۴۲)

آیت قرآنی۔ اذا قریٔ القرآن الخ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

اور جب جناب امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ بھی صحابیٔ رسول کی وضاحت کو تسلیم کرتے ہوئے اس روایت کو اکیلے نمازی سے متعلق ہی بیان فرما رہے ہیں۔ تو لازم ہے کہ ہم بھی اس روایت کو منفرد (اکیلے) نمازی ہی کے لئے مان لیں۔ تاکہ باقی سینکڑوں احادیث بلکہ آیت قرآنی "اذا قریٔ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون" یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو دھیان سے سنو اور خود خاموش رہو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (اعراف ۲۰۴) پر عمل ہو سکے۔ اگرچہ الفاظ قرآنی کے لحاظ سے یہ حکم عام ہے۔ لیکن اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، محدثین اور مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ نماز میں امام صاحب کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

Marfat.com

چنانچہ عم زاد مصطفیٰ، مفسر قرآن جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں (جن کے متعلق حضور ﷺ نے دعا فرمائی تھی۔ اے اللہ اس (عبداللہ بن عباس) کو قرآن اور شریعت کا علم عطا فرمادے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۷۶)

بھی فرماتے ہیں۔ فی قولہ تعالیٰ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا یعنی فی الصلوٰۃ المفروضۃ۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۸۸، تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۱۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ وغیرہ)

کہ ارشاد خداوندی "جب قرآن پڑھا جائے۔ تو اسے غور سے سنو اور خود خاموش رہو" سے مراد یہ ہے۔ کہ جب فرض نمازوں میں (امام) قرآن پڑھ رہا ہو۔ تو (مقتدی) خاموش رہا کریں۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ اور نماز عیدین بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۸۸)

جناب عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

مشہور صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا قال فی الصلوٰۃ۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۸، تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ وغیرہ)

Marfat.com

یعنی فرمان خداوندی کہ ''جب قرآن پڑھا جائے۔تو اسے توجہ سے سنو اور خود خاموش رہو'' یہ حکم نماز ہی کے لئے ہے۔

یعنی جب امام قراءۃ کر رہا ہو۔تو مقتدی خاموش رہیں۔

محسن غیر مقلدین، خالد گرجاکھی لکھتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مغفل کا یہ اثر صحیح ہے۔

(ترجمہ کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۸۰)

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کانت بنو اسرائیل اذا قرأت ائمتهم جاوبوهم فكره الله ذالك لهذه الامة و قال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون۔

(تفسیر در منثور جلد ۳ صفحہ ۱۵۶)

یعنی جب بنی اسرائیل کے امام قراءت کرتے تھے تو ان کے مقتدی بھی ان کے ساتھ قراءۃ کرتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے قراءت خلف الامام کو امت محمد مصطفےٰ ﷺ کے لئے ناپسند فرمایا۔اور یہ حکم فرمادیا کہ ''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خود خاموش رہو۔تاکہ تم پر رحم کیا جائے''

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن سے قرآن پاک سیکھنے کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ وغیرہ)

Marfat.com

جنہوں نے کثیر صحابہ کرام کے سامنے یہ اعلان کیا تھا کہ خدا کی قسم میں قرآن کی ہر سورت کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی ہے اور ہر آیت کے بارے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس بارے میں نازل ہوئی ہے اور خدا کی قسم صحابہ کرام یہ خوب جانتے ہیں کہ میں قرآن کریم کا ان سب سے زیادہ عالم ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ کسی صحابی نے بھی آپ کی اس بات کا انکار نہ کیا۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۷۴۸، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۹۳)

نے جماعت کرائی تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے قراءت کی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اما آن لکم ان تفقهوا. اما آن لکم ان تعقلوا .واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا كما امركم الله۔

(تفسیر در منشور جلد۳ صفحہ ۱۵۶، تفسیر طبری جلد۹ صفحہ ۱۱۰)

کیا تم ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ تم سمجھ لو اور عقل کرو کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو اس کو غور سے سنا کرو اور تم خود خاموش رہا کرو۔ جیسا کہ (اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ امام کے پیچھے قراءت نہ کیا کرو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم فرمایا ہے کیونکہ امام کی قراءت ہی تمہیں کافی ہوتی ہے ۔روایت کے الفاظ ہیں۔ قال عبدالله فی القراءة خلف الامام انصت للقرآن كما امرت فان فی القراءة لشغلا وسيكفيك ذالك الامام۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۳، مجمع الزوائد جلد۲ صفحہ ۱۱۰،

مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ ۱۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ

Marfat.com

۳۷۶،شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۱۵۰، کتاب الحجۃ امام محمد جلد ا صفحہ ۱۲۰، طبرانی اوسط وطبرانی کبیر وغیرہ) وقال رجاله موثوقون

بلکہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو فرماتے ہیں۔ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء فی الصلوٰۃ المکتوبۃ فقرأ اصحابہ وراء ہ ..... فنزل القرآن واذا قرئ القرآن ... الخ۔

(تفسیر ابن جریر)

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت میں قراءت فرمارہے تھے۔اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی آپ ﷺ کے پیچھے پڑھ رہے تھے (صرف ایک آدمی ہی نے پڑھا تھا۔اگلی روایت ملاحظہ فرمائیں) اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خود خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے'' محدث ابن ابی شیبہ صرف ایک شخص کا حضور ﷺ کے پیچھے قراءت کرنا نقل کرتے ہیں روایت کے الفاظ ہیں۔کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء ورجل یقرء فانزل اللہ تعالیٰ واذا قری القرآن .... الخ

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صرف ایک آدمی قراءت کر رہا تھا۔تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔نیز جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں۔المؤمن فی سعۃ من الاستماع الیہ الافی صلوٰۃ مفروضۃ او المکتوبۃ او یوم جمعۃ او یوم فطر او یوم ضحی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا ... الخ۔

Marfat.com

یعنی اس آیت کے تحت مومن کے لئے عام حالات میں تو گنجائش ہے۔مگر فرض نمازوں میں، نماز جمعہ میں، نماز عید الفطر میں اور نماز عید الاضحیٰ میں اس پر لازم ہے کہ (امام کے پیچھے) قراءت کے دوران (امام کی) قراءت کو غور سے سنے اور خود خاموش رہے۔بہر حال صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پہلے نماز میں امام کے پیچھے قراءت وغیرہ کی جاتی تھی۔پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے مطلقاً منع فرما دیا۔اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قراءت خلف الامام کو ترک کر دیا تھا۔

(حاشیہ نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۶)

تفسیر صحابی کا حکم شرعی

امام بخاری اور امام مسلم فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی جو تفسیر کسی صحابی سے منقول ہو۔ وہ مسند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

(مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۲۲۳، جلد ۲ صفحہ ۲۰۵، معرفت علوم الحدیث صفحہ ۲۰، الاحادیث المختارہ از علامہ ضیاء الدین مقدسی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، الارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق نووی جلد ا صفحہ ۱۶۴، المقنع فی علوم الحدیث۔ابن ملقن جلد ا صفحہ ۱۲۷، المسودہ فی اصول الفقہ۔ابن تیمیہ صفحہ ۲۶۹، مقدمہ ابن الصلاح مع التنقید والایضاح صفحہ ۷۰، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث سخاوی جلد ا صفحہ ۱۲۳، التبصرہ والتذکرہ۔علامہ عراقی جلد ا صفحہ ۱۳۶، توضیح الافکار۔امیر یمانی جلد ا صفحہ ۲۸۱، ظفر الامانی شرح مختصر البرجانی

Marfat.com

عبدالحی لکھنوی صفحہ ۳۴۲)

اور امام حاکم کا اپنا فتویٰ بھی یہی ہے۔ (معرفت علوم الحدیث صفحہ ۲۰)

محدث ومفسر حافظ ابن کثیر بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳۳)

حافظ ابن قیم بھی لکھتے ہیں کہ صحابی کی بیان کی ہوئی تفسیر حجت ہوتی ہے۔

(زادالمعاد جلد ا صفحہ ۵۲)

امام سیوطی بھی صحابہ کی تفسیر کو مرفوع حدیث کے حکم میں مانتے ہیں۔

(تدریب الراوی جلد ا صفحہ ۱۹۲)

علامہ جزائری بھی اسی اصول کو بیان فرماتے ہیں۔

(توجیہ النظر الی اصول الاثر صفحہ ۱۶۵)

محدث ومفسر اہل حدیث نواب صدیق حسن خاں بھی صحابہ کی بیان کی گئی تفسیر قرآنی کو مرفوع حدیث کے حکم میں تسلیم کرتے ہیں۔

(الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ صفحہ ۹۶)

تو مندرجہ بالا مذکورۃ الصدر آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کہ "جب امام صاحب قراءت کر رہے ہوں تو مقتدی کے لئے لازم ہے کہ وہ خود خاموش رہے اور دھیان سے امام صاحب کی قراءت کو سنے" یہ بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوگی۔ لہٰذا امام صاحب کے پیچھے قراءت نہ کرنا اس اصول کے مطابق صحیح، مرفوع اور مسند حدیث سے ثابت ہو گیا۔ اسی لیے جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا عبداللہ بن عمر، جناب سیدنا جابر بن عبداللہ،

Marfat.com

جناب سیدنا زید بن ثابت ، جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود، جناب سیدنا ابو داوٗد اور جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اکابر صحابہ کرام۔ امام صاحب کے پیچھے قراءت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں امام صاحب کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔

(مصفیٰ شرح موطا جلد ا صفحہ ۱۳۱، شرح مقنع جلد ۲ صفحہ ۱۱)

تابعین عظام کی تفسیر کا مقام

محدث ومفسر غیر مقلدین ،نواب سید صدیق الحسن خاں صاحب لکھتے ہیں۔

''وھکذا تفسیر التابعی حجۃ''

(الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ صفحہ ۹۶)

یعنی صحابہ کرام کی طرح تابعین عظام کی، کی ہوئی قرآن پاک کی تفسیر بھی حجت اور معتبر ہوتی ہے۔اور پھر تابعین عظام میں سے جناب مجاہد علیہ الرحمہ کے متعلق جناب سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''جب جناب مجاہد کی تفسیر تمہیں مل جائے تو پھر تمہیں کسی اور کی تفسیر تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے'' جناب مسروق، جناب سعید بن میسب، جناب ابوالعالیہ، جناب ربیع بن انس، جناب قتادہ اور جناب ضحاک بن مزاحم کا درجہ بھی بہت بلند ہے، اور قرآن کریم کی تفسیر میں قرآن وحدیث اور اقوال صحابہ کے بعد تابعین کرام کی تفسیر بھی حجت ہوتی ہے اور اکثر ائمہ کرام سے اسی طرح ہی منقول ہے

(تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ ۵۱۴)

Marfat.com

تابعین کرام کا فیصلہ

سند التابعین جناب مجاہد بن جبر علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیت (واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون) نماز میں (امام صاحب کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں) نازل ہوئی ہے۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۳، ۷۴ وغیرہ)

نیز جناب مجاہد نے مرسلاً یہ روایت بھی بیان فرمائی ہے۔ کان رسول الله ﷺ یقرأ فی الصلوٰة فسمع قراءة فتی من الانصار فنزل واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ... الخ .

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۲)

کہ حضور ﷺ نے جماعت کروائی اور ایک انصاری شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی۔ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

نیز امام الوھابیہ نواب صدیق حسن خاں بیان کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ کہ جناب مجاہد جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد رشید ہیں۔ اور امام شافعی اور امام بخاری نے ان کی تفسیر پر کلی طور پر اعتماد کیا ہے۔

(اکسیر صفحہ ۱۱۰)

ایک مفید نکتہ

اس روایت میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تمام جماعت صحابہ میں سے صرف ایک صحابی نے قراءت خلف الامام کی۔ معلوم ہوا کہ جماعت صحابہ میں قراءت خلف الامام

Marfat.com

کا رواج نہیں تھا۔ جیسا کہ پہلے جناب شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کے حوالے سے بھی یہ بات بیان ہو چکی ہے۔

نیز سید التابعین جناب سعید بن میتب علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ نماز میں (قراءت خلف الامام ہی کے بارے میں) نازل ہوئی تھی۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۵)

امام احمد، امام حاکم، امام بیہقی، علامہ جزائری، امام ابن معین اور امام شافعی ان کے مراسیل کو صحیح مانتے ہیں۔

حضور ﷺ کی قبر انور سے اذان واقامت کی آواز

اور یہ وہی جناب سعید بن میتب ہیں جو یزید پلید کے دور میں ایام حرہ کے دنوں میں قبر نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے تین دن تک اذان واقامت کی آواز سن کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

(دارمی صفحہ ۲۵، مشکوۃ ۵۳۵ وغیرہ)

نیز سید التابعین مفتی اعظم حسن بصری علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیہ کریمہ نماز میں (قراءت خلف الامام کے بارے میں ہی) نازل ہوئی ہے۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۵)

امام حسن بصری کا علم تفسیر

امام ابوبکر ہذلی۔ امام حسن بصری کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ جب تک آپ ایک سورۃ کی مکمل تفسیر اور اس کا شان ونزول معلوم نہ کر لیتے تھے۔ اگلی سورت شروع نہ کرتے تھے

Marfat.com

(شذرات الذہب جلد ۱ صفحہ ۱۴۷)

نیز جناب ابو العالیہ رفیع بن مہران ریاحی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

کان النبی ﷺ اذا صلی قرء فقرأ اصحابه فنزلت فاستمعوا له...الاية. فسكت القوم وقرأ النبی ﷺ۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۶۷، مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۶۰۹)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب جماعت کراتے تو (بعض) صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کرنا چھوڑ دیا۔

نیز تابعی کبیر، مفتی مدینہ منورہ امام زہری علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ اس آیت قرآنی کی وجہ سے جہری نمازوں میں قراءت خلف الامام منع ہے۔

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۵، مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۶۰۹، شرح مقنع جلد ۲ صفحہ ۱۱)

اسی طرح تابعی کبیر جناب عبید بن عمیر علیہ الرحمہ اور تقریباً دو صد صحابہ کرام کی زیارت کرنے والے تابعی کبیر، جناب عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ نماز (میں قراءت خلف الامام) کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۳، تفسیر ابن جریر جلد ۹ صفحہ ۱۱۰)

نیز امام التابعین جناب محمد بن کعب قرظی علیہ الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کے پیچھے (بعض) صحابہ کرام قراءت کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

(کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۷۴)

جناب محمد بن کعب قرظی کے متعلق بشارت نبوی

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کہ بنو قریظہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا۔ جو قرآن کی تفسیر میں اپنا ثانی نہیں رکھتا ہوگا۔ ائمہ کرام کا خیال ہے کہ اس سے مراد یہی جناب محمد بن کعب قرظی ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۴۰)

کبار تابعین کی مراسیل بھی ایک دوسرے سے مل کر قوی ہو جاتی ہیں۔

(تدریب الراوی صفحہ ۲۵۳)

مشہور تابعی جناب زید بن اسلم بھی فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت نماز۔ (میں قراءت خلف الامام ہی) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۶۰۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

نیز مفسر قرآن امام ضحاک، امام ابراہیم نخعی، جناب قتادہ، امام شعبی، امام سدی اور عبدالرحمان بن زید بھی فرماتے ہیں کہ یہ آیت نماز (میں قراءت خلف الامام) ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ وغیرہ)

جناب معاویہ بن قرہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت نماز میں قراءت خلف الامام) ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۷۸)

Marfat.com

امام احمد کا اجماع کا دعوی

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس بات پر محدثین ومفسرین کا اجماع ہو چکا ہے کہ یہ آیت نماز ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(مغنی ابن قدامہ جلد اصفحہ ۶۰۵)

اٹھارہ مفسرین کا اتفاق

امام ابن جریر طبری۔ تفسیر ابن جریر جلد ۹ صفحہ ۱۱۲ پر، امام بغوی۔ تفسیر معالم التنزیل جلد ۳ صفحہ ۶۲۳ پر۔ علامہ زمخشری۔ تفسیر کشاف جلد اصفحہ ۵۲۳ پر، امام بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۳۰۸ پر، حافظ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر مع معالم التنزیل جلد ۳ صفحہ ۶۲۳ پر، علامہ ابو سعود۔ تفسیر ابوسعود مع کبیر جلد ۴ صفحہ ۵۰۳ پر، امام ابوبکر جصاص۔ احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۹ پر، علامہ محمود آلوسی۔ تفسیر روح المعانی جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ پر، علامہ خازن۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ پر، علامہ شیخ احمد۔ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۲۸۰ پر، امام بیہقی۔ کتاب القراءت صفحہ ۷۷ پر، قاضی شوکانی۔ نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ پر، حافظ ابن عبد البر کا قول۔ اوجز المسالک جلد اصفحہ ۲۴۸ پر، امام احمد بن حنبل کا قول۔ نصب الرایہ جلد ۲ صفحہ ۱۴ پر، نیز مولوی عبد الصمد پشاوری اہلحدیث۔ الاعلام صفحہ ۱۹۰ پر، امام صاوی۔ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ پر، علامہ قرطبی۔ تفسیر قرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۵۳ پر، امام ثعلب تاج العروس جلد اصفحہ ۵۹۱ پر بھی بیان فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت ''واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون'' نماز میں (قراءت خلف الامام کے بارے میں ہی) نازل ہوئی ہے۔

Marfat.com

امام صاحب کے پیچھے آہستہ پڑھنا بھی منع

امام صاحب کے پیچھے آہستہ پڑھنا بھی ان آیات جلیلہ اور احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہوگا۔ بلکہ ایک ایسے غیر مقلد عالم جنہوں نے اس مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ وہ بھی اس بات میں ہمارے ہمنوا ہیں کہ تابعین کرام کی تفسیر بھی حجت ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں ''کسی آیت کی تفسیر اگر کسی تابعی سے ثابت ہو۔ اور ایک بڑے مفسر نے بھی اس کی تصدیق کی ہو۔ اور کسی صحابی اور تابعی سے اس کی تردید وارد نہ ہوئی ہو۔ تو اس کی حجت میں کیا کلام ہوسکتا ہے۔

(خیر الکلام صفحہ ۱۷)

لیکن یہاں تو کافی صحابہ کرام، کافی تابعین عظام اور کثیر مفسرین کرام سے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جس کی تردید کسی ایک بھی صحیح، صریح اور غیر مجروح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا مذکورہ آیت کی یہ تفسیر کہ قراءت خلف الامام نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس کام کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کرتے ہوئے اس سے روکنے کے لئے یہ آیت ''واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون'' نازل فرمائی تھی اس کی صحت میں بھی کسی کو شک نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اسی آیت پر اور سینکڑوں احادیث و آثار پر عمل کرتے ہوئے فاتحہ خلف الامام کو ترک کردینا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہو اور آپ پر رحم و کرم فرمائے۔

امام احمد فرماتے ہیں۔ اجمع الناس علی ان ھذہ الایة فی الصلوٰة۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ا صفحہ ۶۰۱)

Marfat.com

یعنی تمام لوگوں (اہل اسلام) کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ امام الوہابیہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

وقداستفاض عن السلف انها نزلت فی القراء ۃ فی الصلوٰۃ۔

(فتاوی کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۶۸)

یعنی علماء سلف سے یہی حاصل ہوا ہے کہ یہ آیت نماز میں قراءت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے (سلفی کہلانے والے حضرات متوجہ ہوں) غالباً اب اس مسئلہ میں تو کوئی اشکال باقی نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک اجتماعی بات ہے کہ جب دلائل مختلف فیہ ہوں تو جو دلیل قطعی الثبوت، قطعی الدلالت اور اشبہ بالقرآن ہو۔ وہ ہی راجح اور اولی واصوب ہوا کرتی ہے۔

منطق کا فیصلہ

آیہ مذکورہ اصطلاح منطق کے مطابق قضیہ مہملہ شرطیہ ہے۔ اور یہ مسلم اصول ہے۔ مھملات العلوم کلیات ۔تو اس کے مطابق یہ آیت مفہوماً اس طرح بنے گی۔ کلما قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا ۔یعنی جب بھی اور جہاں بھی قرآن پڑھا جائے تو اس کو دھیان سے سنو اور خاموش رہو۔

نیز فاستمعوا اور انصتوا امر کے صیغے ہیں لہٰذا ان حروف سے قراءت قرآن کے وقت خاموش رہنا واجب ہوگا۔ اور واجب کا خلاف مکروہ تحریمی ہوتا ہے۔ لہٰذا عبارۃ النص اور اشارۃ النص سے قراءت قرآن کے وقت (یعنی قراءت خلف الامام کرنا) خاموش نہ ہونا اور خود بھی پڑھتے رہنا مکروہ تحریمی ثابت ہوا۔

Marfat.com

نیز قرآن پاک کے ایک دوسرے مقام سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ لا تحرک به لسانک لتعجل به ۔

(سورت قیامہ آیت نمبر ۱۶)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ پر جبریل وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ وحی کا بوجھ محسوس فرماتے۔ اور وحی کو یاد فرمانے کی خاطر ساتھ ساتھ ہونٹوں کو حرکت دیتے تھے۔ (یعنی آہستہ آہستہ پڑھتے تھے) تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی ''پیارے محبوب ﷺ جب جبریل وحی لے کر آتے ہیں تو'' آپ ﷺ (اسے یاد کرنے کے لئے) اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں۔ یعنی قراءت قرآن کے وقت آپ ﷺ ساتھ ساتھ آہستہ بھی نہ پڑھا کریں۔ بلکہ آہستہ پڑھنا تو دور کی بات ہے۔ اپنی زبان کو حرکت تک بھی نہ دیں۔ (اس خیال سے) کہ آپ ﷺ اسے جلدی جلدی یاد کرلیں۔ بے شک اس کا یاد کرانا اور اس کا (آپ ﷺ کو) پڑھانا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔ پس جب ہم (بوساطت جبریل) قرآن پڑھیں تو آپ ﷺ اس وحی کی اتباع فرمائیں۔

یعنی بعد میں پڑھ لیا کریں۔ اس ''فاتبع قرانه'' کے متعلق جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ فاستمع له و انصت۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)

یعنی جبریل امین کی قراءت قرآن کے وقت آپ ﷺ اپنی زبان سے نہ پڑھا کریں۔ بلکہ خاموشی سے جبریل کی قراءت کو سنیئے اور الفاظ قرآنی ''لا تحرک به لسانک'' یعنی آپ ﷺ اپنی زبان کو حرکت بھی نہ دیں۔ اس سے قراءت قرآن

Marfat.com

کے وقت ساتھ ساتھ صرف زبان سے آہستہ پڑھنے کی بھی ممانعت ثابت ہوگئی۔لہٰذا معلوم ہوا کہ جب امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو مقتدی کو بالکل خاموشی سے کھڑا رہنا چاہیے۔یہ بھی حکم قرآنی کے مطابق ہوگا۔

ایک اور آیت قرآنی سے ان الفاظ کی وضاحت ہوتی ہے۔واذا صرفنا الیک نفرا من الجن یستمعون القرآن فلما حضروہ قالوا انصتوا۔

(سورت احقاف آیت نمبر ۲۹)

اور اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم جب پھیر لائے ہم آپ ﷺ کی طرف جنوں کی ایک جماعت کو۔سنتے تھے وہ قرآن کو۔پس جب حاضر ہوئے وہ آپ ﷺ کے پاس۔تو (آپس میں کہنے لگے) خاموش رہو۔اس آیت میں بھی وہی دونوں لفظ بیان ہوئے ہیں۔اور اس میں بھی استماع قرآن پر انصات کا ذکر ہے۔معلوم ہوا کہ قراءت قرآن پر بالکل خاموش رہنا ہی منشائے خداوندی ہے۔

استماع اور انصات کا معنیٰ

استماع کا معنیٰ ہے۔کان دھرنا،توجہ کرنا۔

(صراح صفحہ ۳۱۳،مفردات راغب صفحہ ۲۴۲،المنجد صفحہ ۳۶۲،
قاموس جلد ۳ صفحہ ۴۱،نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۴ وغیرہ)

اور انصات کا معنیٰ بالکل چپ رہنے کے ہیں۔آہستہ پڑھنے کے نہیں۔

(دیکھیں صراح صفحہ ۶۹، قاموس جلد ۱ صفحہ ۹۲،المنجد صفحہ ۸۸۳،
نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۸۳،مختار الصحاح صفحہ ۵۸،تاج العروس جلد ۱ صفحہ

Marfat.com

۵۹۱، احکام القرآن جلد ۳ صفحہ ۴۹ وغیرہ)۔

چنانچہ اس ارشاد خداوندی کے مطابق جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان وحی نشان بھی ہے۔ اذا کبر فکبروا واذاقرء فانصتوا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۶، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۱۵، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۳۷۶، فتح الباری فی شرح البخاری جلد ۳ صفحہ ۴۱۵، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۲۸، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۲۷، کتاب القراءت امام بیہقی صفحہ ۱۱۳، ۱۶۳، سنن الکبری امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۸۹، مشکوۃ صفحہ ۱۷، صحیح ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، محلی ابن حزم جلد ۳ صفحہ ۲۴۰، جامع صغیر صفحہ ۳۰، مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۶۰۲، فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۴، نیل الاوطار از محدث اہل حدیث قاضی شوکانی جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، نصب الرایہ جلد ۲ صفحہ ۱۴، توجیہ النظر صفحہ ۲۴۰، شرح بلوغ المرام جلد ۱ صفحہ ۲۴۵، زہر الربی جلد ۱ صفحہ ۱۴۶، درایہ صفحہ ۹۹، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۸۰، اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۴۲، امام الکلام صفحہ ۱۱۱، عون الباری جلد ۲ صفحہ ۳۶۴، عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۳۲۵، تنقیح الرواۃ جلد ۱ صفحہ ۲۷، آثار السنن جلد ۱ صفحہ ۸۵، جوہر النقی جلد ۱ صفحہ ۱۵۳، شرح مقنع جلد ۲ صفحہ ۱۳، منتقی الاخبار جلد ۲ صفحہ ۱۳۴، تعلیق المغنی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۵۶، تنوع العبادات صفحہ ۸۶، بذل المجہود جلد ۲ صفحہ ۵۵، فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۲۲، برھان العجائب صفحہ ۱۰۴، عقیدہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، تدریب الراوی صفحہ ۷۳، ازالۂ ستر صفحہ ۵۲، نفحۃ العنبر صفحہ ۷۹، دلیل الطالب صفحہ ۲۹۴، ہدایۃ السائل صفحہ ۱۹۳، ابکار المنن صفحہ ۱۵۳ تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۳۳، تفسیر ابن جریر جلد ۹ صفحہ ۱۱۰ وغیرہ)

Marfat.com

نیز امام خازن اس آیت کی تشریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔ اذا قرئ علیکم ایھا المؤمنون القرآن فاستمعوا له یعنی اصغوا الیه باسماعکم لتفھموا معانیه و تتدبروا مواعظه وانصتوا یعنی عند قرائة۔

(تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۷۲)

یعنی اے مومنو جب تمہارے سامنے قرآن پاک پڑھا جائے تو اس کو توجہ سے سنو اور اس قراءت کی طرف مائل ہو جاؤ۔ تا کہ تم قرآن پاک کے معانی سمجھو اور اس کے نصائح پر غور و فکر کرو۔ اس سے فائدہ حاصل کرو اور خود اس قراءت کے وقت خاموش رہا کرو۔ یعنی جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نے جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آقا ﷺ۔ امام کے پیچھے قراءت کیا کروں یا خاموش رہا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ لابل انصت فانه یکفیک۔

(امام الکلام صفحہ ۱۲۳، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۰، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۱۸)

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف چہرہ مبارک فرمالیا اور فرمایا اتقرئوون والامام یقرأ.....قال فلا تفعلوا۔

(جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۷، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۱۸، امام الکلام صفحہ ۱۵۱)

کیا تم امام کے پیچھے خود بھی قراءت کرتے ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خاموش رہے۔ یہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ پھر (بعض) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے

Marfat.com

عرض کی۔ ہاں آقا ﷺ ہم ایسا کرتے ہیں (انہیں ابھی تبدیلی حکم کا علم نہ ہوا ہوگا) تو آپ ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے قراءت نہ کیا کرو۔

☆ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں ایک شخص نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی تو آپ نے بعد میں فرمایا۔ انی اقول مالی انازع القرآن ۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ قرآن پڑھنے میں مجھ سے یہ کیسی منازعت کی جا رہی ہے۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۶، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۱۹، ترمذی جلد ا صفحہ ۴۲، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، مؤطا امام مالک صفحہ ۲۹، دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۳۳، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۱۷، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۷۴، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، جلد ۵ صفحہ ۲۶۳، موطا امام محمد صفحہ ۳۶، مشکوۃ صفحہ ۳۷، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۸، تحقیق الکلام جلد ۲ صفحہ ۱۳۵، ابکار المنن صفحہ ۱۵۵، اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۸۷، جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۲۲، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۹۹، کتاب الاعتبار صفحہ ۹۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۲۳، عقیدہ محمدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹، فصل الخطاب صفحہ ۳۳، فتاوٰی ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۹، محلی ابن حزم جلد ۳ صفحہ ۲۴۰ وغیرہ)

منازعت کا معنی

اب دیکھنا یہ ہے کہ منازعت سے کیا مراد ہے تو اس لفظ کو سمجھنے کے لئے ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں۔ قال رسول الله ﷺ یقول الله تعالیٰ الکبریاء رداءی والعظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما ادخلته النار۔

(مسلم جلد ا، مشکوۃ صفحہ ۴۲۵)

Marfat.com

یعنی کبریائی اور بزرگی مجھے ہی زیبا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی مجھ سے کوئی منازعت کرے گا تو میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔

اب آپ کو "منازعت" کا معنی سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ کہ کوئی کام جو کسی کا خاص حق ہے۔ اس کو دوسرا شخص۔ جو اس کا حقدار نہیں ہے۔ استعمال کرنا چاہے۔ تو یہ اس کام میں اصل حقدار سے منازعت ہوگی۔

اب مندرجہ بالا حدیث کے الفاظ کا مفہوم سمجھیں۔ کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں بھی یہی خیال کر رہا تھا کہ قراءت جو کہ صرف میرا (امام) کا حق ہے۔ یہ کون شخص ہے (مقتدی) جس کو حق قراءت نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ناحق قراءت کر رہا ہے۔ یعنی وہ میرا خاص حق چھین رہا ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف معلوم ہو گیا۔ کہ قراءت کرنا مقتدی کا حق نہیں ہے بلکہ یہ امام کا حق ہے۔ قرآن پاک میں بھی یہ لفظ کھینچنے اور چھیننے وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً۔ والنازعات غرقا۔

(سورت نازعات آیت نمبر ۱)

نیز نزاعة للشوی۔ (سورت معارج آیت نمبر ۱۶)

آہستہ پڑھنا بھی منع ہے

بعض دوست کہتے ہیں کہ جو آیت آپ نے انصات عند القراءت کے لئے پیش کی ہے۔ "واذا قرئ القرآن ..... الخ) اس کے آگے الفاظ ہیں۔ واذکر ربک فی نفسک"۔

(سورت اعراف آیت نمبر ۲۰۵)

Marfat.com

یعنی۔اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں۔آگے ہے۔دون الجھر یعنی آواز بلند نہیں ہونی چاہیے۔بلکہ آہستہ ہی پڑھ لینا چاہیے۔تو گزارش ہے کہ اذکر۔فعل امر ہے اور صیغہ واحد مذکر مخاطب ہے۔تو معلوم ہوا کہ یہ اکیلے کے لئے حکم ہے۔اور پھر آگے جو ''فی نفسک'' ہے اس سے مراد دل میں پڑھنا نہیں ہے بلکہ یہ واستمعوا لہ پر تاکید ہے۔یعنی جب قاری قرآن پڑھ رہا ہو تو تم ادھر اُدھر خیال نہ کیا کرو بلکہ اپنے جی، دل اور توجہ سے قاری کی قراءت ہی کو سنا کرو۔لہٰذا یہ آیت تو ہماری دلیل ہوئی۔ نیز یہاں واؤ استینافیہ ہے۔لہٰذا اس بعد والے مضمون کا پہلے مضمون کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ورنہ یہ فاستمعوا کا معطوف ہوگا اور پھر تقدیرا عبارت یوں بنے گی۔واذا قرئ القرآن فاذکر ربک۔یعنی جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تو اپنے رب کا ذکر کرنا شروع کر دیا کر۔اس طرح تو پھر جیسے قرآن پاک کی قراءت کے تمام اوقات میں استماع لازم ہوگا۔ایسے ہی ان تمام اوقات میں آہستہ ذکر کرنا بھی لازم ہوگا۔حالانکہ اس بات کا تو کوئی احمق بھی قائل نہیں ہے۔اہل علم اس کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں۔

ایک مغالطہ اور اس کا جواب

پھر اگر کوئی کہے کہ اس صحاح ستہ کی صحیح حدیث میں اگلے الفاظ ہیں۔فانتھی الناس عن القراءۃ فیما جھر فیہ۔(حوالہ جات بالا) یعنی اس کے بعد لوگوں نے جہری نمازوں میں قراءت خلف الامام کرنا چھوڑ دی۔لہٰذا یہ حدیث تو صرف جہری نمازوں کے بارہ میں ہے۔یعنی فجر، مغرب، عشاء، جمعہ اور عیدین وغیرہ۔اس سے سری

Marfat.com

نمازوں یعنی ظہر اور عصر میں قراءت خلف الامام کی نفی تو ثابت نہیں ہوتی۔

تو گذارش ہے کہ کیا آپ جہری نمازوں میں قراءت خلف الامام نہیں کرتے؟

لازماً کرتے ہیں۔تو پھر یہ حدیث کم از کم جہری نمازوں کے بارے میں تو آپ پر حجت ہوئی۔آپ جہری نمازوں میں بھی قراءت خلف الامام کر کے صحاح ستہ کی کتنی حدیثوں اور تمام صحابہ کرام کے عمل کا انکار کر رہے ہیں۔اتنا تو مانیں۔سری کے متعلق بھی حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔

سری نمازوں میں بھی قراءۃ خلف الامام کی ممانعت

ویسے تو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس روایت میں مطلق نماز کا ذکر فرمایا ہے۔ سری یا جہری کی تخصیص نہیں کی۔

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۴۵)

نیز امام زہری نے بھی بلا امتیاز سری یا جہری۔اس روایت میں مطلق نماز کے متعلق ہی قراءت خلف الامام کی ممانعت بیان فرمائی ہے۔

(جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۲۳، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۲۰، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ا صفحہ ۱۵۸ وغیرہ)۔

نیز مشہور صحابیٔ رسول جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔

صلی بنا رسول الله ﷺ صلوٰة الظهر او العصر فقال ایکم قرأ خلفی.... فقال رجل انا. ولم اردبها الاالخیر. قال قد علمت ان بعضكم خالجنيها۔

Marfat.com

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۶، مسند امام احمد صفحہ ۳۶)

اسی طرح کی ایک اور روایت میں صرف نماز ظہر کا ذکر ہے۔

(ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۰، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۹۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶ وغیرہ)

اسی طرح کی ایک اور روایت میں صرف نماز عصر کا ذکر ہے۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۲، مسند امام اعظم صفحہ ۳۶، موطا امام محمد صفحہ ۳۷)

اسی طرح کی ایک اور روایت میں مطلق نماز کا ذکر ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **كان النبی صلی الله عليه وسلم يصلی بالناس ورجل يقرأ خلفه فلما فرغ قال من ذالذی يخا لجنی سورتهم۔**

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۲۶)

ایک اور روایت میں الفاظ یہ ہیں۔ **خلطتم علی القرآن ۔**

(مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۴۴۸، ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ **خلطتم علی القراءة۔**

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

ایک روایت میں الفاظ ہیں۔ **ان بعضکم خا لجنيها۔**

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۲۵)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ اور صرف ایک آدمی نے

Marfat.com

آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی۔آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔تم میں سے کون میرے پیچھے قراءت کر رہا تھا؟ ایک آدمی بولا حضور ﷺ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت کی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔میں نے بھی محسوس کر لیا تھا کہ تم میں سے کوئی مجھے قراءت میں الجھا رہا ہے۔اور مجھے خلجان میں ڈال رہا ہے۔

فنهاهم عن القراء ة خلف الامام۔

(بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۶۲، مسند امام اعظم صفحہ ۳۶، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۲۷)

چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے مطلقاً منع فرما دیا۔یہ واقعہ ظہر یا عصر۔یعنی سری نمازوں کا ہے۔اور آپ ﷺ نے پہلے تو ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔اور پھر مطلقاً قراءت خلف الامام سے منع فرما دیا۔پہلی روایات میں جہری نمازوں یعنی فجر، مغرب، عشاء، جمعہ اور عیدین وغیرہ میں قراءت خلف الامام کی ممانعت بیان ہوئی تھی۔اور ان روایات میں سری یعنی ظہر اور عصر کی نمازوں میں بھی امام کے پیچھے قراءت کی صحیح ممانعت ثابت ہوگئی۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت تو اس طرح بھی ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ و ابابکر و عمر و عثمان کانوا ینھون عن القراء ة خلف الامام۔

(مصنف عبد الرزاق جلد۲ صفحہ ۱۳۹)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق اور

Marfat.com

جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔امام صاحب کے پیچھے نماز میں قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں جناب رسول ﷺ کے علاوہ باقی تینوں خلفاء راشدین کا ذکر ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۶۷ ،اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۸۵)

لہٰذا ثابت ہوا کہ سری ہوں یا جہری ۔تمام نمازوں میں ہی امام کے پیچھے قراءت کرنا صحیح احادیث کے خلاف اور جناب رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

فاعتبروا یا اولو الالباب والابصار

صحابہ کرام کے اقوال

جیسا کہ جناب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہوں نے خلافت صدیقی میں قرآن پاک جمع کیا تھا) فرماتے ہیں۔**لا قراءۃ مع الامام فی شیئی۔**

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۹، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۱۳، زیلعی جلد ۲ صفحہ ۱۲، ہدایۃ السائل از نواب صدیق حسن اہلحدیث صفحہ ۱۹۳، جزء القراءۃ امام بخاری صفحہ ۳۰ وغیرہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔**ان جھر ولا ان خافت۔**

(ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶)

جناب سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔**خافت او جھر۔**

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۱)

Marfat.com

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔ جهر او لم يجهر۔

(کتاب القراءۃ صفحہ ۱۸۴)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔

فيما يجهر فيه و فيما يخافت فيه۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۳۲)

یعنی امام کے پیچھے بالکل قراءت نہیں کرنی چاہیے۔ نماز سری ہو یا جہری۔

بلکہ جناب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں۔

من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة له۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۷، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۰۰، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۴۷ وغیرہ)

یعنی جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اس کی نماز ہی صحیح نہیں ہوتی۔

تقریباً یہی الفاظ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہیں۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

نیز آپ فرماتے ہیں۔ من قراء مع الامام فليس على الفطرة ۔

(جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹، دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۳۲، طحاوی جلد ا صفحہ ۱۵۰، منتخب کنز العمال صفحہ ۱۸۷ وغیرہ)

یعنی جو شخص امام صاحب کے پیچھے قراءت کرتا ہے وہ فطرت اسلام پر نہیں ہے۔

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ لا فيما اسر و لا فيما جهر۔

Marfat.com

(جوہر النقی جلد۲ صفحہ ۱۶۹ وغیرہ)

یعنی چاہے نماز سری ہو یا جہری۔

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی امام کے پیچھے قراءت کرنے کے قائل نہیں تھے نیز مذکور ہے۔ وکان ابن عمر لا یقرأ خلف الامام۔

یعنی آپ خود بھی امام صاحب کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۲۹، دارقطنی جلد۱ صفحہ ۱۵۴، مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ ۱۴۰، شرح معانی الآثار جلد۱ صفحہ ۱۵۱، کتاب الحجۃ جلد۱ صفحہ ۱۱۹ وغیرہ)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جھر اولم یجھر۔

(کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۴۶)

یعنی نماز جہری ہوتی یا سری۔

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی امام صاحب کے پیچھے قراءت کرنے کے قائل نہیں تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ صفحہ ۳۷۶ وغیرہ)

بلکہ آپ تو فرماتے ہیں۔ لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۳۲، جوہر النقی جلد۲ صفحہ ۱۶۹)

یعنی کاش کہ جو امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اس کا منہ پتھر ڈال کر بند کر دیا جائے۔

جناب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وددت ان الذی یقرء خلف الامام فی فیہ جمرۃ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱ صفحہ ۳۷۶، عمدۃ القاری جلد۳ صفحہ ۶۷، مؤطا امام محمد)

Marfat.com

میں چاہتا ہوں کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرے اس کے منہ میں آگ ہو (یعنی اس کی زبان جلا دی جائے)

نیز صحابیٔ رسول جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

لیت الذی یقرأ خلف الامام ملی فوہ ترابا۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۱۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

حضرت اسود بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تقریباً یہی الفاظ منقول ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

حضرت علقمہ بن قیس تابعی علیہ الرحمہ کا بھی یہی فرمان ہے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

یعنی کاش کہ جو شخص امام کے پیچھے قراءت کرتا ہے اس کا منہ مٹی سے بند کر دیا جائے۔

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

لو کان علیھم سبیل لقلعت السنتھم ۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۰۵)

اگر میرا بس چلے تو میں امام کے پیچھے قراءت کرنے والے کی زبان کھینچ لوں۔

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **ان رسول اللہ ﷺ و ابوبکر وعمر و عثمان کانوا ینھون عن القراءۃ خلف الامام۔**

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

حقیقت یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر

Marfat.com

فاروق اور جناب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم (یعنی حضور ﷺ اور تمام خلفائے راشدین ہی) امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

صحیحین کی ایک اور روایت سے استدلال

ایک اور روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

اذا قال الامام غیر المغضوب علیھم و لا الضآلین فقولوا آمین۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۸، جلد ۲ صفحہ ۶۴۲، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۵، نسائی صفحہ ۱۴۷، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۲۳۵، دارمی صفحہ ۱۴۷، مؤطا امام مالک صفحہ ۳۰، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۵)

یعنی جب امام **غیر المغضوب علیھم و لا الضآلین** کہہ لے تو تم (آہستہ سے) آمین کہا کرو۔ معلوم ہوا کہ **و لا الضالین** تک امام نے پڑھنا ہے۔ اور مقتدی نے صرف آمین کہنا ہے۔

بعض روایات میں تو اور بھی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے کہ۔

اذا قال قاری غیر المغضوب علیھم و لاالضالین فقال من خلفه آمین۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۶، دارمی صفحہ ۱۴۷)

یعنی جب قاری **و لاالضالین** کہہ لے تو مقتدی (آہستہ سے) آمین کہیں۔

قراءت خلف الامام سے ممانعت کی وجہ

اس فرمان مصطفےٰ ﷺ سے بھی ثابت ہوا کہ صرف امام ہی قراءت کرے گا۔ اور مقتدی صرف آمین ہی کہے گا۔ اور نماز سری ہو یا جہری۔ مقتدی کسی بھی صورت میں

Marfat.com

قراءت نہیں کرے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مقتدی کو قراءت سے اتنی سختی سے کیوں روکا گیا ہے۔ تو گذارش ہے کہ یہ کائنات کا مسلم اصول ہے کہ اگر چند آدمی مل کر کسی حاکم کے دربار میں کچھ عرض کرنا چاہیں تو وہ تمام بالاتفاق اپنا ایک نمائندہ مقرر کرلیں گے۔ اگرچہ حاضر تو سب ہی ہوں گے۔ لیکن سب کی طرف سے حاکم کے دربار میں ان سب کی طرف سے عرض صرف ان کا وہ ایک نمائندہ ہی کرے گا۔ اسی طرح نماز میں بارگاہ خداوندی میں التجاء وزاری پیش کرتے وقت امام بھی اپنے مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ **الامام ضامن۔**

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۷ وغیرہ)

یعنی امام اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے مقتدیوں کا ضامن ہوتا ہے۔ اسی لیے جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة ۔**

(ابن ماجہ صفحہ ۶۱، امام الکلام بیہقی صفحہ ۱۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۷، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۳۹، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۲۳، موطا امام محمد صفحہ ۳۶، مسند امام اعظم صفحہ ۳۶، آثار السنن جلد ۱ صفحہ ۸۷، اعلاء السنن جلد ۴ صفحہ ۶۳، تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۳۴، تحقیق الکلام جلد ۲ صفحہ ۱۴۸، ابکار المنن صفحہ ۱۶۰، فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۲۴، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۰۸، بغیۃ الالمعی جلد ۲ صفحہ ۷، شرح مقنع جلد ۲ صفحہ ۱۱، مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۶۰۹، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۳۹، معرفت علوم الحدیث صفحہ ۱۷۸ وغیرہ)

یعنی جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قراءت ہی اس کی قراءت ہوگی (مقتدی

Marfat.com

کو اپنی علیحدہ قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) آپ ﷺ نے اس طرح ایک بار فرمایا۔ ماالری الامام اذا ام القوم الا کفاھم۔

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

آپ ﷺ نے اس طرح ایک دفعہ فرمایا۔ فانہ یکفیک۔

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۰)

یعنی امام کی قراءت ہی مقتدی کو کافی ہوتی ہے۔

ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عصر کی جماعت کرائی۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پیچھے قراءت شروع کر دی۔ ساتھ والے صحابی نے اسے چوک ماری۔ نماز سے فارغ ہو کر دونوں صحابی اس مسئلہ پر جھگڑنے لگے۔ آخر حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا" جو آدمی امام کے پیچھے نماز پڑھے (اس کو خود قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے) اس کے لیے امام کی قراءت ہی کافی ہے۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۲، مسند امام اعظم صفحہ ۳۶، مؤطا امام محمد صفحہ ۳۷)

جناب علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

من قرأ خلف الامام فقد اخطأ الفطرة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، جوہر النقی علی البیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، مصنف عبد الرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

یعنی جس نے امام کے پیچھے قراءت کی اس نے فطرت (اسلام) کو چھوڑ دیا۔ جناب عبد اللہ بن عمر بھی امام کے پیچھے قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۲۹، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۱، جوہر النقی ہامش

Marfat.com

بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۶۳، کتاب القراءۃ امام بیہقی صفحہ ۱۸۴، طحاوی صفحہ ۲۲۰)

حضرت سعید بن میسب (جو کہ یزید پلید کے دور میں مدینہ منورہ پر حملہ (واقعہ حرہ) کے وقت روضۂ نبوی میں تین دن تک چھپ کر بیٹھے رہے تھے۔ اور ہر نماز کے وقت آپ اذان واقامت کی آواز قبر نبوی ﷺ سے سن کر وہیں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(مشکوۃ صفحہ ۵۳۷، دارمی صفحہ ۲۵ وغیرہ)

بھی فرماتے ہیں کہ امام کے پیچھے خاموش رہو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۷۷)

امام شعبی علیہ الرحمہ جنہوں نے ۵۰۰ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کی ہے۔ جن میں سے ۷۰ بدری صحابی تھے۔ جن کی ظاہری زندگی میں ہی جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی بخشش اور جنتی ہونے کی بشارت عطا فرمادی تھی۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۵۶۷، ۶۱۲ وغیرہ)

آپ بھی فرماتے تھے۔ **کلهم یمنعون المقتدی عن القراء ة خلف الامام.**

(تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۵۲، اکمال ملحقہ مشکوۃ صفحہ ۶۰۴)

یہ تمام صحابہ کرام بھی مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

غوث اعظم کا فیصلہ

جناب غوث اعظم رضی اللہ عنہ (جن کے متعلق اکثر غیر مقلد حضرات کہا کرتے ہیں کہ "وہ تو اہل حدیث تھے" نیز کہا جاتا ہے کہ "وہ تو ہمارے ہم مذہب اور ہم مسلک تھے" تو گذارش ہے کہ خدارا ان ہی کی مان لو) بھی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ان کان مأمو ماینصت الی قراء ۃ الامام۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۴۷)

یعنی اگر کوئی شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ تو وہ خود خاموش رہ کر امام کی قراءت پر غور کرے۔

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اول من احدث (احدثوا) باالقراء ۃ خلف الامام المختار و کانوا لا یقرء ون۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۴ صفحہ ۹۹، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹)

یعنی امام کے پیچھے قراءۃ کرنے کی بدعت مختار ثقفی نے شروع کی تھی۔ ورنہ وہ لوگ (صحابہ کرام اور تابعین عظام) تو امام کے پیچھے قراءۃ نہیں کیا کرتے ہیں۔

9 جلیل القدر صحابہ کا فیصلہ

شارح بخاری علامہ عینی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق، جناب عثمان غنی، جناب علی المرتضیٰ، جناب عبدالرحمان بن عوف، جناب سعد بن ابی وقاص، جناب عبداللہ بن مسعود، جناب عبداللہ بن عمر اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی۔ ینھون عن القراء ۃ خلف الامام اشد النھی۔

(عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۶۷)

بڑی سختی سے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ ان رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فکانت قرأتہ لنا قراء ۃ و سکوتہ لنا سکوت۔

(شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۰۵)

حقیقت یہ ہے کہ جب تک جناب رسول اللہ ﷺ نے پڑھا ہم نے بھی پڑھا۔ اور جب آپ نے سکوت (کا حکم) فرمایا۔ تو ہمارے لئے بھی خاموش رہنا ہی صحیح ہے۔

یعنی معلوم ہوا کہ قراءت خلف الامام کی روایات کو منسوخ مانا جائے گا۔

آپ ہی سے عرض کی گئی تھی۔ کہ جناب بعض لوگ ظہر اور عصر کی نمازوں میں امام کے پیچھے قراءت کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر میرا بس چلے۔ تو میں ان لوگوں کی زبانیں کھینچ کر باہر پھینک دوں۔

امام الوہابیہ کا فیصلہ

اس مسئلہ کا مزید فیصلہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ سے کروا لیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

الذین ینھون عن القراء ۃ خلف الامام جمھور السلف والخلف ومعھم الکتاب والسنۃ الصحیحۃ والذین اوجبوھا علی المأموم فحدیثھم ضعفہ الائمۃ۔

(تنوع العبادات صفحہ ۸۶)

یعنی وہ حضرات جو امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ جمہور سلف و خلف ہیں۔ اور ان کے پاس قرآن پاک اور سنت صحیحہ کے دلائل بھی موجود ہیں۔ اور جو لوگ مقتدی کے لئے قراءت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ ان کی احادیث کو ائمہ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔ مدعی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ کی آخری جماعت

جناب رسول اللہ ﷺ کی آخری با جماعت نماز کا ذکر اختصاراً کچھ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کے حکم سے حضرت علی، جناب ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق اور جناب عباس رضی اللہ عنہم کو بلایا گیا۔ پھر جناب بلال نماز کے لئے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کھڑی کر دی۔ تو آپ ﷺ نے طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس فرمایا۔ تو آپ ﷺ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ لوگوں نے تسبیح کہہ کر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مطلع کیا۔

تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ مصلے پر جلوہ افروز ہو گئے۔

واخذ رسول الله ﷺ من القراءة من حيث كان بلغ ابوبكر۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۸، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۲۳۲، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۴۰۵، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۹۸)

(نماز جہری تھی اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطور امام قراءت فرما رہے تھے۔ دوران قراءت ہی آپ تعظیم نبوی ﷺ میں پیچھے ہٹ گئے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے جب مصلے پر کھڑے ہو کر امامت کرائی تو) جہاں سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قراءت چھوڑی تھی۔ اس سے آگے سے آپ ﷺ نے

Marfat.com

قراءت شروع فرمائی۔

یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی آخری جماعت ہے اس کے بعد آپ ﷺ مصلائے امامت پر تشریف نہ لا سکے اور آپ کا انتقال ہو گیا۔ لہٰذا یہ حدیث ناسخ و منسوخ کے چکر سے بھی بالاتر ہے۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام بن کر الحمد شریف پڑھ رہے تھے کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے اور مصلائے امامت پر رونق افروز ہوئے۔ اور الحمد شریف کی جتنی آیات جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھ چکے تھے وہ آپ ﷺ نے چھوڑ دیں اور اس سے آگے کی باقی آیات آپ ﷺ نے تلاوت فرمائیں۔ اگر پوری الحمد شریف پڑھنا ہر ایک کے لئے فرض یا واجب ہوتا تو آپ ﷺ ابتداء سے قراءت شروع فرما کر پوری الحمد شریف پڑھتے۔ لیکن آپ ﷺ نے آدھی الحمد شریف پڑھی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ ہر ایک کے لئے الحمد شریف پڑھنا فرض یا واجب نہیں ہے۔ بلکہ صرف امام ہی قراءت کرتا ہے۔ اگر اس رکعت میں دو امام ہوئے تو دونوں نے مل کر قراءت مکمل فرمالی۔ فهو المطلوب۔

مدرک رکوع مدرک رکعت ہے

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ جماعت کرا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ رکوع میں گئے تو جناب ابوبکرہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور صف سے پیچھے ہی رکوع کر لیا۔ اور جھکے جھکے ہی جماعت میں شامل ہو گئے۔ جماعت کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ نبوی ﷺ میں ان کا مسئلہ پیش کر دیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

زادک الله حرصا ولا تعد۔

Marfat.com

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۸)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا جماعت کا شوق اور زیادہ کرے۔ لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔ (یعنی صف میں ملنے سے پہلے ہی رکوع کر لینا اور دوڑ کر جماعت میں ملنا) اب غور طلب بات یہ ہے کہ جو صحابی رکوع میں شامل ہو رہے ہیں۔ کیا انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں؟ یقیناً انہوں نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی۔ اگر فاتحہ پڑھنا مقتدی کے لئے فرض یا واجب ہے۔ تو پھر ان کی وہ رکعت ہو گئی تھی یا نہیں؟ اور اگر ان کی وہ رکعت نہیں ہوئی تھی تو کیا جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم فرمایا تھا؟ اور اگر لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا۔ تو پھر ان کی وہ رکعت (نماز) بغیر سورۃ فاتحہ کے کیسے صحیح ہو گئی۔ ثابت ہوا کہ مقتدی کی نماز بغیر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بھی مکمل اور صحیح ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن وحدیث کے واضح دلائل سے اختصاراً واضح کیا جا چکا ہے۔ حدیث شریف میں اس مسئلے کا حل بھی واضح طور پر بیان فرما دیا گیا ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **اذا جئت والامام راکع فوضعت یدیک علی رکبتیک قبل ان یرفع رأسه فقد ادرکت۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۳، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۴۵، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۱)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ **فقد ادرک السجدة** ۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ **فقد ادرکت الرکعة**۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

یعنی اگر تو جائے اور امام رکوع میں ہو تو اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے پہلے تو نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لئے تو تیری یہ رکعت صحیح ہو گئی۔ اسی وجہ سے اگر چہ رکوع میں

Marfat.com

ملنے والے شخص نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی پھر بھی اس کی نماز صحیح ہوگئی ہے۔

امام اہل حدیث کا مفصل بیان کہ مدرک رکوع۔ مدرک رکعت ہے۔

امام جماعت غرباء اہلحدیث ''شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا الحافظ الحاج مفتی ابومحمد عبدالستار صاحب دہلوی'' بھی اپنے ''گراں قدر علمی و تحقیقی فتاوی۔ الموسوم بہ'' فتاوی ستاریہ'' کی جلد ا کے صفحہ ۵۳ پر اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''ہاں مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔۔ جو اصحاب ہم سے اس امر میں مختلف الرائے ہیں۔ اور اس بارہ میں ہم کو خطا پر سمجھتے ہیں ان کی خدمت میں باادب ملتمس ہوں کہ میرے مانند بادلائل رکوع ملنے کی صورت میں رکعت نہ ہونے کا ثبوت دیں۔ اور اگر کوئی حدیث اس کے خلاف بالفاظ صریحہ نہ پائیں۔ تو برائے مہربانی اس مسئلہ کو مان لیں اور اس پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں سے بھی عمل کرائیں۔

وباللہ التوفیق و ھو خیر الرفیق ...

جو احادیث۔ نبی ﷺ سے اس بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں

حدیث نمبر 1۔ عن ابی بکرۃ ....ولاتعد . رواہ البخاری

(یہ حدیث پچھلے صفحہ پر ہم نے بھی باحوالہ نقل کر دی ہے۔ مصنف)۔۔۔ اور مت لوٹاؤ نماز کو۔ اول تو یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر صحابہ کرام مدرک رکوع کو مدرک رکعت نہ جانتے۔ تو پھر انہیں دوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس سے صریحا معلوم ہو رہا ہے کہ وہ مدرک رکوع کی رکعت کے صحیح ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ اس بات پر یہ امر اور بھی کافی دلیل ہے کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد سلام۔ اس رکعت کے اعادہ کو

Marfat.com

نہیں کھڑے ہوئے۔ پھر حالت جلسہ یا قومہ یا سجدہ میں کبھی کسی صحابی کا اس طرح کوشش سے داخل ہونا ثابت نہیں۔۔۔۔ بعدازاں آپ کا فرمان ولا تعد۔

بفضم التاء اس امر کو خوب اچھی طرح واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرہ کو رکعت کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا تھا۔ چنانچہ علامہ حافظ محمد اسماعیل (اہلحدیث) شارح بلوغ المرام فرماتے ہیں۔

ولا تعدبضم المثناة الفوقية من الاعادة اى زادک الله حرصا علی طلب الخير ولاتعد صلوتک فانها صحيحة۔

یعنی لاتعد۔ اعادہ سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو نہ لوٹا۔ کیونکہ وہ صحیح ہے ۔۔۔**فانه ليس فی الكلام مايشعر بفساد صلوته ۔**

یعنی اس حدیث سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ اس کی رکعت نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آپ ﷺ کا فرمان **زادک الله حرصا ولاتعد** سے یہ بات صاف معلوم ہوئی ہے۔ کہ اس کی رکعت ہوگئی تھی۔

(سبل السلام شرح بلوغ المرام صفحہ ۱۵۱)

علامہ موصوف کی اس تقریر سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ چنانچہ آپ کا مذہب بھی یہی ہے۔ بلکہ اس مسئلہ کے متعلق آپ نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے۔ جس میں اس بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

حدیث نمبر 2۔ **عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذاجئتم الی الصلوٰة ونحن سجود فاسجد وا ولاتعدوها شيئا و من ادرک الركعة فقد ادرک الصلوٰة ۔**

Marfat.com

(رواہ ابوداؤد والدارقطنی والبیہقی فی معرفۃ وابن خزیمۃ فی صحیحہ)

یعنی جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس وقت تم سجدہ کی حالت میں آ کر ملو تو اس رکعت کو نہ شمار کرو۔ اور جو کوئی رکوع میں آ کر ملے اس نے نماز (رکعت) پالی۔۔۔ یہ حدیث قابل حجت ہے۔۔۔ علامہ شارح ابوداؤد فرماتے ہیں کہ سلف اور خلف میں جمہور کی ایک بہت بڑی جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ جناب علی، جناب عبداللہ بن مسعود، جناب زید، جناب عبداللہ بن عمر، جناب معاذ بن جبل، جناب ابوامامہ، جناب سہل بن حنیف اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ سب صحابہ کرام رکوع کی رکعت کو صحیح مانتے تھے۔ جناب مالک وشافعی وابوحنیفہ وثوری واوزاعی وابوثور واحمد واسحاق علیم الرحمہ بھی اس بات کے قائل ہیں۔۔۔۔

حدیث نمبر 3۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تلخیص میں فرماتے ہیں کہ میں نے صحیح ابن خزیمہ کا مطالعہ کیا۔ اس میں اس حدیث کو بھی پایا۔۔۔ بـاب ذکـر الـوقت الذی یـکـون فیه المأموم مدرکاللرکعة اذا رکع امامه قبل عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال من ادرک رکعة مع الامام قبل ان یقیم صلبه فقد ادرکها ۔ (تلخیص الحبیر)

یعنی جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو کوئی امام کے سر اٹھانے سے پہلے پہلے رکوع میں آ ملے۔ اس کی رکعت ہو گئی۔ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اس کے بہت سے طرق ذکر کر کے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ حضرت امام شوکانی اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ جان تو کہ جس وقت

Marfat.com

کوئی آدمی آوے۔ اور وہ امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں امام کے ساتھ مل جاوے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔ **انما جعل الامام لیؤتم به**۔ پس اگر کوئی آدمی امام کو رکوع کی حالت میں پائے اور سورہ فاتحہ پڑھنی شروع کر دے۔ تو وہ اس حدیث کا خلاف کر رہا ہے۔ کیونکہ اس میں تو امام کی متابعت لازمی قرار دی گئی ہے ۔ پس اگر کوئی آدمی رکوع میں آ کر ملے۔ تو اس کی رکعت ہو جاوے گی۔ کیونکہ یہ بات حدیث سے ثابت ہو چکی ہے کہ جو رکوع میں امام کے سر اٹھانے سے پہلے آ ملے گا۔ اس کی رکعت ہو جاوے گی۔

فان ظاهره بل صريحه ان المؤتم اذا وصل و الامام راكع و كبر و ركع قبل ان يقيم صلبه فقد صار مدركا لتلك الركعة وان لم يقرأ حرفا من حروف الفاتحة ۔

یعنی حدیث مذکورہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔ اگرچہ اس نے سورہ فاتحہ کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو (نور العین وعون المعبود)۔

حدیث نمبر 4۔ **عن ابی هريرة من ادرك الركوع من الركعة الاخيرة في صلوٰة الجمعة فليصف اليه اخرى۔**

(رواہ الدارقطنی)

یعنی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس آدمی نے جمعہ کے دن دوسری رکعت کا رکوع پالیا وہ ایک رکعت اور پڑھ لے۔

☆ مولانا حمید اللہ صاحب (اہلحدیث) مصنف احادیث التفاسیر نے اس حدیث کو قابل حجت مانا ہے (دیکھو خطبات التوحید)۔

Marfat.com

حدیث نمبر 5۔ عن زید ابن وهب قال دخلت المسجد انا وابن مسعود فادركنا الامام وهو راكع فركعنا ثم مشينا حتى استوينا بالصف فلما قضى الامام الصلوة قمت لاقضى. فقال عبدالله قدادركت الصلوة .اخرج ابن ابی شیبه والطحاوی من طریق سفیان عن منصور۔

یعنی جناب زید بن وہب کہتے ہیں کہ ایک دن میں اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نماز کو گئے۔ امام رکوع کی حالت میں تھا۔ ہم بھی رکوع میں شامل ہو گئے۔ بعد سلام۔ میں اس رکعت کو پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوا تو جناب عبداللہ بن مسعود نے میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ تیری رکعت ہو گئی ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام مدرک رکوع کو مدرک رکعت ہی جانتے تھے۔

حدیث نمبر 6۔ امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں یہ باب منعقد کیا ہے باب اذا ادرک الامام الخ باب ہے اس وقت جب پاوے امام کو رکوع کی حالت میں۔ آگے فرماتے ہیں۔ قال الشافعی باسناده ان عبدالله ابن مسعود دخل المسجد والامام راكع فركع ثم دب راكعا۔ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور امام رکوع میں تھا۔ پس آپ نے بھی رکوع کیا اور اس رکعت کو شمار کیا۔ كما مرفى حديث آخر قال الشافعي وهكذا نقول وقد فعل هذا زيد ابن ثابت ۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا بھی یہی مذہب ہے۔ اور یہی جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کیا ہے۔ پھر امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ جناب عبداللہ بن مسعود اور جناب زید بن ثابت اور جناب ابی امامہ سہل بن حنیف اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عبداللہ بن زبیر رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان تمام صحابہ کرام سے بھی یہ ثابت ہے۔ کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

حدیث نمبر 7۔ **اخرج مالک فی المؤطا انه بلغه ان ابن عمر و زید ابن ثابت کانا یقولا ن من ادرک الرکعة فقد ادرک السجدة۔**

یعنی امام مالک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب عبداللہ بن عمر اور جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہما بھی مدرک رکوع کو مدرک رکعت ہی جانتے تھے۔

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

المرام آنکہ احادیث نبویہ واقوال صحابہ واسلاف امت سے یہ بات بخوبی ثابت ہو چکی کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

(فتاوی ستاریہ جلد ا صفحہ ۵۴ تا ۵۷)

☆ نیز علامہ شیخ حسنین بن محسن انصاری یمانی رقم طراز ہیں۔ **ثم ثبت بحدیث من ادرک مع الامام رکعة قبل ان یقم صلبه فقد ادرکها۔**

(فتاوی شیخ حسنین صفحہ ۱۴۶)

یعنی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ جو شخص امام کی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے پہلے رکوع میں مل گیا اس کی رکعت ہو گئی۔

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا ظاہر بلکہ اس کا صریح یہی ہے کہ مقتدی جب صف میں اس حالت میں آئے کہ امام رکوع میں ہو اور امام کی کمر سیدھی کرنے سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جھک جائے تو یقیناً اس کی رکعت ہو جائے گی۔ اگرچہ

Marfat.com

اس نے سورۃ فاتحہ کا ایک حرف بھی اس رکعت میں نہ پڑھا ہو۔

نیز (امام الوھابیہ) علامہ شوکانی نے مدرک رکوع کا مدرک رکعت ہونا۔ جمہور علماء سے ثابت کیا ہے۔ حیث قال المراد بها هذا الركوع وكذلك قوله في حديث ابي هريرة من ادرك ركعة من الصلوٰة فيكون مدرك الامام راكعا مدركًا لتلك الركعة والى ذالك ذهب الجمهور۔

(نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جلد ۳ صفحہ ۳۰)

نیز علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری میں۔ باوجود مدعی فرضیت فاتحہ ہونے کے۔ صاف الفاظ میں رقمطراز ہیں۔ ان المسبوق يدرك الركعة بتمامها بادراك الركوع۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۵۶)

یعنی رکوع میں ملنے سے بعد میں آنے والے کی پوری رکعت ہو جاتی ہے۔

(تمام مضمون مندرجہ بالا منقول از فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

اب روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مقتدی کے لئے قراءت بالکل فرض یا واجب نہیں ہے۔ ورنہ سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر کسی کی بھی نماز صحیح نہ ہوتی۔

فافهموا يا اولو الالباب لعلكم تتقون

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

آمین آہستہ کہنا

جب امام الحمد شریف پڑھ لے تو امام اور مقتدی دونوں کو ہی چاہیے کہ وہ آمین کہیں۔ آمین بلند آواز سے نہیں کہنی چاہیے۔ کیونکہ آمین بھی ایک دعا ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۷، تفسیر خازن جلد ۶ صفحہ ۳۲۹، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۱۳۳، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ ۵۲، تہذیب الاسماء واللغات نووی صفحہ ۱۱)

اور اس کا معنی ہے ''اللھم استجب'' یعنی یا اللہ یہ دعا قبول فرما۔

(مفردات راغب صفحہ ۲۷، فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۶۳، تفسیر درمنثور جلد ۱ صفحہ ۱۷، جلد ۳ صفحہ ۳۱۴، تفسیر ابن جریر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۱، تفسیر خازن جلد ۶ صفحہ ۳۲۹، تفسیر نسفی ہامش علیٰ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۲۹، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۱۷۳، تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ صفحہ ۱۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۱، تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۵، تفسیر نسفی جلد ۱ صفحہ ۱۹، تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۹۶، تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ ۱۲۹، الاسماء نووی جلد ۲ صفحہ ۹۶، تغلیق التعلیق جلد ۲ صفحہ ۳۱۷، لغات الحدیث۔ وحید الزمان اہلحدیث جلد ۱ صفحہ ۷۵)

اور دعا کے متعلق ارشاد خداوندی ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا و خفیة انه لا یحب المعتدین۔ (سورت اعراف آیت نمبر ۵۵)

Marfat.com

یعنی اپنے رب کو عاجزی سے خفیہ طور پر پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں (چیخ چیخ کر دعا کرنے والوں) کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے۔ ادعوا ربکم تضرعا حال تذللا وخفية سرا انه لا يحب المعتدين بالتشدد ورفع الصوت۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۱۳۴)

یعنی اپنے رب کو عاجزی اور تذلل سے خفیہ طور پر پکارو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بلند آواز سے اور سخت لہجہ میں دعا کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

ایک اور تفسیر میں ہے۔ كان يرى ان الجهر بالدعاء الاعتداء۔

(تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۹۳، تفسیر قرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۲۳، تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۵ صفحہ ۱۵۰۰، تفسیر طبری جلد ۸ صفحہ ۲۰۶، تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، تفسیر نسفی ہامش علی الخازن جلد ۲ صفحہ ۱۰۳، تفسیر جلالین صفحہ ۱۳۴، احسن التفاسیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۵)

یعنی بلند آواز سے دعا کرنا حد سے بڑھنا ہے۔ اور خفیہ کا معنی آہستہ پڑھنا ہے۔

دعا میں اخفا ہی بہتر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اخلاص کی علامت ہے۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۰۸، تفسیر فوائد سلفیہ صفحہ ۱۸۹)

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اذنادى ربه نداء خفيا۔

(سورت مریم آیت نمبر ۳)

یعنی جب زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا۔ (دعا کی) خفیہ طور پر۔

Marfat.com

اسی طرح جناب وائل بن حجر بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔ فلما قرء غیر المغضوب علیھم و لاالضالین قال آمین واخفی بھا صوتہ۔

(مسند امام احمد جلد۴ صفحہ ۴۰۷، آثار السنن صفحہ ۱۹۲، ترمذی جلد۱ صفحہ ۳۴، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۴، ابو داؤد طیالسی صفحہ ۱۳۸، بیہقی جلد۲ صفحہ ۵۷، مستدرک حاکم جلد۲ صفحہ ۲۳۲)

وقال ھذا حدیث صحیح علی شرطھما واقرہ الذھبی۔

یعنی امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ اور امام ذھبی بھی اس حدیث کو صحیح فرماتے ہیں۔

(نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۹، تلخیص الحبیر ذیل شرح مہذب جلد۳ صفحہ ۳۴۹)

کہ جب آپ ﷺ الحمد شریف کے بعد آمین کہتے تو اپنی آواز کو پست رکھتے تھے۔

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ واخفض بھا صوتہ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶۲)

یعنی آپ ﷺ نے جب آمین کہا تو اپنی آواز کو پست رکھا (آہستہ سے کہا)

☆ ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ یخفض بھا صوتہ۔

(مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

☆ نیز جناب وائل بن حجر ایک مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ کا آمین کو بلند آواز سے کہنا بھی بیان فرماتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں۔ ماأراہ الا لیعلمنا یعنی میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں تعلیم دینے کے لئے بلند آواز سے پڑا تھا۔

Marfat.com

(کتاب الاسماء والکنی جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

نیز جناب وائل بن حجر یہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم آمین اور بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ لم یکن عمر و علی یجھران بسم اللہ ولا بآمین۔

(تہذیب الآثار۔ شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۴۹۲)

جناب سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ انه حفظ عن رسول الله صلی الله علیه وسلم سکتیتن. سکتة اذا کبر وسکتة اذا فرغ من قراء ة غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۴، دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۳۳۶، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۶۹، آثار السنن صفحہ ۱۹۱، زادالمعاد جلد ۱ صفحہ ۵۲، دارمی صفحہ ۱۴۶)

یعنی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں دو مرتبہ خاموشی اختیار فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ تکبیر تحریمہ کے بعد (ثناء پڑھنے کے لئے)

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۱۷)

اور دوسری مرتبہ جب آپ ﷺ سورۃ فاتحہ پڑھ چکتے تھے (یعنی آمین کہنے کے لئے) اور قاری بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس بات کی تصدیق فرمائی ہے۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۱۳، آثار السنن صفحہ ۱۹۱)

اسناده صالح وصحیح۔ یعنی اس روایت کی سندیں صحیح ہیں۔

(آثار السنن صفحہ ۱۹۲، زادالمعاد جلد ۱ صفحہ ۵۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۴)

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔

فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۸، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۶، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۵، نسائی جلد ا صفحہ ۱۴۷، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۴۵۹، سنن الکبریٰ امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۵۹، موطا امام مالک صفحہ ۳۰، دارمی صفحہ ۱۴۷، حصن حصین صفحہ ۸۸، صحیح ابن خزیمہ جلد ا صفحہ ۲۸۹، موطا امام محمد صفحہ ۳۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۹۷، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۲۲۰، جلد ۴ صفحہ ۱۴۷)

پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پہلے (صغیرہ) گناہ معاف فرمادیں گے۔

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نمازیوں کو اپنی آمین کو فرشتوں کی آمین سے مطابقت دینے کی ترغیب فرمارہے ہیں۔ تو چونکہ فرشتے آہستہ ہی آمین کہتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی فرمان نبوی ﷺ کے مطابق فرشتوں کی مطابقت کرتے ہوئے آہستہ ہی آمین کہنی چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ بھی معاف فرمادے۔

نیز جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت بھی اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے معاون ثابت ہوسکتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولو . اللهم ربنا لک الحمد فانه من وافق قوله قول الملائكة غفر له ماتقدم من ذنبه۔**

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۴۵۹، بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۹، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۶، نسائی جلد ا صفحہ ۱۶۲، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

Marfat.com

یعنی جب امام و لا الضآلین کہے تو تم (مقتدی) آمین کہا کرو۔ اور جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہا کرو (فرشتے بھی یہ کہتے ہیں) تو جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیں گے۔

اس حدیث سے دو مسئلے حل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ امام سمع الله لمن حمده کہے گا اور مقتدی صرف اللھم ربنا لک الحمد۔ کہے گا۔ اسی طرح جب سورۃ فاتحہ پڑھے گا تو مقتدی صرف آمین کہے گا۔

اور دوسرا یہ کہ۔ جس طرح مقتدی ربنا لک الحمد۔ آہستہ کہتا ہے۔ اسی طرح آمین بھی مقتدی آہستہ ہی کہے گا۔ فافھموا یا اولوا الالباب و الابصار۔

نیز یہ ایک مسلم بات ہے کہ آمین قرآن میں سے نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن پاک میں الحمد شریف کے بعد آمین نہیں لکھی جاتی۔

(اعلاء السنن جلد ۲ صفحہ ۱۸)

تو جس طرح باقی تمام وہ چیزیں جو قرآن میں سے نہیں ہیں۔ اور نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔ مثلاً تعوذ، تسمیہ اور ثناء وغیرہ۔ یہ سب آہستہ ہی پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح آمین بھی چونکہ قرآن میں سے نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بھی آہستہ ہی پڑھی جائے گی۔

جیسا کہ محدث ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ چار چیزیں آہستہ پڑھی جائیں گی ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن ابراھیم نخعی یخفی الامام بسم الله الرحمن الرحیم والاستعاذة و آمین. وربنا لک الحمد۔

Marfat.com

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۲، جوہر النقی جلد ا صفحہ ۵۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۴۱۱، آثار السنن صفحہ ۱۹۸)

''و اسنادہ صحیح'' اور امام نیموی فرماتے ہیں اس حدیث کی اسناد بھی صحیح ہیں۔

(آثار السنن صفحہ ۱۹۸)

اسی لیے جناب عمر فاروق اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ تعوذ، بسم اللہ شریف اور آمین آہستہ ہی پڑھا کرتے تھے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ ۵۲، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۱۷۰)

ایک روایت میں جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اس طرح بھی مذکور ہے۔ یخفی الامام اربعا . التعوذ و بسم اللہ و آمین وربنا لک الحمد.

(عینی شرح ہدایہ جلد ا صفحہ ۶۲۰، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۷۴، محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

یعنی امام چار چیزیں آہستہ ہی کہے۔

(۱) تعوذ (۲) تسمیہ (۳) آمین اور (۴) ربنا لک الحمد۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آمین آہستہ ہی کہا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۸، محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، جوہر النقی ھامش بیہقی جلد ا صفحہ ۵۸)

ایک روایت میں صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بھی ہے۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۲۷۴، محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

ایک روایت میں حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر ہے۔

(طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۳، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

Marfat.com

امام شعبی اور محدث ابراہیم تیمی علیہما الرحمہ بھی آمین آہستہ ہی کہتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ روی عن النخعی والشعبی وابراھیم التیمی کانوا یخفون بآمین۔

(جوہر النقی جلد ا صفحہ ۵۸)

نیز محدث ماردینی فرماتے ہیں۔ کنت مختار اخفض الصوت بھا اذا کثر الصحابۃ والتابعین علی ذالک۔ یعنی اگرچہ علماء دونوں طریقوں پر موجود ہیں لیکن میں آمین آہستہ ہی کہتا ہوں۔ کیونکہ اکثر صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اکثر تابعین عظام آمین آہستہ ہی کہا کرتے تھے۔

☆ حضرت سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اتباع میں آمین آہستہ ہی کہتے تھے۔

(محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

☆ امام محمد شیبانی علیہ الرحمہ بھی تعوذ، تسمیہ، ثنا اور آمین آہستہ ہی کہا کرتے تھے۔

(کتاب الآثار صفحہ ۲۲)

☆ امام مالک علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین آہستہ ہی کہے۔

(مدونۃ الکبری جلد ا صفحہ ۷۱)

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ مقتدی آہستہ آواز ہی سے آمین کہے۔

(کتاب الام جلد ا صفحہ ۱۰۹)

☆ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنا ہی مستحب ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۴ صفحہ ۱۳۱)

Marfat.com

بہر حال قرآن پاک اور مختلف اسناد کی کثیر احادیث جن میں سے بعض بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔ اور اکثر وہ احادیث ہیں۔ جن کو محدثین کرام نے صحیح کہا ہے۔ سے ثابت ہوا کہ آمین آہستہ ہی کہنی چاہیے۔ اور اگر کبھی حضور ﷺ نے آمین کہنے میں ذرا آواز بلند فرمادی ہے۔ تو آپ ﷺ کا مقصد تعلیم امت تھا۔

(کتاب الام جلد ۱ صفحہ ۱۷۶)

☆ جیسا کہ بعض مرتبہ آپ ظہر یا عصر کی نماز میں بھی بعض قراءت ذرا بلند آواز سے فرمادیا کرتے تھے۔ جس کو صحابی بھی سن لیتے تھے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ وغیرہ)

☆ یا جیسے جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی مرتبہ ثنا اونچی آواز سے پڑھ دیا کرتے تھے۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

کبھی کبھی نوافل میں حضور ﷺ بھی ثنا بلند آواز سے پڑھ دیتے تھے۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۳، ابن ماجہ صفحہ ۵۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ وغیرہ)

تو ان واقعات سے سنت ثابت نہیں ہوتی بلکہ صرف آپ ﷺ کا ایک عمل معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ﷺ یہ کچھ پڑھتے اور کرتے تھے۔ فافھموا یا اولوا الالباب والابصار۔

☆ جناب حافظ ابن کثیر نے بھی چاروں اماموں سے آہستہ آمین کہنا ہی نقل فرمایا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۱)

☆ امام الوہابیہ نواب سید صدیق حسن خاں لکھتے ہیں۔ آمین آہستہ کہنا بھی جائز ہے۔

(نزل الابرار صفحہ ۸۲)

☆ نیز لکھتے ہیں۔ دلائل دونوں جانب ہی موجود ہیں۔

Marfat.com

(نزل الابرار صفحہ ۱۴۷)

☆ نیز نواب نورالحسن خاں لکھتے ہیں۔ (محدث اہلحدیث)

دونوں جانب کی حدیثیں صحیح ہیں (عرف الجادی صفحہ ۲۹)

☆ محدث نیموی فرماتے ہیں۔ لم یثبت الجھر بالتأمین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن الخلفاء الاربعة وما جاء فی الباب فھو لا یخلو امن شیئی۔ (آثار السنن صفحہ ۱۹۰)

یعنی آمین کو بلند آواز سے کہنا نہ تو (صحیح طور پر) جناب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کا صحیح ثبوت ملتا ہے۔ اور جو روائتیں اس کے متعلق ملتی ہیں۔ وہ سب کی سب مجروح ہیں۔

ض۔ کا مخرج

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ پڑھتے وقت اس حرف کے مخرج کو سمجھنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ لہٰذا اختصاراً عرض کیا جاتا ہے۔ یہ ساتواں مخرج ہے۔ اور اس مخرج کی جگہ حافہ لسان ۔ اوپر کی داڑھوں کی جڑ۔ دائیں جانب سے یا بائیں جانب سے ہے۔ البتہ بائیں جانب سے نکالنا آسان ہوتا ہے۔ اس حرف کو اس مخرج حافۂ لسان کی نسبت سے حافیہ بھی کہتے ہیں اس میں استطالہ ہے۔ اور یہ حروف مجہورہ میں سے ہے۔ اس کو ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ نوک کے قریب تک۔ اسی جانب کی ان داڑھوں سے جو وسط زبان کے سامنے ہیں۔ قریب وملاصق سے ہوتا ہوا کچلیوں کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ ابتدائے مخرج لام تک پہنچ

Marfat.com

جائے۔ اس طرح زبان کا بغلی کنارہ تو نوک کے سوا داڑھوں سے مل گیا۔ اور زبان اٹھتی ہوئی تالو کے نزدیک ہوگئی۔ ض کے مخرج میں نوک اور دانتوں کا کچھ تعلق نہیں حالانکہ۔ د۔ کا مخرج نوک زبان اور ثنایا علیا (سامنے والے اوپر کے دو دانت) کی جڑ ہے اور ظ۔ کا مخرج نوک زبان۔ کچھ کروٹ سمیت اور ثنایا علیا کا بایاں کنارہ ہے۔ ہر حرف کو اس کے اصل مخرج ہی سے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ قرآن ہے۔ اور قرآن میں جان بوجھ کر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا تحریف قرآن اور کفر ہوتا ہے۔ (اسی لیے اہل عرب بھی ''ض'' ہی پڑھتے ہیں، ''ظا'' نہیں پڑھتے) بعض دوستوں کی اصلاح کے لئے صرف دو حوالے پیش خدمت ہیں۔ بانیٔ دارالعلوم دیوبند۔ مولوی قاسم نانوتوی لکھتے۔ جناب من جیسے۔ ب۔ کی جگہ ت۔ اور د۔ کی جگہ ذ اور حا کے بدلے خا اور شین کے عوض سین اور عین کے بدلے غین اور لام کے مکان میم نہ کوئی پڑھتا ہے اور نہ کوئی جائز سمجھتا ہے۔ ایسے ہی ضاد کو چھوڑ کر ظاء بھی خلاف عقل و نقل ہے یہ بات عقل و نقل کی رو سے منجملہ تحریف کے ہے۔ جس کی برائی خود کلام اللہ میں موجود ہے۔ (تصفیۃ العقائد صفحہ ۳)

آٹھ محدثین وہابیہ کا متفقہ فتوی

نیز مجدد دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔ ''د۔ ظ۔ ض کے حرف جداگانہ۔ اور مخارج جداگانہ ہونے میں تو شک نہیں۔ کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے کے مخرج سے ادا کرنا سخت بے ادبی اور بسا اوقات باعث فساد نماز ہے۔ مگر جو لوگ معذور ہیں اور ان سے یہ لفظ اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا۔ اور وہ حتی الوسع کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان

Marfat.com

کی نماز بھی درست ہے۔ اور دال پُر۔ ظاہر ہے خود کوئی حرف نہیں ہے۔ بلکہ ضاد ہی ہے۔ اپنے مخرج سے پورے طور پر ادا نہیں ہوا۔ تو جو شخص دال خالص یا ظا خالص عمداً پڑھے۔ اس کے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں۔ مگر جو شخص دال پُر کی آواز میں پڑھتا ہے آپ اس کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح (1) مولوی عزیز الرحمان مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (2) مولوی خلیل احمد مدرس اوّل مدرسہ دیوبند (3) مولوی غلام رسول مدرس مدرسہ سہارنپور (4) مولوی عنایت الٰہی مدرس مدرسہ سہارنپور، (5) مولوی گل محمد خان مدرس مدرسہ دیوبند، (6) مولوی محمود الحسن مدرس اول مدرسہ دیوبند (7) مولوی اشرف علی تھانوی

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۳۲۱، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں تکرار رفع یدین ممنوع

کائنات میں قادر مطلق صرف اور صرف خداوند قدوس عزوجل کی ذات ہے اور اب کائنات میں نیابت خداوندی کا شرف صرف اور صرف اس محبوب رب العالمین ہی کے لئے مختص ہے۔ آپ ﷺ ہی شارع اسلام ہیں۔

اور من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

(سورت نساء آیت ۸۰)

Marfat.com

کے مطابق آپ ﷺ ہی کی اداؤں کا نام شریعت ہے۔

اور فاتبعونی یحببکم الله

(سورت آل عمران آیت ۳۱)

کے تحت آپ ﷺ ہی کی اداؤں پر عمل کرنے سے اللہ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

اور وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

(سورت نجم آیت ۳،۴)

کا ارشاد خداوندی بانگ وھل اعلان کر رہا ہے۔ کہ آپ ﷺ جو کچھ بھی احکام نافذ فرماتے ہیں۔ یا اپنے اقوال وافعال میں ترمیم یا تنسیخ فرماتے ہیں۔

وہ اشارہ ورضائے خداوندی کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ اور وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله ان یکون لھم الخیرة من امرھم

(سورت احزاب آیت ۳۶)

کے مطابق کسی بھی شخص کا کوئی بھی کام خواہ ظاہراً کتنا ہی مستحسن کیوں نہ ہو۔ لیکن شریعت کی نگاہ میں وہ اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا۔ جب تک کہ وہ اس طرح ادا نہ کیا جائے جس طرح کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا اس کے متعلق آخری قول یا فعل ہوگا۔ اور اس میں پھر کسی شخص کو کوئی اختیار نہیں رہتا کہ وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کو معاذ اللہ ٹھکرا کر کسی مولوی کے انکار کرنے کی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کی اس ترمیم وتنسیخ کو نہ مانے۔ کیونکہ جب تک جناب رسول اللہ ﷺ کسی عمل کو ادا فرماتے رہے۔ اس وقت تک وہی مشروع اور سنت تھا۔ اور جب آپ ﷺ نے کسی عمل کو ترک فرما دیا تو آئندہ کے لئے وہ عمل متروک ہو جائے گا۔ اصطلاح

Marfat.com

شریعت میں اس عمل کو ''ناسخ ومنسوخ'' کہتے ہیں۔

جو پہلے والا عمل ہوگا وہ منسوخ ہوگا۔ اور جو بعد والا عمل ہوگا اسے ناسخ کہا جائے گا۔

احادیث صحیحہ سے ناسخ ومنسوخ کا ثبوت

جس طرح قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ کے احکام نافذ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی احادیث مقدسہ میں بھی ناسخ ومنسوخ احادیث ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان احادیثنا ینسخ بعضها بعضا کنسخ القرآن .

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵، مشکوٰۃ ۲۴ وغیرہ)

مثلاً بخاری شریف میں ہے کہ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص جماع کرے لیکن انزال نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ طہارت کرلے اور نماز کی طرح وضو کرے نیز آپ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ سے ایسا ہی سنا ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر میں نے یہی مسئلہ حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی پوچھا۔ تو انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرح فرمایا۔ آگے امام بخاری ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک صحابی کو بلا بھیجا۔ وہ غسل کر کے حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف وضو ہی کرلیا کر۔ (غسل کرنے کی ضرورت نہیں)

(بخاری جلد ا صفحہ ۳۰)

Marfat.com

پھر امام بخاری باب غسل مایصیب من فرج المرأۃ کے تحت مذکورہ بالا روایت نقل فرمانے کے بعد ایک اور روایت نقل فرماتے ہیں۔ کہ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص جماع کرے اور انزال نہ ہو تو جو کچھ اس کے بدن پر لگ گیا ہو وہ دھو ڈالے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۴۳)

امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں حضرت عتبان بن مالک کے حوالے سے فرمان رسالت ﷺ نقل فرمایا ہے۔ انما الماء من الماء۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

یعنی غسل تو انزال ہونے سے ہی واجب ہوتا ہے۔

پھر امام مسلم نے یہی فرمودۂ رسول ﷺ جناب ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بھی نقل فرمایا ہے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

پھر امام مسلم نے بھی بخاری شریف والی روایت یعنی حضور ﷺ کا ایک انصاری کو بلانا اور اس کا غسل کر کے حاضر ہونا اور حضور ﷺ کا فرمانا کہ اگر تو جماع کرے اور انزال نہ ہو تو صرف وضو کر لیا کر۔ نقل فرمائی ہے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

پھر امام مسلم نے وہی بخاری شریف والی روایت کہ "جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے جماع بلا انزال کا مسئلہ پوچھا۔ تو سرکار ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

طہارت کر کے وضو کرلے اور نماز پڑھ" بیان فرمائی۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

پھر امام مسلم نے وہی بخاری شریف والی جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت نقل فرمائی ہے کہ بلا انزال دخول پر غسل واجب نہیں ہے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

یعنی یہ مسئلہ کہ" آدمی جماع کرے لیکن انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے"۔ بخاری اور مسلم میں متفق علیہ طور پر صحیح، مرفوع اور صریح قولی احادیث اور صحیح آثار صحابہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ احادیث مقدسہ آج بھی بخاری اور مسلم کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہیں۔ تو کیا آج بھی بخاری اور مسلم کی ان روایات صحیحہ کو سامنے رکھ کر اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے۔ جو اوپر بیان کیا گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔
بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا دوسرا فرمان

اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهد ها فقد وجب الغسل۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۴۳)

اور مسلم شریف میں اتنا زیادہ ہے۔ **وان لم ینزل .**

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۵)

یعنی جب آدمی جماع کرے تو انزال ہو یا نہ ہو۔ بہر حال دونوں پر دخول سے ہی غسل واجب ہو جائے گا۔ اب واجب العمل ہوگا۔
اگرچہ پہلی روایات صحیح بھی ہیں صریح بھی ہیں۔ مرفوع بھی ہیں اور پھر بخاری اور مسلم کی متفق علیہ بھی ہیں۔ اور جو روایت بخاری اور مسلم دونوں میں مذکور ہو وہ سب سے اعلیٰ

Marfat.com

سمجھی جاتی ہے۔ لیکن وہ تمام روایات۔ اگر چہ ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک بھی ہو تو بھی یہ ایک ہی روایت ان سب کی ناسخ ہوگی۔ اور وہ تمام روایتیں بیک قلم منسوخ ہو جائیں گی۔ اگر چہ بطور ریکارڈ ذخیرۂ احادیث میں وہ روایات قیامت تک موجود رہیں گی۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بیسیوں منسوخ الحکم آیات موجود ہیں۔ ان کی تلاوت بھی کی جاتی ہے۔ انہیں آیات قرآنی کا درجہ بھی حاصل ہے۔ ان کے ہر ہر حرف پر ان کے پڑھنے پر ثواب بھی ملتا ہے۔ لیکن ان پر عمل منسوخ ہو چکا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلم قانون ہے۔

كان رسول الله ﷺ ينسخ حديثه بعضه بعضا كما ينسخ القرآن بعضه بعضا ۔

(مسلم نمبر ا صفحہ ۱۵۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بعض احادیث بھی بعض احادیث کو اسی طرح منسوخ کر دیتی ہیں۔ جس طرح قرآن پاک کی بعض آیات بعض کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر یہ بخاری اور مسلم سے صرف ایک ہی مثال پیش کی ہے۔ ورنہ کتب احادیث کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بیسیوں ایسے احکام ہیں جن پر ابتداء عمل ہوتا تھا۔ پھر وہ منسوخ ہو گئے۔ اگر چہ آج بھی وہ روایات صحاح ستہ وغیرہم میں سوجود ہیں۔ لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ مثلاً ابتداء آپ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی اجازت دیدی۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۳۱۴ وغیرہ)

ابتداء اونٹ کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضو کرنے کا حکم تھا۔

Marfat.com

(مسلم جلد اصفحہ ۱۵۸)

پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

ابتداء نماز میں تطبیق (دونوں ہاتھ ملا کر رکوع میں رانوں میں رکھ لینا) کا حکم تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۰۹)

ابتداء شراب پینا جائز تھا پھر حرام ہو گیا (قرآن وحدیث)

ابتداء نماز میں ادھر ادھر دیکھ لینا، بات چیت کر لینا، سلام و جواب کر لینا جائز تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(بخاری جلد اصفحہ ۶۵۰)

ابتداء حضور ﷺ کے لئے تہجد فرض تھا۔ پھر نفل قرار دے دیا گیا (قرآن وحدیث) ابتداء رمضان شریف کی راتوں میں بھی جماع ممنوع تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا (قرآن وحدیث) ابتداء اگر روزہ دار افطاری کے بغیر سو جاتا تو بعد میں پھر اسے دوسری شام تک کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (قرآن وحدیث) ابتداء صاحب استطاعت کو اجازت تھی کہ اگر وہ روزہ نہ رکھنا چاہے تو اس کے بدلہ میں کسی کو دو وقت کھانا کھلا دے۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا (قرآن وحدیث)

ابتداء شرمگاہ کو ہاتھ لگانے پر دوبارہ وضو کا حکم دیا جاتا تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۲۴، ترمذی جلد اصفحہ ۱۳، محلی ابن حزم جلد اصفحہ ۱۹۶، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۰۱، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۵۸، ابن ماجہ صفحہ ۳۸، نسائی جلد اصفحہ ۳۸)

Marfat.com

ابتداء بیوی کا بوسہ لینے سے وضو لوٹانے کا حکم تھا پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۳۹، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۳، ابن ماجہ صفحہ ۳۹)

ابتداء عاشورے کا روزہ لازم تھا۔ پھر رمضان شریف کے روزوں کے حکم کے بعد یہ لزوم منسوخ ہو گیا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۶۵ وغیرہ)

پہلے سب نمازیں دو دو رکعات ہی تھیں۔ پھر یہ حکم تبدیل ہو گیا۔

(بخاری مسلم وغیرہ)

پہلے پردہ کا حکم نہ تھا۔ پھر یہ اجازت منسوخ ہو گئی۔ (قرآن وحدیث)

غرضیکہ اس طرح کے بہت سے احکام ہیں جن کا ذکر صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اور کئی کئی کتب احادیث میں کئی جگہ یہ روایات لکھی ہوئی مل جائیں گی۔ لیکن آج عمل ان پر نہیں ہوگا۔ بلکہ انما یؤخذ بالآخر من فعل النبی ﷺ. (بخاری) کے تحت بعد والے حکم پر عمل ہوگا۔ اور پہلا حکم منسوخ تصور کیا جائے گا۔ البتہ بطور ریکارڈ وہ منسوخ الحکم حدیث بھی ذخیرہ احادیث میں قیامت تک موجود رہے گی۔

اثبات رفع یدین کی مختلف روایتیں

جب باقی تمام احکام میں ناسخ و منسوخ کے قانون کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ تو رفع یدین کے بارے میں کیوں اس قانون کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے۔ اور اگر واقعی دوران نماز رفع یدین کا حکم منسوخ نہیں ہوا۔ تو پھر ذرا غور سے بگوش ہوش سنیں۔ اور ان صحیح صریح اور مرفوع احادیث پر بھی عمل کریں۔

Marfat.com

ہر تکبیر پر رفع یدین

نمبر 1۔صحیح احادیث میں موجود ہے۔

كان رسول الله ﷺ رفع يديه فی كل تكبيرة من الصلوٰة .

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۰۵، ابن ماجہ صفحہ ۶۲، دارمی صفحہ ۱۴۸، سنن الکبری جلد ۲ صفحہ ۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۴، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۲۰، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۱۰، زاد المعاد جلد ا صفحہ ۱۴۳، دراسات اللبیب صفحہ ۱۹۰، دار قطنی جلد ا صفحہ ۲۸۹ اور موطا امام محمد صفحہ ۳۴)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ دوران نماز تمام تکبیرات پر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔

تو کیا دوران نماز رفع یدین کے قائل حضرات بھی ہر تکبیر پر اور ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت رفع یدین کرتے ہیں؟ اور اگر نہیں کرتے تو کیوں؟ کیا یہ فعل جناب رسول اللہ ﷺ سے صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت نہیں ہو رہا؟ کیا ان حضرات کے پاس تمام تکبیرات انتقالیہ کے ساتھ رفع یدین کرنے کی اس سنت نبویہ ﷺ کے منسوخ ہونے کی کوئی صریح دلیل موجود ہے؟ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین** ۔

اور اگر حضور ﷺ کا یہ فعل۔ صحاح ستہ کی صحیح احادیث سے ثابت ہو رہا ہے۔ اور مخالفین کے پاس اس کے نسخ کی کوئی صریح دلیل بھی موجود نہیں ہے۔

تو پھر ان تمام تکبیرات، یعنی نمبر 1۔افتتاح نماز کے وقت نمبر 2۔رکوع میں جاتے وقت، نمبر 3۔ رکوع سے اٹھتے وقت، نمبر 4۔ سجدہ میں جاتے وقت، نمبر 5۔ پہلے سجدہ سے اٹھتے وقت، نمبر 6۔دوسرے سجدے میں جاتے وقت، نمبر 7۔

Marfat.com

دوسرے سجدے سے اٹھتے وقت۔ میں سے بعض مقامات پر رفع یدین کر کے اور بعض مقامات پر رفع یدین نہ کر کے وہ کتنی احادیث کا انکار کر رہے ہیں۔

پھر تو دوران نماز بالکل رفع یدین نہ کرنے والا اور یہ حضرات ایک ہی جیسے ہوئے۔

کیونکہ اگر ہم دوران نماز رفع یدین نہ کر کے آپ کے نزدیک صحیح احادیث کے منکر ہو رہے ہیں۔ تو آپ بھی تو کئی مقامات پر رفع یدین چھوڑ کر کتنی صحیح احادیث کے منکر ہو رہے ہیں۔ شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا

نمبر 2۔ سجدہ میں جاتے اور اٹھتے ہوئے بھی رفع یدین کرنا

صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ انه رأى النبي ﷺ رفع يديه في صلوته واذا ركع واذا رفع رأسه من الركوع واذا سجد واذا رفع رأسه من السجود حتى يحاذي بها فروع اذنيه۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۶۵، تین سندوں کے ساتھ۔ باختلاف الفاظ۔ ابن ماجہ صفحہ ۶۲، جزء البخاری صفحہ ۹، ۱۰، ۲۰، ۲۴، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۵ دو سندوں کے ساتھ، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۹۶، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ وغیرہ)

تو کیا دوران نماز رفع یدین کے قائل حضرات۔ صحاح ستہ کی ان صحیح روایات کو مانتے ہوئے۔ سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین کرتے ہیں؟

اور اگر نہیں کرتے تو کیوں نہیں کرتے؟

Marfat.com

کیاان کے پاس سجدوں کے وقت رفع یدین کے نسخ کی کوئی صریح دلیل موجود ہے؟
کیا یہ حضرات صرف اس لئے کہ ان مواقع پر رفع یدین نہیں کرتے کہ ان کے مولوی صاحب نے کہا ہے۔ یہاں رفع یدین نہیں کرنا۔

جب صحیح حدیث۔ اور وہ بھی صحاح ستہ کی حدیث موجود ہے۔ تو پھر سچے اہلحدیث بنئے اور ان مواقع پر بھی رفع یدین کرنا شروع کر دیجئے۔

اور پھر اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کا کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھانا بھی مذکور ہے۔ کیا اہل حدیث حضرات بھی اس سنت مصطفوی ﷺ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے کانوں تک ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں؟ کیا کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت مصطفوی نہیں ہے؟

نمبر3۔ چار مقامات پر رفع یدین کرنا

بعض روایات میں (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) رکوع سے اٹھتے وقت (۴) تیسری رکعت میں اٹھتے وقت بھی رفع یدین کو بیان کیا گیا ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۸ وغیرہ)

نمبر4۔ تین مقامات پر رفع یدین کرنا

بخاری شریف ہی کی ایک روایت میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) رکوع میں جاتے وقت (۳) اور رکوع سے اٹھتے وقت۔ جناب رسول اللہ ﷺ کا رفع یدین کرنا بیان فرماتے ہیں۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، جزء البخاری صفحہ ۱۰ وغیرہ)

Marfat.com

نمبر 5۔ دو مقامات پر رفع یدین کرنا

پھر جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کی نسبت سے امام بخاری، جناب رسول اللہ ﷺ کا صرف (۱) نماز شروع کرتے وقت۔ اور (۲) رکوع سے سر اٹھاتے وقت کا رفع یدین بیان فرماتے ہیں۔

(جزء البخاری صفحہ ۱۹، موطا امام مالک صفحہ ۲۵)

جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز۔ بغیر تکرار رفع یدین

نمبر (6) جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی کی روایت میں ہے۔

رأيت رسول الله ﷺ اذا فتتح الصلوٰة رفع يديه وقال بعضهم حذو منكبيه واذا اراد ان يركع و بعد ما يرفع رأسه من الركوع لا يرفعهما۔

(صحیح ابو عوانہ جلد ۲ صفحہ ۹۰، مسند حمیدی جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، المدونۃ الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۹، خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۴ وغیرہ)

یعنی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو آپ ﷺ کندھوں کے برابر (ہتھیلیاں) رفع یدین فرماتے تھے۔ لیکن جب آپ ﷺ رکوع فرماتے یا رکوع سے سر اٹھاتے تو آپ ﷺ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

دعوت فکر

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ان مختلف روایات میں اور مختلف مواقع پر مذکور رفع یدین

Marfat.com

میں سے آپ کونسا رفع یدین مانیں گے اور کس کا انکار کریں گے؟

اگر تو دوران نماز رفع یدین کرنا ہی ہے۔تو پھر تمام تکبیرات پر کرو۔جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔اور اگر بعض مقامات پر کرو گے اور بعض پر چھوڑ دو گے تو پھر بہت ساری صحیح احادیث کا انکار لازم آئے گا۔اور اگر بعض مقامات کے رفع یدین کو منسوخ کہو گے تو اس کے لئے دلیل صریح کی ضرورت ہوگی۔جو کہ آپ کے پاس قطعاً نہیں ہے۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ضد چھوڑ دیں اور حق کو تسلیم کر لیں۔

اور اگر بعض روایات میں بعض مواقع کا رفع یدین مذکور نہ ہونا ہی آپ کے نزدیک نسخ کی دلیل ہے۔تو پھر جن روایات میں آپ کے معمول سے بھی کم مواقع پر رفع یدین بیان کیا گیا ہے۔بلکہ بالتصریح صحیح اور مرفوع روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ کا صرف ابتدائے نماز میں رفع یدین کرنا مذکور ہے۔پھر ان صحیح روایات کے مطابق صرف تکبیر تحریمہ کے علاوہ باقی تمام نماز میں رفع یدین کو منسوخ کیوں نہیں مان لیتے۔

ہٹ چھوڑیئے اور سر انصاف آیئے۔ انکار ہی رہے گا میری جان کب تلک۔

القصہ مختصر یہ کہ۔اگر تو ناسخ و منسوخ کے قانون کو نہیں مانتے۔تو پھر پوری نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا پڑے گا اور اگر تو ناسخ و منسوخ کے قانون شرعی کو مانتے ہو۔تو پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے باقی تمام مواقع کے رفع یدین کو ترک کرنا پڑے گا۔یا پھر جن مواقع پر آپ رفع یدین ترک کرتے ہیں۔ان مواقع کے متعلق نسخ کی کوئی صحیح صریح ،مرفوع اور غیر مجروح دلیل پیش کرنا ہوگی۔جو کہ آپ کے پاس نہیں ہے۔

فافھموا واعتبروا یا اولوا الالباب والابصار

Marfat.com

اکابرین اہلحدیث کی مسئلہ رفع یدین میں ٹکریں

برادران اسلام:۔ یہ حضرات جس طرح مقامات رفع یدین کے بارے میں آج تک ٹھیڈے کھارہے ہیں۔اسی طرح مسئلہ رفع یدین کی شرعی حیثیت کے بارے میں بھی آج تک یہ کوئی پختہ فیصلہ نہیں کرسکے۔ بلکہ ہرکوئی اپنی ھانک رہاہے۔

کوئی جی بھر کے دیکھ لے اے کاش لئے پھرتا ہوں کتنی سوغاتیں۔

رفع یدین سنت مؤکدہ ہے

☆ مثلاً مفتی عبدالستار اہلحدیث لکھتے ہیں کہ "یہ سنت مؤکدہ" ہے

(فتاوی ستاریہ جلد۳ صفحہ ۵۱)

☆ اور مولوی صادق سیالکوٹی بھی لکھتے ہیں کہ "یہ سنت مؤکدہ" ہے۔

(صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۳۶)

☆ محسن اہلحدیث مولوی نور حسین گرجاکھی والد مولوی خالد گرجاکھی بھی لکھتے ہیں۔ کہ "یہ سنت مؤکدہ" ہے۔

(قرۃ العین صفحہ ۶۹)

☆ اور مولوی خالد گرجاکھی بھی لکھتے ہیں۔کہ "یہ سنت مؤکدہ" ہے۔

(جزء رفع یدین مترجم صفحہ ۱۰)

رفع یدین کرنے میں احتیاط ہے

☆ جبکہ مناظر اہلحدیث مولوی عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں کہ۔احتیاط رفع یدین کرنے

Marfat.com

ہی میں ہے۔نہ کرنے میں خطرہ ہے کہ نماز میں نقص آئے۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد اصفحہ ۲۶۴)

نوٹ کریں کہ انہیں صرف ''خطرہ'' ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کرنے سے نقص آئے گا۔اس لئے ''احتیاطا'' وہ رفع یدین کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ورنہ انہیں رفع یدین نہ کرنے پر نماز میں کسی نقص کا بالکل یقین نہیں ہے۔

رفع یدین کرنا مستحب ہے

☆ محدث ومفسر ومجدد ومناظر اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کہتے ہیں کہ۔ہمارا مذہب ہے کہ رفع یدین ایک مستحب امر ہے۔جس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے پر نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۷۲)

رفع یدین سنت غیر مؤکدہ ہے

☆ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔والحق ان رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والقیام منه والقیام الی الثالثة سنة غیر مؤکدة ولا یلام تارکه وان ترک مدة عمره۔

(تنویر العینین صفحہ ۵)

یعنی رفع یدین کرنا ''سنت غیر مؤکدہ ہے''اور نہ کرنے والے پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔اگر چہ وہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی رفع یدین نہ کرے۔

نیز مفسر ومحدث اہلحدیث مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں۔رفع یدین ''مستحب'' ہے

Marfat.com

واجب یا فرض نہیں ہے۔

(ابوداؤد مترجم جلد ۱ صفحہ ۳۲۳)

رفع یدین کرنا اور نہ کرنا۔ دونوں درست ہیں

☆ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا ''دونوں درست'' ہیں۔ اختلاف صرف فضیلت میں ہے

(مؤطا امام مالک مترجم صفحہ ۷۹)

☆ امام الوہابیہ ابن حزم لکھتے ہیں۔ **فلما صح انه علیه السلام کان یرفع فی کل خفض ورفع وانه کان لا یرفع۔**

(محلی ابن حزم جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)

یعنی یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر پر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر پر رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے (لہٰذا دونوں طرح جائز ہے)

☆ مفتی اہلحدیث مولوی عبداللہ غزنوی لکھتے ہیں۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے کہ جس میں نہ کرنے والے کو کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ۔ نہ کرنے والے کو کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ (جناب رسول اللہ ﷺ نے) رفع یدین کیا بھی ہے۔ اور ترک بھی فرمایا ہے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین سے ''دونوں طرح کا ثبوت ملتا ہے''۔ مثلاً سلف صالحین نے قراءت کے ساتھ بھی جنازہ پڑھا ہے اور قراءت کے بغیر بھی۔ جیسا کہ کبھی انہوں نے نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھی اور کبھی آہستہ اور دل میں پڑھی۔ اسی طرح کبھی انہوں نے مواطن ثلاثہ

Marfat.com

(رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت سے اٹھتے وقت) پر رفع یدین بھی کیا۔ اور کبھی نہیں کیا۔

(فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۳۹ بحوالہ فتاوی علماء اہلحدیث جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

اہل حدیث حضرات کے شیخ الکل کا فتوی

مسئلہ رفع یدین پر جھگڑنا جہالت ہے

☆ اہلحدیث حضرات کے شیخ الکل (تعجب ہے انہیں ''اعلیٰ حضرت'' کے الفاظ پر اعتراض ہے) مولوی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں۔ بر علماء حقانی پوشیدہ نیست کہ در رفع یدین بوقت رفتن در رکوع، وقت برداشتن سر از رکوع منازعت ومخاصمت ومشاتمت و مناصبت کردن خالی از جہالت وتعصب مذہبی نخواہد بود۔ زیرا کہ رفع وعدم رفع در ہر دو مقام با اوقات مختلفہ از آنحضرت ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت است۔ چہ دلائل طرفین دریں باب موجود۔

(فتاوی نذیریہ جلد ا صفحہ ۴۴۱ بحوالہ فتاوی اہلحدیث جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

دونوں طرح ہی سنت سے ثابت ہے

یعنی علماء حقانی پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت ''رفع یدین کرنے کے بارے میں کسی سے لڑنا جھگڑنا''، عداوت رکھنا، کسی کو برا بھلا کہنا، کسی کا نام بگاڑنا (اہل بدعت وغیرہ کہنا) ''جہالت اور مذہبی تعصب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے'' کیونکہ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا'' دونوں ہی'' اوقات مختلفہ میں جناب رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے "ثابت ہیں" رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والوں کے پاس "دلائل وثبوت موجود ہیں"۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں　زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

معلوم ہوا کہ جو یہ کہتا ہے کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کے پاس کوئی صحیح اور پختہ دلیل نہیں ہے۔ وہ نرا جاہل اور احادیث نبویہ سے ناواقف ہے۔ یا پھر جان بوجھ کر دنیا کی خاطر اپنا دین اور عاقبت برباد کر رہا ہے۔

فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة

☆ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ رفع یدین ان ھیئات میں سے ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کبھی کیا ہے اور کبھی ترک کیا ہے۔ اور دونوں میں سے" ہر ایک سنت ہے"۔ اور انہیں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ اردو جلد ۲ صفحہ ۱۳)

مسئلہ رفع یدین میں ہمارا دعوی

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں طرح ہی احادیث سے ثابت ہے۔ فرق صرف اوقات کا ہے۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن مسعود اور جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وضاحت فرما دی ہے۔ کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین ہوتا تھا۔ پھر منسوخ اور متروک ہو گیا۔ اس طرح اپنے اپنے اوقات میں دونوں طریقے ہی سنت رہے ہیں۔ ان اکابر صحابہ کرام کی یہ وضاحت مان لینے سے دونوں طرح کی احادیث پر ایمان قائم رہتا ہے۔ لیکن ناسخ ومنسوخ کا اصول نہ ماننے سے ایک طرح

Marfat.com

کی احادیث کا تو ضرور انکار کرنا پڑے گا۔ الحمد للہ ہم اہل سنت و جماعت والے تمام صحیح احادیث کو مانتے ہیں۔ اور ایمان رکھتے ہیں کہ مختلف اوقات میں دونوں پر ہی عمل ہوتا رہا ہے۔ البتہ اب دوران نماز رفع یدین نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے ۔اور اگر کوئی من چلا اس ناسخ و منسوخ کے عمل کو نہیں مانتا۔ تو پھر اس پر لازم ہے کہ احادیث کی کتابوں میں جو جو بھی احکام منقول ہیں۔ ان سب پر عمل کرے۔ بلکہ پھر تو اس پر لازم ہے کہ احادیث کی کتابوں میں جو جو بھی احکام منقول ہیں۔ ان سب پر عمل کرے۔ بلکہ پھر تو منکرین حدیث کا یہ اعتراض بھی صحیح ماننا پڑے گا کہ حدیث میں ایک جگہ کسی بات کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو دوسری جگہ اسی کام سے منع کیا جارہا ہے۔ لہٰذا حدیث کی روشنی میں پھر ''دو اسلام'' والی بات صحیح ہو جائے گی۔

فاعتبروایا اولو الابصار والالباب

الحمد لله وبمنه حق بالکل واضح ہو چکا۔ والسلام علی من اتبع الھدٰی

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

نماز میں تکرار رفع یدین منسوخ ہے

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ

ارشاد خداوندی ہے۔ قد افلح المؤمنون الذی هم فی صلاتهم خاشعون ۔

(سورت مومنون ۲،۱)

اس آیت کی تفسیر میں عم زاد مصطفےٰ مشہور صحابی رسول مفسر قرآن جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ مخبتون متواضعون لا یلتفتون یمینا ولا

Marfat.com

شمالا ولا یرفعون ایدیھم فی الصلوٰۃ۔

(تفسیر ابن عباس صفحہ ۲۱۲)

اس آیت میں ''خاشعون'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور قلب سے اور عاجزی سے اس طرح نماز میں کھڑے ہوتے ہیں کہ نہ تو نماز میں دائیں بائیں توجہ کرتے ہیں۔ اور نہ ہی دوران نماز رفع یدین کرتے ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین

جناب رسول اللہ ﷺ نے دوران نماز کا رفع یدین ترک فرما دیا تھا۔ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وضاحت فرماتے ہیں کہ جب ہم مکہ شریف میں تھے تو حضور ﷺ کے ساتھ ابتدائے نماز میں اور دوران نماز بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ فلما ھاجر النبی ﷺ الی المدینۃ ترک رفع یدین فی داخل الصلوٰۃ عندالرکوع وثبت علی رفع الیدین فی بدء الصلوٰۃ۔

(اخبار الفقہاء والمحدثین از امام ابوعبداللہ محمد بن حارث قیروانی)

یعنی مدینہ منورہ جا کر آپ ﷺ نے دوران نماز کا رفع یدین چھوڑ دیا۔ اور صرف نماز کی ابتداوالا رفع یدین باقی رکھا۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ رأیت رسول اللہ ﷺ اذا فتتح الصلوٰۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما وقال بعضھم حذو منکبیہ واذا اراد ان یرکع و بعد ما یرفع رأسہ من الرکوع لایرفعھما۔

(صحیح ابوعوانہ جلد ۲ صفحہ ۹۰، مسند حمیدی جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، المدونۃ الکبریٰ جلد ۱

Marfat.com

صفحہ ۶۹، خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۴ وغیرہ)

یعنی میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ صرف نماز شروع فرماتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رفع یدین چھوڑ دینا

اسی لئے یہی حضرت عبداللہ بن عمر ابتداء خود رفع یدین کرنے والے بلکہ اثبات رفع یدین کی روایات کے مرکزی راوی۔ جن کی روایت کو "سلسلة الذهب" کہا جاتا ہے۔ آپ نے خود بھی بعد میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ جناب مجاہد بیان فرماتے ہیں۔ **صليت خلف ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما فلم يكن يرفع يديه الا فى التكبيرة الاولىٰ من الصلوٰة ۔**

(طحاوی ۱ صفحہ ۱۵۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، مؤطا امام محمد صفحہ ۳۵، معرفۃ السنن والآثار جلد ۲ صفحہ ۴۲۸، آثار السنن صفحہ ۲۱۳، وقال سندہ صحیح، نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۹، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۷۳، شرح سفر السعادت صفحہ ۶۶)

کہ میں نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہ کیا۔ محدث ترکمانی نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح لکھا ہے۔

(جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۷۴)

Marfat.com

☆ جناب عبدالعزیز بن حکیم بھی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔روایت کے الفاظ ہیں۔ عن عبد العزيز بن حكيم قال رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء اذنيه فى اول تكبيرة افتتاح الصلوٰة ولم يرفعهما فى سواى ذالك۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۳۵)

یعنی میں نے دیکھا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز شروع فرماتے تھے۔تو صرف پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین فرماتے تھے۔پھر پوری نماز میں کہیں بھی آپ دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

امام طحاوی کی دعوت فکر

اسی لئے چوتھی صدی ہجری کے محدث شہیر، جناب احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں۔فهذا ابن عمر. قدرآ النبى ﷺ يرفع .ثم قد ترك هو الرفع بعد النبى ﷺ .فلا يكون ذالك الا وقد ثبت عنده نسخ ماقد رآ النبى ﷺ فعله وقامت الحجة عليه بذالك۔

(شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۲۵)

پس یہی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔جنہوں نے (ابتداء) جناب رسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا (اور اس کو بیان بھی فرمایا) پھر آپ نے خود بھی رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔تو یہ اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ کے علم کے مطابق بعد میں دوران نماز رفع یدین منسوخ ہو چکا تھا۔اسی لئے آپ نے بھی دوران نماز رفع

Marfat.com

یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔اور (جو صحابی خود رفع یدین کا مرکزی راوی ہو۔اسی کا دوران نماز رفع یدین چھوڑ دینا) رفع یدین دوران نماز کے منسوخ ہونے پر مضبوط دلیل ہے

☆ محقق بالا تفاق جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔حکم رفع منسوخ است۔وچوں ابن عمر را کہ راوئ حدیث رفع است۔دیدند کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عمل بخلاف آں کردہ۔ظاہر شد کہ عمل رفع منسوخ است۔

(شرح سفر السعادت صفحہ ٦٦)

یعنی رفع یدین کے مرکزی راوی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بعد میں خود بھی رفع یدین ترک کر دینا رفع یدین کے منسوخ ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔کیونکہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق یہ تو کوئی مسلمان سوچ بھی نہیں سکتا۔کہ آپ نے جانتے بوجھتے پھر جناب رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی ہو۔اور آپ ﷺ کی ایک سنت کو چھوڑ دیا ہو۔معاذ اللہ۔ فاعتبروا یا اولو الالباب۔

اصول حدیث کا ایک مسلم قانون

نیز کسی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس کی بیان کردہ روایت کے حکم کو ساقط کر دیتا ہے۔یہ اصول حدیث کا ایک مسلم مسئلہ ہے۔اور یہ عمل اس کی روایت والے حکم کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(شرح سفر السعادت صفحہ ٦٦)

نیز اگر کوئی ناسخ و منسوخ کے حکم کو نہ بھی مانے تو بھی۔جب ایک ہی راوی سے متضاد روایتیں آئیں۔تو اذا تعارضا تساقطا کے اصول کے مطابق دونوں طرح ہی کی

Marfat.com

روایات حجت نہ رہیں گی۔

☆ محدث بیہقی کی تحقیق کے مطابق۔ دوران نماز رفع یدین کے اثبات میں صرف چھ احادیث سنداً صحیح ہیں۔ اور پھر ان روایات کے متعلق بھی شدید اختلاف ہے کہ وہ مرفوع ہیں یا موقوف۔ اور پھر ان میں سے بھی اکثر صریح نہیں ہیں۔ جو کہ حقیقت حال پر یقینی اور بالتصریح دلالت کرسکیں۔ لہٰذا ان پر عمل پھر مشکوک ہوگیا۔

☆ اور اگر ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منسوب صحیح مان بھی لی جائے۔ تو اوّل تو یکے از محدثین صحاح ستہ۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں۔

الصیحیح قول ابن عمر لیس بمر فوع ۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۰۸)

کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ اور یہ مرفوع حدیث نہیں ہے۔ اور پھر جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بعد میں خود بھی دوران نماز رفع یدین کو چھوڑ دینا۔ اس روایت کو سرے سے ہی متروک کردیتا ہے۔ اور پھر ان روایات میں متناً بھی بہت زیادہ اضطراب ہے۔

☆ نیز آپ ﷺ کی کسی بھی صحیح روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔ کہ آپ ﷺ کا یہ عمل آخر وقت تک رہا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کی یہ رفع یدین والی روایات ابتدائی دور کی ہوئیں۔ کیونکہ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ ابتداء رفع یدین ”فی کل خفض ورفع “یعنی ہر تکبیر انتقال کے ساتھ ہوتا تھا۔ جو کہ بتدریج ختم ہوگیا۔ اور بالآخر صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت والا رفع یدین باقی رہ گیا۔ اس طرح مان لینے سے تمام احادیث پر ایمان قائم رہے گا۔ فالحمد لله علی ذالک .

Marfat.com

جناب عبداللہ بن عمر کی رفع یدین والی روایت

اور جوایک روایت بعض حضرات پیش کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوران نماز رفع یدین کیا کرتے تھے۔ وہ بالکل موضوع ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں دو راوی کذاب اور حدیثیں گھڑنے والے ہیں۔

1۔ عبدالرحمان بن قریش۔ امام فن رجال۔ علامہ ذہبی اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے حدیثیں گھڑنے والا لکھا ہے

(میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۱۱۴، لسان المیزان جلد۳ صفحہ ۴۲۵)

اور دوسرا راوی۔ عصمہ بن محمد الانصاری ہے۔ اس کے متعلق جناب یحییٰ بن معین فرماتے ہیں "یہ بڑا جھوٹا تھا اور اپنے پاس سے حدیثیں گھڑتا تھا" عقیلی فرماتے ہیں "ثقہ راویوں کی طرف غلط روایتیں منسوب کرتا ہے" اور محدث دارقطنی نے فرمایا "یہ متروک ہے" (یعنی اس کے کذب و بہتان کی وجہ سے محدثین کرام نے اس سے روایت لینا ہی چھوڑ دی تھی) اور ابن عدی فرماتے ہیں "اس کی تمام روایتیں ہی غیر محفوظ ہیں"

(میزان الاعتدال جلد۲ صفحہ ۱۹۶، لسان المیزان جلد۴ صفحہ ۱۷۰،
تاریخ بغداد جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۶، حاشیہ نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۱۰)

اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ جس روایت کو دو ایسے کذاب، وضاع اور مفتری راوی بیان کریں۔ جو اپنے اس فن میں اتنے بدنام ہو چکے ہوں کہ محدثین کرام نے ان کی روایات لینا ہی ترک فرمادی ہوں۔ تو ایسے راویوں کی بیان کردہ روایت کی کیا حیثیت

Marfat.com

ہوگی۔ جب کہ خود جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

ورفع ایدیکم فی الصلوٰۃ واللہ انھا لبدعۃ۔

(میزان الاعتدال جلد ۱ صفحہ ۱۵)

یعنی دوران نماز کا رفع یدین تو خدا کی قسم بدعت ہے۔

ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز
کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر!

دوران نماز رفع الیدین میں طریقۂ نبوی بزبان مرتضوی

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔

انہ کان یرفع یدیہ فی اول الصلوٰۃ ثم لا یعود۔

(العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ صرف نماز شروع فرماتے وقت ہی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

جناب علی المرتضیٰ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین

اسی لئے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی دوران نماز رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیہ و کان من اصحاب علی ان علی بن ابی طالب کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولی التی یفتتح بھا الصلوٰۃ ثم لا یرفعھما فی شیئ من الصلوٰۃ۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، عینی شرح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۷۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۹، مؤطا امام محمد صفحہ ۹۵)

Marfat.com

یعنی جناب عاصم بن کلیب جرمی اپنے باپ کلیب سے جو کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ بیان فرماتے ہیں کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف پہلی تکبیر پر نماز شروع کرتے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر آپ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

(طحاوی)

واسناده صحيح على شرط مسلم۔

یعنی یہ روایت امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

نیز محدث ترکمانی بھی فرماتے ہیں ''ورجاله ثقات''

(جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۷۸)

یعنی اس روایت کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے فرد۔ آپ ﷺ کے داماد۔ اور آپ ﷺ کے قریب ترین صحابی۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوران نماز کے رفع یدین کو ترک فرمادینا بھی رفع یدین کے منسوخ ہونے کی ایک پختہ دلیل ہے۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۷۹، آثار السنن صفحہ ۲۱۰)

☆ اسی لئے جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے شاگرد بھی ان جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اتباع کرتے ہوئے ابتدائے نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

كان اصحاب عبدالله و اصحاب علی لا يرفعون ايديهم الا فی افتتاح الصلوٰة قال وكيع ثم لا يعودون۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۷۹)

Marfat.com

وقال سنده صحيح جليل ۔

یعنی امام نیموی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اور بڑی اعلیٰ ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۲۱۴)

وقال اسناده صحيح۔

یعنی دیگر محدثین کرام بھی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۴۵، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۵)

جناب براء بن عازب کی زبانی نماز مصطفوی

جناب براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ ان رسول اللہ ﷺ كان اذا فتتح الصلوٰة رفع يديه الى قريب من اذنيه ثم لا يعود۔

(ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۹۔ دو سندیں، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۴۔ ۳ سندیں، مصنف عبد الرزاق جلد ۲ صفحہ ۷۱، مسند ابی یعلی جلد ۳ صفحہ ۲۴۸، ۲۴۹، ۲ سندیں، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۲، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۲۹۳۔ ۴ سندیں، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۲۷۴، المدونة الكبرى جلد ۱ صفحہ ۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

اسی طرح جناب سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

انه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة ثم لایعود۔

(دوسندیں۔مسند امام اعظم صفحہ۴۰،شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۲۴، جامع المسانید جلد ۱ صفحہ ۳۵۵،شرح سفر السعادت صفحہ ۶۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ صرف پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔پھر دوبارہ کہیں بھی آپ ﷺ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

حضور ﷺ اور خلفاء راشدین علیہم الرضوان کی نماز بغیر تکرار رفع یدین

جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو یہاں تک بیان فرماتے ہیں۔کہ

صلیت مع النبی ﷺ ومع ابی بکر و مع عمر رضی الله عنهما فلم یرفعوا ایدیهم الا عندالتکبیرة الاولی فی افتتاح الصلوٰة۔

(دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۲۹۵،سنن الکبریٰ امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۰،مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸، بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۲۰۷)

کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔یہ سب ہستیاں تو صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین فرماتی تھیں۔

اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ اور شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ابتدائے نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔روایت کے الفاظ ہیں۔

کان عبدالله لا یرفع فی شیئ من الصلوٰة الا فی الافتتاح۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۵۱، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، موطا امام محمد صفحہ ۴۷ وغیرہ)

یعنی جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کرتے وقت کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبانی نماز مصطفوی

جناب عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بیان فرماتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ كان اذا فتتح الصلوٰة رفع يديه في اول الصلوٰة ثم لم يرفعهما في شيئ حتى يفرغ۔

(خلافیات بیہقی بحوالہ نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۴، بسط الیدین لنیل الفرقدین صفحہ ۵۳)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ یہ حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے وقت میں مکہ شریف کے قاضی تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک مکہ مکرمہ میں دوران نماز ترک رفع یدین ہی کا فتویٰ چلتا تھا۔ اور یہی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا معمول تھا۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جماعت صحابہ کے سامنے بلانکیر دعویٰ

ایک مرتبہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام موجود صحابہ کرام کے سامنے فرمایا۔ الا اصلی بکم صلوٰة رسول الله ﷺ فصلی . فلم يرفع يديه الا في اول مرة . قال وفي الباب عن البراء بن عاذب۔

Marfat.com

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۵)

کیا میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ کے علاوہ دوران نماز کہیں بھی رفع یدین نہ کیا اور جناب براء بن عازب سے بھی اسی طرح منقول ہے (کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز میں پہلی مرتبہ کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں ہوتا تھا)

امام ترمذی کا تبصرہ

قال ابو عیسی حدیث ابن مسعود حدیث حسن وبه یقول غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ والتابعین وهو قول سفیان واهل الکوفة ۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۳۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث حسن ہے۔اور بے شمار صحابہ کرام اور تابعین عظام بھی اسی طرح کہتے ہیں۔اور جناب سفیان ثوری اور علماء اہل کوفہ کا بھی یہی فرمان ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہاں ''اہل الکوفہ'' سے صرف مراد جناب امام اعظم ابوحنیفہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ تاریخ اسلام سے یہ بات ظاہر ہے کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کے ساتھ ایک اور آبادی (فوجی چھاؤنی) قائم فرمائی تھی۔ جس میں تاریخ کے مطابق مختلف اوقات میں ۶۰۰ سے لے کر ۴۰۰۰ تک صحابہ کرام

Marfat.com

ایک وقت میں موجود رہے ہیں۔ نیز جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی کوفہ ہی میں مقیم تھے۔ لہٰذا ان اہل کوفہ سے وہ تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام مراد ہیں جو خلافت راشدہ کے دور میں کوفہ میں مقیم تھے۔ اگرچہ ان کی اتباع میں بعد میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ترک رفع یدین کو ہی راجح، ناسخ اور مسنون قرار دیا ہے۔

جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت باختلاف الفاظ ان کتب احادیث میں بھی موجود ہے۔

(ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۱۷، ۱۲۰، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۳۸۸، ۴۴۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، سنن الکبریٰ امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۷۸، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۳، محلی ابن حزم جلد ۴ صفحہ ۸۸، جلد ۴ صفحہ ۸۸، آثار السنن صفحہ ۲۰۵ وغیرہ)

علامہ ابن حزم اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں

ان ھذا لخبر صحیح ۔ (محلی ابن حزم جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

یعنی یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

علامہ ابن عدی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(الکوکب الدری جلد ۱ صفحہ ۱۳۲)

اہل حدیث محدث کا اقرار حق

غیر مقلد حضرات کے دور حاضر کے نامور محدث علامہ ناصر الدین البانی بھی لکھتے ہیں

Marfat.com

والحق انه حديث صحيح واسناده صحيح على شرط مسلم ولم نجدلمن اعلمه حجة''

(مشکوۃ البانی جلد ا صفحہ ۲۵۴)

یعنی سچی بات یہ ہے کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس روایت کی اسناد بھی امام مسلم کی شرط پر صحیح ہیں۔ اور جو بعض حضرات اس حدیث کو معلول کہتے ہیں ہمیں ان کی اس بات کی کوئی دلیل نہیں مل سکی۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے
میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

فالحمد لله على ذالك

جناب سیدنا ابوہریرہ کی نماز حضور ﷺ کے مشابہ اور بغیر رفع الیدین

مشہور صحابی رسول جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جن کے بارے میں حدیث بھولنے کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ آپ نے ابتداء احادیث کے بھول جانے پر بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ابو ہریرہ اپنی چادر بچھاؤ۔ جناب ابو ہریرہ نے اپنی چادر بچھائی۔ تو حضور ﷺ نے ظاہراً خالی ہاتھوں سے لپ لے کر ان کی چادر پر ڈال دی۔ اور فرمایا۔ اس چادر کو اٹھا کر اپنے سینے پر مل لو۔ چنانچہ آپ نے اس چادر کو اٹھا کر اپنے سینے پر مل لیا۔ اور پھر جناب ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ فما نسيت شيا بعد۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۲ وغیرہ)

یعنی اس کے بعد مجھے کبھی بھی کوئی بات نہیں بھولی۔

Marfat.com

آپ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔ انہ کان یرفع یدیہ اذا فتتح الصلوٰۃ ویکبر کلما خفض ورفع ویقول انا اشبھکم صلاۃ برسول اللہ ﷺ ۔

(التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید جلد ۹ صفحہ ۲۱۵)

یعنی آپ بھی صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے۔ البتہ ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت تکبیر ضرور کہتے تھے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ میں تم میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں۔ (یعنی میری یہ تکرار رفع یدین کے بغیر والی نماز۔ جناب بالکل رسول اللہ ﷺ کی نماز ہی کی طرح ہے۔ کہ آپ ﷺ بھی اسی طرح نماز میں ایک ہی بار رفع یدین فرمایا کرتے تھے)

نیز آپ نے ایک دفعہ بغیر تکرار رفع یدین کے نماز پڑھی اور بعد میں فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ انی لا قربکم شبھا بصلوۃ رسول اللہ ﷺ ان کانت ھذہ لصلوتہ حتی فارق الدنیا ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۰، باختلاف الفاظ نسائی جلد ا صفحہ ۱۵۸، مسلم جلد ا صفحہ ۱۶۹)

یعنی مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ یقیناً میری نماز تم سب سے جناب رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب ہے (یعنی آپ ﷺ جیسی ہی ہے اور آپ ﷺ کی نماز کا (دوران نماز بغیر رفع یدین کرنے کا) یہی طریقہ رہا۔ حتی کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔

یعنی آخر وقت تک آپ ﷺ کی نماز تکرار رفع یدین کے بغیر ہی تھی۔

اسی طرح جناب ابو جعفر القاری بیان فرماتے ہیں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت کرائی اور ہر اٹھتے اور بیٹھتے وقت تکبیر کہی۔ لیکن رفع یدین صرف نماز شروع

Marfat.com

کرتے وقت ہی کیا۔روایت کے الفاظ ہیں۔

ان اباھریرۃ کان یصلی بھم فکبر کلما خفض ورفع قال ابو جعفر و کان یرفع یدیه حین یکبر ویفتتح الصلوٰۃ۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۳۴، کتاب الحجہ جلد ا صفحہ ۹۵)

جناب ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز حضور ﷺ کے مشابہ اور بغیر تکرار رفع یدین

نیز صحابیٔ رسول جناب ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور فرمایا اے اشعریو۔اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی بلالو۔آج میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ سکھادوں۔جس طرح کہ آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں ہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔چنانچہ پوری قوم جمع ہوگئی۔آپ نے سب کے سامنے وضو فرمایا۔پھر آپ نے مردوں کو پہلی صف میں کھڑا کیا۔ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی۔ان کے پیچھے عورتوں کی صف بنائی۔پھر آپ نے جماعت کرائی۔

فرفع یدیه فکبر فقرأ بفاتحة الکتاب و سورۃ یسرھا ثم کبر فرکع فقال سبحان الله و بحمده ثلاث مرارا ثم قال سمع الله لمن حمده و استوی قائما ثم کبر و خر ساجدا ثم کبر فرفع رأسه ثم کبر فسجد ثم کبر فانھض قائما .... فقال احفظوا تکبیری وتعلموا رکوعی وسجودی فانھا صلوٰۃ رسول الله ﷺ التی کان یصلی لنا ۔

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۱۱۲)

Marfat.com

یعنی پھر آپ نے رفع یدین کیا اور تکبیر تحریمہ کہی۔ پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ پھر ایک اور سورۃ ملائی۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ اور رکوع میں تین بار تسبیح کہی۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ سے سر اٹھایا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ میں چلے گئے۔ پھر تکبیر کہی اور دوسری رکعت کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ (پھر اسی طرح اپنی باقی تمام نماز پوری کی) پھر آپ نے فرمایا۔ میری نماز کا یہ تمام طریقہ یاد کر لو۔ یہی وہ نماز ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ ہم کو پڑھایا کرتے تھے۔ (اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ بھی دوران نماز رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی صرف تکبیر تحریمہ ہی کے وقت رفع یدین فرمایا کرتے تھے)

جناب ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز حضور ﷺ کے مشابہ اور بغیر رفع الیدین

اسی طرح صحابیٔ رسول جناب ابوحمید الساعدی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ میں تم میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بہت زیادہ یاد رکھنے والا ہوں۔ پھر آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان فرمایا۔ اور ابتدائے نماز کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین کا ذکر نہ فرمایا روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ فقال ابو حمید ن الساعدی انا کنت احفظکم بصلوۃ رسول اللہ ﷺ رأیتہ اذا کبر جعل یدیہ حذ ومنکبیہ واذا رکع امکن یدیہ من رکبتیہ ثم ھصر ظھرہ فاذا رفع رأسہ استوی

Marfat.com

حتی یعود کل فقار مکانه و اذا سجد وضع یدیه غیر مفترش ولا قابضهما واستقبل باطراف اصابع رجلیه القبلة واذا جلس فی الرکعتین جلس علی رجله الیسری.....الخ

(بخاری صفحہ ۱۱۴، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۰۷)

اس مسئلہ پر ایک قولی حدیث

اسی طرح صحابی رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے نماز کا پورا طریقہ سکھایا۔ جناب انس نے حضور ﷺ کا بتایا ہوا پورا نماز کا جو طریقہ بیان فرمایا ہے۔اس میں سوائے ابتدائے نماز کے پھر پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔روایت کے الفاظ یہ ہیں

انس بن مالک یقول قال لی النبی ﷺ . یا بنی اذا تقدمت الی الصلوۃ فاستقبل القبلة وارفع یدیک و کبر و اقرأ مابدالک فاذا رکعت وضع کفیک علی رکبتیک وفرق بین اصابعک وسبح فاذا رفعت رأسک فاقم صلبک حتی یقع کل عضو مکانه فاذا سجدت فامکن جبهتک علی الارض وسبح و اذا رفعت رأسک فاقم رأسک .... فانها من سنتی و من التبع سنتی فانه منی ، من هو منی فهو معی فی الجنة۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی جلد ۶ صفحہ ۲۰۸۶)

اسی طرح حضرت عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہا سے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ پوچھا۔ تو ام المؤمنین نے جناب رسول اللہ ﷺ کا جو طریقۂ نماز بیان فرمایا۔ اس میں بھی آپ نے سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی دوران نماز رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔

روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ عن عمرة قالت سألت عائشة كيف كانت صلوة رسول الله ﷺ قالت كان النبی ﷺ ... يقوم مستقبل القبلة فيكبر و يرفع يديه حذاء منكبيه ثم يركع فيضع يديه على ركبتيه ويجافی بعضديه ثم يرفع رأسه فيقيم صلبه ... ثم يسجد فيضع يديه تجاه القبلة ويجافی بعضديه ما ستطاع فيما رأيت ثم يرفع رأسه فيجلس على قدمه اليسرى و ينصب اليمنى ويكره ان يسقط على شقه الايسر۔

(ابن ماجہ صفحہ ۷۵)

التحیات میں آپ ﷺ دایاں پاؤں کھڑا فرما لیتے اور بائیں پاؤں کو بچھا دیتے تھے اور آپ ﷺ برا جانتے تھے التحیات میں بائیں جانب سرین پر گر پڑنے کو۔

یہ فقرہ بھی قابل غور ہے۔

حضور ﷺ کا بغیر رفع الیدین نماز کا طریقہ بیان فرمانا

نیز جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک آدمی خلاد بن رافع مسجد میں آیا۔ اور نماز پڑھی۔ اور جاتے ہوئے حضور ﷺ کو سلام عرض کیا۔ تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ جا پھر جا کے نماز پڑھ۔ تو نے (صحیح

Marfat.com

طریقہ سے) نماز نہیں پڑھی۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا، پھر انہوں نے دست بستہ عرض کی آقا ﷺ۔ اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ مجھے اس سے بہتر نماز کے طریقے کا علم نہیں ہے۔ آقا آپ ﷺ ہی صحیح طریقہ سکھلا دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس صحابی کو پورا نماز کا طریقہ بتایا۔ لیکن آپ ﷺ نے دوران نماز کہیں بھی رفع یدین کا ذکر نہیں فرمایا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **عن ابی هريرة .... فقال النبی ﷺ اذا قمت الی الصلوٰة فکبر ثم اقرأ ماتیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تعدل قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا وافعل فی صلوتک کلها۔**

(بخاری صفحہ ۱۰۵، صفحہ ۱۰۹، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۴۰، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۲۴، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۷۵، دارمی صفحہ ۱۵۸، سنن الکبری امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵، احکام الاحکام صفحہ ۷۳ وغیرہ)۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی ایک اور وضاحت

جناب عبداللہ بن عمر اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال ترفع الایدی فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوٰة وعند البیت وعلی الصفا والمروة وبعرفات وبالمزدلفة وعند الجمرتین۔**

وعن ابن عمر عن النبی ﷺ مثلہ۔ کہ رفع یدین سات مقامات پر کیا کرو نمبر 1۔ نماز

Marfat.com

شروع کرتے وقت، نمبر 2۔ خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت، نمبر 3۔ صفا پر کھڑے ہوتے وقت، نمبر 4۔ صفا اور مروہ پر کھڑے ہوتے وقت، نمبر 5 وقوف عرفات کے وقت، نمبر 6۔ شیطان کو کنکر مارتے وقت، نمبر 7۔ مزدلفہ کے وقوف کے وقت

(شرح معانی الآثار جلد۲ صفحہ ۱۷۶، کشف الاستار جلد ا صفحہ ۲۵۱، الادب المفرد امام بخاری، طبرانی کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۷)

دوران نماز رفع الیدین کرنے پر حضور ﷺ کی ناراضگی

صحابیٔ رسول جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ خرج علینا رسول اللہ ﷺ فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۱، نسائی جلد ا صفحہ ۱۷۶، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۴۳، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ وغیرہ)

ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے (ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میں انہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ نماز میں سکون سے رہا کرو۔

(ترجمہ میں تمام محولہ کتابوں کا مفہوم بیان کیا گیا ہے)۔

حدیث کی سب سے افضل قسم

اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ حدیث تین طرح کی ہوتی ہے۔

نمبر 1۔ قولی حدیث۔ نمبر 2۔ فعلی حدیث۔ نمبر 3۔ تقریری حدیث

Marfat.com

اوران اقسام حدیث میں سے بالاتفاق محدثین اور جملہ مکاتب فکر۔قولی حدیث سب سے افضل ، اعلیٰ اور زیادہ معتبر ہوتی ہے۔مذکورہ بالا حدیث بھی قولی حدیث ہے۔اور اس سے اوپر والی حدیث بھی قولی ہی ہے۔ فالحمد لله علی ذالک ۔

کیا یہ روایت نماز میں سلام کا جواب دینے سے متعلق ہے

یارلوگوں سے جب ترک رفع یدین کی قولی احادیث کا کوئی جواب نہیں بن پڑتا اور دنیا جہاں سے ان کو اس کے جواب میں ایک بھی قولی حدیث رفع یدین کے اثبات میں نہیں ملتی۔تو پھر یارلوگ دھوکہ دھی پر اتر آتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث تو دوران نماز سلام کا جواب دینے کے متعلق ہے۔کاش کہ اس دھوکہ بازی اور اہل مولوی (مقلدین تو آئمہ کبار کی تقلید کرتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مقلد کہلانے والے حضرات اپنے جاہل اور دھوکہ باز مولویوں کی تقلید کرتے ہیں العیاذ باللہ) بننے سے پہلے حدیث شریف کو بنظر انصاف پڑھ لیا ہوتا۔

اگر چہ سلام والی اور رفع یدین والی دونوں ہی روایتیں اکٹھی ہی آئی ہیں۔

اوران دونوں روایتوں کا راوی بھی ایک ہی ہے لیکن روایت و درایت گواہ ہے کہ یہ دو مختلف اور الگ الگ واقعے ہیں۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ا صفحہ ۴۹۸)

جس روایت میں سلام کا ذکر ہے اس کے الفاظ ہیں

”صليت . صلينا مع رسول الله ﷺ“

یعنی ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

اور جو روایت ہم نے رفع یدین کے متعلق پیش کی ہے۔ اس کے الفاظ ہیں۔

"خرج علینا رسول الله ﷺ"۔

یعنی ہم نماز پڑھ رہے تھے۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ اوپر سے تشریف لے آئے۔

کتنا واضح ثبوت ہے کہ یہ دو مختلف واقعے ہیں۔

اور پھر سلام والی روایت میں آپ کا ارشاد ہے۔

"علام تؤمون بایدیکم . ماشأنکم تشیرون بایدیکم"

یعنی تم لوگ اپنے ہاتھوں سے (سلام کا جواب دینے کے لیے) اشارے کرتے ہو۔

اور جو حدیث رفع یدین والی ہے اس کے الفاظ ہیں

"مالی اراکم رافعی ایدیکم . مابا لھم رافعین ایدیھم فی الصلوٰة"

یعنی ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ میں انہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں

دو مختلف واقعوں کے راوی ایک ہونے۔ یا ایک جیسی تشبیہ دینے سے دو مختلف اوقات کے دو مختلف واقعے ایک نہیں ہو جاتے۔ فافھموا واعتبروا

اسی لیے شارح مشکوٰۃ علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ الباری نے عدم رفع یدین کے لئے اسی قولی حدیث سے ہی استدلال کیا ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۴۹۸)

الحمد للہ دوران نماز رفع یدین کے نہ ہونے پر ہمارے پاس تو کئی قولی احادیث موجود ہیں۔ کسی دلیل کے رد کے لئے بھی برابر کی دلیل ہونی چاہیے۔ لیکن مخالفین کے پاس اس کے اثبات میں ایک بھی قولی حدیث موجود نہیں ہے۔ فاعتبروا لعلکم تتقون

Marfat.com

راتوں رات لاکھ پتی بنئے

☆ اگر کوئی شخص صرف اور صرف ایک ہی صحیح، صریح، مرفوع اور غیر مجروح قولی حدیث سے جناب رسول اللہ ﷺ کا آخر وقت تک کا رفع یدین دوران نماز ثابت کر دے۔ تو انشاء اللہ عزوجل اسے مبلغ 10 لاکھ روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخ رفع یدین کا اعلان

مشہور صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کر رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

لا تفعل فان ھذا شیئ فعله رسول الله ﷺ ثم ترکه ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۲۷۳، الدرایہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۲، شرح سفر السعادۃ صفحہ ۶۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی نقل فرماتے ہیں۔

گفت ابن زبیر ایں چنیں مکن۔ ایں چیز یست کہ کرد آنرا رسول خدا ﷺ۔ بعد ازاں ترک داد۔ یعنی ایں حکم در اوائل بود۔ پس منسوخ شد۔

(شرح سفر السعادۃ صفحہ ۶۶)

یعنی اے شخص۔ رکوع میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع یدین نہ کر۔ کیونکہ یہ وہ کام ہے جو جناب رسول اللہ ﷺ پہلے پہل کیا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے دوران نماز رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ ابتداء میں اس کا حکم تھا۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

Marfat.com

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وضاحت

مشہور صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں۔

برداشت رسول خدا ﷺ مانیز برداشتیم ۔ وترک کرد مانیز ترک کردیم۔

(شرح سفر السعادۃ صفحہ ٦٦)

کہ جب تک جناب رسول خدا ﷺ دوران نماز رفع یدین فرماتے رہے۔ ہم (صحابہ کرام) بھی رفع یدین کرتے رہے۔ اور جب جناب رسول اللہ ﷺ نے دوران نماز رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔ تو آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہم (صحابہ کرام) نے بھی دوران نماز رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔

خلیفہ ثانی جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز بغیر رفع یدین

لو کان بعدی نبی لکان عمر ۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۹ وغیرہ)

کی شان والے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔

فلم یرفع یدیه فی شیئ من صلوات الاحین افتتح الصلوٰۃ ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۷، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۲۷، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۰۳، سنن الآثار صفحہ ۲۰۷)

کہ آپ پوری نماز میں سوائے ابتدائے نماز کے کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے علامہ ماردینی نے اس اثر کی سند کو امام مسلم کی شرط پر صحیح لکھا ہے۔

(جوہر النقی جلد ا صفحہ ۷۵)

Marfat.com

محدث طحاوی کی دعوت فکر

محدث کبیر امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی رحمتہ اللہ علیہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل فرمانے اور اس کی توثیق و تصحیح فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔

افتری عمر بن الخطاب رضی الله عنه خفی علیه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه فی الرکوع و السجود وعلم بذالک من دونه . ومن هو معه یراه یفعل غیر مارای رسول الله صلی الله علیه وسلم یفعل . ثم لاینکر ذالک علیه . هذا عندنا محال. وفعل عمر رضی الله عنه هذا وترک اصحاب رسول الله ﷺ اياه علی ذالک دلیل صحیح ان ذالک هو الحق الذی لاینبغی لاحد خلافه۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۲۷)

یعنی کیا تو سمجھتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا رکوع اور سجدہ کے وقت رفع یدین فرمانا۔ اور لوگوں نے تو آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ لیکن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم نہ ہوسکا؟ اور پھر جب جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے سامنے نماز پڑھی۔ اور دوران نماز رفع یدین نہ کیا (اگر تیرے خیال میں جناب رسول اللہ ﷺ آخر وقت تک رفع یدین فرماتے رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ ﷺ کو آخر وقت تک نماز میں رفع یدین کرتے دیکھتے رہے تھے) تو پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف کرنے پر ٹوکا کیوں نہیں؟

Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا سنت نبوی کے خلاف دیکھ کر خاموش رہنا تو محال ہے۔

لہٰذا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھنا۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا آپ پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ اس بات کا یقینی ثبوت ہے کہ آپ کا وہ طریقہ بالکل صحیح تھا۔ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ اسی لیے آج بھی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے غلاموں کو دوران نماز بغیر رفع یدین والی نماز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب عبداللہ بن عباس کا فیصلہ اور حضرات عشرہ مبشرہ کی نماز بغیر تکرار رفع یدین

عم زاد مصطفےٰ۔ مفسر صحابہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

انہ قال العشرۃ الذین شھدلھم رسول اللہ ﷺ بالجنۃ ما کانو یرفعون ایدیھم الا فی افتتاح الصلوٰۃ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد۵ صفحہ۲۷۲)

واز ابن عباس روایت کردہ اند کہ گفت عشرہ مبشرہ برنمید اشتند دستہار امگر نزد افتتاح

(شرح سفر السعادۃ صفحہ ٦٦)

یعنی وہ دس جلیل القدر صحابہ کرام جنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔

عشرہ مبشرہ

Marfat.com

نمبر 1۔ جناب سیدنا صدیق اکبر، نمبر 2۔ جناب سیدنا عمر فاروق، نمبر 3۔ جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، نمبر 4۔ جناب سیدنا علی المرتضٰی، نمبر 5۔ جناب سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، نمبر 6۔ جناب سیدنا زبیر بن عوام، نمبر 7۔ جناب سیدنا سعید بن زید، نمبر 8۔ جناب سیدنا سعد بن ابی وقاص نمبر 9۔ جناب سیدنا سعید بن زید، نمبر 10۔ جناب سیدنا ابوعبیدہ (عامر بن عبداللہ) بن الجراح رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(مشکوۃ صفحہ ۵۵۷، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۶، ابن ماجہ صفحہ ۱۳ وغیرہ)

وہ سب کے سب بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد دوران نماز وہ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اس لئے جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے۔ لا ترفع الایدی الافی سبع مواطن. اذا قام الی الصلوٰۃ . واذا رآی البیت . وعلی الصفا والمروۃ .وفی عرفات. وفی جمع وعند الجمار۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، طبرانی کبیر جلد ۱۱ صفحہ ۳۸۵، الادب المفرد امام بخاری تعلیقا)

یعنی سات مقامات کے علاوہ کہیں رفع یدین نہ کرنا۔ 1۔ نماز شروع کرتے وقت، 2۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کے وقت، 3.4۔ صفا اور مروہ پر، 5۔ وقوف عرفات میں، 6۔ مزدلفہ میں، 7۔ شیطان کو کنکریاں مارتے وقت

امام مالک کا 180ھ تک نماز میں رفع یدین سے انکار

جناب امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ لا اعرف رفع الیدین فی شیئی من

Marfat.com

تکبیر الصلوٰۃ لا فی خفض ولا فی رفع الا فی افتتاح الصلوٰۃ۔

(المدونۃ الکبریٰ جلد ا صفحہ ۶۸)

یعنی میں تو نماز کی تکبیروں میں بیٹھتے یا اٹھتے وقت کہیں بھی رفع یدین کو نہیں جانتا۔ ہاں مگر صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کیا جائے گا۔

یاد رہے کہ جناب امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں رہتے تھے۔ اور آپ کا وصال ۱۷۹ھ میں ہوا۔ تو آپ کی اس صراحت سے معلوم ہو گیا کہ ۱۷۹ھ تک مدینہ منورہ میں دوران نماز رفع یدین نہیں کیا جاتا تھا۔

نیز اہل مدینہ کا دوران نماز رفع یدین کے انکار پر اجماع ثابت ہوا۔

نیز ابن رشد مالکی نے بھی دوران نماز ترک رفع یدین پر اہل مدینہ کا اجماع نقل کیا ہے

(بدایۃ المجتہد جلد ا صفحہ ۹۷)

خلفاء راشدین کی نماز بغیر تکرار رفع یدین

محدث محمد بن علی النیموی فرماتے ہیں۔ واما الخلفاء الاربعۃ فلم یثبت عنہم رفع الایدی فی غیر تکبیرۃ الاحرام۔

(آثار السنن صفحہ ۲۱۵)

یعنی خلفاء راشدین جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہم اجمعین سے تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی جگہ بھی دوران نماز رفع یدین (کسی ایک بھی صحیح، صریح، مرفوع اور غیر مجروح حدیث سے) ثابت نہیں ہے۔

Marfat.com

پانچ سوصحابہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی کا عمل

پانچ سو صحابہ کرام علیھم الرضوان کی زیارت کرنے والے، ستر بدری صحابہ کرام کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی ۔ جناب امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ پوری نماز میں کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

عن الشعبی انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یرفعهما ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۶)

عشرہ مبشرہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی کا عمل

عشرہ مبشرہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب قیس بن ابی حاتم (ابی حازم) رحمتہ اللہ علیہ بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان قیس یرفع یدیه اول مایدخل فی الصلوٰة ثم لا یرفعهما ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۶)

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب خثیمہ رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی کی تائید فرماتے ہیں۔

روایت کے الفاظ ہیں۔

عن خثیمة و ابراهیم کانا لا یرفعان ایدیهما الا فی بدء الصلوٰة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۶)

Marfat.com

دیگر پانچ جلیل القدر تابعیوں کا عمل

حضور ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہونے والے جلیل القدر تابعی۔ جناب علقمہ بن قیس رحمتہ اللہ علیہ، مشہور تابعی۔ جناب اسود بن یزید رحمتہ اللہ علیہ، معروف تابعی جناب ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ، جلیل القدر تابعی جناب ابو اسحاق رحمتہ اللہ علیہ اور مشہور تابعی جناب عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمتہ اللہ علیہم۔ سب ہی صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد پوری نماز میں وہ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن الاسود و علقمة انهما كانا يرفعان ايديهما اذا افتتحاثم لا يعودان. عن ابی اسحاق قال كان اصحاب عبدالله و اصحاب علی لا يرفعون ايديهم الا فی افتتاح الصلوٰة . كان ابن ابی ليلٰی يرفع يديه اول شيئ . قال عبدالملك ورأيت الشعبی و ابراهيم و اباسحاق لا يرفعون ايديهم الاحين يفتتحون الصلوٰة ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷ وغیرہ)

بخاری اور مسلم کے ثقہ راوی کا فیصلہ

بخاری اور مسلم کے ثقہ راوی جناب ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں۔

ما رأيت فقيها قط يفعله يرفع يديه فی غير التكبيرة الاولی۔

(شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۲۸)

یعنی میں نے کوئی ایک بھی فقیہ نہیں دیکھا۔ جو تکبیر اولیٰ کے علاوہ کہیں بھی دوران نماز

Marfat.com

رفع یدین کرتا ہو۔

شارح مسلم امام نووی کا فیصلہ

شارح مسلم جناب ابوزکریا یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فیصلہ فرماتے ہیں۔ **واجمعوا علی انه لا یجب شیئی من الرفع۔**

(نووی بر مسلم جلد اصفحہ ۱۶۸)

یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ دوران نماز کہیں بھی رفع یدین کرنا واجب اور ضروری نہیں ہے۔

القصہ مختصر:۔ قارئین کرام پر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہو گا کہ دوران نماز رفع یدین ان افعال میں سے ہے۔ جو دیگر بہت سے شرعی احکام کی طرح ابتداء ہوتا رہا۔ پھر حکمت الٰہیہ اور فرمان مصطفےٰ ﷺ کے مطابق منسوخ ہو گیا۔ اور اب صرف ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت ہی رفع یدین کیا جائے گا۔ کیونکہ صحیح، صریح اور مرفوع احادیث۔ بلکہ اہلحدیث محدث البانی صاحب کی تحقیق کے مطابق بھی غیر مجروح احادیث سے یہی ثابت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ آخر عمر میں صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔

نیز صحیح اور مرفوع قولی احادیث جو کہ اقسام احادیث میں سب سے افضل اور اعلیٰ قسم کی حدیث ہوتی ہے۔ سے بھی جناب رسول اللہ ﷺ سے ابتدائے نماز کے علاوہ دوران نماز رفع یدین کی ممانعت ثابت ہوگئی۔ اور آپ ﷺ کے ان افعال واقوال کو اکابر صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار نے بیان فرمایا ہے۔ اور آپ ﷺ کی سنت پر عمل

Marfat.com

کرتے ہوئے اہل بیت اطہار، خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ، اہل بدر، اہل مدینہ اور اہل کوفہ تقریباً تمام صحابہ کرام ہی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد نماز میں وہ کہیں بھی رفع یدین نہ کیا کرتے تھے۔

اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت، اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تقریباً تمام جلیل القدر تابعین عظام بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرماتے تھے۔

جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

برصغیر پاک و ہند میں حدیث شریف کے مسلم استاد۔ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی احادیث کو سب سے بہتر جاننے والے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (الانصاف) بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ نیز آپ کا فرمان ہے کہ ابتدائے نماز کے علاوہ کسی جگہ کے رفع یدین کو میں جانتا ہی نہیں ہوں۔ اسی لیے اپنے قول یا قیاس کے مطابق نہیں بلکہ قرآن وسنت اور طریقۂ صحابہ واہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے جناب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کرنے کا فتوی دیا تھا۔ اسی طرح امام محمد شیبانی کا فتوی بھی اسی پر تھا۔

الحمد لله رب العالمين ۔ ہر انصاف پسند۔ غیر متعصب شخص کو اچھی طرح معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلک حقہ اہل سنت و جماعت والے قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ بلکہ قرآن وسنت کی اتباع میں صرف اپنے امام کی تصریحات

Marfat.com

کو مانتے ہیں۔ جسے فقہ کہتے ہیں۔ یعنی فقہ معاذ اللہ قرآن وحدیث کا مقابل نہیں ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث ہی سے مستفاد ہے۔ لہٰذا مسلک حقہ اہل سنت و جماعت ہی وہ مذہب مہذب ہے جوکہ اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور ماانا علیہ واصحابی پر مکمل واکمل طور پر عمل پیرا ہے۔ اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے فرامین اور تعامل پر اعتبار کرتے ہوئے صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کر کے۔ صلوا کما رأیتمونی اصلی پر عمل کر رہا ہے۔ ہاں

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

والسلام علی من التبع الھدی

دعائے قنوت اور عیدین میں رفع یدین

محدث ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کی روایت میں۔ وتروں میں دعائے قنوت کے وقت اور عیدین کی زائد تکبیروں میں بھی رفع یدین کا حکم موجود ہے روایت کے الفاظ ہیں۔

قال ترفع الایدی فی سبع مواطن ، فی افتتاح الصلوٰۃ ، وفی التکبیر للقنوت فی الوتر . وفی العیدین ، وعند استلام الحجر ، وعلی الصفا والمروۃ ، وبجمع وعرفات وعندالمقامین عند المجمرتین۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۷)

نیز امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وقداجمع الذین یقنتون قبل الرکوع علی الرفع معھا۔

(طحاوی جلد۲ صفحہ ۱۷۸)

Marfat.com

یعنی وتروں میں دعاء قنوت پڑھنے کے وقت رکوع سے پہلے رفع یدین کرنا ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

نیز امام بخاری علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔

عن عبداللہ بن مسعود انه کان یقرأفی آخر رکعة من الوتر قل ھو اللہ احد .... الخ . ثم یرفع یدیه فیقنت قبل الرکعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۷، جزء رفع الیدین امام بخاری)

یعنی جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتروں کی آخری رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ احد ... الخ ۔ پڑھا کرتے تھے پھر آپ رفع یدین کرتے ۔ پھر رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھا کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رکوع کا بیان

الغرض قیام کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کیا جائے گا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **انه کان یکبر کلما رفع و کلما وضع ۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۸، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۰۹ وغیرہ)

اور رکوع بھی قیام کی طرح فرائض نماز میں سے ہے۔

رکوع میں ہاتھ کیسے رکھیں

Marfat.com

رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے جائیں۔ جیسا کہ جناب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ امرنا ان نقرب بالا کف علی الرکب و امرنا ان نضع ایدینا علی الرکب۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵، مسند امام اعظم صفحہ ۴۷،

بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، ابوداؤد حدیث ۷۳۱، ۷۳۴ وغیرہ)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم رکوع میں اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں اور گھٹنوں کو پکڑ کر رکھیں۔ اور یہی حضور ﷺ کی سنت ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ امکن النبی ﷺ یدیه من رکبتیه۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، ترمذی حدیث ۲۶۰)

اور ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھا جائے جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

واخرج بین اصابعک۔

(نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۲، طبرانی اوسط، طبرانی کبیر، ابن حبان

جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

اور اپنے بازوؤں کو تان کر اپنے پہلوؤں سے جدا رکھیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ووتر یدیه فنحاهما عن جنبیه۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۵)

اور پشت سیدھی رکھیں اور رکوع میں پشت کو بالکل سیدھا رکھنا چاہیے۔ یعنی سر اور پیٹھ برابر ہونی چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

رکع النبی ﷺ ثم حصر ظهره۔

Marfat.com

(بخاری صفحہ ۱۰۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶
ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۶، ابن ماجہ صفحہ ۶۳، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے جب رکوع فرمایا تو اپنی پشت کو بالکل جھکا دیا۔ اور سر کے برابر کر دیا۔ نیز ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

اذا رکع لم یشخص رأسه ولم یصوبه ولکن بین ذالک۔

اور جناب رسول اللہ ﷺ رکوع میں پشت اس طرح سیدھی فرما لیتے تھے کہ اگر پشت پر پانی بھی رکھ دیا جائے تو وہ نیچے نہ گرے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۶۳، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

اور پھر رکوع میں اطمینان سے رک جائیں۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ **ثم ارکع حتی تطمئن راکعا**

(بخاری صفحہ ۱۰۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۰، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۷۵ وغیرہ)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **اجعل بصرک حیث تسجد۔**

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ وغیرہ)

یعنی رکوع میں اپنی نظر کو اپنے سجدے والی جگہ پر رکھیں۔

رکوع کی تسبیح

اور رکوع میں اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر کم از کم تین بار تسبیح یعنی **سبحان ربی العظیم** کہی جائے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔

Marfat.com

(ابن ماجہ صفحہ ۶۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۰، ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۷،

مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۱۵۵، دارمی صفحہ ۳۴۱ وغیرہ)

اور تین بار تسبیح کہنا اس کی کم از کم مقدار ہے۔ زیادہ بھی کہی جا سکتی ہے۔

جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ذالک ادناہ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۵)

پہلے جناب رسول اللہ ﷺ رکوع و سجدہ میں کئی طرح کی دعائیں پڑھتے رہتے تھے۔ لیکن جب فسبح باسم ربک العظیم کی آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے یہ تسبیح رکوع میں پڑھنے کا حکم فرما دیا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ لما نزلت فسبح باسم ربک العظیم قال رسول الله ﷺ اجعلو ها فی رکوعکم. فلما نزلت سبح اسم ربک الا علی. قال رسول الله ﷺ اجعلوها فی سجودکم۔

(ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۲۵، صحیح ابن

حبان جلد ۴ صفحہ ۱۸۵، ابن ماجہ صفحہ ۶۴، دارمی صفحہ ۱۵۵)

رکوع اور سجدہ میں قرآن نہ پڑھیں

رکوع اور سجدہ میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہیے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

قال النبی ﷺ انی نهیت ان اقرأ القرآن راکعا او ساجدا فاما الرکوع فعظموا فیه الرب ۔

Marfat.com

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۶، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۵۹)

جب بندہ رکوع میں ہو تو چاہیے کہ بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھے۔

جیسا کہ سنت مصطفوی ﷺ ہے۔ عبارت پہلے گزر چکی ہے۔

(دارمی صفحہ ۱۵۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۵۹، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، ترمذی جدید حدیث ۲۶۰)

اور گھٹنوں پر رکھے ہوئے ہاتھوں کی انگلیاں جدا جدا ہونی چاہییں۔

روایت کے الفاظ پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۶، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۵۹، آثار السنن صفحہ ۲۲۰ صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۲۷۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

قومہ کا بیان

اور جب بندہ کم از کم تین دفعہ اطمینان سے رکوع میں **سبحان ربی العظیم** (پاک ہے رب میرا جو بڑی عظمت والا ہے) کہہ لے۔ تو امام اور منفرد **سمع اللہ لمن حمدہ** (ترجمہ:۔ سنی اللہ نے۔ جس نے تعریف کی اس کی) (یعنی تسمیع) کہتا ہوا اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو جائے (یعنی قومہ) جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ **فلما رفع رأسہ ﷺ من الرکعۃ (ای الرکوع) قال سمع اللہ لمن حمدہ**۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

اور یہ نماز کے واجبات میں سے ہے۔

Marfat.com

قومہ میں مقتدی کیا کہے

اور جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اس کے لئے سمع الله لمن حمده کہنا لازمی نہیں ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۳)

بلکہ امام سمع الله لمن حمده کہے۔ اور مقتدی ربنا لک الحمد (تحمید) کہہ لے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

اذا قال الامام سمع الله لمن حمده. فقولوا اللهم ربنا لک الحمد۔

(بخاری صفحہ ۱۰۱، ۱۰۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۶)

منفرد اور مقتدی تو ربنا لک الحمد کہے گا ہی لیکن اگر امام بھی ربنا لک الحمد کہہ لے تو بھی بہتر ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امام ہوتے ہوئے بھی ربنا لک الحمد کہا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان رسول الله ﷺ اذا رفع ظهره من الركوع قال سمع الله لمن حمده . اللهم ربنا لک الحمد... الخ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۲، ابن ماجہ صفحہ ۶۳،
ترمذی صفحہ ۳۶، بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۹)

ایک مفید نکتہ

ایک مرتبہ ایک صحابی نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قومہ میں۔

ربنا لک الحمد حمدا كثيرا طيبا مبارکا فيه۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تیرے لیے ہی حمد ہے بہت زیادہ پاکیزہ اور برکت والی۔ کہہ دیا۔ تو

Marfat.com

نماز کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کا ثواب لکھنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کر رہے تھے روایت کے الفاظ ہیں۔ فقال رجل وراءه ﷺ ربنا لک الحمد حمد کثیرا طیبا مبارکا فیه . فلما انصرف قال من المتکلم آنفا. قال انا. قال رأیت بضعة وثلاثین ملکا یبتدرونها ایهم یکتب اول۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۰، ابوداوٗد جلد ا صفحہ ۱۱۲ وغیرہ)

لہذا یہ الفاظ زیادہ کر لینے بھی بہتر ہیں۔ ثابت ہوا کہ شریعت کی حد میں رہتے ہوئے نفلی عبادت میں اپنی طرف سے بھی کچھ اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی طرف سے ہی تلبیہ میں بھی اضافہ فرما لیا کرتے تھے۔ (بخاری وغیرہ)

لیکن امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔ اب کوئی بھی اور کہیں بھی دوران نماز دوبارہ رفع یدین نہیں کرے گا۔ جیسا کہ مفصل طور پر بیان کیا جا چکا ہے۔

رکوع میں ملنے والے مقتدی کی رکعت

اگر امام رکوع میں ہو۔ اور کوئی آدمی بعد میں آئے۔ تو اگر بعد میں ملنے والا نمازی امام کے سر اٹھانے سے پہلے پہلے رکوع میں مل جائے تو اس کی یہ رکعت ہو جائے گی۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۸، صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ صفحہ ۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۴۵، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۱، ابوداوٗد جلد ا صفحہ ۱۲۹)

اس مسئلہ کا مفصل بیان ''مدرک رکوع۔ مدرک رکعت ہے'' کے تحت بیان کیا جا چکا ہے

Marfat.com

سجدے کا بیان

اب اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائیں۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھیں۔ پھر ہاتھ۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں

رأیت رسول الله ﷺ اذا سجد یضع رکبتیه قبل یدیه۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۶، صحیح ابن خزیمہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۹، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۲۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۵، دارمی صفحہ ۲۴۵، ابن ماجہ صفحہ ۶۳، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ وغیرہ)

اور پھر چہرے کو (ناک اور پیشانی) دونوں ہاتھوں کے درمیان کانوں کے برابر رکھیں۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا۔ روایت کے الفاظ ہیں

کان النبی ﷺ یضع وجهه اذا سجد بین کفیه حذاء اذنیه۔

(مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۱۵۱، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۷۵)

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف القدمین۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ وغیرہ)

یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔ (۱) چہرہ (ناک اور پیشانی) (۲۔۳) دونوں ہاتھ (۴۔۵) دونوں گھٹنے اور (۶۔۷) دونوں قدم۔

Marfat.com

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ سجدے کے مقام کو نہیں جلا سکتی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ حرم اللہ علی النار ان تأکل اثر السجود۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۱)

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے اعضائے سجدہ بیان فرماتے ہوئے پیشانی کے ساتھ ناک کو بھی شامل فرمایا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة واشار بیده علی انفه ... الخ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)

اور آپ ﷺ خود بھی ناک کو لازماً زمین پر لگاتے تھے۔ چاہے نیچے کیچڑ ہی کیوں نہ ہوتا۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ فامطرنا فصلی بنا النبی ﷺ حتی رأیت اثر الطین والماء علی جبهة رسول الله ﷺ وارنبته۔

(بخاری صفحہ ۱۱۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۷۰)

لہٰذا اگر کوئی آدمی سجدہ میں ناک کو زمین پر نہیں لگاتا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

روایت کے الفاظ ہیں۔

قال النبی ﷺ لاصلوٰۃ لمن لا یمس انفه الارض مایمس الجبین۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴)

نیز سجدہ میں بازو زمین پر بچھے ہوئے نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے اس پر بڑے غصے کا اظہار فرمایا ہے۔ فرمایا۔ ولا یبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۳، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۶۷،

Marfat.com

(ابن ماجہ صفحہ ۶۴، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۰)

یعنی تم میں سے کوئی شخص سجدے میں کتے کی طرح بازو زمین پر نہ بچھائے۔ (فلا یفترش یدیه افتراش الکلب) اور بازوؤں کو پہلوؤں سے بھی جدا رکھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ان رسول الله ﷺ کان اذا سجد فرج یدیه عن ابطیه . وتجاف عن ضبعیک فانک اذا فعلت ذالک سجد کل عضو معک منک ۔

(صحیح ابن خزیمہ جلد ا صفحہ ۳۲۳، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۰۷، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۶، مشکوٰۃ صفحہ ۲۵، مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۴، مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۲۲۷)

بلکہ مرد کے تمام اعضاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانے چاہییں۔یعنی کہنیاں زمین پر نہ لگی ہوں۔روایت کے الفاظ ہیں۔وارفع مرفقیک۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۴)

اور بازو پہلوؤں سے جدا ہوں۔پیٹ رانوں سے لگا ہوا نہ ہو۔(واذا سجد فرج بین فخذیه غیر حامل بطنه علی شیئی من فخذیه) رانیں پنڈلیوں سے لگی ہوئی نہ ہوں۔اور ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں بھی سیدھی قبلہ رخ ہوں۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ واستقبل باطراف اصابع رجلیه القبلة ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۴)

البتہ اگر بھیڑ زیادہ ہو اور جگہ تنگ ہو۔ (فلیسجده علی ظهر اخیه)

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۶۵)

تو اپنے سے اگلے نمازی کی پشت پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے۔

Marfat.com

عورت کے سجدہ کی کیفیت

لیکن عورت کے لئے حضور ﷺ کا حکم یہ ہے کہ وہ سجدہ میں پشت کو بلند نہ کرے اور سمٹ کر زمین کے ساتھ لگ کر سجدہ کرے (یعنی مرد کے برخلاف اس کی پنڈلیاں رانوں سے اور رانیں پیٹ سے اور بازو پہلوؤں سے لگے ہوئے ہوں)۔

حدیث شریف میں ہے۔ **ان رسول الله ﷺ مر علی امرأتین تصلیان . فقال ﷺ اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأة لیست فی ذالک کالرجل۔**

(مراسیل ابی داؤد صفحہ ۸)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا گزر دو عورتوں کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کو زمین کے ساتھ لگا کر سجدہ کیا کرو، کیونکہ اس معاملہ میں عورت کے لئے مرد کی طرح (سجدہ میں پشت کو بلند کرنے) کا حکم نہیں ہے۔

نیز علامہ عبدالحی لکھنوی نقل فرماتے ہیں۔ **اخرج البیھقی مرفوعا اذاسجدت المرأة الصقت بطنها بفخذیها کا سترمایکون لها۔**

(عمدة الرعایہ جلد اصفحہ ۱۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۲۷۰)

نیز روایات کے الفاظ ہیں۔ **عن ابن عباس انه سئل عن صلوة المرأة فقال تجتمع وتحتفر. عن ابراهیم قال اذا سجدت المرأة فلتضم فخذیها ولتضع بطنها علیها. عن مجاهد انه کان یکره ان یضع الرجل بطنه**

Marfat.com

علی فخذیه اذا سجد کما تصنع المرأة . عن الحسن قال المرأة تضطم فی السجود. عن ابراهیم قال اذا سجدت المرأة فلتذق بطنها بفخذیها ولا ترفع عجیزتها ولا تجافی کما یجا فی الرجل ۔وغیرہ۔

اور پاؤں سیدھے کھڑے ہوں۔جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن عائشة ... فوقعت یدی علی بطن قدمه وهو فی المسجد وهما منصوبتان ۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۲، نسائی جلد ا صفحہ ۱۶۶، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۷)

نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے۔کہ ہاتھوں کا بھی اسی طرح سجدہ ہوتا ہے۔جس طرح کہ چہرے کا سجدہ ہوتا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ان الیدین تسجدان کما یسجد الوجه. فاذا وضع احدکم وجهه فلیضع یدیه ۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۳۰)

بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا۔کہ ساتوں اعضاء کا بھی سجدہ ہوتا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔اذا سجد العبد سجد معه سبعة آراب (ای الاعضاء) وجهه ، وکفاه ، ورکبتاه و قدماه۔

(ابن ماجہ صفحہ ۶۴)

لہٰذا لازمی ہے۔کہ سجدہ میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ ہی ہوں۔کیونکہ سجدہ تو قبلہ رخ ہوکر ہی کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

معراج مومن

ویسے تو تمام نماز ہی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

لیکن فرمان خداوندی واسجد واقترب۔ (علق ۱۹)

اور فرمان نبوی ﷺ۔اقرب مایکون العبد من ربه وهو ساجد۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۷)

کے مطابق سجدہ میں انسان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔

انسان کی معراج یہی ہے۔کہ اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔اور سجدہ میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔لہٰذا ایک مومن کی معراج یہی ہے۔کہ اس کا سر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا ہوا ہو۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سر نیاز جھکا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اسے مخلوق کے سامنے جھکنے سے محفوظ فرما دیتا ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بہر حال حالت سجدہ میں اطمینان کے ساتھ ٹھہر کر کم از کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلی (پاک ہے میرا رب جو بڑی بلند شان کا مالک ہے) کہا جائے گا۔

(ابن ماجہ صفحہ ۶۴،نسائی جلد اصفحہ ۱۶۰،ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۷،ترمذی جلد اصفحہ ۳۵)

حضور ﷺ کا آگے کی طرح پیچھے بھی دیکھنا

رکوع اور سجدہ اطمینان سے اور صحیح طریقہ سے کرنا چاہیے۔جناب رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے صحابہ کوفرمایا تھا۔واللہ مایخفی علی خشو عکم ولا رکو عکم انی لاراکم من وراء ظھری۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۰۰)

خدا کی قسم تمہارے رکوع (اور تمہارے سجدے) اور تمہارا خشوع۔ مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔ میں (جس طرح آگے دیکھتا ہوں اسی طرح) پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

سبحان اللہ واللہ اکبر

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ جو شخص رکوع اور سجدہ کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کرتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

لا تجزی صلوٰۃ الرجل حتی یقیم ظھرہ فی الرکوع والسجود۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۴، ترمذی جلد اصفحہ ۳۶، نسائی جلد اصفحہ ۱۶۷، ابن ماجہ صفحہ ۶۳)

اسی لیے ایک آدمی نے نماز پڑھی اور اس میں رکوع اور سجدہ کو صحیح طریقہ سے ادا نہ کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔

(بخاری صفحہ ۱۰۵، ۱۰۹، مسلم جلد اصفحہ ۱۷۰، ترمذی جلد اصفحہ ۴۰، ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۴، نسائی جلد اصفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۷۵، دارمی صفحہ ۱۵۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵، ۱۲۲ وغیرہ)

سب سے برا چور

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سب سے برا چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے۔ عرض کی گئی آقا ﷺ نماز کی چوری سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو

Marfat.com

شخص رکوع اور سجدہ کو صحیح طریقہ سے ادا نہیں کرتا وہ نماز کا چور ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ اسوء الناس سرقة الذی یسرق من صلوٰة . قالوا یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و کیف یسرق من صلوته. قال لایتم رکوعها ولا سجودها ۔

(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۷۵، مسند امام احمد، جلد ۵ صفحہ ۱۰۸)

امام سے سبقت نہ کرو

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا تبادر و الامام .

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۷)

نیز فرمایا۔ فان الامام یرکع قبلکم ویرفع قبلکم۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۴)

فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود ولا بالقیام ولا بالا نصراف۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰)

یعنی امام سے پہلے کوئی کام بھی نہ کرو۔ امام پہلے رکوع میں جائے۔ پھر تم رکوع میں جاؤ اور امام پہلے سر اٹھائے۔ تم بعد میں اٹھاؤ۔ بلکہ ایک جگہ تو آپ ﷺ نے یہاں تک فرما دیا کہ امام سے پہلے سر اٹھانے والے کو ڈرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سا نہ بنا دیں۔ نعوذ بالله من ذالک۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ اما یخشی الذی یرفع رأسه قبل الامام ان یحول الله رأسه رأس حمار ۔

Marfat.com

(بخاری صفحہ ۹۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۹۱، ابن ماجہ صفحہ ۶۹)

جلسہ کا بیان

اطمینان سے سجدہ میں کم از کم تین بار تسبیح پڑھ لینے کے بعد (اگر امام ہے تو کچھ زیادہ پڑھ لے تاکہ مقتدی آسانی سے کم از کم تین بار تو پڑھ لیں) اللہ اکبر کہتے ہوئے پہلے پیشانی۔ پھر ناک اور پھر ہاتھ اٹھا کر بالکل صحیح بیٹھ جائیں۔

جیسا کہ حضور ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

وكان يفرش رجله اليسرى و ينصب رجله اليمنى۔

یعنی آپ ﷺ دایاں پاؤں کھڑا کر کے اور بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھتے تھے۔

اور کم از کم ایک تسبیح کی مقدار بیٹھ کر پھر دوسرے سجدے کے لئے جھکیں۔ بلکہ بہتر ہے کہ حضور ﷺ کی سنت مقدسہ کے مطابق دونوں سجدوں کے درمیان کوئی منسون دعا بھی پڑھ لیں۔ یا کم از کم دو بار رب اغفرلی (اے اللہ میری غلطیاں معاف فرما دے) پڑھ لیں۔

(نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲، دارمی صفحہ ۲۴۶)

دونوں سجدوں کے درمیان کچھ پڑھنے سے اطمینان سے بیٹھنا بھی نصیب ہو جائے گا۔

اور دوسرا سجدہ بھی پہلے سجدہ ہی کی طرح نہایت اطمینان اور تسلی سے تمام شرائط مذکورہ بالا پورے کرتے ہوئے ادا کریں۔

جلسۂ استراحت نہ کریں

اور پھر دوسرے سجدے سے اٹھتے ہوئے بھی۔ اگر کوئی شرعی عذر نہیں ہے تو پہلے دونوں

Marfat.com

ہاتھ اٹھائیں۔ پھر دونوں گھٹنے اٹھائیں اور اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ کی سنت مقدسہ ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **واذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه۔**

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۲۹، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۶۷، ابن ماجہ صفحہ ۶۱، نسائی جلد ا صفحہ ۱۶۵ وغیرہ)

بعض لوگ دونوں سجدوں سے اٹھ کر ایک بار صحیح طور پر بیٹھ جاتے ہیں۔ یعنی جلسۂ استراحت کرتے ہیں۔ پھر کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔

اس مسئلہ کے بارے میں چند صحیح، صریح اور مرفوع احادیث ملاحظہ فرمائیں

حضور ﷺ کا طریقہ مبارکہ

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ **ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تستوى وتطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تستوى قائما۔**

(بخاری صفحہ ۱۰۵، ۱۰۹، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۴۰، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۲۴، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۷۵، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۲، دارمی صفحہ ۱۵۸ وغیرہ)

یعنی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ پھر تو اطمینان کے ساتھ سجدہ کر۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا۔ حتی کہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے۔ پھر اطمینان کے ساتھ دوسرا سجدہ کر۔ پھر

Marfat.com

دوسرے سجدے سے سر اٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا۔

☆ نیز جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا اپنا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔

کان النبی ﷺ ینھض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیہ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے بعد قدموں کے پنجوں کے بل اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ یعنی دونوں سجدوں کے بعد ایک بار کچھ دیر بیٹھ کر پھر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ سجدے سے اٹھ کر پنجوں کے بل ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام ترمذی کا تبصرہ

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ حدیث ابی ھریرۃ .علیہ العمل عند اھل العلم .یختارون ان ینھض الرجل فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیہ ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸)

یعنی۔ اکثر اہل علم کا جناب ابو ہریرہ کی اسی روایت پر عمل ہے۔ اس لئے انہوں نے اسی بات کو اختیار فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں قدموں کے پنجوں کے بل ہی اٹھ کر کھڑا ہو جائے۔ (اور جلسہ استراحت نہ کرے)۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بے احتیاطی سے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا۔ اذا قمت الی الصلوٰۃ ... ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوی قائما۔

Marfat.com

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۵، ۱۰۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۰، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۷۵، دارمی صفحہ ۱۵۸، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۵، احکام الاحکام صفحہ ۷۳، سنن صغری بیہقی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، مصنف ابن شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۲، شعار الاصحاب الحدیث، حاکم صفحہ ۴۵، شرح مشکل الآثار جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۶، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۴۰، طبرانی کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۶، التمہید ابن عبدالبر جلد ۹ صفحہ ۱۸۳، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

☆ جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

کان النبی ﷺ ینھض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه ـ

(جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، شرح السنہ بغوی جلد ۳ صفحہ ۱۲۶، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴، طبرانی اوسط جلد ۳ صفحہ ۳۲۰، کامل ابن عدی جلد ۳ صفحہ ۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے پنجوں کے بل اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے (اور جلسۂ استراحت نہیں فرمایا کرتے تھے)

امام ترمذی کا تبصرہ

اس حدیث کے تحت امام ترمذی فرماتے ہیں۔ علیه العمل عند اهل العلم. یختارون ان ینھض الرجل فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه۔

(جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

Marfat.com

یعنی اہل علم کا اسی طریقہ پر ہی عمل ہے کہ وہ نماز میں اپنے قدموں کے اگلے حصے یعنی پنجوں پر زور دے کر ہی اٹھتے ہیں (اور جلسہ استراحت نہیں کرتے)

جناب ابو مالک اشعری کی گواہی

☆ جناب ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے زن و مرد اور بچوں کو جمع کیا اور فرمایا آؤ میں تمہیں جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ سکھاؤں۔

چنانچہ۔ **ثم کبر فسجد ثم کبر فانتهض قائما۔**

(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۴۳، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

تکبیر کہی۔ اور سجدہ کیا۔ پھر آپ نے تکبیر کہی اور دوسرے سجدے سے سر اٹھایا اور سیدھے کھڑے ہو گئے۔ (یعنی جلسہ استراحت نہ کیا)۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو فرمایا۔ یہ ہے جناب رسول اللہ ﷺ کی وہ نماز جو آپ ﷺ نے ہمیں پڑھائی تھی۔

☆ محدث نیموی فرماتے ہیں۔ واسنادہ حسن۔ (آثار السنن صفحہ ۲۳۶)

یعنی اس روایت کی اسناد بھی حسن ہے۔

چند اور صحابہ کی گواہی

☆ جناب عباس بن سہل الساعدی فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی مجلس میں تھا۔ جس میں میرے والد ماجد (جناب سہل بن سعد الساعدی) جو کہ صحابی رسول ہیں وہ بھی موجود تھے۔ نیز اس مجلس میں جناب ابو ہریرہ، جناب ابو حمید الساعدی، جناب ابو اسید (اور دیگر کئی صحابہ) رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی موجود تھے۔ ان سب کے سامنے آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان فرمایا۔

Marfat.com

اس میں آپ نے یہ بھی بیان فرمایا۔ **ثم کبر فقام ولم یتورک۔**

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۰۷، آثار السنن صفحہ ۲۳۴،

شرح مشکل الآثار طحاوی جلد ۱۵ صفحہ ۳۵۲)

پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور سجدہ فرمایا۔ پھر تکبیر کہی اور سجدہ سے اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور آپ ﷺ دونوں سجدوں سے اٹھ کر بیٹھے نہیں۔ یعنی جلسۂ استراحت نہیں فرمایا۔

☆ محدث نیموی فرماتے ہیں۔ **واسنادہ صحیح۔** (آثار السنن صفحہ ۲۳۵)

یعنی اس روایت کی اسناد بھی صحیح ہیں۔

☆ جناب مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدوں کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرے۔ راویٔ حدیث جناب ایوب سختیانی (عظیم تابعی متوفی ۱۳۱ھ) فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرو بن سلمہ جیسی نماز پڑھی اور **کان یفعل شیأ لم ارھم یفعلونہ۔**

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۳)

☆ جناب عمرو بن سلمہ ایک ایسا کام کرتے تھے جو (۱۳۱ھ تک) میں نے کسی اور کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

معلوم ہوا کہ ۱۳۱ھ تک جلسہ استراحت کا کوئی رواج نہیں تھا۔

تمام صحابہ کرام کا طریقہ

☆ پانچ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کرنے والے عظیم تابعی۔ جناب امام

Marfat.com

شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ان عمر و علیا واصحاب رسول الله ﷺ کانوا ینهضون فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۴، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

کہ جناب عمر فاروق، جناب علی المرتضےٰ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے (تمام) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (کیونکہ آپ نے کسی صحابی کو بھی مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ بمطابق قاعدہ امام بخاری) نماز میں قدموں کے بل ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ یعنی صحابہ کرام جلسہ استراحت نہیں فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب یزید بن زیاد بھی بیان فرماتے ہیں۔

کان علی ینهض فی الصلوٰۃ علی صدور قدمیه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۴)

کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز میں پاؤں کے پنجوں کے بل ہی اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ (اور جلسۂ استراحت نہیں فرماتے تھے)

تو کیا صحابہ کرام بالخصوص جناب عمر فاروق اور جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز کے طریقہ سے ناواقف تھے۔ العیاذ بالله۔

☆ جناب نعمان بن ابی عیاش فرماتے ہیں۔ ادرکت غیر واحد من اصحاب النبی ﷺ فکان اذا رفع رأسه من السجدة فی اول رکعة والثالثة قام کما هو ولم یجلس۔

(الدرایہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، التمہید ابن عبد البر جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۴)

Marfat.com

کہ میں نے بہت سے صحابہ کرام کی زیارت کی ہے وہ تمام صحابہ کرام جب پہلی رکعت کے بعد۔ یا تیسری رکعت کے بعد اٹھتے تھے۔ تو بس سیدھے ہی کھڑے ہو جاتے تھے ۔سجدوں کے بعد اٹھ کر بیٹھتے نہیں تھے۔ یعنی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔

☆امام نیموی فرماتے ہیں۔ **واسناده حسن۔** (آثار السنن صفحہ ۲۳۶)

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

ينهض فی الصلوٰة علی صدور قدميه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۶۶، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۶، جوہر النقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۷۸، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۶، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵)

کہ آپ (دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے) نماز میں پاؤں کے بل ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ (یعنی جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے)۔

☆ جناب خثیمہ بن عبدالرحمان فرماتے ہیں۔

رأيت عبدالله بن عمر يقوم علی صدور قدميه ۔

(سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۶، جوہر النقی جلد ا صفحہ ۱۲۵)

میں نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ آپ (دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے اٹھتے وقت بیٹھا (جلسہ استراحت) نہیں کرتے تھے۔ بلکہ آپ قدموں کے پنجوں پر ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

☆ جناب عطیہ عوفی بیان فرماتے ہیں۔

Marfat.com

رأیت ابن عمر و ابن عباس و ابن زبیر و ابا سعید الخدری رضی الله عنهم یقومون علی صدور اقدامهم فی الصلوٰة ۔

(سنن الکبری بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۲۵)

کہ میں نے جناب عبداللہ بن عمر، جناب عبداللہ بن عباس، جناب عبداللہ بن زبیر اور جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم (جلیل القدر صحابہ کرام) کو دیکھا کہ آپ سب (دوسری اور چوتھی رکعت کو اٹھتے ہوئے) نماز میں پاؤں کے پنجوں ہی کے بل اٹھ کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ (یعنی آپ جلسۂ استراحت نہیں کیا کرتے تھے)۔

☆ جناب وہب بن کیسان بھی فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو سجدوں کے بعد پنجوں ہی کے بل اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ اذا سجد سجدة الثانية قام کما هو علی صدور قدميه۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۴) واسنادہ صحیح (آثار السنن صفحہ ۲۳۷)

ائمہ کرام کا فتوی

حضرت ابوزناد فرماتے ہیں سنت یہی ہے کہ سجدوں کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائیں اور جلسہ استراحت نہ کریں۔

(جوہر النقی جلد۲ صفحہ ۱۲۵)

امام مالک، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی (سنت مصطفیٰ اور سنت صحابہؓ وتابعین کے مطابق) یہی کہتے ہیں کہ سجدوں کے بعد جلسہ استراحت نہ کیا جائے۔ اور سیدھا کھڑے ہو جائیں

Marfat.com

نیز امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ **واکثر الاحادیث علی ھذا۔**

(جوہر النقی علی البیہقی جلد۲ صفحہ۱۲۵)

کہ زیادہ احادیث اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جلسہ استراحت نہ کیا جائے۔اور سجدوں کے بعد سیدھے اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔

اور نوادر الفقہاء میں ہے کہ امام شافعی کے سوا تمام فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ دوسری اور چوتھی رکعت کے لئے اٹھتے وقت ویسے ہی اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔اور جلسہ استراحت نہ کریں۔روایت کے الفاظ ہیں۔

اجمعوا انہ اذا رفع رأسہ من آخر سجدۃ من الرکعۃ الاولیٰ والثالثۃ نھض ولم یجلس الاالشافعی۔

(جوہر النقی جلد۲ صفحہ۱۲۵)

امام الوہابیہ کا اعتراف

مخالفین حضرات کے من بھاتے محدث۔ابن قیم الجوزی۔(جن سے مشکل وقت میں اہلحدیث محدثین مدد بھی مانگا کرتے ہیں۔دیکھو ہدیۃ المھدی صفحہ۲۳ وغیرہ) رقمطراز ہیں۔ابن عجلان کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ پاؤں کے پنجوں کے بل ہی اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔اور بہت سے صحابۂ کرام۔اور وہ شخصیات جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔ان میں سے جناب مالک بن حویرث اور جناب ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علاوہ کسی نے بھی جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں فرمایا۔(حضرت مالک بن حویرث کی روایت کے راوی نے خود

Marfat.com

ہی جلسہ استراحت کی نفی کر دی ہے۔ دیکھو بخاری جلد اصفحہ ۱۱۳)۔

اگر آپ ﷺ ہمیشہ جلسہ استراحت فرمایا کرتے تو تمام صحابہ کرام علیھم الرضوان آپ ﷺ کے اس طریقے کو نقل فرماتے۔ اور کبھی کبھار آپ ﷺ کا ایسا کرنا اس کا مسنون ہونا ثابت نہیں کرتا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ آپ ﷺ نے اس طریقہ کو ہمیشہ اپنایا ہوا تھا۔ اور اگر نبی اکرم ﷺ نے کبھی کسی مجبوری کی وجہ سے ایسا کیا ہو تو اس سے یہ طریقہ سنت نہیں بنتا۔ اور یہ اس مسئلہ یعنی جلسہ استراحت کے متعلق صحیح اور بہترین تحقیق ہے۔

(زاد المعاد جلد اصفحہ ۶۱)

امام طحاوی علیہ الرحمہ نے بھی شرح معانی الآثار میں ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔

علامہ ابن عبد البر کا فیصلہ

آپ جلسہ استراحت کے بارے میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ فقہاء کا فیصلہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سجدہ سے قیام کے لئے اٹھنے کے طریقہ میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ امام مالک، امام اوزاعی، امام سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا فرمان ہے کہ نمازی اپنے قدموں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور جلسۂ استراحت نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی طرح ہی مروی ہے۔ جناب نعمان بن عیاش نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے بے شمار صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو دیکھا کہ وہ اسی طرح ہی کیا کرتے تھے۔ ابو الزناد نے فرمایا کہ یہی طریقہ سنت ہے۔ اور یہی امام احمد

Marfat.com

بن حنبل، امام اسحاق بن راھویہ (امام بخاری کے استاذ) کا فرمان ہے۔امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اکثر احادیث اس پر ہی دلالت کرتی ہیں۔اور اثرم نے فرمایا کہ میں نے حضرت امام احمد بن حنبل کو دیکھا کہ وہ سجدہ کے بعد قدموں کے بل کھڑے ہوا کرتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، ابوسعید خدری، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔یہ تمام صحابہ بھی قدموں کے اگلے حصے پر زور دیتے ہوئے ہی کھڑے ہوا کرتے تھے۔اور جلسہ استراحت نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تابعین کرام کا طریقہ

جناب ابن عمیر، جناب ابراہیم نخعی، امام زہری اور جناب عبدالرحمان ابی لیلیٰ رحمہم اللہ بھی جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دو سجدوں کے بعد پنجوں ہی کے بل اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۴)

بہرحال جناب رسول اللہ ﷺ کا اپنا معمول (سنت) بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ بلا عذر۔جلسہ استراحت نہیں فرمایا کرتے تھے۔خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول بھی یہی تھا۔تابعین کرام علیہ الرحمہ اور سوائے امام شافعی کے تمام فقہاء کرام علیہ الرحمہ بھی جلسہ استراحت نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ دونوں سجدوں کے بعد سیدھے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

لہٰذا تندرست آدمی کے لئے سجدوں کے بعد اٹھنے کا سنت طریقہ تو یہی ہے کہ اٹھتے

Marfat.com

ہوئے ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سہارا نہ بنائے۔ بلکہ سجدے سے اٹھتے وقت۔ پہلے چہرہ پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے زمین سے اٹھائے۔ اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھ کر رانوں پر سہارا لیتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو جائے۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۲۲، ۱۳۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۷۷،

زادالمعاد جلد ۱ صفحہ ۶۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵)

ہاں اگر کوئی شخص بوڑھا یا بیمار ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ وہ پنجوں کے بل اٹھنے کے بجائے ہاتھوں کے سہارے سے بھی اٹھ سکتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵)

بغیر مجبوری کے ہاتھوں کے سہارے اٹھنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

ہر سجدہ فرض ہے

نیز یاد رہے کہ دونوں سجدے علیحدہ علیحدہ فرض ہیں۔ اگر ایک سجدہ بھی رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر غلطی سے ایک سجدہ رہ گیا۔ تو آئندہ کی رکعت میں تین سجدے کر لیں اور آخر میں سجدہ سہو کر لیں۔ سجدہ میں یہ احتیاط اور خیال رہے کہ اگر ایک سجدہ کر کے سیدھا نہ بیٹھیں۔ اور ذرا سا سر اٹھا کر پھر نیچے گر پڑیں تو وہ دوسرا سجدہ شمار نہیں ہوگا۔ اسی طرح رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا نہ ہوا جائے۔ بلکہ ذرا سا اٹھ کر نیچے گر جائیں۔ تو اس طرح قومہ۔ جو کہ واجبات نماز میں سے ہے۔ رہ جائے گا۔ اور نماز درست نہیں ہوگی۔ بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اس پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا۔اس شخص کی نماز ہی نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۳۶،ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۴،نسائی جلد اصفحہ ۱۵۸،ابن ماجہ صفحہ ۶۲)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف دیکھتا ہی نہیں جو رکوع اور سجدہ میں اپنی پشت کو سیدھا نہیں کرتا۔

(مسند امام احمد صفحہ ۴۵۸ وغیرہ)

جناب رسول اللہ ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۲۵،نسائی جلد اصفحہ ۱۶۷)

نیز دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) یہ بھی واجب ہے۔اور اگر قصداً واجب ترک کیا جائے گا تو بھی نماز درست نہیں ہوگی۔لہٰذا اگر خدا نماز کی توفیق دے تو پوری احتیاط،عاجزی اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کی جائے۔خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ آپ کی نماز۔خدا کی رحمت کی بجائے خدا کے غضب کا اور بجائے قرب کے دوری کا سبب بن جائے۔اور خدانخواستہ آپ ان لوگوں کی صف میں شامل ہو جائیں۔جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کی وعید ہے۔ **فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون ۔**

(سورت ماعون آیت ۴،۵)

یعنی بربادی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔

نعوذ بالله من ذالک ۔

آج کل کے کئی اپنے آپ کو بڑے متقی اور پرہیز گار سمجھنے والے۔اور کئی ''پیران طریقت'' کہلانے والے نماز اس طرح اور اتنی تیزی سے پڑھتے ہیں کہ یقین کے

Marfat.com

ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ ان کی یہ نماز قبول نہیں ہوگی۔ تو جب نماز ہی صحیح نہیں ہے تو پھر کیسی ولایت اور کیسی پیری۔

کئی حضرات سجدہ میں پاؤں زمین سے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ تو فرمان رسالت ﷺ "سجدہ سات اعضاء پر ہوتا ہے۔ (۱) چہرہ، (پیشانی بمعہ ناک) (۲،۳) دونوں ہاتھ (۴،۵) دونوں گھٹنے (۶،۷) دونوں پاؤں" کے مطابق اس کا سجدہ ادا نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر ایک پاؤں بھی مکمل طور پر زمین سے دوران سجدہ اٹھا رہا تو بھی سجدہ میں چھ اعضاء زمین پر لگیں گے۔ پھر بھی فرمان رسالت ﷺ کے مطابق اس کا سجدہ صحیح نہیں ہوگا۔ نیز اگر سجدہ میں انگلیاں قبلہ رخ یا پاؤں کھڑا نہیں ہوگا تو پھر بھی سجدہ درست نہیں ہوگا۔ احتیاط لازم ہے۔

دوسری رکعت کا بیان

جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوں تو اب ثناء (سبحانک اللھم و بحمدک ... الخ) نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کو الحمد شریف سے ہی شروع فرماتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان رسول الله ﷺ اذا انهض فی الرکعة الثانية استفتح القرائة بالحمد لله رب العالمين ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

البتہ اگر الحمد شریف شروع کرنے سے پہلے ہر نمازی آہستہ سے تعوذ اور تسمیہ پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ نئے سرے سے سورۃ شروع کرنے پر ہمیشہ ہی تعوذ اور

Marfat.com

تسمیہ پڑھنا معمول ہے۔ اور جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو۔ وہ قراءت نہیں کرے گا۔ بلکہ خاموش ہی کھڑا رہے گا۔ جیسا کہ اپنے مقام پر اس کا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ البتہ منفرد اور امام۔ الحمد شریف بھی پڑھیں گے اور ساتھ سورۃ بھی ملائیں گے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ پہلی اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ سورۃ بھی ملایا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الاولیین بام الکتاب و بسورتین ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۵ وغیرہ)

اسی طرح دوسری رکعت بھی پہلی رکعت ہی کی طرح پوری کریں گے۔ لیکن اب کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ پہلے اس کا مفصل بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص پہلی رکعتوں میں قراءۃ کرنا بھول جائے تو بعد والی رکعتوں میں قراءت کر لے۔ انشاء اللہ اس کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

امام ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ وہ سجدہ سہو بھی کر لے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)۔

قعدہ کا بیان

دونوں رکعتیں پوری ہو جانے کے بعد قعدہ (التحیات) میں بیٹھیں گے۔ اور دو سے زیادہ رکعتوں والی نماز ہو تو یہ قعدہ اولیٰ (پہلا التحیات) ہوگا (جو کہ واجب ہے) اور اگر دو رکعت والی نماز ہے تو یہ آخری التحیات (قعدہ اخیرہ) ہوگا (جو کہ فرض ہوتا ہے)۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ آپ ﷺ ہر دو رکعت پڑھنے کے

Marfat.com

بعد التحیات میں بیٹھا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

وکان رسول الله ﷺ یقول التحیات بین کل رکعتین۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۴، مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۲۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۹۶، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۴۵۹)

اور نسائی شریف میں منقول ہے۔ فی کل جلسة التحیات ... الخ

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۷۴)

امام بخاری کے استاذ الاستاذ امام عبدالرزاق اور امام محمد رحمہم اللہ نقل فرماتے ہیں۔

لا تجوزا لصلوٰة الا بتشهد۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۷۵)

یعنی ہر جلسہ میں التحیات پڑھنا لازم ہے۔ اور کسی بھی التحیات میں عبدہ ورسولہ تک (تشہد) پڑھے۔ بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔

جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعتوں کے بعد التحیات میں بیٹھنا بھول گئے اور سیدھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے پیچھے سے یاددہانی کے لئے تسبیح کہی۔ لیکن آپ واپس نہ آئے۔ اور نماز مکمل ہو جانے پر سجدہ سہو کیا۔ اور بعد میں فرمایا۔ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو ایسی حالت میں ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن الشعبی قال صلیت خلف المغیرة بن شعبة فقام فی الثانية فسبح الناس به فلم یجلس . فلما سلم واتفتل . سجد سجدتین وهو جالس . ثم قال هكذا رأیت رسول الله ﷺ صنع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۴)

Marfat.com

ایک مسئلہ

اگر تیسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہونے والا۔ ابھی سیدھا کھڑا نہیں ہوا اور اسے یاد آ گیا۔ یا یاد کرا دیا گیا۔ تو واپس آ جائے اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تو اب واپس نہ آئے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر آخری رکعت ہے اور بھول کر کھڑا ہو گیا۔ تو اگلی رکعت کے سجدہ میں جانے سے پہلے پہلے جب بھی یاد آ جائے۔ یا یاد کرا دیا جائے۔ تو واپس آ جائے۔ اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر اگلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو تمام نماز باطل ہو گئی۔ اب پوری نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

قعدہ میں کیسے بیٹھیں

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

انما سنة الصلوٰة ان تنصب رجلک الیمنی وتثنی الیسری۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، مؤطا امام مالک صفحہ ۳۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۵۸، آثار السنن صفحہ ۲۳۹، مؤطا امام محمد صفحہ ۴۴ وغیرہ)

یعنی (عذر شرعی کے علاوہ) نماز میں (التحیات میں بیٹھنے کا) سنت طریقہ یہی ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے۔ اور بائیں پاؤں کو بچھا دیا جائے۔ اور اس پر بیٹھا جائے۔

نیز واستقباله باصابعها القبلة۔ (نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۳)

اور چاہیے کہ اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ رخ رکھیں۔

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

وکان یفرش رجله الیسزی وینصب رجله الیمنی۔

Marfat.com

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ (ہر التحیات میں دایاں پاؤں کھڑا فرماتے تھے۔ اور بایاں پاؤں بچھا دیتے تھے۔

☆ جناب وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ فلما جلس يعنى للتشهد افترش رجله اليسرى ووضع يده اليسرى يعنى على فخذه اليسرى ونصب رجله اليمنى . قال ابو عيسى هذا حديث حسن صحيح والعمل عليه عند اكثر اهل العلم۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸، مسند امام اعظم صفحہ ۴۹، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۵۹، آثار السنن صفحہ ۲۳۹)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ جب التحیات کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے تھے۔ اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ لیتے تھے۔ اور دایاں پاؤں کھڑا فرما لیتے تھے۔

امام ترمذی کا تبصرہ

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اکثر اہل علم کا اسی پر ہی عمل ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھیں

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۵)

لہٰذا ہاتھ رانوں پر رکھیں یا گھٹنوں پر۔ دونوں طرح ہی جائز ہے۔

☆ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا۔

فاذا رفعت رأسک فاجلس علی فخذک الیسری ۔

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۱۲)

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ علی رجلک الیسری ۔

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۲۸۲)

پس جب تو سجدوں سے اٹھے تو (التحیات کیلئے) بائیں ران اور بائیں پاؤں پر بیٹھا کر

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان النبی ﷺ نہی عن الاقعاء والتورک فی الصلوٰۃ۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اقعاء (دونوں گھٹنے کھڑے کر کے سرین پر بیٹھنا) اور تورک (چوکڑی مار کر بیٹھنا یا دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر صرف سرین پر بیٹھ جانا) سے منع فرمایا۔

☆ جناب سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۸۶)

دونوں قعدے ایک جیسے

بعض حضرات یہ تخصیص کرتے ہیں کہ پہلے التحیات میں تو دایاں پاؤں کھڑا کیا جائے گا۔ اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھیں گے۔ لیکن آخری التحیات میں دونوں پاؤں باہر نکال کر سرین کے بل بیٹھیں گے (تورک) حالانکہ مندرجہ بالا احادیث

Marfat.com

مقدسہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر التحیات (قعدہ) میں بیٹھنے کا ایک ہی طریقہ ہے

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب التحیات میں بیٹھنے کا سنت طریقہ بیان فرمایا۔ تو آپ نے مطلق حکم بیان فرمایا۔ پہلے یا بعد والے التحیات کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

☆ ام المومنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب جناب رسول اللہ ﷺ کے التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ بیان فرمایا۔ تو قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔ بلکہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات کا ذکر فرمایا۔ یعنی سب قعدوں میں بیٹھنے کا ایک ہی طریقہ بیان فرمایا۔

☆ جناب وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کا التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے پہلے اور پچھلے قعدے کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

☆ حضرت رفاعہ بن رافع کی روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز کا طریقہ بیان فرماتے ہوئے جب التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ بیان فرمایا تو آپ نے پہلے یا بعد والے التحیات کا کوئی استثناء نہیں فرمایا۔

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے (بلا عذر شرعی) تورک۔ یعنی سرین کے بل بیٹھنے سے نماز میں مطلقاً منع فرمایا۔
اس میں آپ نے آخری التحیات کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔

☆ جناب سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں بھی تورک سے کلیتاً منع کیا گیا ہے۔ اس میں بھی قعدہ اخیرہ کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

لہٰذا التحیات پہلا ہو یا دوسرا۔ بیٹھنے کا طریقہ ایک ہی ہوگا۔ ہاں البتہ اگر کوئی عذر شرعی

Marfat.com

(بیماری وغیرہ) ہو تو پھر کوئی قاعدہ قانون نہیں۔ جس طرح بھی بیٹھا جا سکے اسی طرح ہی جائز ہے۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیماری کی وجہ سے۔ جو کڑی مار کر بیٹھا کرتے تھے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)

التحیات کے الفاظ

التحیات میں بیٹھ کر التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشھد ان لا اله الا الله و اشھدان محمدا عبده ورسوله۔ پڑھا جائے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۵، ۱۶۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۹، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، ابن ماجہ صفحہ ۶۴ وغیرہ)

نمازی کی دعا سے تمام مومن مستفیض

نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ فانکم اذا قلتموھا اصابت کل عبدالله صالح فی السماء والارض۔ (تقریباً تمام کتب احادیث)

یعنی جب نمازی التحیات پڑھتے ہوئے۔ وعلیٰ عبادالله الصالحین ۔ پڑھتا ہے تو زمین و آسمان میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے (زندہ یا فوت شدہ) نیک بندے ہیں ان سب کو اس کا سلام پہنچ جاتا ہے۔

اللہ اکبر۔ عقل مند غور کریں کئی مسائل حل ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

کتب احادیث میں اور بھی کئی الفاظ کے ساتھ تشہد مذکور ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والا تشہد ہی معروف ہے۔ لہٰذا اسی ایک پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ التحیات سے مراد۔ تمام قولی عبادتیں ہیں۔ والصلوات سے مراد تمام بدنی عبادتیں ہیں۔ والطیبات سے مراد تمام مالی عباوتیں ہیں۔ یعنی ہر طرح کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد۲ صفحہ ۴۵۷)

عورت کا التحیات میں بیٹھنے کا طریقہ

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو التحیات میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن ابن عمر انہ سئل کیف کن النساء یصلین علی عھد رسول اللہ ﷺ قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن ۔

(مسند امام اعظم صفحہ ۳۹)

تشہد میں رفع سبابہ

تشہد میں جب اشھد ان لا الہ الا اللہ کہیں تو اس وقت اپنے داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلیاں بند کر لی جائیں۔ بڑی یعنی درمیانی انگلی کا سرا انگوٹھے کے سرے پر رکھ کر حلقہ سا بنالیں۔ اور شہادت کی انگلی کو اوپر کی طرف اٹھا کر اس سے اشارہ کریں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قعد ... واشار باصبعہ السبابۃ ووضع ابھامہ

Marfat.com

علی اصبعہ الوسطی (وعقد ثلاثا و خمسین) ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۶، ابن ماجہ صفحہ ۶۵، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۱۵،
مؤطا امام مالک صفحہ ۱۷، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۰۸، سنن الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

انگلی میں تھوڑا سا خم ہونا چاہیے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ رافعہ السبابۃ . قدحنا ھا شیأ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۲، ابن خزیمہ حدیث ۷۱۶، ابن حبان حدیث ۱۹۹)

اور انگلی کو حرکت نہیں دینا چاہیے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

ان النبی ﷺ کان یشیر با صبعہ اذا دعا (اذا تشھد) ولا یحرکھا .

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۲)

اور دوران رفع سبابہ نگاہ اس انگلی پر رہنی چاہیے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ لا یجاوز بصرہ اشارتہ ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۸۷، مسند امام احمد جلد ۳
صفحہ ۴۶۶، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲ وغیرہ)

اور حدیث شریف سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ اس مقام پر انگلی اٹھانے سے مقصود تو توحید الٰہی ہی کا اظہار ہے۔ تاکہ زبان کا قول یعنی اقرار بالتوحید اور انگلی کے اشارے سے۔ اظہار توحید (قول وفعل) ایک دوسرے کے مؤید ہو جائیں

(مصفی شرح مؤطا امام مالک از شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جلد ۱ صفحہ ۱۱۶)

یہ ہی جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت مقدسہ ہے۔

Marfat.com

فرضوں کی تیسری رکعت

تیسری رکعت شروع کریں گے تو امام یا منفرد اگر فرض پڑھ رہے ہیں۔ تو اس میں ثناء اور تعوذ نہیں پڑھیں گے۔ اور بعد میں سورۃ بھی نہیں ملائیں گے۔ بلکہ صرف الحمد شریف پڑھ کر ہی رکوع میں چلے جائیں گے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ فرائض میں پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور سورۃ پڑھتے تھے۔ اور تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد شریف ہی پڑھا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **ان النبی ﷺ کان یقرء فی الرکعتین الاخریین بفاتحۃ الکتاب ۔**

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۷ وغیرہ)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد صفحہ ۹۶)

نفلوں کی تیسری رکعت

اور اگر نفل پڑھ رہے ہیں تو تیسری رکعت شروع کرتے وقت بھی ثناء پڑھنی چاہیے۔

(کبیری صفحہ ۳۳۲، درمختار صفحہ ۹۵)

نیز وتر، سنت موکدہ اور نوافل کی تمام رکعتوں میں الحمد شریف کے ساتھ سورۃ بھی ملائی جائے گی۔ (کبیری صفحہ ۳۳۳)

اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو کچھ بھی نہیں پڑھیں گے۔ بلکہ بالکل خاموش کھڑے رہیں گے۔ اس کا مفصل اور مدلل بیان پہلے گزر چکا ہے۔

Marfat.com

اس طرح تیسری رکعت کا رکوع اور سجود حسب سابق ادا کرنے کے بعد اگر تین رکعت کی نماز (مغرب وغیرہ) ہے تو اٹھ کر دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ کر دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھ کر نگاہ کو جھولی میں رکھتے ہوئے التحیات پڑھیں گے۔ اور اگر چار رکعات والی نماز ہے۔ اور کوئی عذر شرعی بھی نہیں ہے۔ تو رانوں پر ہاتھوں کا سہارا لے کر پنجوں کے بل اٹھ کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ اور تیسری رکعت ہی کی طرح چوتھی رکعت بھی پڑھیں۔ چوتھی رکعت میں بھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ صرف الحمد شریف ہی پڑھیں گے اور معروف طریقے سے رکوع اور سجدے ادا کریں گے۔

قعدہ اخیرہ

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو التحیات میں دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا کر۔ اس پر بیٹھیں گے۔ اور اگر کوئی عذر شرعی ہے تو پھر تورک یا جیسے بھی بیٹھا جا سکے بیٹھ جائیں۔ سب طرح جائز اور صحیح ہے۔ قعدہ اولی اور قعدہ اخیرہ کا ایک جیسا ہونے کا مفصل و مدلل بیان پہلے گزر چکا ہے۔

نماز میں سلام کی وضاحت

نماز میں دونوں قعدوں میں حضور نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے کا جو حکم ہے وہ صیغہ خطاب کے ساتھ مذکور ہے۔

یعنی السلام علیک ایھا النبی۔ اے (اللہ کے) نبی آپ ﷺ پر سلام ہو۔

Marfat.com

ایک دھوکے کا ازالہ

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ تشہد بطور حکایت پڑھا جاتا ہے۔ یعنی جو سلام نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات پڑھا تھا۔ وہ ہم بطور حکایت پڑھتے ہیں۔

تو عرض یہ ہے کہ جب سلام حکایت کے طور پر پڑھیں گے۔ تو پھر التحیات للہ والصلوات والطیبات بھی حکایتاً ہی پڑھا جائے گا۔ جو کہ صحیح نہیں ہے۔

تو جب خدا کی حمد وثناء نمازی اپنی طرف سے کر رہا ہو۔ اور حضور ﷺ پر سلام کے وقت یہ حکایت بن جائے۔ تو یہ عجیب تماشا بن جائے گا۔ اور آگے چل کر پھر نمازی السلام علینا و علی عباداللہ الصالحین . اشھدان لا الہ الااللہ و اشھدان محمد ا عبدہ ورسولہ۔ اپنی طرف سے شروع کردے گا۔ یہ کیا تماشہ ہے۔ کیا یہ ساری عبادت حکایت ہے یا صرف حضور ﷺ پر سلام ہی حکایت ہے۔ یقیناً ساری عبادت ہی حکایت ہے۔ لیکن ہمیں یہ تمام التحیات اپنی طرف سے ہی ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ہم تمام التحیات اپنی طرف سے ہی پڑھتے ہیں۔

نیز عجیب اتفاق ہے کہ جب مخالفین سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ آپ درود کے علاوہ سلام (جو کہ قرآنی حکم ہے) کس طرح اور کس وقت حضور ﷺ پر بھیجتے ہیں۔ تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ جی ہم نماز میں آپ ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں۔ تو ان جاہلوں سے کوئی پوچھے کہ جب آپ نے سلام بطور حکایت پڑھا ہے۔ تو آپ کی طرف سے تو یہ سلام ہوا ہی نہیں۔ آپ تو کسی کی بات کو بطور حکایت دھرا رہے ہیں۔ اگر واقعی آپ نماز میں اپنی طرف سے حضور ﷺ پر سلام بھیج رہے ہیں۔ تو آپ حضور ﷺ سے مخاطب بھی

Marfat.com

ہو رہے ہیں۔اور السلام علیک ایھا النبی کہہ کر اپنے مذہب کا خون بھی کر رہے ہیں۔طوالت سے بچنے کے باعث عقل والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ورنہ اس موضوع پر دلائل کے ساتھ بہت زیادہ صفحات بھی لکھے جا سکتے ہیں۔

قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود ابراہیمی بھی پڑھا جائے گا۔

درود ابراہیمی نماز کے لئے ہے

حدیث شریف میں ہے کہ بارگاہ نبوی میں عرض کی گئی۔ فکیف نصلی علیک اذا نحن صلینا علیک فی صلاتنا ۔آقا ہم نماز میں آپ پر کس طرح درود شریف پڑھا کریں۔تو آپ ﷺ نے درود ابراہیمی بیان فرمایا۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۴۷، ۳۸۵، دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۵۵، جلاء الافہام ابن قیم صفحہ ۵، ۱۷، ۲۸، ۲۷۴، ۲۸۵، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۹۹، مستدرک امام حاکم، بحوالہ حصن حصین صفحہ ۲۹۲، فضائل درود از مولوی زکریا سہارن پوری صفحہ ۴۲) باختلاف الفاظ۔ بخاری جلد ا صفحہ ۴۷۷، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۵، ابو داؤد جلد ا صفحہ ۱۴۸، ابن ماجہ صفحہ ۶۴، دارمی صفحہ ۳۵۶ وغیرہ)

ثابت ہوا کہ درود ابراہیمی حضور ﷺ نے نماز ہی کے لئے بیان فرمایا تھا۔اس لئے ہم نماز میں ہمیشہ درود ابراہیمی ہی پڑھتے ہیں۔ باقی آگے پیچھے وہ تمام درود شریف پڑھے جائیں گے جن میں درود اور سلام دونوں الفاظ موجود ہوں۔ تاکہ حکم قرآنی ”صلوا علیه وسلموا“ پر عمل ہو جائے۔کیونکہ درود ابراہیمی میں صرف صلاۃ ہے

Marfat.com

سلام نہیں ہے۔ فافهموا واعتبروا يا اولو الالباب والابصار

درود ابراہیمی کے مختلف الفاظ

درود ابراہیمی کے کئی مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ان میں سے جو بھی پڑھ لیا جائے جائز اور صحیح ہے۔زیادہ مشہور یہ الفاظ ہیں۔ اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد . اللهم بارك على محمد و على آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد۔

(حوالہ جات حوالہ مذکورہ بالا)

نیز ایک روایت میں۔علی ازواجه وذرياته کے الفاظ بھی مذکور ہیں۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۴۷۷، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۵، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۶۰، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۱، ابن ماجہ صفحہ ۶۵ وغیرہ)

اسی طرح ایک روایت میں۔ازواجه امهات المومنين ورذرياته و اهل بيته کے الفاظ بھی منقول ہیں۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۶۱)

درود شریف میں سیدنا کے الفاظ بھی پڑھے جائیں

جناب رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خود بھی "یٰسین" فرمایا ہے۔جس کا ترجمہ اکثر محدثین ومفسرین اور اکابرین اسلام نے "اے سید" اور "اے سردار" کیا ہے۔نیز حضور ﷺ نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے "انا سيد ولد آدم"

Marfat.com

(مشکوۃ صفحہ ۵۰۲، رواہ مسلم)

یعنی میں تمام اولاد آدم کا سردار اور آقاء و مولا ہوں۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہوئے جہاں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیا یا لکھا جائے تو ساتھ ''سیدنا'' کے الفاظ کا بھی اضافہ کرلیا جائے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ضرور خوش ہوں گے۔ اور یقیناً دین و دنیا و آخرت کی بہت زیادہ بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو حضور ﷺ کی اور زیادہ محبت و عقیدت عطا فرمائے۔ کیونکہ جتنی حضور ﷺ سے کسی کی محبت و اطاعت زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی اس کا اللہ کی بارگاہ میں مقام بلند ہوگا۔ زہے نصیب۔

درود شریف کے بعد دعا

درود شریف کے بعد دعا کرے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ثم لیتخیر من الدعاء اعجبه الیه فید عوا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۵، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۳، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۱ وغیرہ)

یعنی درود شریف کے بعد جو دعا وہ چاہے اس کو اختیار کرے۔ یہاں سے دعا کے طریقہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ جب بھی دعا کرنی ہو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو۔ پھر بارگاہِ نبوی ﷺ میں صلاۃ و سلام عرض کرو۔ پھر دعا مانگو۔ جیسا کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے سامنے میں نے نماز پڑھی۔ جب میں التحیات میں بیٹھا تو پہلے میں نے التحیات پڑھا پھر میں نے درود شریف پڑھا۔ پھر میں نے دعا

Marfat.com

مانگنی شروع کی۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اب جو چاہے مانگ۔ تجھے دیا جائے گا۔ (ترمذی جلد ا صفحہ ۷۶ وغیرہ)

سبحان اللہ و اکبر۔ چونکہ پہلے التحیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف بھی بیان کی جا چکی ہے۔ اور بارگاہِ رسالت میں ہدیہ صلاۃ وسلام بھی عرض کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اب جو بھی جائز دعا مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرمائے گا۔ قرآنی دعاؤں میں سے کوئی دعا مانگ لی جائے یا احادیث مقدسہ میں مذکور دعاؤں میں سے کوئی مانگ لی جائے جائز اور صحیح ہے۔ مثلاً رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا، ربنا اغفرلی والوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

(سورت ابراہیم آیت ۴۰۔۴۱)

☆ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

(سورت بقرہ آیت ۲۰۱)

☆ اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرة من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۷)

آج کل اکثر امت محمدیہ کا معمول پہلی دعاء قرآنیہ۔ رب اجعلنی ... الخ ہے۔ اور فرمان مصطفیٰ ﷺ ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۲، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۳۷۹)

یعنی جس بات کو اکثر مسلمان اچھا سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس بات کو پسند فرماتا ہے۔ اور یہ قرآنی دعا جناب ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ اور ہے بھی بڑی جامع۔ کہ اس

Marfat.com

میں اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح کی بھی دعا ہے۔ نیز اپنی اور اپنے والدین کی بخشش بلکہ تمام مومنوں کے لئے بخشش کی دعا ہے۔ لہٰذا اگر اس دعاء قرآنی ہی کو پڑھ لیا جائے تو بھی بہتر ہے۔

دونوں طرف سلام پھیرنا

ادعیہ ماثورہ میں سے کوئی بھی دعا۔ یا کئی دعائیں (اگر اکیلے ہوں) پڑھ لینے کے بعد دونوں طرف۔ یعنی دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا جائے گا۔ اور سلام پھیرتے وقت جناب رسول اللہ ﷺ اسی طرح التحیات کی شکل میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ بھی اسی طرح رانوں پر ہی رکھے رہتے تھے۔ صرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے چہرۂ مبارک کو پہلے دائیں طرف پھیرتے۔ پھر بائیں طرف پھیرتے تھے اور نماز سے باہر آجاتے تھے۔ (خروج بصنعه)

سلام کے الفاظ مسنونہ

آپ ﷺ السلام علیکم ورحمته الله کہتے تھے۔ اور چہرۂ مبارک اتنا پھیرا کرتے تھے کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے گورے گورے رخساروں کو دیکھ لیا کرتے تھے

(مسلم جلد اصفحہ ۲۱۶، ابن ماجہ صفحہ ۶۶، نسائی جلد اصفحہ ۱۹۴، دارمی صفحہ ۱۶۱، ترمذی جلد اصفحہ ۳۹، ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۴۳)

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان بھی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ (کبھی) السلام علیکم ورحمته الله وبركاته بھی فرمادیا کرتے تھے۔

(ترمذی شریف جلد اصفحہ ۳۹)

Marfat.com

لہٰذا اگر ان الفاظ کا بھی اضافہ کر لیا جائے تو یہ بھی مسنون ہی ہے۔

اور بہتر ہے کہ امام سلام پھیرتے وقت اپنے مقتدیوں، کراما کاتبین اور دیگر موجود ملائکہ کی نیت کرے۔ اور مقتدی ساتھ والے نمازیوں اور ملائکہ کی۔ اور منفرد صرف ملائکہ اور رجال الغیب کی نیت کرے۔

یہ بھی خیال رہے کہ امام سے پہلے سلام نہ پھیرا جائے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۷، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۵ وغیرہ)

اور مقتدی کے امام سے سبقت کرنے کے متعلق بہت سخت وعید مذکور ہے۔

امام کو چاہیے کہ وہ دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے یا دائیں یا کبھی بائیں طرف منہ کر کے بیٹھ جائے۔

کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۷ وغیرہ)

اکثر آپ ﷺ نماز کے بعد دائیں طرف ہی چہرہ مبارک فرماتے تھے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۴۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۹۰ وغیرہ)

لیکن آپ ﷺ کبھی کبھی بائیں طرف بھی چہرہ مبارک پھیر لیتے تھے۔ اس لیے صحابہ کرام صرف دائیں طرف ہی پھرنا صحیح سمجھنے کو شیطانی خیال سمجھتے تھے۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۸، ابن ماجہ صفحہ ۶۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۴۹ وغیرہ)

نماز کے فوراً بعد ذکر کرنا

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو پہلے آپ ﷺ تین مرتبہ (تعلیم امت کی خاطر) استغفار فرماتے تھے۔

(مسلم جلد اصفحہ ۲۱۸، ابوداؤد جلد اصفحہ ۲۱۲، ترمذی جلد اصفحہ ۴۰،

ابن ماجہ صفحہ ۶۷، نسائی جلد اصفحہ ۱۹۶ وغیرہ)

پھر جناب رسول اللہ ﷺ۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ. لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر . اللھم لا مانع لما اعطیت. ولا معطی لما منعت .ولاینفع ذالجد منک الجد۔ پڑھا کرتے تھے۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۱۷، مسلم جلد اصفحہ ۲۱۸، نسائی جلد اصفحہ ۱۹۷،

ترمذی جلد اصفحہ ۳۹، ابوداؤد جلد اصفحہ ۲۱۱ وغیرہ)

جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ تہلیل (لا الہ الا اللہ .. الخ) پڑھا کرتے تھے۔

(نسائی جلد اصفحہ ۱۹۷)۔

فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

جناب ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من قرأ آیۃ الکرسی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الاالموت۔

(نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۱۰۰، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۴۸

طبرانی کبیر آثار السنن جلد اصفحہ ۱۲۶، ابن حبان وغیرہ)

Marfat.com

یعنی جو شخص تمام فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھا کرے گا۔ انشاء اللہ عزوجل وعلا۔ وہ مرنے کے ساتھ ہی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ **کان فی ذمة الله الی الصلوٰة الاخری** اور وہ آئندہ کی نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔

نماز کے فوراً بعد ذکر بالجہر

اور جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ **کان رسول الله ﷺ اذا سلم من صلوته یقول بصوته الا علی لا اله الا الله .. الخ ۔**

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۸۰)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد (تین مرتبہ) بلند آواز سے مذکورہ بالا کلمے کا ذکر کیا کرتے تھے۔

اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۶، مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۶۴، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۳۶۷)

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا یہ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں بھی ہوتا تھا۔ نیز آپ فرماتے ہیں۔ **کنت اعلم اذا انصرفوا بذالک اذا سمعته**

(بخاری صفحہ ۱۱۶، مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۴۴)

یعنی (میں اپنے گھر میں ہوتا تھا) میں جب لوگوں کا بلند آواز سے ذکر سنتا تھا تو مجھے پتہ

Marfat.com

چل جاتا تھا کہ جماعت ہوگئی ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام جناب رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں بھی جماعت کے بعد اتنی بلند آواز سے ذکر کیا کرتے تھے کہ مسجد کے نزدیک والے مکانوں میں بھی اس کی آواز سنی جاتی تھی۔ اللہ اکبر۔ لہٰذا جماعت کے بعد تین مرتبہ استغفار کر کے پھر تین مرتبہ مذکورہ کلمات تہلیل ادا کیے جائیں۔ آواز کو حالات کے مطابق بلند یا آہستہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ آواز کو بلند کرنا فرض، واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف جائز اور مباح ہے۔ ورنہ قرآن وحدیث کی روشنی میں آہستہ اور دل میں ذکر کرنا ہی افضل اور اولیٰ ہے۔ اور اگر کسی کو مذکورہ کلمات ماثورہ یاد نہ ہوں تو بہتر ہے انہیں یاد کیا جائے۔ اور تب تک کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کا ذکر کر لیا جائے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے بھی افضل الذکر فرمایا ہے۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ۱۷۴، ابن ماجہ صفحہ۲۷۸)

تسبیح فاطمی

اگر تو سنن ونوافل باقی ہیں تو دعا مانگ کر کھڑے ہو جائیں اور نماز مکمل کریں اور پھر اس کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا جائے۔

(مسلم جلد۱ صفحہ۲۱۹)

ان تسبیحات کے بعد ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ. لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر پڑھ لیا جائے۔ اور پھر دعا

Marfat.com

مانگیں۔تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادیں گے۔اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۹)

اور اگر ایسی نماز ہو جس کے بعد نوافل وغیرہ نہیں ہیں۔مثلاً فجر کی نماز،تو پھر اسی وقت ہی کلمہ شریف کے ذکر کے بعد تسبیحات پڑھ کر دعا مانگ لی جائے۔

ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا

فرض نماز کے بعد ضرور دعا مانگیں۔کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا تھا

ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوت المکتوبات،

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۸، وقال ھذا حدیث حسن، آثار السنن صفحہ ۲۴۸، نسائی کبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۵۳، حدیث نمبر ۹۹۳۶، عمل الیوم واللیلہ صفحہ ۱۸۶، حدیث نمبر ۱۰۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۴۲۴، حدیث ۳۹۴۸)

آقا۔کون سی دعا بارگاہ ایزدی میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔رات کے آخری حصہ میں کی گئی دعا۔اور فرض نمازوں کے بعد کی گئی دعا۔اللہ تعالیٰ کے حضور بہت جلد قبول ہوتی ہے۔

ایک دھوکے کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی اس حدیث میں جو''دبر''۔کے الفاظ آئے ہیں اس سے نماز کے بعد کی دعا نہیں بلکہ اس سے نماز کی آخری دعا مراد ہے۔تو جناب سنئے۔

محدث اہل حدیث مولوی عبدالرحمان مبارک پوری بھی لکھتے ہیں۔

Marfat.com

لاریب فی ثبوت الدعاء بعد الانصراف من الصلوٰۃ المکتوبۃ عن رسول الله ﷺ ۔

(تحفۃ الاحوذی جلد۲ صفحہ۱۶۹)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے فرض نمازوں کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے۔

یہ دھوکا باز حضرات اپنے محدث کے ''بعد الانصراف من الصلوٰۃ المکتوبۃ'' کے الفاظ پر غور کریں۔

☆ ایک اور اہل حدیث محقق حکیم عبدالرحمان عثمانی لکھتے ہیں۔لفظ دبر سے مراد نماز کے اختتام پر دعا کرنا ہی صحیح ہے نہ کہ نماز کے اندر سلام سے پہلے حالت تشہد میں۔اور ویسے بھی یہ بات سمجھ آتی ہے کہ تشہد میں تو فقط عربی میں وہ مخصوص ماثور دعائیں جو قرآن وحدیث میں مذکور ہیں۔کی جا سکتی ہیں۔اور ہر انسان اپنی گذارش صحیح تو اپنی زبان میں ہی پیش کر سکتا ہے۔اور اس کے لئے بہترین وقت اور طریقہ۔نماز کے بعد سلام پھیر کر ہی ہے (فرض نماز کے بعد دعا کی اہمیت صفحہ ۳۸)

☆ ایک اور اہلحدیث محقق لکھتے ہیں۔فرضوں کے بعد کے لئے لفظ ''دبر'' استعمال کیا گیا ہے۔۔۔۔اس کا معنی نماز کے بعد کا ہی صحیح ہے۔کیونکہ مشکوۃ شریف کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں ایک ہی حدیث کو۔اذا سلم من صلاته . اور فی دبر کل صلوٰۃ مکتوبۃ۔کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔گویا۔ دبر الصلوٰۃ۔نماز کے سلام کے بعد کے وقت کو کہا جاتا ہے۔

(روح عبادت صفحہ ۱۵)

Marfat.com

☆ نیز ارشاد خداوندی ہے۔"فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب"۔

(سورت انشراح آیت نمبر ۸۔۷)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ جب آپ (فرض) نماز سے فارغ ہوں۔تو دعا میں کوشش کیا کریں۔اور اپنے رب کی طرف رغبت کریں۔

اس آیت سے بھی صاف صاف معلوم ہو گیا۔کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر اسی وقت، اور اسی جگہ عاجزی اور تضرع سے اللہ کے حضور سچے دل سے دعا کرنا چاہیے۔

☆ امام بیضاوی اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب بالدعاء۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۸۰۳ مطبوعہ بیروت)

یعنی جب تو نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کے فوراً بعد دعا کرنے میں کوشش کر۔

☆ امام یحییٰ بن زیاد الفراء علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اذا فرغت من صلاتک فانصب الی ربک فی الدعاء وارغب۔

(تفسیر معانی القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)

☆ امام عبدالرزاق صنعانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عن قتادة . قال اذا فرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

(تفسیر عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۴۳۹)

☆ جناب امام علی بن محمد الماوردی علیہ الرحمہ نے بھی ایک قول یہ نقل فرمایا ہے۔

فاذا فرغت من صلاتک فانصب فی دعائک۔

(النکت والعیون جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

Marfat.com

☆ ایک روایت میں جناب قتادہ سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

فاذا فرغت من العبادة . فانصب فی الدعاء۔

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز صفحہ ۱۹۸۹ از امام عبدالحق بن عطیہ اندلسی)

☆ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس . فاذا فرغت من صلاتک فاجتهد فی الدعاء۔

(تفسیر مدارک التنزیل)

☆ علامہ علی بن محمد الخازن شافعی بھی جناب ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں۔

اذا فرغت من الصلوٰۃ المکتوبة فانصب الی ربک فی الدعاء۔

(تفسیر لباب التاویل)

☆ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ فرض نمازوں کے فورا بعد دعا میں کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ الفاظ قرآنیہ سے یہی مستفاد ہو رہا ہے۔ کہ ایک عبادت کو دوسری کے ساتھ ملا دے۔ ان کو علیحدہ علیحدہ نہ کرے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳۲ صفحہ ۷)

عبارت اس طرح ہے۔ قال قتادة و ضحاک و مقاتل اذا فرغت من الصلوٰۃ المکتوبة ان یواصل بین بعض العبادات وبعض ، وان لا یخلی وقتا من اوقاته منها. فاذا فرغ من عبادة اتبعها باخری۔

☆ امام آلوسی بھی نقل فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس انه قال ای اذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب فی الدعاء۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

Marfat.com

☆ حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس فاذا فرغت فانصب یعنی فی الدعاء۔

(تفسیر ابن کثیر جلد۴ صفحہ ۶۸۰ مطبوعہ کویت)

☆ امام قرطبی نقل فرماتے ہیں۔قال ابن عباس وقتادة فاذا فرغت من صلاتک فانصب . ای بالغ فی الدعا ء وسله حاجتک۔

(تفسیر قرطبی جلد۲۰ صفحہ ۱۰۸، مطبوعہ بیروت)

☆ معروف ومعتمد درسی کتاب تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فاذا فرغت من الصلوٰة فانصب .اتعب فی الدعاء والی رب فارغب۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۲، مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

☆ مذکورہ بالا عبارت کے حاشیہ میں ہے۔

اتعب فی الدعاء . فان الدعا ء بعد الصلوٰة مستجابة کذاهو المأثور عن ابن عباس وقتاده والضحاک ومقاتل۔

(حاشیہ نمبر ۲۴، تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۲)

☆ امام احمد بن محمد الصاوی مالکی فرماتے ہیں۔

الی ربک فارغب. ای اجعل رغبتک الی ربک الذی احسن الیک بفضائل النعم فی جمیع احوالک۔

(تفسیر صاوی علی الجلالین جلد۴ صفحہ ۳۱۴)

☆ مفسر قرآن علامہ محمود زمخشری بھی نقل فرماتے ہیں۔

وعن ابن عباس. فاذا فرغت من صلاتک فاجتهد فی الدعا۔

Marfat.com

(تفسیر کشاف جلد۴ صفحہ ۲۹۷، تفسیر ابی سعود جلد ۶ صفحہ ۴۴۴)

☆ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس کی طرف سے ہدیۃ شائع ہونے والا۔ مولانا محمد جونا گڑھی اہلحدیث کے ترجمے اور مولانا صلاح الدین یوسف اہلحدیث کے تفسیری حواشی والے قرآن پاک میں اس آیت کے تحت لکھا گیا۔

فاذا فرغت۔ یعنی نماز سے (یا تبلیغ سے یا جہاد سے) تو دعا میں محنت کر۔

(مترجم اردو قرآن مجید صفحہ ۱۷۲۹ مطبوعہ سعودی عرب)

☆ نیز جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

اذا فرغت من الصلاة المكتوبة فانصب (الى ربك) فى الدعاء۔

(تنویر المقیاس علی درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۲۱،
تفسیر حدائق الروح والریحان جلد ۳۲، صفحہ ۱۱۶)

☆ امام ضحاک علیہ الرحمہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ فاذا فرغت. قال من الصلوٰة المكتوبة. والى ربك فارغب فى المسألة و الدعاء۔

(تفسیر ضحاک جلد ۲ صفحہ ۹۷۷ مطبوعہ قاہرہ)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ الفاظ منقول ہیں۔

الى ربك فارغب. فارغب اليه فى دعاءك۔

(تفسیر ماوردی جلد ۶ صفحہ ۲۹۹)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

قال اذا فرغت من الصلاة فانصب فى الدعاء و اسأل الله و ارغب اليه۔

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

Marfat.com

☆ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔فاذا فرغت . قال من الصلوٰۃ المکتوبۃ. والی ربک فارغب . فی المسئلۃ والدعاء ۔

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب الی الدعاء والی ربک فارغب فی المسئلۃ

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

اذا فرغت من العبادۃ فانصب فی الدعاء ۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۸۲۶)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

یقول فی الدعاء . ویقول فاذا فرغت مما فرض علیک من الصلوٰۃ فاسأل اللہ وارغب الیہ وانصب لہ۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

☆ جناب قتادہ کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فاذا فرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء ۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

☆ جناب قتادہ علیہ الرحمہ کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

قال امرہ اذا فرغ من صلاتہ ان یبالغ فی دعاءہ ۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۲)

Marfat.com

☆ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فاذا فرغت من الصلوٰۃ المفروضۃ علیک فانصب فی الدعاء۔

(لطائف الارشاد۔ تفسیر قشیری جلد۳ صفحہ۴۳۳)

یعنی ہر فرض نماز سے فارغ ہو جانے کے فوراً بعد اللہ کے حضور دعا مانگ لینی چاہیے۔

تفسیر صحابی کا حکم شرعی

امام بخاری اور امام مسلم فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی جو تفسیر کسی صحابی سے منقول ہو۔ وہ مسند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔

(مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۲۳، جلد ۲ صفحہ ۲۰۵، معرفت علوم الحدیث صفحہ ۲۰، الاحادیث المختارہ از علامہ ضیاء الدین مقدسی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، الارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق نووی جلد ۱ صفحہ ۱۶۴، المقنع فی علوم الحدیث۔ ابن ملقن جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، المسودہ فی اصول الفقہ۔ ابن تیمیہ صفحہ ۲۶۹، مقدمہ ابن الصلاح مع التنقید والایضاح صفحہ ۷۰، فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث سخاوی جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، التبصرہ والتذکرہ۔ علامہ عراقی جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، توضیح الافکار۔ امیر یمانی جلد ۱ صفحہ ۲۸۱، ظفر الامانی شرح مختصر البرجانی عبدالحی لکھنوی صفحہ ۳۴۲)

اور امام حاکم کا اپنا فتوی بھی یہی ہے۔ (معرفت علوم الحدیث صفحہ ۲۰)

محدث ومفسر حافظ ابن کثیر بھی اسی بات کے قائل ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۲۳۳)

Marfat.com

حافظ ابن قیم بھی لکھتے ہیں کہ صحابی کی بیان کی ہوئی تفسیر حجت ہوتی ہے۔

(زاد المعاد جلد ا صفحہ ۵۲)

امام سیوطی بھی صحابہ کی تفسیر کو مرفوع حدیث کے حکم میں مانتے ہیں۔

(تدریب الراوی جلد ا صفحہ ۱۹۲)

علامہ جزائری بھی اسی اصول کو بیان فرماتے ہیں۔

(توجیہ النظر الی اصول الاثر صفحہ ۱۶۵)

محدث ومفسر اہل حدیث نواب صدیق حسن خاں بھی صحابہ کی بیان کی گئی تفسیر قرآنی کو مرفوع حدیث کے حکم میں تسلیم کرتے ہیں۔

(الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ صفحہ ۹۶)

تو مندرجہ بالا مذکورۃ الصدر آیہ کریمہ کی یہ تفسیر کہ "جب امام صاحب قراءت کر رہے ہوں تو مقتدی کے لئے لازم ہے کہ وہ خود خاموش رہے اور دھیان سے امام صاحب کی قراءت کو سنے" یہ بھی مرفوع حدیث کے حکم میں ہوگی۔ لہٰذا امام صاحب کے پیچھے قراءت نہ کرنا اس اصول کے مطابق صحیح، مرفوع اور مسند حدیث سے ثابت ہو گیا۔ اسی لیے جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضےٰ، جناب سیدنا عبداللہ بن عمر، جناب سیدنا جابر بن عبداللہ، جناب سیدنا زید بن ثابت، جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود، جناب سیدنا ابوداؤد اور جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اکابر صحابہ کرام۔ امام صاحب کے پیچھے قراءت کرنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں امام صاحب کے پیچھے

Marfat.com

سورۃ فاتحہ پڑھنے کا رواج نہیں تھا۔

(مصفیٰ شرح موطا جلد اصفحہ ۱۳۱، شرح مقنع جلد ۲ صفحہ ۱۱ وغیرہ)

جناب انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر عاجزی کے ساتھ یہ دعا مانگتا ہے۔ اللهم الهی و اله ابراهيم واسحاق و يعقوب واله جبريل و ميكائيكل واسرافيل اسئلک ان تستجيب دعوتي فاني مضطر و تعصمني فی دينیؒ. فانی مبتلی و تنالنی برحمتک .فانی مذنب و تنضی عنی الفقر فانی متمسكن ۔تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔

(عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی صفحہ ٦١)

دعا کے اول وآخر درود شریف

بہتر یہ ہے کہ دعا کے اول وآخر درود شریف پڑھ لیا جائے۔ کیونکہ درود شریف بھی دعا کی قبولیت کا بہترین ذریعہ ہے۔ محدثین کرام نے دعا کے آداب میں یہ بھی لکھا ہے کہ دعا سے پہلے درود شریف پڑھ لیا جائے۔

(حصن حصین صفحہ ۲۱)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے۔ ان الدعاء موقوف بين السماء والارض. لا يصعد منه شيئ حتى تصلى على نبيک صلى الله عليه وسلم۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۶۴، مشکوۃ صفحہ ۷۹)

Marfat.com

☆ نیز جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ یعنی۔ دعا زمین و آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے۔ اور وہ بارگاہ ربوبیت میں درجہ قبولیت حاصل کرنے کے لئے اس وقت تک پیش ہی نہیں ہوتی۔ جب تک کہ تم جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف عرض نہ کرو۔

دعا کا طریقہ

دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو اٹھا کر کندھوں کے برابر کر لیا جائے۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶ بحوالہ بیہقی)

اور کندھوں سے ہاتھوں کو بلند کرنا بدعت ہے۔

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۶۶، مشکوٰۃ ۱۹۶ وغیرہ)

اور دونوں ہاتھوں کو کھلا رکھا جائے۔ اور ہاتھوں کو پھیلایا جائے۔ اور ہاتھوں کی ہتھیلی کا رخ آسمان کی طرف رکھا جائے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۱۸، حدیث نمبر ۱۴۸۶، مشکوٰۃ ۱۸۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۷۵، مستدرک جلد ا صفحہ ۵۳۶)

اور نہایت عاجزی اور تضرع سے گڑ گڑا کر اللہ کے حضور دعا کی جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ بے توجہی اور مایوسی اور نا امیدی سے کی گئی دعا کبھی قبول نہیں ہوتی۔

اور دعا کے بعد آمین کہتے ہوئے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا جائے۔

(مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۲۲۱، حدیث نمبر ۱۴۹۲، جلد ۴ صفحہ ۵۶، حدیث نمبر ۱۶۶۷۹، طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۱، جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۳، تہذیب الکمال۔

Marfat.com

امام مزی جلد ۷ صفحہ ۷۷، مجمع الزوائد، امام ھیثمی جلد ۱۰ صفحہ ۱۶۸، فض الوعاء۔
امام سیوطی صفحہ ۹۳، کامل۔ ابن عدی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳، مستدرک امام حاکم جلد ۱
صفحہ ۵۳۶، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۸، حدیث نمبر ۱۴۸۶، مشکوۃ صفحہ ۱۸۵، مسند
فردوس۔ دیلمی جلد ۱ صفحہ ۲۲۱، الاحاد والمثانی۔ شیبانی جلد ۴ صفحہ ۴۱۰، حدیث
نمبر ۲۴۵۹، مسند الشامیین۔ طبرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳۲، حدیث نمبر ۱۶۳۹، مجم
الصحابہ۔ ابن قانع جلد ۳ صفحہ ۴۷، حدیث نمبر ۹۹۱، الاستیعاب۔ ابن عبدالبر
جلد ۳ صفحہ ۱۳۶۲، میزان الاعتدال۔ ذھبی جلد ۱ صفحہ ۴۰۴، تہذیب التھذیب
۔ ابن حجر جلد ۱۰ صفحہ ۲۳، تہذیب الکمال۔ مزی جلد ۲۷ صفحہ ۱۲۸، محدث البانی
نے اس کو صحیح کہا ہے، مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۳۱۹، علل ابن ابی حاتم جلد ۲ صفحہ
۳۵۱، فردوس الاخبار۔ دیلمی جلد ۲ صفحہ ۳۰۶، حدیث نمبر ۳۳۸۳، تذکرۃ
الحفاظ۔ ذھبی جلد ۲ صفحہ ۶۱۶، مصنف ابن شیبہ جلد ۷ صفحہ ۶۴، العلل ومعرفۃ
الرجال۔ احمد جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، الاستیعاب ابن عبدالبر جلد ۳ صفحہ ۹۸۳)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ایسا ہی منقول ہے۔

(حصن حصین صفحہ ۲۱ وغیرہ۔ بحوالہ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان
مستدرک، مسند امام احمد، مسلم، مصنف ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ وغیرہ)

☆ امام بخاری نے بھی۔ رفع الایدی فی الدعاء کے الفاظ کے ساتھ باب
باندھا ہے یعنی دعا میں ہاتھ اٹھانا۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

☆ نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

ان ربکم حيى كريم يستحيى من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرا

(بااختلاف الفاظ۔ ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹، حدیث نمبر ۱۴۸۸، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۵۳۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۴، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ وقال الحافظ فی الفتح سندہ جید، فتح الباری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۱، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۴۳۸، صحیح ابن حبان جلد ۳ صفحہ ۱۶۰، حدیث نمبر ۸۷۶م صفحہ ۱۶۳، حدیث نمبر ۸۸۰، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱۱، الاسماء والصفات بیہقی صفحہ ۹۰، طبرانی کبیر جلد ۶ صفحہ ۲۵۲، حدیث نمبر ۶۱۳۰، صفحہ ۲۵۴، حدیث نمبر ۶۱۴۲، صفحہ ۲۵۶، حدیث نمبر ۶۱۴۸، شرح السنہ بغوی جلد ۵ صفحہ ۱۸۵، حدیث نمبر ۱۳۸۵، مسند الشہاب۔ قضاعی جلد ۲ صفحہ ۱۲۵، حدیث نمبر ۱۱۱۱، ۱۱۱۰، امالیہ۔ محاملی صفحہ ۳۸۰، حدیث نمبر ۴۳۳، کتاب الذھد از ھناد بن السری جلد ۲ صفحہ ۶۲۹، حدیث نمبر ۱۳۶۱، کامل ابن عدی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، تاریخ بغدادی جلد ۷ صفحہ ۴۳۲، کتاب الدعا طبرانی جلد ۲ صفحہ ۸۷۷، مجمع الزوائد۔ امام ہیثمی جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹، ۱۶۹۔ نیز فرمایا کہ اس روایت کے تمام راوی صحیح بخاری والے ہیں۔ مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸، مسند ابویعلیٰ جلد ۷ صفحہ ۱۴۲، حدیث نمبر ۴۱۰۸، جلد ۳ صفحہ ۳۹۱، حدیث نمبر ۱۸۶۷، کامل ابن عدی جلد ۴ صفحہ ۶۱، جلد ۲ صفحہ ۱۵۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، حدیث نمبر ۳۲۵۰، جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳، امالیہ۔ ابن بشران صفحہ ۲۱۲، حدیث نمبر ۴۹۴، طبرانی اوسط جلد ۵ صفحہ ۳۱، حدیث نمبر ۴۵۹۱، فض الوعاء۔ امام سیوطی صفحہ ۶۹، دارقطنی، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۸۷، حدیث نمبر ۳۲۶۷)

☆ محدث اہلحدیث علامہ البانی نے بھی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ اور امام ذھبی نے بھی اس روایت کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

Marfat.com

یعنی بے شک تمہارا رب بڑا شرم رکھنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ وہ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ کوئی اس کا بندہ اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اور وہ اسے خالی لوٹا دے۔

لہٰذا۔ نماز کے بعد ضرور دعا کرنی چاہیے۔ اور سب کو مل کر دعا کرنی چاہیے۔ تمام احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کو بھی نماز کے بعد دعا کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اجتماعی دعا

☆ امام صرف اپنے لئے دعا نہ کرے۔ بلکہ جب جماعت کے بعد اجتماعی دعا کرنے لگیں تو جمع کے صیغوں کے ساتھ دعا کریں۔ تاکہ سب کے لئے دعا ہو جائے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اگر امام نے اجتماعی دعا میں صرف اپنے لیے دعا کی تو اس نے مقتدیوں سے خیانت کی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

لا یؤم قوما (عبد) فیخص نفسه بدعوة دونهم . فان فعل فقد خانهم ۔

(ابن ماجہ صفحہ ٦٦، ترمذی جلد اصفحہ ۴۷ وغیرہ)

☆ جناب سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ **قال رسول الله** ﷺ **مارفع قوم اکفهم الی الله عزوجل. یسألونه شیأ. الا کان حقا علی الله ان یضع فی ایدیهم الذی یسألوه ۔**

(طبرانی کبیر جلد ٦ صفحہ ۲۵۴، حدیث نمبر ٦١۴۲، مجمع الزوائد جلد ١٠ صفحہ ١٦٩)

وقال الهیشمی رواه الطبرانی ورجاله رجال الصحیح۔

Marfat.com

یعنی۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جوبھی قوم (مل کر۔اجتماعی طور پر) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ کے ذمہٗ کرم پر ہے کہ وہ لوگ جوبھی (جائز حاجت) اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرمادے۔

نیز جناب حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله ﷺ يقول لا يجتمع ملأ فيدعوا بعضهم ويؤمن سائرهم الا اجابهم الله. رجاله رجال الصحيح۔

(طبرانی کبیر جلد۴ صفحہ ۲۱، حدیث نمبر ۳۵۳۶، مستدرک امام حاکم جلد۳ صفحہ ۳۹۰، حدیث نمبر ۵۴۷۸، مجمع الزوائد ھیثمی جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۰، الترغیب والترھیب۔امام منذری جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، حدیث نمبر ۴۰۷، فتح الباری شرح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۰ وغیرہ)

یعنی۔کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔جب کوئی قوم جمع ہوکر (اجتماعی طور پر۔اکٹھے ہوکر) اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح دعا مانگتے ہیں کہ۔ان میں سے ایک شخص دعا کررہا ہو اور باقی لوگ اس کی دعا پر آمین کہہ رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کی اس اجتماعی دعا کو (ضرور) قبول فرمالیتا ہے۔

☆ بعض جاہل اس روایت کو مرسل کہہ کر انکار کرتے ہیں۔ان کے جواب میں ایک اہل حدیث محقق لکھتے ہیں۔ یہ حدیث اجتماعی دعا میں نص قطعی، واضح اور بالکل مبرہن ہے۔اس کی سند بھی بالکل صحیح ہے۔اگر حضرت حبیب بن مسلمہ صحابی ہیں۔تو یہ صورت مرفوع متصل اور قابل اعتبار ہے۔

(روح عبادت الدعا صفحہ ۶۲۔ازمولوی بشیر الرحمان سلفی)

Marfat.com

☆ غیر مقلدین کے معتبر و معتمد ''اخبار اہل حدیث'' دہلی جلد۴ شمارہ جلد۳ میں ایک سوال کا جواب دیا گیا۔سوال۔ بعد نماز فرض وسنت۔ ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب۔نماز فرض وسنت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں۔اس کے جواز پر قولی وفعلی اوراثری بہت سی دلیلیں ہیں اور عدم جواز پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

(بحوالہ فتاوی علماء اہل حدیث جلد۳ صفحہ۲۱۴،جلد۱۴،صفحہ۲۱۶)

بعد نماز دعا پر انہوں نے کافی دلائل بھی بیان کئے ہیں۔

☆ نیز محدث اہل حدیث مولوی نذیر احمد دہلوی بھی بیان کرتے ہیں۔

الجواب۔ ہاتھ اٹھا کر بعد نماز فرض کے دعا مانگنا درست ہے۔آگے دلائل پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔اس حدیث سے کہ بعد نماز فرض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا،قولا،فعلا آنحضرت ﷺ سے ثابت ہوا۔

(فتاوی نذیریہ جلد ا صفحہ ۵۹۴،صفحہ ۵۶۶ بحوالہ فتاوی علماء حدیث جلد۳ صفحہ ۲۱۸،۲۲۰)

سوال:۔ کیا صحابہ کرام نے بھی سلام پھیرنے کے بعد دعا مانگی ہے؟ جواب:۔ جب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔تو صحابہ کرام بھی اس پر عامل ہوں گے۔

(اخبار اہلحدیث دہلی یکم دسمبر 1953ء بحوالہ فتاوی علمائے حدیث نمبر۳ صفحہ ۲۱۷)

چیلنج

پوری کائنات کے۔ بعد نماز یا اجتماعی دعا کے منکروں کو چیلنج ہے کہ اس کی ممانعت پر پوری کائنات حدیث میں سے صرف اور صرف ایک ہی صحیح اور صریح حدیث پیش کر دیں اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔

Marfat.com

اور دعا کرنے کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کا یہی طریقہ مبارکہ تھا۔ اور آپ ﷺ صحابہ کرام کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ اذا دعوت اللہ فادع ببطون کفیک ... فاذا فرغت فامسح بھما وجھک۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰۷، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۴، مستدرک حاکم جلد ا صفحہ ۵۳۶)

امام الوہابیہ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس حدیث سے مراد وہ (اجتماعی) دعا ہے جس میں امام کے ساتھ مقتدی بھی دعا میں شامل ہوں۔

عبارت اس طرح ہے۔ ھذا لحدیث عندی فی الدعاء الذی یدعوبہ الامام لنفسہ وللمأمومین ویشترکون فیہ۔

(زادالمعاد جلد ا صفحہ ۶۷)

ویسے بھی کئی آیات اور احادیث سے مستفاد ہے کہ انفرادی دعا کے مقابلے میں اجتماعی یعنی مل کر دعا کرنا۔ زیادہ قبولیت کا باعث ہوتا ہے۔

فافھموا واعتبروا یا اولوا الالباب والابصار۔

جماعت اور اس کی فضیلت

قرآن مجید فرقان حمید میں بھی ارشاد خداوندی ہے۔ وارکعوا مع الراکعین۔

(سورت بقرہ آیت ۴۳)

یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا یہی ہے کہ سوائے عذر شرعی کے ہر شخص جماعت کے ساتھ ہی نماز ادا کرے۔

Marfat.com

نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بندہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کل قیامت کو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اطاعت گزاروں میں محشور ہو۔ تو اسے چاہیے کہ وہ نمازیں ایسی مسجدوں میں ادا کرے جن میں اذان دی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی (حضرت محمد ﷺ) کو ہدایت والی شریعت عطا فرمائی ہے۔ اور جماعت میں حاضری بھی ہدایت والے طریقوں میں سے ہی ہے۔ اور اگر تم فلاں شخص کی طرح اپنے اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھنا شروع کر دو گے تو تم نے اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم نے اپنے نبی کے طریقے کو چھوڑ دیا۔ تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو بندہ اچھی طرح طہارت (اور وضو) کر کے (باجماعت) نماز ادا کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر قدم پر اسے ایک نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور ہر ہر قدم پر اس کا ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۵۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

صحابہ کرام کا معمول

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ظاہری میں تو ہم میں سے صرف وہی شخص جماعت سے پیچھے رہتا تھا جو کہ کھلا ہوا منافق ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بعض بیمار لوگ تو (جماعت کے شوق میں) دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لے کر بھی مسجد میں آجاتے تھے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۲ وغیرہ)

Marfat.com

خود حضور ﷺ بھی آخری ایام میں اسی طرح مسجد میں تشریف لائے تھے (بخاری، مسلم) اسی لئے قدموں ہی کی مناسبت سے آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ نماز کے لئے وہ بندہ زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہے جو زیادہ دور سے چل کر مسجد میں آتا ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ وغیرہ)

چھوٹی مسجد میں جماعت کا ثواب

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جماعت کے ساتھ (محلّہ کی غیر جامع مسجد میں۔ ابن ماجہ) نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) گنا زیادہ ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ وغیرہ)

جامع مسجد میں جماعت کا ثواب

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جامع مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ پانچ سو (۵۰۰) نمازوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

(ابن ماجہ وغیرہ)

بغیر عذر شرعی گھر پر نماز پڑھنے پر حضور ﷺ کی ناراضگی

جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور میں کچھ لوگوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیاں جمع کر کے لائیں۔ پھر ان کو لے کر ایسے لوگوں

Marfat.com

کے گھروں میں جاؤں جو جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے (یعنی بغیر عذر شرعی کے گھر پر نماز پڑھتے ہیں) تو میں ان لوگوں سمیت ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۹۰، مسلم جلد ا صفحہ ۲۳۲ وغیرہ)

نعوذ باللہ من ذالک۔ اندازہ فرمائیں کہ بغیر جماعت کے۔ بلاعذر شرعی اپنے گھروں میں نماز پڑھنے والوں پر حضور ﷺ اتنا ناراض ہورہے ہیں۔ تو معاذ اللہ جو لوگ سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں۔ ان پر اللہ اور اس کے رسول کا کتنا غضب ہوگا۔

فافھموا واعتبروا یا اولوا الالباب

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بندہ نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے۔ وہ جب تک جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نماز ہی کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

"من جلس مجلسا ینتظر الصلوٰۃ فھو فی صلوٰۃ حتی یصلی"

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۲، رواہ مالک، ابن ماجہ صفحہ ۵۸، ابوداؤد والترمذی والنسائی)

نیز فرمایا۔ والملائکۃ یصلون علی احدکم مادام فی مجلسہ الذی صلی فیہ. یقولون اللھم اغفرلہ. اللھم ارحمہ، اللھم تب علیہ ما لم یحدث فیہ مالم یود فیہ۔

(ابن ماجہ صفحہ ۵۸)

یعنی جب تک نمازی باوضو اپنی نماز والی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

صفوں کی درستگی

جناب رسول اللہ ﷺ اس وقت تک جماعت شروع نہیں فرماتے تھے۔ جب تک کہ صفوں کو بالکل سیدھا اور درست نہیں فرما لیتے تھے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ وغیرہ)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ لتسون صفوفکم اولیخالفن اللہ بین وجوھکم

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۳)

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ استوو اولا تختلفوا افتختلف قلوبکم۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

یعنی لوگو اپنی صفیں سیدھی رکھا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل بھی ایک دوسرے کے مخالف کردے گا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔

رصوا صفوفکم وقاربوا بینھما وحاذوا بالاعناق ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۹۷)

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں۔ اقیموا الصفوف و حاذوا بین المناکب ۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۹۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ وغیرہ)

یعنی لوگو نماز میں اپنی صفوں کو باہم ملا کر کھڑے ہوا کرو۔ اور آپس میں بالکل قریب قریب ہو کر کھڑا ہوا کرو۔ اور اپنی گردنوں کو ایک سیدھ میں رکھا کرو۔ اور کندھوں کو بھی بالکل برابر رکھا کرو۔

اکیلا آدمی امام کے کس طرف کھڑا ہو

Marfat.com

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو میں آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۰، مسلم جلد ا صفحہ ۲۶۱)

اس سے ثابت ہوا کہ جب امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو امام بائیں طرف کھڑا ہو گا اور مقتدی دائیں طرف کھڑا ہو گا۔

صف بندی کرنا

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اتمو الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۹۸)

لوگو۔ پہلے۔ پہلی صف کو مکمل کر لیا کرو۔ پھر دوسری کو پھر تیسری کو۔۔۔ علی ھذا القیاس ۔تا کہ اگر لوگ کم ہوں اور صف کے مکمل ہونے میں کچھ کمی رہ جائے تو وہ کمی آخری صف میں ہو۔

اگر جماعت کے ساتھ لڑکے بھی ہوں تو پہلی صفوں میں مردوں کو کھڑا کیا جائے۔ اور آخری صف میں لڑکوں کو کھڑا کیا جائے۔ صفوں کے درمیان میں بچوں کا کھڑا ہونا صحیح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

اقام الصلوٰۃ فصف الرجال و صف خلفھم الغلمان ثم صلی بھم ۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۹۹)

Marfat.com

امامت کا مستحق کون؟

بخاری شریف میں ہے۔ **اهل العلم و الفضل احق بالا مامة ۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۳)

یعنی اہل علم و فضل ہی امامت کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

یؤ القوم اقرء هم لکتاب الله . فان کانوا فی القراء ة سواء فاعلمهم بالسنة . فان کانوا فی السنة سواء فاقدمهم هجرة . فان کانوا فی الهجرة سواء . فاقدمهم سلما . وفی روایة مکان سلما سناولا یومن الرجل الرجل فی سلطانه ولا یقعد فی بیته علی تکرمته الا باذنه۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۶)

کسی بھی قوم کی امامت کا زیادہ حقدار وہ شخص ہے۔ جو ان میں سے قرآن زیادہ صحیح پڑھنے والا ہو۔ اور اگر قراءت قرآن میں سب ایک جیسے ہوں۔ تو پھر امامت کرائے وہ شخص جو سنت (شریعت) کا زیادہ جاننے والا ہو۔ اور اگر علم شریعت میں بھی سب ایک جیسے ہوں۔ تو پھر وہ شخص امامت کرائے جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں۔ تو پھر وہ شخص امامت کرائے۔ جس نے اسلام پہلے قبول کیا تھا۔ اور اگر اسلام لانے میں بھی سب برابر ہوں۔ تو پھر وہ شخص امامت کرائے۔ جو ان میں سے عمر میں بڑا ہو۔ اور کوئی شخص بھی کسی دوسرے شخص کی امامت کی جگہ پر جا کر اس جگہ کے مقرر امام کی اجازت کے بغیر وہاں جماعت نہ کرائے۔ اور نہ خود بخود ان کی کسی

Marfat.com

مخصوص ومعزز جگہ پر بیٹھے۔

اقرءھم کی وضاحت

واقراء ھم کان اعلمھم (ہدایہ) اور صحابہ کرام میں سے زیادہ قرآن کے جاننے والے وہی ہوتے تھے جو زیادہ دین کا علم جاننے والے ہوتے تھے۔ لہٰذا آج کل کے جاہل قاریوں پر یہ حکم منطبق نہیں کیا جائے گا۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ہمیں ایمان (علم دین اور ایمان کے ضروری مسائل) پہلے حاصل ہوتا تھا۔ اور (باقی) قرآن پاک ہم بعد میں سیکھتے تھے (کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔ **کنا اذا تعلمنا من النبی ﷺ عشر آیات من القرآن لم نتعلم من العشر التی نزلت بعد ھا حتی نعلم مافیہ۔**

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۳ صفحہ۱۲۰)

یعنی جب ہم حضور ﷺ سے دس آیات سیکھ لیتے۔ تو اس وقت تک ہم آگے اور نہیں پڑھتے تھے۔ جب تک کہ پہلی دس آیات کے متعلق تمام احکام معلوم نہ کر لیتے تھے۔

نیز جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ اور حضور ﷺ پر جب بھی کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی۔ تو ہم اس کے متعلق تمام حلال وحرام اور اوامر ونواہی اور وہ تمام باتیں سیکھ لیا کرتے تھے جو ضروری ہوتی تھیں۔

نیز آپ فرماتے ہیں۔ **لقد رأیت الیوم رجالا یؤتی احدھم القرآن قبل الایمان فیقرء ما بین فاتحتہ الی خاتمتہ .ما یدری ما آمرہ ولازا جرہ ولا ماینبغی ان یقف عندہ منہ فینشرہ نشر الدقل۔**

Marfat.com

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۳ صفحہ ۱۲۰)

اور آج میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہیں لیکن ایمان کا انہیں کچھ بھی علم نہیں ہوتا۔ وہ قرآن تو سارا پڑھ جاتے ہیں لیکن نہ اس کے اوامر ونواہی کو جانتے ہیں۔ اور نہ ہی اس کے متعلق ضروری احکام کو جانتے ہیں۔ اور قرآن پاک کی آیات کو پڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص خراب کھجوروں کو بکھیر رہا ہو۔

امام کیسا ہونا چاہیے

صحابیٔ رسول کی اس وضاحت سے صاحب ہدایہ علیہ الرحمہ کے فرمان کی تصدیق ہوگئی کہ آج۔ امامت کے لئے صرف حافظ یا قاری کو نہیں دیکھا جائے گا۔ بلکہ یہ بھی دیکھا جائے گا کہ یہ حافظ صاحب یا قاری صاحب دین کے ضروری مسائل سے کتنی واقفیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا امام۔ صاحب علم، صحیح العقیدہ اور متقی و پرہیز گار ہی کو بنایا جائے گا۔

امام شعائر اسلام کی تعظیم کرنے والا ہو

ایک روایت میں ہے۔ ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلة ورسول الله ﷺ ینظر فقال رسول الله ﷺ حین فرغ لا یصلی لکم فاراد بعد ذالک ان یصلی لهم فمنعوه واخبروه بقول رسول الله ﷺ فذکر ذالک لرسول الله ﷺ فقال نعم وحسبت انه قال انک آذیت الله ورسوله ﷺ۔ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۶۹)

یعنی ایک شخص ایک قوم کی امامت کراتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا۔ تو آپ ﷺ نے اس قوم کے

Marfat.com

لوگوں کو فرمایا۔ آئندہ یہ شخص تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ پھر جب وہ جماعت کرانے لگا تو لوگوں نے اسے منع کر دیا اور حضور ﷺ کا فرمان سنایا۔ وہ امام حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور اس بات کی تحقیق کرنا چاہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں میں نے ہی فرمایا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ غالبا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ تو نے (قبلہ کی طرف تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔

سب صحیح ہیں۔ کہنے والوں کو دعوت فکر

برادران اسلام۔ غور فرمائیں کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے۔ وہاں سے مکہ مکرمہ تقریباً ۲۵۰ میل دور ہے۔ اس شخص نے اتنی دور بیٹھے صرف بے احتیاطی سے۔ نہ کہ توہین کعبہ کی نیت سے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوک دیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس کو امامت سے ہٹا دیا۔ تو جو لوگ قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا، قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر لیٹنا، انبیاء و اولیاء، مقربین الٰہی کی توہین کرنا اور وہ بھی جان بوجھ کر۔ جائز سمجھتے ہوں۔ بلکہ اس کے جواز پر فتوے دیتے اور کتابیں لکھتے ہوں۔ وہ بدمذہب لوگ کب امامت کے اہل ہوتے ہیں۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور جو لوگ آپ ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ دوزخی کہتے ہیں۔ کیا اس سے اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا نہیں پہنچتی؟ ضرور پہنچتی ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو کسی عام شخص کو یہ کہہ کر دیکھ لیں کہ تیرے والدین تو پکے دوزخی ہیں۔ اگرچہ یہ بات صحیح بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس بات پر ہر شخص لڑنے مرنے پر تیار ہو جائے گا۔ تو کیا ایسے گندے عقائد رکھنے والے لوگ امامت کے لائق ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں

Marfat.com

۔تو خدارا اپنی نمازیں برباد نہ کریں اور نماز پڑھنے سے پہلے یہ تحقیق ضرور کرلیا کریں کہ آپ کس کے پیچھے نماز پڑھنے لگے ہیں۔

امام پر اکثر لوگ خوش ہوں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا تقبل صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۸۸، ابن ماجہ صفحہ ۶۸ وغیرہ)

یعنی اس شخص کی نماز قبول ہی نہیں ہوتی۔ جو کسی قوم کی امامت کرائے۔اور لوگ (اکثریت) اس کی امامت کو ناپسند کرتے ہوں۔

اگرچہ کوئی عذر شرعی نہ بھی ہو تو پھر بھی فتنہ ختم کرنے کے لئے ایسے حالات میں کنارہ کشی ہی باعث عزت ہوتی ہے۔ ملک خدا تنگ نیست۔

جماعت زیادہ لمبی نہ ہو

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کا امام بنے۔ تو جماعت ہلکی کرائے۔ کیونکہ جماعت میں بچے، بوڑھے، کمزور، مریض اور کام کاج والے بھی شامل ہوتے ہیں۔

اور جب کوئی اکیلا نماز پڑھے۔(فليطول ماشاء)۔تو پھر جتنی چاہے لمبی کرے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **فليخفف فان فيهم الصغير والكبير و النضعيف و المريض . فاذا صلى وحده فليصل كيف شاء (و ذالحاجة)** ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۹۷، مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۸، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۵۸، دارمی صفحہ ۳۲۲)

Marfat.com

نابالغ کے پیچھے نماز جائز نہیں

جناب عطاء بن ابی رباح، امام شعبی، امام مجاہد اور جناب ابراہیم نخعی علیہم الرحمہ فرماتے ہیں۔ لایؤم الغلام الذی لم یحتلم ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد اصفحہ ۳۴۹، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۳۹۸)

یعنی نابالغ لڑکے کے پیچھے (کوئی بھی) نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

فرض پڑھ چکے ہوں تو جماعت کے ساتھ نفل پڑھ لیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **اذا صلی احدکم فی رحلہ ثم ادرک الامام ولم یصل فلیصل معہ فانھا نافلۃ۔**

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۸۵، کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۴۷)

کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ لے۔ پھر دیکھے کہ ابھی جماعت نہیں ہوئی۔تو جماعت کے ساتھ نفل پڑھ لے (ظہر اور عشاء میں۔ کیونکہ فجر اور عصر کے بعد نفل جائز نہیں ہیں۔اور تین رکعت (مغرب) نفل ہوتے ہی نہیں ہیں)

عذر شرعی سے بیٹھ کر جماعت کرانا

جناب رسول اللہ ﷺ نے عذر شرعی کی بنا پر بیٹھ کر جماعت کروائی اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی۔

(بخاری جلد اصفحہ ۹۵، مسلم جلد اصفحہ ۱۷۹ وغیرہ)

مدرک رکوع، مدرک رکعت ہے

Marfat.com

اس مسئلہ پر پہلے بھی مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے تحت کافی تفصیلی اور مدلل گفتگو ہو چکی ہے۔ لہٰذا یہاں صرف موقع کی مناسبت سے ایک عبارت پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اذا ادرکت الامام راکعا فرکعت قبل ان یرفع فقد ادرکت۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۲۴۳، مسلم جلد ا صفحہ ۲۲ وغیرہ)

یعنی اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے پہلے مقتدی جماعت میں شامل ہو جائے۔ تو اس کی یہ رکعت شمار کی جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کی جماعت بھی جائز ہے

اگر چہ عورت پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، جمعہ اور عیدین کی نماز میں شامل ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ باپردہ طور پر جماعت، جمعہ یا عیدین کی نماز میں شامل ہونا چاہیں تو ہو سکتی ہیں۔ اور انشاء اللہ اس باجماعت نماز پر اللہ کے حضور سے وہ ثواب بھی پائیں گی۔ اسی طرح صرف عورتیں اگر خلوت میں مل کر آپس میں جماعت بھی کرا لیں، یا تراویح مل کر پڑھ لیں یا نماز تسبیح پڑھ لیں تو بھی بالکل جائز اور کار ثواب ہے۔ شرعاً اس پر ممانعت کی کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ ہاں البتہ اتنی بات ہے کہ جب کوئی عورت۔ عورتوں کی جماعت کرائے۔ تو وہ مردوں کی طرح آگے۔ علیحدہ مصلے پر کھڑی

Marfat.com

نہیں ہو گی۔ بلکہ ان کے درمیان میں ہی صف میں کھڑی ہو کر جماعت کروائے گی۔اکابر فقہائے احناف بلکہ خود جناب سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہم بھی عورتوں کی جماعت کے جواز کے قائل ہیں۔اوراس کی کراہت پر جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ان میں افضلیت کی نفی ہے جواز کی نہیں۔جب کہ اس کے اثبات میں حضور ﷺ کا فرمان عالیشان بھی موجود ہے۔اور صحابیات بلکہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کا تعامل بھی موجود ہے۔

☆ قرآن مجید فرقان حمید میں سیدہ مریم سلام اللہ علیھا کو ارشاد خداوندی کا ذکر ان الفاظ میں موجود ہے۔

یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین۔

(پارہ 3 آل عمران 3/43)

یعنی اے مریم اپنے رب کے حضور تابع فرمان بن کر رہ اور رکوع اور سجدہ (نماز) کیا کر نماز پڑھنے والوں (جماعت) کے ساتھ۔اس آیت میں صاف طور پر ایک عورت یعنی سیدہ مریم سلام اللہ علیھا کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم فرمایا جا رہا ہے۔ احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام سے بھی اس کا جواز ثابت ہے۔لیکن قرآن پاک کی 114 سورتوں، 6666 آیتوں، 30 پاروں، 549 رکوعوں، اور 323671 حروف میں سے ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جس سے مکمل پردہ داری کے ساتھ عورت کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا یا عورت کا عورتوں کو جماعت کرانا منع ثابت ہو سکے۔

Marfat.com

حضور ﷺ کے حکم سے عورتوں کی جماعت

محدثین کرام نے تو کتب حدیث میں ''امامة النساء'' کے باب باندھ کر اس کا جواز اور ثبوت بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ابوداؤد شریف، جو کہ صحاح ستہ میں سے حدیث کی ایک معتبر کتاب ہے۔ میں امام ابوداؤد علیہ الرحمہ، حضرت ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث عویمر انصاریہ، صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک طویل روایت بیان فرماتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

☆ فاستأذنت النبی صلی الله علیه وسلم ان تتخذ فی دارها مؤذنا فأذن لها۔

(ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۸۷، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، تعلیق المغنی علی الدارقطنی جلد ۱ صفحہ ۴۰۳)

آگے روایت کے الفاظ ہیں۔

☆ وجعل لها مؤذنا یؤذن لها وامرها ان تؤم اهل دارها. قال عبدالرحمن فانا رأیت مؤذنها شیخا کبیرا۔

(ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۸۷، الاصابہ فی تمیز الصحابہ و الاستیعاب فی اسماء الاصحاب جلد ۴ صفحہ ۵۰۴)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم اور اجازت سے حضرت ام ورقہ، شہیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر میں فرضوں کی جماعت کرایا کرتی تھیں۔ اور حضور ﷺ نے ایک بوڑھا صحابی آپ کے گھر میں مؤذن بھی مقرر فرما رکھا تھا۔

Marfat.com

اس حدیث کے حاشیہ میں ہے۔

☆ قال السندی و هذا لحدیث یدل علی جواز امامة المرأة للنساء ۔

(التعلیق المحمود حاشیہ ابوداؤد جلد ا صفحہ ۸۷)

یعنی اس حدیث سے عورتوں کی امامت (جماعت) کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ جائز ہے۔

بذل المجہود شرح ابوداؤد میں بھی ہے۔

☆ امر رسول الله ﷺ ام ورقة ان تؤم اهل دارها ای نساء ۔

یعنی آپ صرف عورتوں کو ہی جماعت کروایا کرتی تھیں۔

اس بات کا ذکر دار قطنی جلد ا صفحہ ۴۰۲ پر بھی ان الفاظ میں ہے۔

☆ عن ام ورقة کانت تؤم . ان رسول الله ﷺ اذن لها ان تؤم اهل دارها۔

اسی طرح تعلیق المغنی جلد ا صفحہ ۴۰۴ پر ہے۔

☆ وامران یؤذن لها یقام و تؤم اهل دارها فی الفرائض ۔

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات جماعت کرواتی ہیں

عورت امامت میں کہاں کھڑی ہو

نیز سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ اور مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۸۸ پر ہے۔

☆ عن حجیرة . قالت امتنا ام سلمة .قائمة وسط النساء ۔

نیز صفحہ ۸۹ پر ہے۔

☆ عن ام الحسن انها رأت ام سلمة زوج النبی ﷺ تؤم النساء

Marfat.com

وتقوم معهن فی صفهن۔

اور تعلیق المغنی جلد ا صفحہ ۴۰۵ پر ہے۔

☆ عن ام سلمة انها امتهن فقامت وسطا. ولفظ عبدالرزاق قالت امتنا ام سلمة فی صلاة العصر فقامت بیننا. وقال النودی سنده صحیح۔

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کو فرضوں کی جماعت کرایا کرتی تھیں اور آپ صف میں ہی عورتوں کے درمیان کھڑی ہوتی تھیں۔ اور امام نووی فرماتے ہیں اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔

نیز نصب الرایہ کے حاشیہ میں ہے کہ اس روایت کی سند سونے کی طرح ہے۔

(المصدر لسابق جلد ۲ صفحہ ۳۱)

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۸۹، مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۳۲۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ پر ہے۔

☆ عن عائشة انها كانت تؤم النساء و تقوم معهن فی الصف ۔

اور مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۴۰، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ پر ہے۔

☆ ان عائشة . انها كانت تؤذن وتقیم و تؤم النساء . وتقوم وسطهن

نیز صفحہ ۴۰۵ پر ہے۔

☆ عن ابن عباس قال تؤم المرأة النساء وتقوم وسطهن .قوله عن ریطة الحنفیة قالت امتنا عائشة وقامت بینهن فی صلوٰة مكتوبة .قال النووی فی الخلاصة سنده صحیح. واخرج الحاكم عن عطاء عنها كما تقدم. واخرج محمد بن الحسن فی كتابه الآثار۔ (صفحہ ۴۴)

Marfat.com

☆ ان عائشة كانت تؤم النساء فى شهر رمضان فتقوم وسطا. اخرجه ابن ابى شيبه وعبدالرزاق فى مصنفيهما والشافعى فى مسنده. وهذه الروايات كلها تدل على استحباب امامة المرأة للنساء فى الفرائض والنوفل .وهذا هوالحق. وبه يقول الشافعى والا وزاعى والثورى واحمد و ابو حنيفة وجماعة رحمهم الله تعالىٰ۔

(تعلیق المغنی جلد ا صفحہ ۵۳۶)

ائمہ کرام کا فیصلہ

یعنی زوجۃ الرسول ۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کو فرض نمازوں کی جماعت کرایا کرتی تھیں ۔اور آپ کی جماعت کے لئے اذان اور اقامت بھی کہی جاتی تھی ۔ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس روایت کو بیان فرمایا ہے۔

امام حاکم نے بھی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

اور امام محمد نے کتاب الآثار میں لکھا ہے۔ کہ آپ رمضان شریف میں بھی عورتوں کو (فرضوں یا تراویح کی) جماعت کروایا کرتی تھیں۔

امام نووی شارح مسلم شریف فرماتے ہیں۔اس روایت کی سند بھی صحیح ہے۔

امام زیلعی نے بھی اس روایت کی توثیق نقل فرمائی ہے۔

(نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ جلد ا صفحہ ۳۱)

اس طرح کی کئی روایات تحریر فرمانے کے بعد صاحب تعلیق المغنی فیصلہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

ان تمام روایات سے عورت کا عورتوں کو جماعت کرانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہونا ثابت ہوا۔ **(اور یہ حدیث قولی اور تقریری دونوں طریقوں سے ثابت ہے)** چاہے جماعت فرائض کی ہو یا نوافل کی۔ یہی بات صحیح ہے۔ امام شافعی، امام اوزاعی، امام ثوری، امام احمد، امام ابوحنیفہ اور محدثین کرام کی ایک جماعت کا یہی فتویٰ ہے۔ جناب سفیان ثوری۔ جناب امام براہیم نخعی اور جناب امام شعبی علیہم الرحمہ سے روایت فرماتے ہیں۔

☆ لابأس ان تصلی المرأة بالنساء فی رمضان تقوم فی وسطهن۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۴۰)

یعنی اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ عورت۔ عورتوں کو رمضان شریف میں (تراویح کی) جماعت کروائے اور خود ان کے درمیان کھڑی ہو۔

علامہ عبدالرحمان الجزائری علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

☆ یصح ان تکون المرأة اماما لأ مرأة مثلها باتفاق ثلاثة من الائمة وخالف المالکیة۔

(کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ جلد ۱ صفحہ ۴۰۹)

یعنی عورتوں کی امامت عورت کرائے تو یہ صحیح ہے۔ اور اس مسئلہ پر تین ائمہ (امام اعظم، امام شافعی اور امام امام احمد رحمھم اللہ) کا اتفاق ہے لیکن مالکیہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے۔ اس مسئلہ پر مزید اطمینان حاصل کرنے کے لئے اوپر لکھا گیا۔

تعلیق المغنی جلد ۱ صفحہ ۵۳۶ کا حوالہ ایک بار پھر پڑھ لیں۔

نیز علامہ زہیلی بھی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

☆ اما ان كان المقتدى نساء فلاتشترط الزكورة فى امامهن عندالجمهور فتصح امامة المرأة للنساء عندهم بدليل روى عن عائشة وام مسلمة رضى الله عنهما . ان المرأة تؤم النساء. وروى بدليل ماروى الدارقطنى عن ام ورقة . انه ﷺ اذن لها ان تؤم نساء دارها۔ (الفقہ الاسلامیۃ وادلتہ جلد اصفحہ ۱۷۵)

یعنی اگر نماز پڑھنے والی صرف عورتیں ہی ہوں تو پھر یہ کوئی ضروری نہیں کہ ان کا امام۔ مرد ہی ہو۔ کیونکہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ، ام المؤمنین سیدہ ام سلمۃ اور جنابہ شہیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنھم کی روایات کے مطابق جائز ہے کہ عورت ہی عورتوں کی جماعت کرادے۔

☆ علامہ مفتی مجاہد شہید لکھتے ہیں۔ اگر عورت حافظہ ہو اور اس کو کلام پاک تراویح میں سنائے بغیر یاد رکھنا ممکن نہ ہو تو قرآن پاک کو بھلانے کے گناہ سے بچنے کے لئے اگر بغیر کسی اعلان اور بلاوے کے۔ حافظہ عورت صرف گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے اور ایسی صورت میں حافظہ عورت۔ دوسری عورتوں کے درمیان کھڑی ہوگی۔

(احکام ومسائل صفحہ ۱۲۹)

عورت کی امامت جنازہ میں بلا کراہت جائز ہے

اسی طرح نماز جنازہ میں اگر کسی مقام پر صرف عورتیں ہی عورتیں ہوں۔ کوئی جماعت کرانے والا مرد موجود نہ ہو تو اس کے متعلق بھی فقہائے احناف کا متفقہ مؤقف ہے کہ

Marfat.com

وہاں عورت کی امامت بلا کر کراہت جائز ہے۔مثلاً شیخ محقق اکمل الدین بابرتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ان اما متھن فی صلوٰۃ الجنائز غیر مکروھۃ۔

(عنایہ شرح ھدایہ مع الشروح جلد ا صفحہ ۳۰۶)

اور امام کمال الدین المشھور ابن ھمام علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔

☆ واعلم ان جماعتھن لا تکرہ فی صلاۃ الجنازۃ۔

(فتح القدیر مع دیگر شروح جلد ا صفحہ ۲۰۶)

نیز امام احمد طحطاوی بھی فرماتے ہیں۔

☆ الاصلوٰۃ الجنازۃ فلا تکرہ جماعتھن فیھا۔

(طحطاوی علی المراقی صفحہ ۲۴۶)

نیز بحر الرائق جلد ا صفحہ ۳۵۱ پر بھی ہے۔

☆ جماعتھن فی صلاۃ الجنازۃ فانھا لا تکرہ۔

اور جو بعض حضرات ان روایات کو اوائل اسلام سے متعلق کر کے منسوخ قرار دیتے ہیں وہ بھی غلط ہے کیونکہ امام ابن ھمام فرماتے ہیں۔

☆ ھھنا بحث من اوجہ . الاول. ان النبی ﷺ اقام بمکۃ ثلاث عشرۃ سنۃ ثم تزوج عائشۃ بالمدینۃ فکیف یصح قولہ حمل فعلھا الجماعۃ علی ابتداء الاسلام۔

(فتح القدیر مع دیگر شروح جلد ا صفحہ ۳۰۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تیرہ (13) سال تک مکہ شریف میں (اعلان نبوت کے

Marfat.com

بعد) مقیم رہے۔ پھر آپ ﷺ مدینہ شریف تشریف لے گئے۔ اور ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے ۲ ھ میں ہوا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ عمل ابتدائے اسلام کا کیسے کہا جا سکتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔

☆ اذا كانت امامتهن مكروهة فكيف فعلت عائشة۔ (ایضاً)

یعنی اگر عورتوں کی جماعت مکروہ (تحریمہ) ہوئی تو ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کو (فرائض ونوافل) کی جماعت کیوں کرواتی رہیں نیز حضور ﷺ نے اس سے منع بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ ﷺ کا تو حکم اور اجازت موجود ہے۔

دلائل بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ كلها ينفي ثبوت النسخ۔

(فتح القدیر جلد ا صفحہ ۴۰۷)

یعنی یہ تمام دلائل عورتوں کی جماعت کے منسوخ ہونے کی نفی کرتے ہیں۔

☆ نیز درمختار جلد ا صفحہ ۵۶۵، ردالمحتار جلد ا صفحہ ۵۶۶، فتاوٰی عالمگیری جلد ا صفحہ ۸۵، البنایہ شرح ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۲، جوہرہ نیرہ جلد ا صفحہ ۷۱ وغیرھم کتب احناف میں یہ بھی ہے کہ اگر اس طرح عورت۔ عورتوں کی جماعت کرادے تو ان کی نماز ہو جائے گی۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اگر یہ فعل مکروہ تحریمہ ہوتا تو ترک واجب کی وجہ سے ان کی نماز درست نہیں ہونی چاہیے تھی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان روایات کے بعض راوی ضعیف ہیں۔ لہذا یہ روایات قابل حجت نہیں ہیں۔ اس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس روایت کو (بلا نکیر) امام ابوداؤد نے نقل کیا ہے۔ اور امام ابن خزیمہ نے بھی اسے صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

(بلوغ المرام صفحہ ۷۶)

علامہ عینی فرماتے ہیں۔امام مسلم نے بھی اس راوی سے روایت لی ہے۔اور یہ بات اس راوی کی ثقاہت وعدالت کے لئے کافی ہے۔امام ابن حبان نے بھی ان راویوں کو ثقات میں بیان کیا ہے۔لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔

(بنایہ شرح ہدایہ، مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۳۲۰)

محدث شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں۔ابن حبان نے ان دونوں راویوں کو ثقات میں بیان کیا ہے۔اور محدث عینی نے بھی شرح ہدایہ میں اس کی توثیق کی ہے۔لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی علی الدار قطنی جلد ا صفحہ ۵۳۵)

☆ نیز یاد رہے کہ جو کچھ احناف کی کتب میں منقول ہے وہ سب کچھ امام اعظم یا صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال و فتاوٰی ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں بہت سا صاحب کتاب کا اپنا اظہار خیال بھی ہوتا ہے۔جو کہ بلا دلیل حجت نہیں ہوتا۔اور بالفرض اگر کوئی روایت ضعیف بھی ہو تو باقی احادیث و آثار کی وجہ سے وہ روایت پھر قوی ہو جاتی ہے۔اور اگر کوئی ان روایات کو پھر بھی منسوخ کہتا ہے۔تو وہ ان روایات کا ناسخ بتائے۔ من الدعی فعلیہ البیان۔

ایک المیہ

اس گئے گزرے اور پرفتن دور میں اگر کوئی اللہ کی بندی کسی باپردہ جگہ پر۔باقی اللہ کی بندیوں کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت کرنا چاہتی ہے تو خدارا اسے کرنے دیں۔نہ منع

Marfat.com

کریں۔ جواز کے ثبوت تو کافی ہیں۔ جب کہ ممانعت کا صحیح اور صریح ثبوت ایک بھی نہیں ہے۔ ان احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ عورت کا عورتوں کو جماعت کرانا ۔جب کہ وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو۔ بالکل جائز اور مستحب ہے۔ بلکہ حضور ﷺ کے فرمان کے عین مطابق ہے۔

نوافل کی جماعت اور تداعی

باقی اگر کسی کو نوافل کی جماعت کا انکار ہو تو نماز استسقاء بھی تو نفل ہی ہے۔ نماز کسوف اور خسوف بھی تو نفل نمازیں ہی ہیں۔ یہ سب خود حضور ﷺ نے جماعت سے کروائی اور پڑھائی ہیں۔ اور اگر کسی کو نفل نماز کے لئے تداعی اور اعلان پر اعتراض ہو تو گذارش ہے کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نفل جماعت کے لئے ایک صحابی کو بھیج کر اعلان کروایا تھا۔ لہٰذا ایک نفل نماز کو دوسری نفل نمازوں پر قیاس کر کے ان احادیث و آثار کی روشنی میں تمام نفل نمازوں کی جماعت، نفل نمازوں کی جماعت کے لئے اعلان (تداعی) اور عورتوں کا آپس میں مل کر فرض، نفل یا تراویح کی جماعت کرا لینا بالکل جائز بلکہ مستحب ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے۔ یہ سنت صحابہ ہے اور معمول امت ہے۔

لہٰذا حدیث شریف۔ مار آه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن۔

(موطا امام محمد)

کے مطابق یہ کام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی محبوب و پسندیدہ ہے۔ ہاں پردہ کا اہتمام والتزام لازمی ہے۔ جناب اگر منع کرنا ہو تو غلط کاموں سے منع کیا جائے۔ اگر کوئی اللہ

Marfat.com

کی بندی اللہ کو یاد کرنا چاہتی ہے اور مل کر یاد کرنا چاہتی ہیں تو ان پر فتوے نہ لگائے جائیں۔ اور آیت۔ ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه۔ الخ کو ذہن میں رکھیں اور خدا سے ڈریں۔

فاعتبر وایا اولو الالباب والابصار .

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سترہ کا بیان

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اذا وضع احدکم بین یدیہ مثل موخرۃ الرحل فلیصل ولا یبال من مروراء ذالک۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۵)

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے اونٹ کے کجاوے کے پیچھے کے حصے والی لکڑی جتنی اونچی کوئی چیز رکھ لے۔ تو پھر اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اس کے آگے سے جو کچھ بھی گزرتا رہے۔

جب آپ ﷺ عید کی نماز کے لئے (کھلے میدان میں یا سفر میں) نکلتے تو نماز کے وقت آپ ﷺ حکم فرماتے۔ تو آپ ﷺ کے سامنے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا

(مسلم جلد ا صفحہ ۱۹۵ و غیرہ)

آپ ﷺ سترہ کو بالکل چہرہ کے سامنے نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ تھوڑا سا دائیں یا بائیں رکھتے تھے۔ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۰۰، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۴ وغیرہ)

اور سترہ نمازی کے سامنے بالکل قریب ہونا چاہیے۔

Marfat.com

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

سترہ کسی ٹھہرے ہوئے جانور وغیرہ کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ وغیرہ)

جماعت میں اگر امام کے سامنے سترہ ہو تو۔ امام کا سترہ ہی تمام مقتدیوں کیلئے کافی ہوگا

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۱۷)

مکہ شریف میں سترہ نہیں

عن طاؤوس . قال لا يقطع الصلوٰة بمكة شيئ . لا يضرك ان تمر المرأة بين يديك۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۳۵)

یعنی امام طاؤس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مکہ پاک میں سترہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہاں جو چاہے تیرے سامنے سے گزرتا رہے۔ تیری نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ البتہ اگر سامنے قبریں ہوں۔ جو نظر آ رہی ہوں۔ اور نزدیک بھی ہوں۔ اور نمازی اور قبر کے درمیان کوئی حجاب بھی نہ ہو۔ تو اب اگر وہاں جماعت کرائیں گے۔ تو ہر ایک نمازی کو اپنے سامنے سترہ رکھنا پڑے گا۔ سترہ کے لئے برچھی کے دستے جتنی موٹی لکڑی یا کوئی اور چیز۔ اور تقریباً ڈیڑھ دو فٹ تک اونچی چیز کافی ہے۔ جو چیز سامنے موجود رہے وہ سترہ کا کام دے سکتی ہے۔ چاہے آگے کوئی نمازی ہی ہو۔ نمازی کے آگے سے گزر جانا گناہ ہے۔ سامنے آ جانا، پھر واپس آ جانا، سامنے سے اٹھ جانا۔ یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔

Marfat.com

مثلاً چند آدمیوں کا وہاں سے گزرنا ضروری ہے تو ایک آدمی سامنے آ کر کھڑا ہو جائے اس کے آگے سے تمام لوگ گزر جائیں۔ پھر وہ شخص واپس پیچھے ہٹ جائے۔ پھر دوسری طرف سے ایک آدمی نمازی کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے۔ اس کے آگے سے یہ بھی گزر جائے۔ پھر وہ شخص واپس پیچھے ہٹ جائے۔

مسئلہ بلغار

یعنی جہاں دن رات کی مدت غیر معمولی ہو۔ وہاں نماز کیسے پڑھیں گے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ اربعین یوما . یوم کسنة .و یوم کشهر. و یوم کجمعة .وسائر ایامه کا یامکم .قال قلنا یا رسول الله ارء یت الیوم الذی کا لسنة اتکفینا فیه صلاة یوم قال ولکن اقدرو اله قدره ۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۱، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ وغیرہ)

یعنی دجال دنیا میں چالیس دن تک رہے گا۔ اس کا پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی سینتیس (۳۷) دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان غیر معمولی ایام میں ہمیں ایک دن میں پانچ نمازیں ہی پڑھنی ہوں گی۔

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں۔ بلکہ عام دنوں کے اندازے کے مطابق ان ایام میں بھی اتنے وقفے سے تمام نمازیں ادا کرنا ہوں گی۔

اور اسی طرح دنوں کے اندازے کے مطابق مہینہ مقرر کر کے رمضان شریف کے

Marfat.com

روزے بھی رکھنے ہوں گے۔ اور اسی اندازے کے مطابق سحری، افطاری اور حج وغیرہ اور دیگر ارکان اسلام بھی ادا کئے جائیں گے۔

اسی طرح جن علاقوں میں ایک لمبی مدت تک دن رہتا ہے یا رات رہتی ہے۔ وہاں بھی ان کے قریب ترین متمدن علاقے کے مطابق اندازہ کر کے نماز روزہ ادا کریں گے۔ بلکہ چاند، مشتری اور زہرہ وغیرہ پر۔ جہاں دن رات کا تصور ہی نہیں۔ وہاں جانے والا بھی گھنٹوں کے اندازے کے مطابق ہی تمام نمازیں ادا کرے گا۔

الحمد للہ حمدا کثیرا

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے علاقے میں پیدا فرمایا ہے جہاں ہم ان مخمصوں سے مکمل طور پر آزاد ہیں۔ اور بحمدہ تعالیٰ وبمنہ تمام عبادات مکمل واکمل طور پر سکون اور یقین سے ادا کر رہے ہیں۔ ھذا من فضل ربی۔ والحمد للہ علی ذالک۔

دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا

ارشاد خداوندی ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔

(سورت نساء آیت ۱۰۳)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر نماز کو اپنے اپنے اوقات میں فرض فرمایا ہے

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان الصلوٰۃ اولا و آخرا۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲، مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ وغیرہ)

یعنی بیشک ہر نماز کا ایک ابتدائی وقت ہوتا ہے اور ایک آخری وقت ہوتا ہے۔

جناب جبریل علیہ السلام نے بھی ایک دن پانچوں نمازیں ابتدائی وقت میں اور

Marfat.com

دوسرے دن پانچوں نمازیں آخری وقت میں پڑھ کر فرمایا تھا۔

والوقت فیما بین ھذین الوقتین ۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۲۱، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۵۶ وغیرہ)

یعنی پانچوں نمازوں کا وقت ان دونوں (ابتدائی اور آخری) اوقات کے درمیان میں ہے۔

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک آدمی کے اوقات نماز پوچھنے پر ایک دن پانچوں نمازیں اول وقت میں ادا فرمائیں۔ اور دوسرے دن آخری وقت میں ادا فرمائیں۔اور فرمایا۔وقت صلوتکم بین مارأیتکم۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۲۳ وغیرہ)

یعنی تمہاری نمازوں کا وقت ۔ جو تم نے ابتدائی وقت ۔ اور آخری وقت ۔ دیکھا ہے ان کے درمیان ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کا ایک ابتدائی وقت ہوتا ہے۔ اور ایک آخری وقت ۔ اور اس وقت میں ہی وہ نماز ادا کی جا سکتی ہے۔ اور ہر نماز کو اس کے وقت میں ہی پڑھنا فرض کیا گیا ہے۔ کوئی بھی نماز اپنے وقت کے علاوہ ادا نہیں کی جا سکتی ۔ یعنی فجر کے وقت میں ظہر۔ یا ظہر کے وقت میں عصر۔ یا عصر کے وقت میں مغرب۔ یا مغرب کے وقت میں عشاء۔ اور عشاء کے وقت میں فجر ادا نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص کسی نماز کو اس کے وقت کے علاوہ پڑھے گا۔ تو اس کی وہ نماز بھی نہیں ہوگی۔ بلکہ الٹا وہ گناہ گار ہوگا۔ کیونکہ نماز کا وقت ہونا۔ یہ بھی شرائط نماز میں سے ہے۔

Marfat.com

جمع بین الصلاتین کی دو قسمیں

اگر دو نمازوں کو جمع کر کے ایک وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔تو پھر ان احادیث مقدسہ کے کیا معنے ہوں گے جن میں جناب رسول اللہ ﷺ کا دو دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جمع بین الصلاتین کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔(۱) جمع صوری (۲) جمع حقیقی۔جمع حقیقی تو یہ ہے کہ کسی بھی وقت میں دو نمازیں ملا کر پڑھ لینا۔یہ تو قرآن وحدیث کی رو سے جائز نہیں ہے۔اور جمع صوری یہ ہے کہ دونوں نمازیں تو اپنے اپنے اوقات ہی میں پڑھی جائیں۔لیکن ایک کو اس کے آخر وقت میں پڑھیں تا کہ اس سے فارغ ہوتے ہی دوسری نماز کا وقت شروع ہو جائے۔اور اس کو اپنے اول وقت میں پڑھ لیا جائے۔اور یہی صورت جائز بھی ہے اور یہی واقع بھی ہوئی ہے۔

جمع صوری کا ثبوت

چنانچہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ظہر اور عصر کی) آٹھ رکعت اکٹھی پڑھیں اور (مغرب اور عشاء کی) سات رکعات اکٹھی پڑھیں۔وہ اس طرح کہ آپ ﷺ نے ظہر کو آخری وقت میں پڑھا اور عصر کو ابتدائی وقت میں۔اسی طرح پھر مغرب کو آخری وقت میں پڑھا اور عشاء کو اول وقت میں۔روایت کے الفاظ ہیں۔

اخر الظھر وعجل العصر واخر المغرب وعجل العشاء۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۹۸)

Marfat.com

اسی طرح بخاری شریف میں یہ روایت اس طرح ہے۔ عن عمیر و قال سمعت ابا الشعثاء جابرا. قال سمعت ابن عباس .قال صلیت مع رسول الله ﷺ ثمانیا جمیعا و سبعا جمعیا .قلت یا ابا الشعثاء اظنه اخر الظهر و عجل العصر .وعجل العشاء واخر المغرب. قال وانا اظنه۔

(بخاری شریف جلد اصفحہ ۱۵۷ وغیرہ)

اور مسلم شریف میں اسی روایت کے آخری الفاظ ہیں۔ وانا اظن ذالک (ذاک)

(مسلم جلد اصفحہ ۲۴۶)

یعنی جب جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان فرمائی۔ تو جناب عمر و بن دینار نے جب جناب ابو الشعثاء سے یہ روایت سنی تو فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کو آخری وقت میں پڑھا ہوگا اور عصر کو اول وقت میں پڑھا ہوگا۔ اسی طرح مغرب کو آخر وقت میں پڑھا ہوگا اور عشاء کو اول وقت میں پڑھا ہوگا۔ تو جناب ابو الشعثاء نے فرمایا۔ میں بھی یہی سمجھتا ہوں۔

اس سوال و جواب سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام بھی جمع صوری ہی کے قائل تھے۔ اگرچہ نسائی کی مذکورہ بالا روایت میں تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خود ہی اس بات کی وضاحت فرمادی ہے۔ یعنی ایک روایت مبہم ہے اور دوسری مفسر۔ اور قانون یہ ہے کہ۔ والمفسر یقضی علی المبهم اذا رواه اهل الثبت ۔

(بخاری جلد اصفحہ ۲۰۱)

یعنی جب ثقہ راوی بیان فرمائیں تو مبہم روایت پر مفسر روایت کو ترجیح دی جائے گی۔ نیز مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی یہی جناب ابو الشعثاء والی روایت من وعن موجود ہے۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۴۵۶)

ایک اور مقام پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بھی ہے۔

ان النبی ﷺ کان یؤخر الظهر و یعجل العصر .و یؤخر المغرب ویعجل العشاء فی السفر ۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۴۵۷)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ سفر میں اس طرح نمازوں میں جمع صوری فرمالیا کرتے تھے ۔ کہ ظہر کو آخر وقت میں پڑھتے اور عصر کو اول وقت میں پڑھ لیتے تھے۔اسی طرح مغرب کو آخر وقت میں پڑھتے ۔اور عشاء کو اول وقت میں پڑھ لیا کرتے تھے۔

یہاں سے بھی آپ ﷺ کا طریقہ مبارک معلوم ہوگیا۔

مخالف روایت پر امام ترمذی کا تبصرہ

اور بعض لوگ جو روایت پیش کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں بغیر سفر یا خوف کے نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔اس کے متعلق یکے از محدثین صحاح ستہ۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ جمیع مافی هذا الکتاب من الحدیث هو معمول به وبه اخذ بعض اهل العلم ماخلاحدیثین . حدیث ابن عباس. ان النبی ﷺ جمع بین الظهر والعصر بالمدینة من غیر خوف ولا سفر ولا مطر۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۳۵)

یعنی یہ جمع بین الصلاتین والی مدینہ منورہ والی روایت ۔جو کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت منقول ہے ۔ یہ معلول ہے ۔اور یہ محدثین کے نزدیک

Marfat.com

نا قابل عمل ہے۔

ابو داؤد شریف میں بھی جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح جمع صوری کا ذکر منقول ہے۔

(ابوداؤد جلد اصفحہ ۱۷۹)

لہٰذا قرآن و حدیث سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گیا کہ جب بھی جمع بین الصلا تین ہوا ہے۔ وہاں جمع صوری ہی ہوئی ہے۔ جمع حقیقی نہیں۔

سجدہ سہو کا بیان

امام یا منفرد جب بھول کر کسی رکن کو اپنے مقام سے ہٹ کر ادا کر لے۔ یعنی مقدم یا مؤخر کر دے۔ یا کوئی رکن (عمل) دو بار کر لیا، ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ کیا پھر بعد والی رکعت میں اس رکعت کے سجدوں کے علاوہ سابقہ چھوٹ جانے والا سجدہ بھی کیا، کوئی بھی واجب۔ مثلاً قعدہ اولیٰ، تشہد یا وتروں میں دعاء قنوت وغیرہ بھول گیا۔ تو اسے نماز کے آخر میں سہو کے دو سجدے کرنے ہوں گے۔ اس سے اللہ تعالیٰ اس کی غلطی معاف فرما کر اس کی نماز انشاء اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں گے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان الشیطان یدخل بین بنی آدم و بین نفسه .فلا یدری کم صلی . فاذا وجد ذالک فلیسجد سجدتین

(ابن ماجہ صفحہ ۸۶ وغیرہ)

یعنی جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو شیطان آکر اسے وسوسہ ڈالتا ہے۔ حتی کہ اسے یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے۔ پس جب کسی کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آجائے

Marfat.com

تو وہ (اچھی طرح ذہن پر زور دے کر کوئی پختہ فیصلہ کرے۔ اور جس طرف اس کا گمان غالب ہو اس کے مطابق نماز مکمل کرے اور) آخر میں سہو کے دو سجدے کر لے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے سہو کے سجدے سلام پھیرنے کے بعد کئے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۸۳، ابن ماجہ صفحہ ۸۶ وغیرہ)

امام حسن بصری فرماتے ہیں۔ من نسی القنوت فی الوتر سجد سجدتی السھو قال سفیان وبه نأخذ۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۳۵۰)

یعنی جو شخص وتروں میں دعاء قنوت پڑھنا بھول جائے۔ تو وہ سہو کے دو سجدے کر لے۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ ہمارا عمل بھی اسی طریقہ پر ہے۔

بھول کر کھڑا ہو جائے تو کیا کرے

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اذا قام الامام فی الرکعتین. فان ذکر قبل ان یستوی قائما فلیجلس . فان استوی قائما فلا یجلس ویسجد سجدتی السھو۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۸، ابن ماجہ صفحہ ۸۴ وغیرہ)

یعنی جب امام (یا منفرد بھی) دو رکعتوں کے بعد التحیات میں بیٹھنا بھول جائے۔ اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ تو اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے ہی یاد آ جائے (یا یاد کرا دیا جائے) تو وہ واپس آ جائے۔ اور التحیات پڑھے۔ اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آئے۔ (یا یاد کرایا جائے) تو اب واپس نہ آئے۔ بلکہ اسی

Marfat.com

طرح ہی اپنی نماز مکمل کرے اور آخر میں سہو کے دو سجدے کر لے۔ (درمیان والا التحیات یعنی قعدہ والی واجب ہوتا ہے)۔

تشہد میں زیادتی پر سجدہ سہو

امام شعبی فرماتے ہیں۔ من زاد فی الرکعتین الاولیین علی التشہد فعلیہ سجدتا سھو۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۲۹۶)

کہ جو شخص درمیانی التحیات (قعدہ اولی) میں غلطی سے تشہد (عبدہ ورسولہ تک) سے آگے پڑھ لے۔ اسے چاہیے کہ وہ سہو کے دو سجدے کرے۔

جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو شک ہو جائے۔ کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار۔ تو وہ اچھی طرح سوچ بچار (تحری) کرے اور گمان غالب پر عمل کرے۔

ثم تشھد. فسلم. وسجد سجدتی السھو. ثم تشھد (ثم سلم)۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۲۷، کتاب الحجہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ وغیرہ)

پھر تشہد پڑھے۔ اور (ایک طرف) سلام پھیرے۔ پھر سہو کے دو سجدے کرے۔ پھر دوبارہ تشہد پڑھے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

پہلے تشہد پڑھیں اور ایک طرف سلام پھیریں۔ پھر سہو کے دو سجدے کریں۔ پھر تشہد پڑھیں۔ اور درود شریف اور دعا پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ بھی اس حدیث کے تحت یہی ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

(حوالہ مذکورہ بالا)

فرض، واجب، سنت یا نفل، کسی بھی نماز میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کیا جائے گا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ ۳۲۶)

امام کے پیچھے مقتدی سے کوئی غلطی ہو جائے۔ تو مقتدی پر سجدہ سہو نہیں ہوگا۔ لیکن اگر امام سے غلطی ہو جائے۔ اگر چہ کوئی مقتدی جماعت میں بھی بعد میں شامل ہوا ہو۔ پھر بھی تمام مقتدیوں کو امام کی اقتدا میں سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۳۷)

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید فرقان حمید میں چودہ ایسے مقامات ہیں۔ جہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا۔ اور سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ سجدے نماز کے سجدوں کے علاوہ ہیں۔ ہاں البتہ اگر نماز میں قراءت کی آخری آیت، سجدہ والی آیت ہو۔ تو اس نماز کے سجدہ میں ہی تلاوت کے سجدہ کی بھی نیت کر لیں۔ تو نماز کے سجدہ ہی میں تلاوت کا سجدہ بھی ادا ہو جائے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۹ وغیرہ)

ان چودہ سجدات کی تفصیل اس طرح ہے۔ (۱) سورہ اعراف آیت ۲۰۶ (۲) سورہ رعد آیت ۱۵، (۳) سورہ نحل آیت ۵۰، (۴) سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۹، (۵) سورہ مریم آیت ۵۸، (۶) سورہ حج آیت ۱۸، (۷) سورہ فرقان آیت ۶۰، (۸) سورہ نمل آیت ۲۵، (۹) سورہ سجدہ آیت ۱۵، (۱۰) سورہ ص آیت ۲۴، (۱۱) سورہ حم آیت ۳۸،

Marfat.com

(۱۲) سورہ نجم آیت ۶۲، (۱۳) سورہ انشقاق آیت ۲۱، (۱۴) سورہ علق آیت ۱۹)۔

چند سجدہ جات کے چند حوالہ جات

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سورہ نجم میں سجدہ کیا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۴۶، مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۵، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۷)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سورہ اذا لسماء انشقت میں سجدہ کیا۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۱۵)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سورہ صٓ میں سجدہ فرمایا۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰۰، بخاری جلد ا صفحہ ۱۴۶، مستدرک جلد ۲ صفحہ ۴۳۱)

جناب عبداللہ بن عباس، جناب سعید بن جبیر، جناب ابراہیم، جناب سعید بن میبّب اور جناب حسن بصری فرماتے ہیں کہ سورہ حج میں ایک ہی سجدہ ہے۔ وہ جو پہلا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۳۴۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۲، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۱۳)

جناب عبداللہ بن عباس اور جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم، سورہ اعراف، سورہ رعد، سورہ نمل، سورہ بنی اسرائیل، سورہ مریم اور سورہ حج کا پہلا سجدہ، سورہ فرقان، سورہ طسٓ سورہ الٓم تنزیل، سورہ صٓ اور سورہ حٓم سجدہ کے سجدوں کو شمار کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۳۳۵)

البتہ جناب عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سورہ صف کے دونوں سجدے ملا کر کل پندرہ سجدے بیان فرمائے۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۹۹، ابن ماجہ صفحہ ۷۴)

تلاوت کا سجدہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور جب کوئی اس کا اہل آیت کو سنے اور کسی وجہ سے اس وقت سجدہ نہ کر سکے تو بعد میں بھی سجدہ کی قضا دینی پڑے گی۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۳۵۰)

سجدہ تلاوت کا طریقہ

جب سجدۂ تلاوت کرنا ہو تو بھی تکبیر کہنی ہے۔ اور جب سجدہ مکمل کر لینے کے بعد سر اٹھانا ہے۔ تو پھر بھی تکبیر کہنی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ا)

البتہ سجدۂ تلاوت ادا کر لینے کے بعد سلام نہیں پھیرا جائے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ا)

جو سجدہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو۔ وہ نماز کے اندر ہی ادا کرنا ہوگا۔ اور جو نماز کے باہر واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر ادا کرنا ہوگا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۳۵۱)

اور اگر سجدہ والی آیت ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ دھرائی جائے۔ تو سب کی طرف سے ایک ہی سجدہ ادا کرنا پڑے گا۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۳)

سجدۂ تلاوت کے لیے بھی وہی تمام شرائط ہوں گی۔ جو کہ باقی نمازوں کے لیے ہوتی ہیں۔ (بخاری جلد۱صفحہ۱۴۶، سنن الکبریٰ جلد۲صفحہ۳۲۶)

ایک ضروری وضاحت

ٹیلی ویژن، ٹیپ ریکارڈر، سی ڈی، لاؤڈ سپیکر وغیرہ آلات پر سنی گئی آیات سجدہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ حیض و نفاس والی عورت اگر چہ آیت سجدہ سن بھی لے۔ تب بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس حالت میں تو اللہ تعالیٰ نے اس پر نماز بھی معاف فرمائی ہوئی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۱صفحہ۳۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۴)

جنبی (یا بے وضو) شخص اگر آیت سجدہ سنے۔ تو غسل (یا وضو) کرنے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرے گا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۳)

ننگے سر نماز پڑھنا

آج کل ایسا پرفتن اور پرآشوب دور آگیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں اپنی مسلکی آزادی یا خودسری کا اظہار کرنا، اگر چہ وہ اجماع امت کے سراسر خلاف ہی ہو۔ اور قرآن وسنت سے بھی اس کا اصوب ہونا ثابت نہ ہو سکے۔ پھر بھی بڑا فخر سمجھا جاتا ہے۔ اور بڑے طمطراق سے اس خلافِ اولیٰ عمل پر بالاصرار عمل کر کے امت مسلمہ میں افتراق پیدا کیا جاتا ہے۔ ان ہی مسائل بدعیہ میں سے ایک مسئلہ۔ ننگے سر نماز پڑھنا ہے۔

Marfat.com

بعض باغی قلوب واذھان کے وارث تو یہاں تک کرتے ہیں کہ کپڑا پاس موجود ہونے کے باوجود نماز پڑھتے وقت سر سے کپڑا اتار کر۔ اور بعض ان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مادر پدر آزاد۔ قمیص بھی اتار کر۔ پاس رکھ کر نماز پڑھتے ہیں۔

سچ پوچھیں تو یہ اہل مولوی حضرات۔ گھٹنوں تک تہبند اٹھائے، قمیض اور ٹوپی رومال اتارے، ٹانگیں پھیلائے، سینہ تانے اور گردن اکڑائے۔ بڑے ہی۔۔۔ لگتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ حالانکہ اللہ عزوجل وعلا اپنے کلام لاریب میں صاف صاف ارشاد فرما چکے ہیں۔ یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد۔

(سورت اعراف آیت نمبر ۳۱)

امام بخاری اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب . وقول اللہ عزوجل خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ (بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱)

یعنی نماز پورے کپڑے پہن کر پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل وعلا نے ارشاد فرمایا ہے۔ اے اولاد آدم ہر نماز کے وقت اپنا پورا لباس پہنا کرو۔

اور یہ ایک حقیقت ہے کہ پورا لباس، تینوں کپڑوں یعنی، پگڑی، قمیض، اور تہبند یا شلوار وغیرہ ہی کو کہا جاتا ہے اور تینوں کپڑوں کا عرف۔ زبان زد عام ہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی کا اظہار حق

غیر مقلدین کی معتمد ترین شخصیت۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔

وکان ﷺ یأمر بستر الرأس فی الصلوٰۃ بالعمامۃ او القلنسوۃ وینھی

Marfat.com

عن کشف الرأس فی الصلوٰۃ۔

(کشف الغمہ جلد اصفحہ ۸۵)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نماز میں ٹوپی یا عمامہ سے سرڈھانپنے کا حکم فرماتے تھے۔
اور آپ ﷺ نماز میں سرکو ننگا رکھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

امام شعرانی کے بارے میں اکابر اہلحدیث کا نظریہ

محدث ومفسر اہلحدیث نواب صدیق حسن بھوپالوی لکھتے ہیں۔
''حضرت شیخ ولی کامل امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ''

(کتاب التعویزات صفحہ ۱۴۸)

محسن اہل حدیث میر ابراہیم سیالکوٹی (پروفیسر ساجد میر۔امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کے داداجان) لکھتے ہیں''مجھ نابکار (میر ابراہیم) کوان سے (امام عبدالوہاب شعرانی) کمال حسن عقیدت ہے۔میں نے ان کی کتب سے سلوک اور فروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔مصر میں میں نے ان کی مسجد نماز مغرب ادا کی اور ان کے مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔

(تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۱۰،۱۱۵)

محدثین اہلحدیث کا اعتراف حق

محدث اہل حدیث **مولوی محمد داؤد غزنوی** لکھتے ہیں۔ابتداء عہد اسلام کو چھوڑ کر (جب کپڑوں کی کم یابی ہوا کرتی تھی) اس عاجز کی نظر میں کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس میں باصراحت یہ ذکر ہو کہ نبی ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مسجد

Marfat.com

میں اور وہ بھی نماز باجماعت میں ننگے سر نماز پڑھی ہو۔ چہ جائیکہ اسے معمول بنالیا ہو۔ اس بدرسم کو جو پھیل رہی ہے۔ بند کرنا چاہیے۔ اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی۔ اگر خشوع وخضوع وعاجزی کے خیال سے پڑھی جائے تو یہ نصاری کے ساتھ تشبہ ہوگا۔ اور کہل یا سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک عادت سے تشابہ ہوگا۔ غرض ہر لحاظ سے یہ ناپسندیدہ فعل ہے۔

(فتاوی علماء اہل حدیث جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

محسن اہل حدیث **مولوی سید نذیر حسین دہلوی** رقمطراز ہیں۔ ٹوپی وعمامہ سے نماز پڑھنا اولی ہے۔ کیونکہ لباس سے زینت ہوتی ہے۔ اگر ٹوپی یا عمامہ رکھتے ہوئے تکاسلاً برہنہ سر نماز پڑھے۔ تو مکروہ ہے۔

(فتاوی نذیریہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۰)

محدث اہل حدیث **مولوی محمد اسماعیل سلفی** رقمطراز ہیں۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل علم کا طریق وہی ہے۔ جو اب تک مساجد میں متوارث اور معمول بہا ہے۔ کوئی مرفوع حدیث صحیح میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو۔ کپڑا موجود ہو تو ننگے سر نماز ادا کرنا۔ یا تو ضد سے ہوگا یا قلت عقل سے۔۔۔ ویسے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ عقل وفراست سے متعلق ہے۔

(فتاوی علماء اہلحدیث جلد ۴ صفحہ ۲۸۶)

محدث ومفسر ومناظر اہل حدیث **مولوی ثناء اللہ امرت سری** لکھتے ہیں۔ صحیح مسنون طریقہ نماز کا وہی ہے جو آں حضرت ﷺ سے بالدوام ثابت ہوا ہے۔ یعنی بدن پر

Marfat.com

کپڑے اور سر ڈھکا ہوا ہو۔ پگڑی یا ٹوپی سے۔

(فتاوی ثنائیہ جلد ا صفحہ ۵۲۴)

محدث اہلحدیث **مولوی ابوسعید شرف الدین** لکھتے ہیں۔ یہ جو شیوہ ہے کہ گھر سے ٹوپی یا پگڑی سر پر رکھ کر آئے۔ اور ٹوپی یا پگڑی قصداً اتار کر ننگے سر نماز پڑھنے کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ پھر اس کو سنت کہتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ فعل سنت سے ثابت نہیں۔۔۔ برہنہ سر کو بلا وجہ شعار بنانا بھی خلاف سنت ہے۔ اور خلاف سنت بے وقوفی ہی تو ہوتی ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد ا صفحہ ۵۲۳)

اگر اس حس لطیف (عقل وفہم) سے طبیعت محروم نہ ہو۔ تو ننگے سر نماز پڑھنا ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔ بطور فیشن، لاپرواہی اور تعصب کی بنا پر مستقل (ننگے سر نماز پڑھنے کی) عادت بنا لینا۔ جیسا کہ آج کل دھڑلے سے کیا جا رہا ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نبی ﷺ نے خود بھی یہ عمل نہیں کیا۔

(فتاوی علماء اہلحدیث جلد ۳ صفحہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

وتروں کا بیان

وتر عربی میں طاق کو کہا جاتا ہے۔ اور اصطلاح شرعیہ میں اس نماز کو کہا جاتا ہے جو عشاء کی نماز کے بعد۔ دو سنت اور دو نفل پڑھنے کے بعد۔ مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت

Marfat.com

پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں دعائے قنوت بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور وقتِ قنوت رفع یدین بھی کیا جاتا ہے۔ اور یہ تین رکعات ایک ہی سلام سے ادا کی جاتی ہیں۔ اور وتر کی جمع افعال کے وزن پر اوتار آتی ہے۔

وتر واجب ہیں

جناب ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الو تر حق واجب ۔

(دار قطنی جلد۲ صفحہ۲۲)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ الوتر حق ۔

(ابن ماجہ صفحہ۸۴، نسائی جلد۱ صفحہ۲۴۹، ابوداؤد جلد۱ صفحہ۲۰۱)

یعنی وتر حق ہیں اور واجب ہیں

☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الوتر واجب علی کل مسلم۔

(کشف الاستار جلد۱ صفحہ۳۵۲)

کہ وتر ہر مسلمان پر واجب ہیں۔

☆ احادیث صحیحہ، اخبار متواترہ اور آثار مرفوعہ سے ثابت ہے کہ وتر کی نماز واجب اور لازمی ہے چنانچہ جناب بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

سمعت رسول الله ﷺ يقول الوتر حق. فمن لم يؤتر فليس منا . الوتر حق .فمن لم يؤتر فليس منا. الوتر حق. فمن لم يؤتر فليس منا ۔

Marfat.com

(ابوداؤد جلد ۱صفحہ ۲۰۱، مستدرک حاکم جلد ۱صفحہ ۳۰۵)

وقال النیموی اسنادہ حسن ۔

(آثار السنن صفحہ ۳۰۱، تعلیق الحسن صفحہ ۳۰۱)

جو وتر ی نہیں وہ مصطفوی نہیں

یعنی آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے (لوگو) وتر حق ہے (واجب اور لازمی ہے) اور جو شخص وتر نہ پڑھے۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ اور محدث نیموی فرماتے ہیں اس روایت کی سند ''حسن'' ہے۔

وتر زیادت فضل الٰہی ہے

نیز جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ تعالیٰ زاد کم صلوٰۃ وھی الوتر . رواہ الطبرانی فی مسند الشامیین وقال الحافظ فی الدرایۃ باسناد حسن . وقال النیموی .وقال العلامۃ السید محمد مرتضے الزبیدی. صاحب تاج العروس فی عقود الجواھر المنیفۃ اسنادہ حسن ۔

(آثار السنن صفحہ ۳۰۲، تعلیق الحسن صفحہ ۳۰۲)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز زیادہ فرمادی ہے۔ (یعنی اگر چہ وہ فرائض میں شامل نہیں ہے لیکن ہے وہ بھی لازم اور واجب) اور وہ وتر ہے۔ محدث طبرانی نے اس روایت کو مسند شامیین میں نقل فرمایا ہے۔

Marfat.com

اور شارح بخاری حافظ عسقلانی نے درایہ میں اس روایت کی سند کو ''حسن'' فرمایا ہے۔
اور محدث نیموی فرماتے ہیں کہ صاحب تاج العروس۔ علامہ سید محمد مرتضےٰ الزبیدی نے بھی اپنی کتاب ''عقود الجواہر المنیفہ'' میں اس حدیث کی سند کو ''حسن'' فرمایا ہے۔
نیز یہ روایت جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے۔
(مسند امام احمد صفحہ ۵۸)

☆ نیز ایک روایت میں ہے کہ جناب عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ شریف کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الله تعالیٰ زادکم صلوة وهی الوتر . فصلوها فیما بین صلوة العشاء الی صلوة الفجر۔
(مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۳۔ دو سندوں کے ساتھ)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک اور نماز زیادہ فرمائی ہے اور وہ وتر ہے۔ اس کو عشاء کی نماز اور صبح کی نماز کے درمیان پڑھا کرو۔
(آثار السنن صفحہ ۳۰۲، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۵۹۳، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، طبرانی کبیر، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۷)

محدث نیموی فرماتے ہیں اس کی سند ''صحیح'' ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۳۰۲)

وتر مدد خداوندی ہے

نیز ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔ ان الله تعالیٰ قد امدکم باالصلوٰة هی خیر لکم من حمر النعم. وهی الوتر. فجعلها لکم فیما بین العشاء

Marfat.com

الی طلوع الفجر ۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری ایک (اور) نماز کے ساتھ مدد فرمائی ہے۔ اور وہ وتر کی نماز ہے۔ جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں کے ملنے سے بھی زیادہ مفید ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے پڑھنے کا وقت عشاء کے وقت سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک رکھا ہے۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۱، ابن ماجہ صفحہ ۸۳، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۶، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۰، دارمی صفحہ ۱۹۵، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

وتر کا افضل وقت

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اجعلو ا آخر صلوتکم باللیل وترا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، آثار السنن صفحہ ۲۹۹، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

یعنی لوگو اپنی رات کی نماز کا اختتام وتر پر کیا کرو۔

اور یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ کہ آپ ﷺ وتر کی نماز کو تہجد کے بعد اور صبح کی اذان سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ اس طرح نماز وتر رات کی نماز کی آخری نماز ہوئی۔ اور ''اجعلوا'' امر کا صیغہ ہے۔ اور اگر کوئی قرینہ مانع نہ ہو تو۔ امر۔ وجوب پر ہی دلالت کیا کرتا ہے۔ چونکہ یہاں کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وتر کی نماز واجب ہے۔

Marfat.com

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بادروا الصبح بالوتر۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، آثار السنن صفحہ ۳۰۰، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲)

یعنی اے لوگو صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے وتر ادا کرلیا کرو۔

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تقریباً اسی مفہوم پر مبنی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں قال اوتروا اقبل ان تصبحوا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۷، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۷، ابن ماجہ صفحہ ۸۴، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۱، آثار السنن صفحہ ۳۰۰، دارمی صفحہ ۱۹۷)

وتر کے وقت میں رخصت

جناب رسول اللہ ﷺ نے رخصت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

من خشی منکم ان لا یستیقظ من آخر اللیل فلیؤ تر من اولہ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۰، ابن ماجہ صفحہ ۸۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۸)

یعنی جسے اس بات کا خوف ہو کہ وہ آخر رات کو نہ جاگ سکے گا۔ تو وہ اول رات میں ہی وتر پڑھ لیا کرے۔

وتروں کی بھی قضا پڑھیں گے

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من نام عن وترہ اونسیہ فلیصلہ اذا ذکرہ (اواصبح)۔

Marfat.com

(ابو داؤد جلد ا صفحہ ۲۰۳، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲، ابن ماجہ صفحہ ۸۴،
مستدرک حاکم جلد ا صفحہ ۳۰۲، آثار السنن صفحہ ۳۰۳، سنن الکبری
امام بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۸۰، مشکوۃ صفحہ ۱۱۳، ترمذی جلد ا صفحہ ۶۱)

یعنی جو شخص سو جائے اور وتر نہ پڑھ سکے۔ یا پڑھنا بھول جائے۔ تو جب بھی اسے یاد آ جائے۔ (یا جب بھی جاگے۔ اگرچہ صبح ہی ہو چکی ہو) تو اسی وقت قضاء کر کے وتر ضرور پڑھ لے۔

نیز جناب زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **من نام عن وتره فليصل اذا اصبح ۔**

(ترمذی جلد ا صفحہ ۶۱)

یعنی جس نے ابھی وتر نہ پڑھے ہوں۔ اور تہجد کے وقت اسے جاگ نہ آئے۔ تو (پھر بھی وتر نہ چھوڑے بلکہ) صبح ہو جانے پر بھی (قضا کر کے) وتر پڑھ لے۔

اسی طرح جناب ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا۔ آقا ﷺ۔ اگر ہم میں سے کسی شخص نے ابھی وتر نہ پڑھے ہوں۔ اور صبح ہو جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فليوتر اذا اصبح ۔ (دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

کہ وہ صبح ہو جانے پر ہی پڑھ لے۔

یعنی وتر قضا تو ہو سکتا ہے لیکن معاف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ واجب ہے

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **من فاته الوتر من الليل فليقضه من الغد ۔**

Marfat.com

(دار قطنی جلد۲ صفحہ۲۲)

یعنی اگر رات کو کسی سے وتر قضا ہو جائیں۔تو (چھوڑ ہی نہ دے کیونکہ یہ واجب اور ضروری ہیں بلکہ)ان کو دن میں پڑھ لے۔

جناب عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک قوم کی امامت فرمایا کرتے تھے۔ایک دن جب آپ صبح کی نماز کے لئے تشریف لائے۔تو مؤذن نے تکبیر (اقامت) کہنا شروع کردی۔ فاسكته حتى اوتر ثم صلى بهم۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵،تنویر المجد صفحہ ۱۰۰)

تو آپ نے تکبیر کہنے والے کو خاموش کرایا۔اور پہلے خود وتر ادا فرمائے۔ پھران کو جماعت کروائی۔

آپ رات کو نہ جاگ سکے۔اور وتر رہ گئے تھے۔لہٰذا آپ نے پہلے وتروں کی قضا پڑھی۔ کیونکہ فرمان مصطفوی ﷺ کے مطابق نماز وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لیکر طلوع فجر تک ہے۔اور اگر اپنے اصلی وقت پر نہ پڑھے جاسکیں۔تو پھر فجر کی اذان کے بعد قضا کر کے پڑھیں جائیں گے۔

اسی طرح جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ ایک دن جب آپ جاگے تو فجر کی جماعت ہو چکی تھی۔ فقام ابن عباس فاوتر ثم صلى الصبح۔ (مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵،تنویر المجد صفحہ ۱۰۰)

تو جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پہلے (قضا) وتر پڑھے۔

پھر صبح کی نماز ادا فرمائی۔

تابعی کبیر حضرت وبرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔کہ میں نے جناب عبداللہ بن عمر

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔ کہ اگر کسی کے وتر رہ جائیں۔ اور صبح ہو جائے۔ تو وہ کیا کرے۔ تو آپ نے فرمایا۔ لو نمت عن الفجر حتی تطلع الشمس الیس کنت تصلی کانه یقول یؤتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

کہ اگر تو سویا رہے اور فجر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ حتی کہ سورج چڑھ آئے۔ تو کیا تو سورج نکلنے کے بعد فجر کی نماز نہیں پڑھے گا؟

راوی فرماتے ہیں۔ گویا کہ آپ نے یہ فرمایا۔ کہ جس طرح سورج نکل آنے کے بعد بھی فجر کی نماز کی قضا پڑھتے ہو۔ اسی طرح اگر وتر رہ جائیں۔ تو ان کی بھی قضا کیا کرو۔ چاہے سورج ہی نکل آئے۔

جناب عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں۔ انی لاوتر وانا اسمع الاقامة۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۴، تنویر المجد صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میرے وتر رہ جائیں۔ اور میں فجر کی نماز کے وقت جاگوں تو) میں وتر پڑھ لیتا ہوں (اگر چہ اس دوران نماز کھڑی ہو جائے) اور میں تکبیر سن رہا ہوتا ہوں۔

جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ انی لاوتر بعد الفجر۔

(موطا امام محمد صفحہ ۶۴، تنویر المجد صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میں نہ جاگ سکوں اور وتر نہ پڑھ سکوں۔ اور مجھے اس وقت جاگ آئے۔ اور فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو تو) میں فجر کی نماز کے بعد وتر (قضا) پڑھ لیتا ہوں۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ما ابالی لو اقیمت الصبح وانا اوتر۔

Marfat.com

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۴، تنویر المجد صفحہ ۹۹)

(اگر رات کو میں نہ جاگ سکوں اور میرے وتر رہ جائیں۔ اور میں فجر کی نماز کے وقت جاگوں تو) میں اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ میں وتر پڑھ رہا ہوں اور جماعت فجر کے لئے تکبیر کہہ دی جائے۔

تابعی کبیر امام حماد فرماتے ہیں۔ **اوتر و ان طلعت الشمس۔**

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۰)

وتر ضرور پڑھو اگر چہ (سوتے سوتے) سورج ہی کیوں نہ نکل آئے۔

امام طاؤس فرماتے ہیں۔ **الوتر واجب یعاد الیہ اذا انسی۔**

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۸)

وتر واجب ہیں۔ لہٰذا اگر کبھی تو وتر پڑھنا بھول جائے۔ تو جب بھی یاد آجائے۔ (قضا کر کے) پڑھ لیا کر۔

تابعی کبیر (پانچ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی زیارت کرنے والے۔ اور ۷۰ بدری صحابہ کی ملاقات سے مشرف ہونے والے۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۹ صفحہ ۱۵۲، اکمال صفحہ ۶۰۴ وغیرہ)

امام شعبی، تابعی فقیہ جناب عطاء بن ابی رباح، جلیل القدر تابعی جناب حسن بصری، معروف تابعی جناب طاؤس اور مشہور محدث و مفسر جناب امام مجاہد رضی اللہ عنہم۔ سب ہی کا فتویٰ ہے۔ **لا تدع الوتر وان طلعت الشمس۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹)

یعنی وتر کبھی نہ چھوڑنا اگر چہ (سوتے میں) سورج ہی کیوں نہ چڑھ جائے۔

Marfat.com

وتر ایک رات میں ایک ہی بار پڑھے جائیں گے

جناب طلق بن علی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا وتران فی لیلة ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۲، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۳، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۷،

مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۵۹، آثار السنن صفحہ ۲۳۶)

یعنی ایک رات میں وتر دو دفعہ نہیں پڑھے جا سکتے۔

اور محدث نیموی نے فرمایا اس روایت کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن صفحہ ۲۳۶)

اسی طرح جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے۔

اذا اوترت اول اللیل . فلا تؤتر آخره . واذا اوترت آخره . فلا تؤتر اوله . وسألت عائذ بن عمرو فقال مثله ۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۴۳، آثار السنن صفحہ ۲۳۷)

کہ اگر تو رات کے ابتدائی حصے میں وتر پڑھ لے۔ تو پھر آخر رات میں وتر نہ پڑھنا۔ اور اگر آخر رات میں وتر پڑھنے کا ارادہ ہو۔ تو پھر اول رات میں وتر نہ پڑھنا۔

یعنی چاہے اول رات میں وتر پڑھ۔ چاہے آخر رات میں پڑھ۔ بہر حال ایک رات میں ایک ہی دفعہ وتر پڑھنے ہیں۔ ایک رات میں وتر دو دفعہ نہیں پڑھے جا سکتے۔

اور حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی ایسے ہی یہ مسئلہ بیان فرماتے ہیں۔

اور محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند "حسن" ہے

(آثار السنن صفحہ ۲۳۷)

Marfat.com

نیز محبوبہ محبوب کائنات، صدیقہ بنت صدیق، ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی ارشاد گرامی ہے۔ لا وتران فی لیلة۔

کہ ایک ہی رات میں نماز وتر دو دفعہ نہیں پڑھی جاسکتی۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۴۳، آثار السنن صفحہ ۲۴۷)

نیز محدث نیموی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس روایت کی سند قوی مرسل ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۲۴۷)

جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ

وتر سواری سے اتر کر پڑھیں

جناب مجاہد بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ رہا۔ آپ (نفل) نمازیں تو سواری پر ہی ادا فرما لیتے تھے۔

الا المکتوبة والوتر . فانه کان ینزل لهما . فسألته عن ذالک فقال کان رسول الله ﷺ یفعله ۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۵۶)

لیکن آپ فرض اور وتر سواری سے اتر کر زمین پر ادا فرماتے تھے۔ میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جناب سیدنا عمر فاروق کا طریقہ مبارکہ

جناب ابن عون بیان فرماتے ہیں کہ جناب امام قاسم سے پوچھا گیا کہ جو شخص سواری پر

Marfat.com

وتر ادا کرتا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

زعموا ان عمر کان یؤتر بالارض ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

لوگ (صحابہ کرام و تابعین عظام) کہتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر سواری سے اتر کر زمین پر ادا فرمایا کرتے تھے (لہٰذا وتر سواری پر نہیں بلکہ سواری سے اتر کر زمین پر ہی ادا کرنے چاہییں۔

کیونکہ وتر واجب ہیں۔ اور واجب احکام میں فرضوں کے تحت ہوتا ہے

جناب سیدنا عبداللہ بن عمر کا طریقہ

جناب حصین، جناب مجاہد، جناب عروہ بن زبیر، جناب نافع اور جناب ابراہیم نخعی علیہم الرحمہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ فرض اور وتر سواری سے اتر کر زمین پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

(موطا امام محمد صفحہ ۵۶)

دیگر ائمہ کرام کا طریقہ

جناب امام ابراہیم نخعی، جناب عروہ بن زبیر، جناب ضحاک، جناب حسن بصری اور جناب ابن سیرین علیہم الرحمہ بھی فرائض اور وتر سواریوں سے اتر کر زمین پر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

اسی لیے امام محمد شیبانی بھی فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عبداللہ

Marfat.com

بن عمر رضی اللہ عنھم اور (ان کے فتویٰ کے مطابق) جناب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور ہمارے فقہاء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (کہ وتر۔ فرضوں کی طرح سواریوں سے اتر کر زمین پر ادا کیے جائیں)

(مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۴)

لہٰذا ثابت ہوا کہ وتر بھی واجب ہیں۔ ورنہ یہ بھی نفلوں کی طرح سواری پر ہی ادا کر لیے جاتے۔ **فافھوا یا اولوا الالباب و الابصار۔**

قارئین محترم کو دعوت فکر

آپ نے احادیث صحیحہ اور آثار متواترہ سے ملاحظہ فرمالیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وتر ہر ایک مسلمان پر واجب ہے"

نیز آپ ﷺ نے فرمایا وتر حق ہے۔ اور جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں۔

نیز آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت مرحومہ پر فضل مزید ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب عبادہ بن صامت، جناب عبداللہ بن عمر، جناب عبداللہ بن عامر، جناب قاسم بن محمد، جناب عبداللہ بن مسعود، جناب عائز بن عمرو، جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے فرامین مقدسہ کے مطابق وتروں کی قضا کرنی لازم ہے۔ اگر چہ دن ہی کیوں نہ چڑھ جائے۔

یہ بھی نماز وتر کے واجب ہونے پر قوی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ

Marfat.com

نوافل کی قضا نہیں ہوتی۔ پھر نوافل کی تعداد معین نہیں ہوتی۔

نیز آپ ﷺ کا فرمانا کہ ایک رات میں نماز وتر ایک ہی دفعہ پڑھی جا سکتی ہے۔ یہ بھی نماز وتر کے وجوب پر ایک برہان قاطع ہے۔ کیونکہ نوافل پر کوئی پابندی نہیں۔ کوئی جتنے چاہے پڑھ لے۔

نیز جلیل القدر تابعین اور آئمہ کبار۔ مثلاً امام حسن بصری، امام شعبی، امام حماد، امام ابراہیم نخعی، جناب امام اعظم ابوحنیفہ، امام محمد شیبانی، امام طاؤس، امام عطاء بن ابی رباح اور امام مجاہد رحمہم اللہ کا وتر کے وجوب کا قائل ہونا بھی تلقی بالقبول کے تحت ایک حجت ہے۔ کہ وتر کی نماز واجب اور ضروری ہے۔ یہ نفل نہیں ہے۔

فافهموا یا اولو الالباب والابصار والسلام علی من التبع الهدیٰ

وتر تین رکعت ہیں

حبیبۂ حبیب خدا، صدیقہ بنت صدیق جنابہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ پورا سال رات کو گیارہ رکعت (آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر) پڑھا کرتے تھے۔ اور ان میں آپ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ تھا۔ **یصلی اربعا ... ثم یصلی اربعا ... ثم یصلی ثلاثا۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۵، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، آثار السنن صفحہ ۳۱۳، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، بلوغ المرام جلد ۱ صفحہ ۱۴۳، مؤطا امام مالک صفحہ ۴۲، مسند امام احمد جلد ۷ صفحہ ۱۰۸)

کہ آپ ﷺ بڑے خشوع وخضوع سے چار۔ چار کر کے آٹھ رکعات پڑھتے۔ اور

Marfat.com

ان میں کافی لمبا قیام فرماتے۔ پھر آپ ﷺ تین رکعات (وتر) پڑھ لیتے تھے۔

☆ عم زاد مصطفیٰ، مفسر قرآن، دعا یافتہ بارگاہ محبوب رب العلیٰ۔ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک رات جناب رسول اللہ ﷺ کے خانۂ اقدس میں سویا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (سحری کے وقت) اٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے چند آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور بڑے اچھے طریقے سے دو رکعات نفل (تہجد) ادا فرمائے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت ادا فرمائیں۔ پھر دو رکعت اور ادا فرمائیں۔ ثم اوتر بثلاث۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۶۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، آثار السنن صفحہ ۳۱۳، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۸۷)

پھر آپ ﷺ نے تین وتر ادا فرمائے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ (آخر عمر میں اکثر) رات کو آٹھ رکعات (تہجد) ادا فرماتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ویوتر بثلاث۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹ حدیث نمبر ۱۷۰۹)

اور بعد میں تین وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس اور جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ثمان ویوتر بثلاث ورکعتین بعد الفجر۔

Marfat.com

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۷۹، طبرانی کبیر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۰، حدیث نمبر ۱۲۷۳۰،
صفحہ ۲۷ حدیث ۱۲۲۷۲، صفحہ ۱۳۶ حدیث ۱۲۶۹۰، سنن کبری نسائی جلد ۱
صفحہ ۴۲۳، حدیث ۱۳۴۰، صفحہ ۴۴۷، حدیث ۱۴۲۸، مسند امام احمد جلد ۱
صفحہ ۳۰۱، ۳۰۵، داری جلد ۱ صفحہ ۴۴۹، ۴۵۰)

یعنی پہلے آپ ﷺ آٹھ رکعات (تہجد) ادا فرماتے۔ پھر تین وتر پڑھتے اور پھر طلوع فجر کے بعد دو رکعت (صبح کی سنتیں) پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا۔

ان رسول اللہ ﷺ کان یؤتر بسبح اسم ربک الاعلی ،وقل یاایھا الکافرون وقل ھو اللہ احد۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹، حدیث نمبر ۱۵۸۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۶۵، حدیث نمبر ۴۶۱، ابن ماجہ صفحہ ۸۳، حدیث نمبر ۱۱۷۲، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۲۹۹، حدیث نمبر ۲۷۲۰، صفحہ ۳۳۰، حدیث ۲۷۲۶، ۲۷۲۵، صفحہ ۳۰۵، حدیث ۲۷۷۷، صفحہ ۳۱۶ حدیث نمبر ۲۹۰۷، صفحہ ۳۷۲ حدیث نمبر ۳۵۳۱، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۸، داری صفحہ ۱۹۷، حدیث نمبر ۱۵۸۶، صفحہ ۴۵۱، حدیث نمبر ۱۵۸۹، نسائی کبری جلد ۱ صفحہ ۱۷۰، حدیث نمبر ۴۳۶، ۴۳۵، صفحہ ۴۴۷، حدیث ۲۸، ۲۷، ۱۴۲۶، الاحادیث المختارہ للمقدسی جلد ۱۰ صفحہ ۳۲۱، حدیث نمبر ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، صفحہ ۳۶۳، حدیث ۳۸۸، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۸، طبرانی صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۶۳، حدیث نمبر ۹۶۱، طبرانی اوسط جلد ۳ صفحہ ۲۵۴، حدیث ۳۰۶۸، طبرانی کبیر جلد ۱۲، صفحہ ۲۷، حدیث ۲۲۷۲، اخبار قزوین جلد ۱ صفحہ ۱۸۶، تاریخ بغدادی جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، جلد ۱۴، صفحہ ۲۸۴، قیام اللیل

Marfat.com

مروزی صفحہ ۲۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴، مسند ابو یعلیٰ جلد ۴ صفحہ ۴۲۹، حدیث نمبر ۲۵۵۵، جلد ۸ صفحہ ۴۶۴، حدیث نمبر ۵۰۵۰، کامل ابن عدی جلد ۵ صفحہ ۳۶۷،)

☆ محدث اہلحدیث علامہ البانی نے بھی اس روایت کو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی کی احادیث کے تحت صحیح کہا ہے)

☆ امام بغوی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ واختار اکثر اهل العلم من الصحابة فمن بعد هم ان يقرأ فيها بسبح اسم ربک الاعلیٰ وقل يا ايها الكافرون وقل هو الله احد. فی کل رکعة سورة رواه ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما عن رسول الله ﷺ۔

(شرح السنہ جلد ۴ صفحہ ۹۹)

یعنی جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت کے مطابق صحابہ کرام اور ان کے بعد والے اکثر اہل علم نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے کہ وتروں میں پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھی جائے۔

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ دوسری رکعت میں قل یا ایھاالکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ اور محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند بھی ''حسن'' ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۴)

☆ قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ۔ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی

Marfat.com

روایت مروی ہے۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۲۴۸، حدیث نمبر ۱۷۰۱، ابو داؤد جلد ا صفحہ ۲۴۸، ابن ماجہ صفحہ ۸۳، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۳۵، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱، بلوغ المرام جلد ا صفحہ ۱۴۵، سنن کبری نسائی جلد ا صفحہ ۴۴۸، حدیث نمبر ۱۴۳۲، جلد ۶ صفحہ ۱۸۴، حدیث نمبر ۱۰۵۷۰، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۰، شرح السنہ بغوی جلد ۴ صفحہ ۹۹، ۹۸، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱)

محدث اہلحدیث علامہ البانی نے بھی اس روایت کو صحیح مانا ہے۔

امام نسائی کے نزدیک اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی صفحہ ۲۵۹)

☆ جناب ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دم کٹی نماز سے منع فرمایا ہے۔ کہ کوئی شخص ایک رکعت پڑھے اور اس کو وتر قرار دے لے۔

(التمہید ابن عبد البر جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۴، میزان ذھبی، لسان المیزان جلد ۲ صفحہ ۲۱۲، جلد ۴ صفحہ ۱۵۲، جوہر النقی جلد ۳ صفحہ ۲۷، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۴)

☆ جناب عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تقریباً ایسے ہی الفاظ منقول ہیں

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۰، تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد ا صفحہ ۲۶۲، زوائد مسند حارث بن ابی اسامہ جلد ا صفحہ ۳۳۷، حدیث ۲۲۸، مطالب العالیہ ابن حجر جلد ا صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵)

محدث نیموی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے۔

Marfat.com

(آثار السنن صفحہ ۳۱۴)

☆ جناب عبدالرحمٰن بن البزی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔

(نسائی جلد اصفحہ ۲۴۸، طحاوی جلد اصفحہ ۲۹۲، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۰۶،

مسند عبد حمید، کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۶، مسند امام اعظم صفحہ ۸۸)

نیز محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند ''صحیح'' ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۵)

امام نسائی کے نزدیک بھی اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۵)

☆ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الا علی وفی الثانیة بقل یاایھا الکافرون وفی الثالثة بقل ھو اللہ احد والمعوذتین ۔

(مسند امام احمد، ترمذی جلد اصفحہ ۲۱۷، ابوداؤد، ابن ماجہ صفحہ ۸۳،

دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳۵،۲۴، طحاوی جلد اصفحہ ۲۸۵، مستدرک امام

حاکم جلد اصفحہ ۳۰۵، مسند امام اعظم صفحہ ۵۸)

تیسری رکعت میں سورہ اخلاص کے ساتھ معوذتین کے اضافے کے علاوہ ترجمہ تقریبا وہی ہے

محدث نیموی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند ''حسن'' ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۸)

مستدرک امام حاکم میں ہے کہ حدیث عائشہ کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

Marfat.com

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۸)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت اس طرح ہے۔

کان رسول الله ﷺ یؤتر.. باربع وثلاث و ست و ثلاث و ثمان وثلاث وعشرة وثلاث ۔

(ابوداؤد ،مسند امام احمد طحاوی جلد ا صفحہ ۲۸۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ کبھی چار رکعت (تہجد) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ کبھی چھ رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھتے۔ اور کبھی آٹھ رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھتے۔ اور کبھی دس رکعات (تہجد) اور تین وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

محدث نیموی فرماتے ہیں اس روایت کی سند ''حسن'' ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۷)

☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت اس طرح ہے۔

کان رسول الله ﷺ یقرأ فی وتره ثلاث رکعات بقل هو الله احد والمعوذتین ۔

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۷، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۸۵)

یعنی آپ ﷺ اپنی تین رکعات کی نماز وتر میں پہلی رکعت میں (کبھی) قل هو الله احد اور دوسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق اور تیسری رکعت میں قل اعوذ برب الناس بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

کان النبی ﷺ یؤتر بثلاث۔

Marfat.com

(کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۵، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۶۱، حدیث نمبر ۶۸۵، ترمذی جلد ا صفحہ ۶۱، حدیث نمبر ۴۵۹، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۰، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۷، تاریخ ابو نعیم جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، مسند بزار جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، حدیث نمبر ۹۲۴، طبرانی صغیر جلد ا صفحہ ۲۷۸، حدیث نمبر ۴۵۷، مسند ابو یعلی جلد ا صفحہ ۳۵۶، حدیث نمبر ۴۶۰)۔

کہ جناب رسول کریم ﷺ تین رکعت وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یصلی ما بین صلوۃ العشاء الی صلوۃ الفجر ثلاث عشرۃ رکعۃ. ثمان رکعات تطوعا. وثلاث رکعات الوتر. ورکعتی الفجر۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد اور صبح کی نماز سے پہلے (اکثر) تیرہ رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔ ان میں سے آٹھ رکعات نفل (تہجد) ہوا کرتے تھے، تین رکعات وتر اور دو رکعات صبح کی سنتیں ہوتی تھیں۔

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ رات (تہجد) کی نماز دو دو رکعت ہے۔ اور جب تو نماز تہجد ختم کرنا چاہے تو (اس دو رکعتی نماز کے ساتھ) ایک رکعت اور ملا کر پڑھ لے۔ تو یہ ایک رکعت تیری اس نماز کا وتر بنا دے گی۔ (یعنی دو پہلی اور ایک بعد والی ملکر تین وتر ہو گئے

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۷)

☆ قال القاسم ورأینا انا سا منذادر کنا یؤترون بثلاث۔

Marfat.com

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے تو جب سے ہوش سنبھالا ہے لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو تین وتر ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مااحب انی ترکت الوتر بثلاث و ان لی حمر النعم۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵، کتاب الحجۃ شیبانی جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

یعنی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں اور اس کے بدلے میں مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔

(عرب میں سب سے عمدہ نسل سرخ اونٹ سمجھے جاتے تھے)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے شاگرد جناب زاذان (تابعی) علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔**ان علیا کان یؤتر بثلاث من آخر اللیل۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۴، مسند ابی جعد صفحہ ۳۴۸، حدیث نمبر ۲۴۰۰)

کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخیر تارے میں تین وتر ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اھون مایکون الوتر ثلاث رکعات۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۶، کتاب الحجۃ شیبانی جلد ۱ صفحہ ۱۹۸، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۳، حدیث ۲۳، ۲۴۲۲، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲، الدرایہ ابن حجر جلد ۱ صفحہ ۱۹۲)

Marfat.com

کہ وتر کی کم از کم تین رکعات ہیں۔ صرف ایک ہی رکعت وتر والی بات صحیح نہیں ہے۔

☆ نیز آپ ہی کا فرمان ہے۔ الوتر ثلاث کوتر النهار صلوة المغرب۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۴، مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۲)

کہ وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین ہی رکعات ہے۔

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہ تشبیہ منقول ہے۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۷۹، مؤطا امام مالک صفحہ ۱۱۶، مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۷)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا خود بھی تین وتر پڑھنا مذکور ہے۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۰)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تین وتر ہی بیان فرمایا کرتے تھے۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۸۹)

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر ہی بیان فرماتے تھے۔ اور خود بھی تین ہی وتر پڑھتے تھے۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۴، نصب الرایہ صفحہ ۲۷۹، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین ہی وتر پڑھتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۳۶)

☆ جناب ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر ہی ادا فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

☆ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ۔ **لاوتر باقل من ثلاث۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

یعنی تین رکعت سے کم وتر ہوتے ہی نہیں ہیں۔

☆ جناب علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعت ہی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ جناب ذر ہمدانی (تابعی) علیہ الرحمۃ بھی فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہی ہیں۔

(کتاب الآثار صفحہ ۳۹)

☆ محدث ترمذی فرماتے ہیں۔

والذی اختارہ اکثر اھل العلم من اصحاب النبی ﷺ ومن بعدھم ان یقرأ بسبح اسم ربک الاعلی وقل یا ایھا الکافرون و قل ھو اللہ احد. یقرا فی کل رکعة من ذالک بسورة ۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۶۱)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے اکثر اہل علم صحابہ کرام اوران کے بعد والوں (تابعین، تبع تابعین وغیرہم) نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ یہ تینوں مذکورہ سورتیں (وتروں کی نماز میں) ایک ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ پڑھے۔

مذکورہ بالا دلائل و براہین سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے ادوار یعنی خیر القرون (قرون ثلاثہ) میں اکثر اہل علم کا معمول تین وتر ہی کا تھا۔

محدث نیموی فرماتے ہیں۔ **ان الوتر بثلاث قد ثبت عن النبی ﷺ**

Marfat.com

وجماعت من الصحابۃ۔

(آثار السنن صفحہ ۳۰۷)

یعنی تین وتر جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہیں۔

☆ جناب امام مالک بھی فرماتے ہیں۔ادنی بالوتر ثلاث۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۴۴)

کہ نماز وتر کی کم از کم مقدار تین رکعات ہیں۔

یعنی تین رکعات سے کم وتر کی نماز ہے ہی نہیں ہے۔

شارح بخاری علامہ عسقلانی نقل فرماتے ہیں۔کہ حافظ ابن الصلاح فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وتر کے بارے میں بہت روایات ہیں۔مگر ہم نہیں جانتے (کہ کسی صحیح روایت میں یہ بھی ہو) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ہی رکعت پڑھی ہو۔

(تلخیص الجیر جلد ۲ صفحہ ۱۵)

☆ امام احمد فرماتے ہیں کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔کہ وتر ایک ہی رکعت ہے مگر اکیلی نہیں۔بلکہ ان سے پہلے دس رکعات ہیں (آٹھ رکعات تہجد اور دو رکعت وتر کے ساتھ والی) پھر ان کے بعد وتر کی ایک رکعت ساتھ ملا کر سلام پھیریں۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ وتر کی ایک رکعت الگ ہے۔ان پر جرح کی گئی ہے۔کیونکہ وہ روایت صریح نہیں ہے۔کیونکہ ''صلی رکعۃ واحدۃ'' کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ایک رکعت سابقہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی ہو۔

Marfat.com

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۳۴)

وتروں کی دو رکعت کے بعد تشہد

وتر کی نماز جو کہ تین رکعات پر مشتمل ہے۔ اس میں بھی باقی نمازوں کی طرح دو رکعت ادا کر لینے کے بعد التحیات میں بیٹھا جائے گا اور تشہد بھی پڑھا جائے گا۔

☆ جیسا کہ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا ہے۔

وکان یقول فی کل رکعتین التحیۃ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲، جلد ۴ صفحہ ۱۶۷، مسند طیالسی صفحہ ۱۹۵ حدیث نمبر ۱۳۶۶، مسند ابن الجعد صفحہ ۲۳۷، حدیث نمبر ۱۵۶۸، جامع ترمذی حدیث نمبر ۳۸۵، طبرانی اوسط جلد ۸ صفحہ ۲۷۸، حدیث نمبر ۸۶۳۲، الاحاد و المثانی امام شیبانی جلد ۱ صفحہ ۳۵۶، حدیث ۴۷۹، صحیح ابن خزیمہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰، حدیث نمبر ۱۲۱۲، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۸۸، سنن دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۴۱۸، سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۱۲۹۶، سنن کبری نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۱۲، حدیث نمبر ۶۱۶، صفحہ ۴۵۱، حدیث نمبر ۱۴۴۱)

کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے۔

☆ اسی طرح ام المؤمنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ان النبی ﷺ قال فی کل رکعتین تشھد۔

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۹، طبرانی کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۷، جلد ۱۸ صفحہ ۲۹۵، حدیث ۷۵۷، کتاب الزھد ابن مبارک صفحہ ۴۰۴، نوادر الاصول حکیم ترمذی صفحہ ۳۱۹)

Marfat.com

کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔ ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے،

☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا۔

اذا قعد تم فی کل رکعتین فقولوا التحیات للہ ... الخ۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۱۷۴، مسند امام احمد صفحہ ۴۳۵، ترمذی جلد ا صفحہ ۳۸، آثار السنن صفحہ ۲۴۰، مصنف عبدالرزاق جلد ا صفحہ ۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۴، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۱، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

یعنی جب بھی تم دو رکعت پڑھ لو۔ تو بیٹھ کر التحیات پڑھ لیا کرو۔

☆ نیز جناب فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **الصلوٰۃ مثنی مثنی. ان تشھد فی کل رکعتین۔**

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۸۳ ترمذی جلد ا صفحہ ۱۸۳)

یعنی نماز دو دو رکعت ہوتی ہے اور ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھا جاتا ہے۔

☆ نیز جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **وتر اللیل ثلاث کوتر النھار۔**

(دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۲۸، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۲، آثار السنن صفحہ ۳۱۹)

یعنی رات کے بھی تین وتر ہیں جیسا کہ دن کے تین وتر ہیں۔ (یعنی مغرب کی نماز)

تو اس روایت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے رات کے وتروں کو مغرب کی نماز کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ اور کسی چیز سے تشبیہ تب ہی صادق آتی ہے جب کہ ان میں کچھ چیزیں مشترک ہوں۔ مثلا

Marfat.com

نمبر 1۔ وتر کی رکعات بھی تین ہیں اور نماز مغرب کی رکعتیں بھی تین ہیں۔

نمبر 2۔ مغرب کی نماز میں بھی دو رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔ اور وتروں میں بھی دو رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھا جاتا ہے۔

نمبر 3۔ مغرب کی نماز میں دو رکعت کے بعد تشہد پڑھ کر سلام نہیں پھیرا جاتا اور وتروں میں بھی قعدہ اولی کے بعد تشہد پڑھ کر سلام نہیں پھیرا جاتا۔ بلکہ ویسے ہی اٹھ کر تیسری رکعت شروع کر دی جاتی ہے۔

اگرچہ بعض باتوں میں جناب رسول اللہ ﷺ نے وتروں کا نماز مغرب سے کچھ فرق بیان فرمادیا ہے لیکن اس کے باوجود بعض باتیں ان میں مشترک بھی ہیں۔ جبھی تو آپ ﷺ نے ان کی تشبیہ بیان فرمائی ہے۔

☆ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مرفوعا تقریبا ایسے ہی الفاظ مروی ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مرفوعا اور موقوفا یہ تشبیہ منقول ہے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۸، مؤطا امام محمد صفحہ ۵۵،
طحاوی جلد اصفحہ ۲۷۹، مؤطا امام مالک صفحہ ۴۴)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۵۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

(شرح معانی الآثار جلد اصفحہ ۲۹۴)

☆ معروف تابعی جناب ابوالعالیہ ریاحی علیہ الرحمہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

Marfat.com

نسبت سے ایسا ہی بیان فرماتے ہیں۔

(شرح معانی الآثار جلد اصفحہ ۲۹۳)

☆ جناب ابو العالیہ رحمتہ اللہ علیہ خود بھی تین وتر دو قعدوں اور ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تین وتر۔ دو قعدوں اور ایک سلام سے ہی پڑھا کرتے تھے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

تین وتر ایک ہی سلام کے ساتھ

☆ صدیقہ کائنات ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو اٹھتے۔ مسواک کرتے۔ وضو فرماتے۔ ویصلی تسع رکعات لا یجلس فیها الا فی الثامنة فیذکر الله ویحمده ویدعوه ثم ینهض ولا یسلم .ثم یقوم فیصلی التاسعة ثم یقعد فیذکر الله ویحمده ویدعوه ثم یسلم تسلیما... الخ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، ابوداؤد جلد ۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۹: آثار السنن صفحہ ۳۰۵، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۴۴۶، حدیث نمبر ۱۱۳۹، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۱، مسند اسحاق بن راھویہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۶، حدیث نمبر ۱۳۱۰، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، سنن کبریٰ

Marfat.com

نسائی جلد ا صفحہ ۲۴۰، حدیث نمبر ۱۴۰۰، سنن نسائی حدیث نمبر ۱۶۹۸، طبرانی اوسط جلد ٦ صفحہ ۳۷۵، حدیث نمبر ٦٦٦١، مسند شامیین جلد ۲ صفحہ ۵۹، حدیث نمبر ۹۱۷، طبرانی صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، حدیث نمبر ۹۹۰، تاریخ بغداد جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۴، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۹ صفحہ ۱۹۱)

اور پھر آپ ﷺ نو رکعات نماز (چھ رکعات تہجد اور تین رکعت وتر) پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ آٹھویں رکعت پر بیٹھتے تو التحیات پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ سلام پھیرے بغیر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ اور نویں (وتر کی تیسری) رکعت پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ بیٹھتے اور التحیات پڑھتے۔ پھر سلام پھیر دیتے۔

''لا یجلس فیھا الا فی الثامنۃ'' کا ترجمہ ''الصلوٰۃ مثنی مثنی'' کے مطابق کیا گیا ہے۔ (مؤلف)

اس صحیح، صریح اور مرفوع روایت سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ وتر ایک ہی سلام سے ادا فرمایا کرتے تھے۔

☆ قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ۔ دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ولا یسلم الافی آخرھن۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۲۵۲، عمل الیوم واللیلۃ لا بن السنی صفحہ ۲۴۷، بلوغ المرام جلد ا صفحہ ۱۴۵، مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۳۰۴، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۸۱)

Marfat.com

اور آپ ﷺ صرف آخر میں یعنی تین رکعتیں پوری کر کے ہی سلام پھیرا کرتے تھے
محدث نیموی فرماتے ہیں اس روایت کی سند ''حسن'' ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۵)

☆ ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان رسول الله ﷺ کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۸، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۲، تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۴،

طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔
محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۶)

☆ امام حاکم نے مستدرک میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

کان رسول الله ﷺ فی الرکعتین الاولیین من الوتر وقال هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین۔

(تعلیق الحسن صفحہ ۳۱۶، مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴)

یعنی نبی کریم ﷺ وتروں کی پہلی دو رکعتیں پڑھ کر سلام نہیں پھیرتے تھے۔
امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

☆ ایک روایت میں ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے الفاظ اس طرح ہیں۔

ثم اوتر بثلاث لایفصل بینهن۔

Marfat.com

(مسند امام احمد جلد ۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے اور ان میں سلام نہ پھیرتے تھے۔

محدث نیموی فرماتے ہیں اس روایت کی سند معتبر ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۱۶)

☆ ایک مقام پر جنابہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کچھ مزید وضاحت فرماتی ہیں فرمایا۔

كان رسول الله ﷺ يؤتر بثلاث لا يسلم الافي آخر هن. وهذا وتر امير المومنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه و عنه اخذه اهل المدينة۔

(مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۵)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھتے تھے۔ اور صرف ان کے آخر میں ایک ہی سلام پھیرتے تھے۔ اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح ایک سلام کے ساتھ ہی تین وتر پڑھا کرتے تھے اور (آج بھی) جو اہل مدینہ ایک سلام سے تین وتر پڑھتے ہیں یہ انہوں نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تمام اہل مدینہ بھی بلا استثناء۔ ایک ہی سلام کے ساتھ تین وتر ہی پڑھا کرتے تھے۔

اگرچہ ابھی ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھنے کا ثبوت بارگاہ مصطفوی ﷺ سے پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن چونکہ حوالہ مذکورہ بالا میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی ضمناً ارشاد فرما دیا ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے آپ سے

Marfat.com

متعلق چند اور حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔تاکہ آپ کے فرامین یکجا رہیں۔

جب جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک ہوا اور آپ کو دفن کیا جا چکا تو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔میں نے تو ابھی وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ آپ نے **وتروں کی جماعت کروائی** (انہوں نے بھی تجہیز و تکفین و تدفین کی مشغولیت کی وجہ سے ابھی وتر نہیں پڑھے تھے)

فصلی بنا ثلاث رکعات لم یسلم الافی آخرھن۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۹۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴، جلد ۳ صفحہ ۲۲۷، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۰، طبقات کبری ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۰۸، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۰،)

چنانچہ آپ نے ہمیں تین رکعات وتر پڑھائے اور صرف آخر میں ایک ہی سلام پھیرا۔

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین وتر ادا فرمائے۔اور آپ نے ان کے درمیان (دو رکعات پر) سلام نہ پھیرا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔**انہ اوتر بثلاث رکعات لم یفصل بینھن بسلام۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

☆ **قال محمد وبھذانأخذ... (الوتر ثلاث) لا یفصل بینھن بتسلیم کما لا یفصل فی المغرب بتسلیم وھو قول ابی حنیفہ** ۔امام محمد شیبانی فرماتے ہیں کہ ہم اسی طریقہ پر عمل کرتے ہیں۔کہ وتروں کی دو رکعت پر سلام نہ پھیرا جائے۔جیسا کہ مغرب کی نماز میں دو رکعت پر سلام نہیں پھیرا جاتا۔(کیونکہ احادیث

Marfat.com

صحیحہ اور آثار مرفوعہ میں وتر کی نماز کو مغرب کی نماز سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز ان صحیح احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کے مطابق) جناب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی فتوی ہے۔

(مؤطا امام محمد صفحہ ۵۵، کتاب الآثار صفحہ ۱۳۹)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ (ام عبد) کو ایک دفعہ رات کو جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خانہ اقدس پر بھیجا کہ وہ دیکھیں (اور آکر مجھے بتائیں) کہ حضور ﷺ وتر کس طرح ادا فرماتے ہیں۔ (واپس آکر آپ کی والدہ ماجدہ نے بیان فرمایا کہ رات کو) آپ ﷺ نے جتنی خدا کو منظور تھی نماز پڑھی۔ حتی کہ آخر رات کو جب آپ ﷺ نے وتر پڑھنا چاہے۔ تو آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی پڑھی۔ اور دوسری رکعت میں قل یا ایھاالکافرون پڑھی۔ ثم قعد ثم قام ولم یفصل بینھما بالسلام ثم قرأ بقل ھو اللہ احد حتی اذا فرغ کبر ثم قنت فدعا بما شاء اللہ ان یدعو ثم کبر ورکع ... الخ۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر جلد ۴ صفحہ ۷۱، سند الانام شرح مسند الامام از ملا علی قاری صفحہ ۷۵)

پھر آپ ﷺ بیٹھے (اور تشہد پڑھا) پھر کھڑے ہو گئے۔ اور دو رکعتوں پر سلام نہ پھیرا۔ اور (سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد) قل ھو اللہ احد پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی (اور رفع یدین کیا) پھر آپ ﷺ نے دعائے قنوت پڑھی۔ اور جو خدا نے چاہا دعا مانگی۔ پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا۔

Marfat.com

امید ہے کہ اس حوالہ کے بعد کسی غیر متعصب شخص کو اس مسئلہ میں کوئی ابہام نہیں رہ گیا ہوگا۔ کیونکہ اس میں تقریبا وتروں کا تمام طریقہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اور وہ بھی اسوۂ مصطفوی ﷺ سے۔ الحمد لله رب العلمين. بمنه وبعونه۔

ہم اہل سنت و جماعت حنفی بھی اسی طریقہ کے ہی قائل و فاعل ہیں۔

☆ ام المؤمنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب نماز وتر ادا فرماتے تھے۔ لا يفصل بينهن بسلام و لا كلام ۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۱)

تو آپ ﷺ ان (پہلی دو اور پچھلی ایک رکعت) کے درمیان سلام نہ پھیرتے۔ اور نہ ہی کوئی کلام فرماتے تھے۔

☆ جناب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لا فصل في الوتر ۔

(مسند امام اعظم صفحہ ۸۸)

یعنی وتروں کی پہلی دو رکعتوں اور پچھلی ایک رکعت میں کوئی علیحدگی (سلام) نہیں ہے۔

☆ جامع القرآن جناب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھی یہی طریقہ تھا۔

فاوتر بثلاث .لم يسلم حتى فرغ منهن ۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۴)

کہ آپ تین وتر پڑھتے۔ اور صرف آخر پر ایک ہی دفعہ سلام پھیرتے تھے۔

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ ثم اوتر بثلاث. يسلم في آخرهن ۔

Marfat.com

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۶۶، طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۴، تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۲۶ تہذیب تاریخ دمشق جلد ۳ صفحہ ۱۴۸، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۱۱، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

یعنی پھر آپ نے تین وتر پڑھے۔ اور صرف اخیر میں ایک ہی مرتبہ سلام پھیرا۔

☆ قاریٔ بارگاہ مصطفوی جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

کان ابی ابن کعب یؤتر بثلاث لا یسلم الا فی الثالثة مثل المغرب ۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۶)

کہ آپ بھی تین وتر ہی پڑھتے تھے۔ اور مغرب کی نماز کی طرح (وتروں میں بھی) صرف آخر پر ہی سلام پھیرتے تھے۔

☆ جناب ابو عالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ ہم نے صحابہ کرام سے یہی سیکھا ہے کہ وتر کی نماز۔ نماز مغرب کی طرح (تین رکعت) ہی ہے۔ البتہ وتروں کی تیسری رکعت میں بھی ہم قراءت کرتے ہیں۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۰۲، نصب الرایہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

☆ جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود کے شاگرد بھی وتروں کے درمیانی التحیات پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

☆ امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بھی وتروں میں دو رکعات پر سلام پھیرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

Marfat.com

☆ حضرت مکحول (تابعی) علیہ الرحمہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

انه كان يؤتر بثلاث لا يسلم فی رکعتین ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۲۹۴)

کہ آپ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔ اور دو رکعات پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(بلکہ تین رکعت پڑھ کر پھر سلام پھیرتے تھے)

☆ عمر ثانی جناب عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے متعلق منقول ہے۔ اثبت عمر بن عبدالعزيز الوتر بالمدينة بقول الفقهاء ثلاثا لا يسلم الافی آخرهن ۔

(شرح معانی الآثار جلد۱ صفحہ۲۹۶)

کہ آپ نے فقہاء مدینہ کے فتوی کے مطابق مدینہ منورہ میں حکومتی سطح پر تین وتر پڑھنے کا حکم جاری فرمایا تھا۔ اور ان کے آخر میں ایک ہی دفعہ سلام پھیرا جاتا تھا۔

☆ تابعین کرام میں سے وہ فقہاء مدینہ۔ جن کے فتوی کے مطابق جناب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سلام سے تین وتر پڑھنے کا حکم نافذ فرمایا تھا۔ محدث ابوالزناد نے وہ سات فقہاء مدینہ بیان کئے ہیں۔

نمبر 1۔ جناب سعید بن مسیب نمبر 2۔ جناب عروہ بن زبیر۔ نمبر 3۔ جناب قاسم بن محمد بن ابوبکر نمبر 4۔ جناب ابوبکر بن عبدالرحمان نمبر 5۔ جناب خارجہ بن زید نمبر 6۔ جناب عبید اللہ بن عبداللہ نمبر 7۔ اور جناب سلیمان بن یسار علیہم الرحمہ۔ ان الوتر ثلاث لايسلم الا فی آخرهن ۔

(شرح معانی الآثار جلد۱ صفحہ۲۹۶)

ان سب کا فتوی یہی تھا کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اور صرف ان کے اخیر میں ایک ہی

Marfat.com

مرتبہ سلام پھیرا جائے گا۔

☆ جناب امام حسن بصری (مشہور تابعی) رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اجمع المسلمون ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخرھن ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ اور صرف ان کے آخر ہی میں (تین رکعت پوری کر کے) سلام پھیرا جائے گا۔

وتروں کی تیسری رکعت میں قراءت کے بعد تکبیر اور رفع یدین۔ پھر دعائے قنوت۔

☆ امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابوعثمان بیان فرماتے ہیں۔ کنا نحن و عمر یؤم الناس ثم یقنت بنا عند الرکوع یرفع یدیه ۔

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸)

☆ جناب سیدنا علی المرتضےٰ اور جناب براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وتروں میں دعاء قنوت کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے۔

(قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں دعائے قنوت کے بعد تکبیر کہا کرتے تھے۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ۱ صفحہ ۴۵۵)

کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری امامت کرواتے تھے۔ اور آپ رکوع کے

Marfat.com

وقت (رکوع سے پہلے) دعائے قنوت پڑھتے تھے۔اور (دعائے قنوت کے وقت) رفع یدین بھی فرمایا کرتے تھے۔

☆ پھر امام بخاری ایک اور سند سے بیان فرماتے ہیں۔

كان عمر يرفع يديه في القنوت۔

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸)

یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کے وقت رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔

جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔

(ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۹۴)

نیز امام بخاری نقل فرماتے ہیں۔**عن عبدالله انه كان يقرأ في اخر ركعة من الوتر قل هو الله احد ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة۔**

(جزء رفع یدین صفحہ ۲۸، آثار السنن صفحہ ۳۲۸، بدائع الفوائد، ابن قیم جلد ۴ صفحہ ۱۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷، طبرانی اوسط جلد ۸ صفحہ ۳۶، حدیث نمبر ۷۸۸۵، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

کہ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کی آخری رکعت میں (ثابت ہوا کہ وتر کی ایک رکعت نہیں ہوتی) **قل هو الله احد ... الخ** ۔پڑھ کر رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔پھر آپ دعائے قنوت پڑھتے۔پھر رکوع فرماتے۔

خیال رہے کہ اس روایت میں رکوع کو لفظ ''رکعۃ'' سے بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح ابو داؤد کی حدیث **من ادرک الرکعة ... الخ** ۔والی روایت میں بھی ''رکعۃ'' سے مراد رکوع ہی ہے۔یعنی مدرک رکوع مدرک رکعت ہے۔

Marfat.com

فافهموا يا اولوالالباب

☆ جناب اسود (تابعی) بھی بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعائے قنوت کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۷، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹، طبرانی کبیر جلد۹ صفحہ ۲۸۳، جزر فع یدین امام بخاری صفحہ ۷۸)

☆ نیز امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا۔ کہ دعائے قنوت کب پڑھنی چاہیے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

عند فراغ من القراءة۔

(بخاری جلد۲ صفحہ ۵۸۶)

یعنی دعائے قنوت۔ قراءت سے فارغ ہونے پر پڑھی جائے گی۔

☆ محدث ابراہیم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا فرمان ہے کہ قراءت سے فارغ ہو جانے پر دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کا حضور ﷺ کے خانۂ اقدس میں رات کو ٹھہرنا، آپ ﷺ کی نماز ملاحظہ فرمانا۔ اور بیان فرمانا کہ آپ ﷺ وتروں کی دوسری رکعت پر التحیات بیٹھتے۔ اور پھر سلام پھیرے بغیر کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر تیسری رکعت کی قراءت سے فارغ ہو جانے کے بعد تکبیر کہتے (اور رفع یدین کرتے) پھر دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ اسی باب میں پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

☆ تابعی کبیر جناب ابراہیم نخعی فرماتے ہیں۔ کہ (وتروں میں) قراءت سے فارغ

Marfat.com

ہو کر دعائے قنوت پڑھنی چاہیے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ارفع یدیک للقنوت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۷)

کہ جب تو دعائے قنوت پڑھنے لگے تو (تکبیر کہہ اور) رفع یدین کر۔

☆ نیز آپ بیان فرماتے ہیں۔ کہ سات مقامات پر رفع یدین کیا کرو۔

نمبر 1۔ نماز شروع کرتے وقت۔ نمبر 2۔ وتروں میں دعائے قنوت کے وقت، نمبر 3۔ عیدین کی نمازوں میں، نمبر 4۔ حجر اسود کے استلام کے وقت، نمبر 5۔ صفا اور مروہ پر، نمبر 6۔ عرفات میں، نمبر 7۔ اور رمی جمار کے وقت

(طحاوی جلد ۲ صفحہ ۱۷۸، آثار السنن صفحہ ۳۲۸)

اور محدث نیموی فرماتے ہیں۔ و اسنادہ صحیح۔ کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۲۸)

☆ نیز آپ فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت وتروں میں واجب ہے۔ اور جب تو دعائے قنوت پڑھنا چاہے۔ تو پہلے تکبیر کہہ (پھر رفع یدین کر) پھر جب رکوع کرنے لگے تو پھر تکبیر کہہ۔

(کتاب الآثار صفحہ ۵۶، کتاب الحجہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۰)

☆ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دعائے قنوت سے پہلے جب تکبیر کہی جائے۔ تو ابتدائے نماز کی طرح رفع یدین بھی کیا جائے۔ پھر ہاتھ باندھ کر (دعا کی طرح ہاتھ اٹھا کر یا ہاتھ پھیلا کر نہیں) دعائے قنوت پڑھی جائے۔

Marfat.com

(کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۵۶)

☆ امام زیلعی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں کہ قنوت وتر کے وقت رفع یدین کرنا احادیث سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

(نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۱)

قنوت رکوع سے پہلے پڑھیں

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تین وتر ادا فرماتے تھے۔ اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸، طبرانی اوسط، سنن نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۶۲، حدیث نمبر ۱۷۰۱، سنن کبری نسائی جلد ۱ صفحہ ۴۴۸، حدیث نمبر ۱۴۳۲، جلد ۶ صفحہ ۱۸۴، حدیث نمبر ۱۰۵۷۰، سنن کبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۰، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۱۲۳، شرح السنہ بغوی جلد ۴ صفحہ ۹۸، دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۳۱،)

محدث اہلحدیث البانی نے بھی اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

☆ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتر تین رکعت پڑھتے تھے اور دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

☆ جناب عاصم علیہ الرحمہ نے جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھی جائے گی یا بعد میں۔ تو آپ نے فرمایا۔ رکوع سے پہلے ۔۔ نیز آپ نے فرمایا۔ قنت رسول الله ﷺ بعد الرکوع شهرا ۔

Marfat.com

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، آثار السنن صفحہ ۳۲۵، دارمی صفحہ ۱۹۸، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۴۴، مسند المستخرج ابونعیم جلد ۲ صفحہ ۱۷۱، حدیث نمبر ۱۷۲، سنن کبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۶۷، مسند ابویعلیٰ جلد ۷ صفحہ ۹۰، حدیث نمبر ۴۰۲۶، اخبار قزوین جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

کہ جناب رسول ﷺ نے (۷۰ قاری صحابہ کرام کو قتل کرنے والے بدعہد مشرک قبیلے کے لئے) ایک ماہ تک رکوع کے بعد ان کے لئے بددعا فرمائی۔ (پھر آپ ﷺ نے قنوت بعد الرکوع اور اس قبیلے کے لئے بددعا کرنا ترک فرمادیا)

☆ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ كان يؤتر . فيقنت قبل الركوع۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۴۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، آثار السنن صفحہ ۳۲۵، سنن الکبری جلد ۳ صفحہ ۳۹، دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۳۱)

یعنی جب جناب رسول اللہ ﷺ وتر ادا فرماتے تھے۔ تو آپ ﷺ رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

امام نسائی کی تحقیق کے مطابق اس روایت کی سند بھی صحیح ہے۔

(تعلیق المغنی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

اور محدث نیموی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۲۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بھی دیکھا اور میری والدہ نے بھی دیکھا کہ حضور ﷺ رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے

Marfat.com

(دار قطنی جلد۲ صفحہ ۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۲، جامع المسانید جلد ۱ صفحہ ۳۱۷، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۴، حدیث نمبر ۹۴۳۲، قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۹)

☆ جناب سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین اور جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان فرمایا۔

قنت رسول الله ﷺ فی آخر الوتر و کانوا یفعلون ذالک۔

(دار قطنی جلد۲ صفحہ ۳۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتروں کے آخر میں (رکوع سے قبل) دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔ نیز خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خود بھی رکوع سے پہلے ہی دعاء قنوت پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ وتروں میں رکوع سے پہلے ہی قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیا جلد ۵ صفحہ ۹۹، مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۳ صفحہ ۱۸۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۱)

☆ جناب عمر بن ذر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے مرفوعاً بیان فرماتے ہیں۔

انه کان یقنت فی الوتر قبل الرکعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۲)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھتے تھے

Marfat.com

اس روایت میں بھی رکوع کے لئے رکعۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مدرک رکوع۔ مدرک رکعت ہے۔ والی روایت میں بھی یہی الفاظ استعمال ہوئے تھے۔ (مؤلف)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(قیام اللیل مروزی صفحہ ۲۲۸، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۷۵)

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، معجم کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۳۹، شرح معانی الاثار جلد ا صفحہ ۲۸۸)

☆ عن علقمة ان ابن مسعود واصحاب النبی ﷺ کانوا یقنتون فی الوتر قبل الرکوع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۲)

یعنی جناب علقمہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

اور امام ماردینی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

(جوہر النقی مع البیہقی جلد ۳ صفحہ ۴۱)

Marfat.com

☆ جناب اسود بن یزید بھی وتروں میں دعائے قنوت رکوع سے پہلے ہی پڑھا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۲)

☆ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وتروں میں رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۰۲، طبرانی کبیر جلد۹ صفحہ ۲۴۳)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا ابو موسیٰ اشعری، جناب سیدنا انس بن مالک، جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب عمر بن عبدالعزیز، جناب عبیدہ، جناب حمید الطویل اور جناب ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

(جوہر النقی جلد۲ صفحہ ۲۱۱، عمدۃ القاری جلد۷ صفحہ ۲۰)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا علی المرتضےٰ، جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود، جناب سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم بھی قراءت سے فارغ ہوکر ہی تکبیر کہتے اور پہلے قنوت پڑھتے پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرتے۔ جناب سفیان ثوری کا بھی یہی فتویٰ ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس مسئلہ میں ہم کسی کے اختلاف کو نہیں جانتے۔

(مغنی ابن قدامہ جلد۲ صفحہ ۱۶۵)

اسی لئے ان تمام احادیث و آثار کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام عبداللہ بن مبارک، امام اسحاق بن راہویہ اور دیگر ائمہ اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

(ترمذی جلد۱ صفحہ ۹۳) فھو المطلوب

Marfat.com

دعائے قنوت کے الفاظ ماثورہ

☆ جناب خالد بن عمران کی روایت میں ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اہل مضر پر بددعا کرنے کے بدلے میں یہ دعا تلقین فرمائی تھی۔

اللهم انا نستعينك و نستغفرك و نؤمن بك و نخضع لك و نخلع ونترك من يكفرك. اللهم اياك نعبد و لك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفدو نرجو رحمتك و نخاف عذابك ان عذابك الجد بالكافرين ملحق۔

(مراسیل ابوداؤد صفحہ ۸، سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول دعا قنوت کے الفاظ اس طرح ہیں،

اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير كله ونشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك. اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعى ونحفد ونرجو رحمتك ونخشى عذابك ان عذابك بالكفار ملحق۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۴۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول دعائے قنوت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

اللهم انا نستعينك ونستهديك ونستغفرك ونؤمن بك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع و نترك من يفجرك. اللهم

Marfat.com

ایاک نعبد ولک نصلی ونسجدو الیک نسعی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک الجد بالکفار ملحق۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱، تلخیص الجیر صفحہ ۱۲۰، مدونۃ الکبریٰ جلد ا صفحہ ۱۰۰)

یعنی اے میرے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔اور تجھ سے ہدایت طلب کرتے ہیں۔ اور تجھ سے بخشش کے طالب ہیں۔اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں۔اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں۔اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔اور تیری بہترین تعریف کرتے ہیں۔اور تیرا شکر بجالاتے ہیں۔اور ہم تیری ناشکری نہیں کرتے۔اور ہم علیحدہ ہوتے ہیں۔اور چھوڑتے ہیں ہر اس شخص کو۔جو تیری نافرمانی کرتا ہو۔اے اللہ تعالیٰ۔ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔اور تیرے لیے ہی نماز پڑھتے ہیں۔اور تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور تیری طرف ہی دوڑتے ہیں۔ہم تیری عبادت کی غرض سے تیری ہی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔اور ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔اور ہم تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔بے شک تیرا عذاب تو کافروں ہی کو ہوگا۔

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ دعا بھی مرفوعاً نقل کی گئی ہے۔

اللھم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذبک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۱۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یعنی اے میرے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔اور تیرے

Marfat.com

عذاب سے تیری معافی کا طلب گار ہوں۔ اور تجھ سے تیری ہی پناہ کو طلب کرتا ہوں۔ میں تیری تمام تعریفیں بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ درحقیقت تیری شان تو وہ ہے۔ جو تو نے خود بیان فرمائی ہے۔

☆ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً دعائے قنوت کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

اللھم اھدنی فی من حدیت وعافنی فی من عافیت و تولنی فی من تولیت وبارک لی فی ما اعطیت وقنی شرما قضیت فانک تقضی ولا یقضی علیک وانہ لا یذل من والیت ولا یعزمن عادیت تبارک ربنا وتعالیت .

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۱۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۱۷، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۲، درامی جلد ۱ صفحہ ۴۵۱، مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۸۸، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

یعنی اے میرے اللہ تو مجھے ہدایت عطا فرما ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت فرما رکھی ہے۔ اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ سلامتی میں رکھ۔ جنہیں تو نے سلامت رکھا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ مجھے بھی اپنے دوستوں میں شامل رکھ۔ جنہیں تو نے اپنا دوست بنا رکھا ہے۔ اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرما رکھا ہے۔ اس میں مزید برکت عطا فرما۔ اور مجھے اپنی قضا کے شر سے محفوظ رکھنا۔ کیونکہ درحقیقت تو ہی قضاؤ قدر کا مالک ہے۔ اور تجھ پر کسی کا کوئی حکم نہیں چلتا۔ اور جس کو تو اپنا دوست بنا لے۔ اس کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا۔ اور جس کو تو ذلیل کرنا چاہیے۔ اس کو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ اے ہمارے

Marfat.com

رب تو بڑی برکتوں والا ہے۔ اور بڑی بلند شان کا مالک ہے۔

قنوت فی الفجر کا مسئلہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چند دن (ایک ماہ) صبح کی نماز میں۔ بعد الرکوع قنوت پڑھی تھی۔ (قراء کے قاتلوں پر بددعا کے لئے۔ پھر آپ ﷺ نے قنوت ترک فرما دی تھی۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، آثار السنن صفحہ ۲۳۱، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۴۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

بخاری کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

سئل انس ابن مالک اقنت النبی ﷺ فی الصبح قال نعم فقیل اوقنت قبل الرکوع قال بعد الرکوع یسیرا۔

مسلم کی روایت میں ہے۔ ھل قنت رسول اللہ ﷺ فی صلوٰۃ الصبح قال نعم . بعد الرکوع یسیرا۔

☆ نیز جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

قنت النبی ﷺ شھرا یدعو اعلی رعل و ذکوان ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)

قنت النبی ﷺ بعد الرکوع شھرا یدعو اعلیٰ رعل و ذکوان (علی الذین قتلوا یعنی اصحابہ بئر معونۃ ثلاثین صباحا)

Marfat.com

کہ جناب رسول کریم ﷺ نے رعل اور ذکوان پر بددعا کے لئے۔ صبح کی نماز میں ایک ماہ تک بعد الرکوع قنوت (نازلہ) پڑھی تھی۔

(پھر آپ ﷺ نے قنوت پڑھنا ترک فرمادی)

(بخاری جلد۲ صفحہ ۵۸۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، طحاوی جلد ۱ صفحہ ۲۴۳)

☆ جناب انس بن مالک بیان فرماتے ہیں۔ **قنت شهرا يدعو على احياء من احياء العرب ثم تركه . ولهذا لم يقنت انس فى الصبح۔**

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۲۰)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے عرب کے ایک قبیلہ پر ایک ماہ تک قنوت پڑھی۔ پھر آپ نے اسے ترک فرمادیا۔

اسی لئے جناب انس بن مالک بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ **كان رسول الله ﷺ لا يقنت فى صلوة الصبح الا ان يدعو القوم اوعلى قوم۔**

(رواہ ابن حبان وقال اسنادہ صحیح۔ آثار السنن جلد۲ صفحہ ۲۰)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عام طور پر کبھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ ہاں البتہ جب کبھی کسی کے لیے دعا یا بددعا کرنا چاہتے تو اس وقت پڑھ لیتے تھے۔

☆ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تقریباً یہی الفاظ مروی ہیں۔

(شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۹۹)

☆ اور جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی مذکورہ الصدر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہی روایت بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ان النبی ﷺ لم یقنت فی الفجر الا شھرا واحدا لم یر قبله ذالک ولا بعده. وانما قنت فی ذالک الشھر یدعوا علی ناس من المشرکین۔

(رواہ الطبرانی،شرح نقایہ جلد۱صفحہ۹۹)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے پوری زندگی میں صرف ایک ماہ فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی تھی۔جبکہ آپ ﷺ کچھ مشرکوں کے لئے بددعا کیا کرتے تھے۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں پر بددعا کے لئے ایک ماہ تک (فجر میں) قنوت (نازلہ) پڑھی۔پھر آپ ﷺ نے اسے ترک فرمادیا۔

(مسلم جلد۱صفحہ۲۳۷،دارقطنی جلد۲صفحہ۳۹،طحاوی جلد۱صفحہ۲۴۵)

خلفاءراشدین نماز فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے

☆ جناب ابومالک فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا۔ انک صلیت خلف رسول الله ﷺ وابی بکر و عمر و عثمان و علی بالکوفة نحو خمسین سنین. کانوا یقنتون فی الفجر . قال ای بنی محدث ”

(ترمذی جلد۱صفحہ۵۳،نسائی جلد۱صفحہ۱۶۴،ابن ماجہ صفحہ۸۹، مسند امام احمد ،آثار السنن صفحہ۲۲۳،سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ۲۱۳،مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۳۰۸)

کہ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بھی نمازیں پڑھی ہیں۔اور آپ جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین کے پیچھے بھی

Marfat.com

نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ نیز آپ نے پانچ سال کے قریب جناب سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔ کیا یہ ذوات مقدسہ نماز فجر میں قنوت پڑھا کرتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹا یہ تو ایک بدعت ہے (یعنی ان میں سے کوئی بھی فجر کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتا تھا)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا اس روایت کی سند حسن ہے۔

(تلخیص الجبیر، آثار السنن صفحہ ۳۴۳)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نماز فجر میں قنوت پڑھنا۔ یہ تو ایک بدعت ہے۔

(دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۴۱)

☆ ام المومنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر میں قنوت پڑھنے سے منع فرمادیا تھا۔

(دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳۸)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فجر میں قنوت نہیں پڑھتے تھے

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی فرماتے ہیں۔ میں قنوت فجر کو جانتا ہی نہیں ہوں۔

(طحاوی جلد ا صفحہ ۲۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

Marfat.com

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی قنوت فی الفجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

☆ جناب سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۰)

☆ جناب ابراہیم نخعی تابعی علیہ الرحمہ بھی قنوت فجر نہیں پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

وتروں کے بعد دو رکعت نفل

عن ام سلمة كان النبی ﷺ يصلی بعد الوتر ركعتين۔

یعنی ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ وتروں کے بعد دو رکعت (نفل) ادا فرمایا کرتے تھے۔

(تاریخ صغیر امام بخاری صفحہ ۱۷۴)

باقی نفلوں کی طرح عشاء کے بعد والے نفل بھی کھڑے ہو کر ہی پڑھے جائیں گے

آج کل اس سستی اور کاہلی کے دور میں بھی۔ جب کہ اکثر لوگ الا ماشاء اللہ۔ ویسے ہی عبادات سے لاپرواہی برتتے ہیں۔ کئی علم حدیث سے کم آشنا حضرات اس بات پر بھی زور دے رہے ہیں کہ نماز عشاء کے آخری نفل تو ضرور بیٹھ کر ہی پڑھے جائیں۔ اور یہ طریقہ ہی سنت ہے۔

Marfat.com

☆ تو جناب اول تو جناب رسول اللہ ﷺ کا صاف صاف فرمان عالیشان موجود ہے۔عن عمران بن حصین . من صلی قاعدا فله نصف اجرا لقائم۔

(بخاری شریف جلد اصفحہ ۱۵۰، پارہ نمبر۵ باب صلوٰۃ القاعد)

یعنی جو بھی شخص (بغیر عذر شرعی کے بیٹھ کر (نفل) نماز پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر (نفل) نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے یہ روایت بھی آئی ہے۔

انهالم تررسول الله ﷺ يصلى صلوٰة الليل قاعد اقط حتى اسن ـ

(بخاری شریف جلد اصفحہ ۱۵۰، پارہ نمبر۵ وغیرہ)

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ما رأيت رسول الله فى سبحته قاعدا حتى كان قبل وفاته ﷺ بعام۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۴۹ باب فی من یتطوع جالسا، ابوداؤد جلد اصفحہ ۵۳۷، باب فی صلوٰۃ القاعد، مسلم جلد اصفحہ ۲۵۳، نسائی جلد اصفحہ ۲۴۵)

یعنی ہم نے جناب رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔البتہ وصال شریف سے (تقریبا) ایک سال پہلے۔جب کہ آپ ﷺ سن رسیدہ (اور کمزور) ہو گئے۔تو پھر آپ ﷺ نفل نماز کی طویل قراءت بیٹھ کر کر لیا کرتے تھے۔

☆ نیز ام المؤمنین سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی بیان فرماتی ہیں۔

ما مات رسول الله ﷺ حتى كان من اكثر صلوٰة قاعدا الا الفريضة ،

(نسائی جلد اصفحہ ۲۴۴)

Marfat.com

ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے آخر عمر میں کمزوری کی وجہ سے نفل بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دیئے تھے۔ ورنہ آپ ﷺ ساری زندگی نفل کھڑے ہو کر ہی پڑھتے تھے۔ اور کسی عذر کی وجہ سے کیا گیا کوئی کام سنت نہیں ہوتا۔

☆ نیز جناب سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تو معاملہ بالکل ہی صاف کر دیتی ہے۔ آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو تعجب کیا۔ اور آپ ﷺ سے عرض کی۔ آقا ﷺ۔

انک قلت صلوٰۃ الرجل قاعدا علی نصف الصلوٰۃ . وانت تصلی قاعدا. قال اجل . ولکنی لست کاحدمنکم۔

(مسلم جلد۱صفحہ۲۵۳، ابوداؤد جلد۱صفحہ۱۳۷، نسائی جلد۱صفحہ۲۴۵، مشکوٰۃ صفحہ۱۰۳)

یارسول اللہ ﷺ آپ کا فرمان عالیشان تو یہ ہے کہ بیٹھ کر (بلا عذر شرعی۔ نفل) نماز پڑھنے والے کو۔ کھڑا ہو کر نماز (نفل) پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔ اور آپ ﷺ خود بیٹھ کر نماز (نفل) پڑھ رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو کچھ میں نے فرمایا ہے وہ (امت کے لئے) مسئلہ اسی طرح ہے۔ لیکن میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ (یعنی میں جیسے بھی پڑھوں میرے ثواب میں کمی نہیں آئے گی)

☆ چنانچہ تقریباً تمام محدثین کرام اس حدیث کے تحت اس بات کو آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کرتے ہیں۔ کہ آپ ﷺ نفل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر۔ آپ ﷺ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد۲صفحہ۴۶۸، نووی شرح مسلم جلد۱صفحہ۲۵۳، تعلیق المحمود شرح ابوداؤد جلد۱صفحہ۱۳۷، المجتبیٰ شرح نسائی جلد۱صفحہ۲۴۵،

Marfat.com

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵، مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۴۰۵ وغیرہ)

☆ امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ''نماز عشاء کے آخری نفل بیٹھ کر پڑھنا چاہیے یا کھڑے ہو کر؟ سرکار اقدس ﷺ نے کس طور پر ہمیشہ ان نفلوں کو ادا فرمایا ہے۔ اور کس طرح پڑھنا باعث زیادتیٔ ثواب ہے؟'' تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ ''حضور پر نور ﷺ نے یہ نفل بیٹھ کر پڑھے۔ مگر ساتھ ہی فرمادیا کہ میں تمہاری مثل نہیں۔ میرا ثواب قیام وقعود دونوں میں یکساں ہے۔ (یعنی یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ مؤلف) تو امت کے لیے کھڑے ہو کر پڑھنا افضل اور دونا ثواب ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ۷ صفحہ ۴۲۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

روزانہ کی بارہ رکعت سنت رواتبہ مؤکدہ

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **ما من عبد مسلم یصلی للہ کل یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا غیر فریضۃ الا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔** یعنی جو بندۂ مومن ہر دن میں محض رضائے الٰہی کی خاطر بارہ رکعت (سنن رواتبہ) پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۵، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۷۸، ابن ماجہ صفحہ ۸۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۶، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۷۱، دارمی جلد ۱ صفحہ ۳۹۷ وغیرہ)

Marfat.com

☆ دوسرے مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ نے ان بارہ رکعات کی اس طرح وضاحت فرمائی۔ اربعا قبل الظهر و ركعتين بعدها وركعتين بعد المغرب وركعتين بعد العشاء وركعتين قبل الفجر صلاة الغداة۔

(نسائی جلد اصفحہ ۲۵۶، ترمذی جلد اصفحہ ۵۶، ابن ماجہ ۸۱ وغیرہ)

یعنی دو رکعت فجر کی فرض نماز سے پہلے۔ 4 رکعات نماز ظہر کے فرضوں سے پہلے۔ ۲ رکعات نماز ظہر کے فرضوں کے بعد۔ ۲ دو رکعت نماز مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء کے فرضوں کے بعد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنت فجر کا بیان

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها۔

(مسلم جلد اصفحہ ۲۵۱ وغیرہ)

یعنی فجر کی دو رکعتیں (سنتیں) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب کچھ سے میرے نزدیک زیادہ بہتر ہیں۔

☆ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ احب الی من الدنيا وما فيها۔

(مسلم جلد اصفحہ ۲۵۱ وغیرہ)

یعنی فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب کچھ سے مجھے زیادہ پیاری ہیں

Marfat.com

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی سنتیں کبھی بھی نہیں چھوڑیں۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۳، معنا ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ وغیرہ)

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان النبی ﷺ لم یکن علی شیئ من النوافل اشد معاھدة منه علی رکعتین قبل الصبح۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۶، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۵۳، سنن ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ وغیرہ)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی سنتیں کبھی بھی نہیں چھوڑیں۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لاتدعو ھما و ان طرد تکم الخیل۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۷۹، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، آثار السنن صفحہ ۳۵۲)

یعنی صبح کی سنتیں ہرگز نہ چھوڑنا۔ اگرچہ تمہیں گھوڑے ہی روند ڈالیں۔

جماعت کھڑی ہو جائے تو فجر کی سنتیں؟

اسی لئے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا یہ طریقہ تھا۔ کہ اگر وہ کچھ لیٹ ہو جاتے۔ اور جماعت کھڑی ہو جاتی۔ تو (اگر یقین ہوتا کہ سنتیں پڑھتے پڑھتے فرض ضائع نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ سنتوں سے فارغ ہو کر بھی جماعت میں مل سکتے ہیں) تو جماعت والی جگہ سے کسی علیحدہ جگہ پر۔ پہلے دو سنتیں پڑھ لیتے تھے۔

Marfat.com

کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

لا تكاثر الصلوٰة المكتوبة بمثلها من التسبيح في مقام واحد۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۷۴)

یعنی جہاں فرض پڑھے جا رہے ہیں۔ اسی جگہ جماعت کی صفوں کے ساتھ کھڑے ہو کر غیر فرض نہ پڑھو۔

پھر جماعت میں شامل ہو جاتے تھے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک دن اس وقت جاگے جبکہ فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ **فركع ركعتين قبل ان يدخل المسجد وهو في الطريق ثم دخل المسجد فصلى الصبح مع الناس. فصلى هما في حجرة حفصة ثم انه صلى مع الامام۔**

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

ایک دفعہ تو آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہی ایک مناسب جگہ پر پہلے سنتیں ادا فرمائیں۔ اور پھر مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ مل گئے۔ اور ایک دفعہ آپ نے مسجد ہی سے ملحق اپنی بہن۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں سنتیں ادا فرمائیں۔ اور پھر آ کر جماعت میں شامل ہو گئے۔

محدث نیموی پہلی روایت کے متعلق فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۵۸)

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ مبارکہ بھی یہی تھا۔ کہ جب آپ مسجد میں تشریف لاتے۔ اور صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہوتی۔ اور آپ

Marfat.com

نے ابھی صبح کی سنتیں نہ پڑھی ہوتیں۔

فیصلی الرکعتین فی ناحیة المسجد ثم یدخل مع القوم فی الصلوٰة ۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، آثار السنن جلد ۲

صفحہ ۳۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

تو پہلے آپ مسجد کے ایک کونے میں سنتیں ادا فرماتے۔ پھر جماعت میں شامل ہوتے۔
محدث نیموی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند حسن ہے۔

(آثار السنن صفحہ ۳۵۹)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی ہے۔ اور آپ نے ابھی سنتیں ادا نہیں فرمائی تھیں۔ فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

تو آپ نے امام (جماعت) سے ذرا پیچھے ہٹ کر مسجد ہی میں ایک طرف پہلے سنتیں ادا فرمائیں۔ پھر آپ جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے۔

ایک روایت میں مع الامام کی بجائے خلف الامام کے الفاظ ہیں۔

(طحاوی جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

اگر حجرہ یا اندر ہال میں جماعت ہو رہی ہے تو باہر برآمدہ یا صحن میں سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ یا صحن میں جماعت ہو رہی ہے تو اندر مسجد کے ہال میں سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ اور اگر کسی مسجد میں بس ایک ہی کمرہ ہے تو پھر صفوف جماعت سے ذرا پیچھے ہٹ کر۔ ان سے اس طرح علیحدہ ہو کر کہ جماعت کا گمان نہ ہو۔ وہاں سنتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا۔ اور ممانعت والی احادیث میں نہی زمانی نہیں۔ بلکہ نہی مکانی ہے جیسا کہ روایات مندرجہ سے ظاہر ہے۔

☆ محدث نیموی علیہ الرحمہ۔ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ **فجلس عبدالله الی اسطوانة من المسجد. فصلی الرکعتین ثم دخل فی الصلوٰة۔**

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۷۴، طبرانی کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۱۸،
مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

تو جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے ایک ستون کے پیچھے پہلے سنتیں ادا فرمائیں۔ پھر جماعت میں شامل ہو گئے۔

محدث نیموی ایک اور سند سے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس روایت کی سند بھی صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۵۹)

☆ جناب سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی معمول تھا۔ کہ اگر آپ نے ابھی فجر کی سنتیں پڑھنی ہوتیں۔ اور جماعت کھڑی ہو جاتی۔ تو پہلے آپ سنتیں ادا فرماتے۔ پھر جماعت میں شامل ہوتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

Marfat.com

☆ مشہور تابعی جناب ابوعثمان عبدالرحمان بن مل النہدی الانصاری علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فجر کی جماعت کرا رہے ہوتے۔ اور ہم (تابعین کرام) نے اگر فجر کی سنتیں ابھی نہ پڑھی ہوتیں۔

فنصلی الرکعتین فی آخر المسجد (فی جانب المسجد) ثم ندخل مع القوم فی صلاتھم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۲۵۱، شرح معانی الآثار جلد۱ صفحہ۳۷۶)

تو پہلے ہم مسجد کے آخر میں یا مسجد کے ایک کونے میں فجر کی سنتیں ادا کر لیتے تھے۔ پھر جماعت میں شامل ہوتے تھے۔

☆ محدث نیموی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند حسن اور صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد۲ صفحہ۳۶۱)

☆ تابعی کبیر جناب مسروق علیہ الرحمہ مسجد میں آئے۔ تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ اور آپ نے ابھی سنت فجر ادا نہیں فرمائی تھیں۔ فصلا ھما فی ناحیة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۲۵۰)

ایک روایت میں اس طرح ہے۔

فیصلی الرکعتین فی المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلاتھم۔

(شرح معانی الآثار جلد۱ صفحہ۳۷۶)

محدث نیموی فرماتے ہیں۔ و اسنادہ صحیح۔ کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد۲ صفحہ۳۶۲)

تو آپ نے مسجد کے ایک کونے میں پہلے سنت فجر ادا فرمائیں۔ پھر آپ جماعت میں

Marfat.com

شامل ہوئے۔

☆ تابعی کبیر جناب حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر تو مسجد میں آئے۔ اور تو نے ابھی سنت فجر ادا نہ کی ہوں۔ **فصلهما وان كان الامام يصلى۔**

(طحاوی جلد اصفحہ ۳۷۶)

تو پہلے سنتیں پڑھ۔ اگر چہ جماعت کھڑی ہو چکی ہو۔

محدث نیموی اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۳۶۲)

☆ تابعی کبیر جناب مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو مسجد میں جائے اور جماعت کھڑی ہو چکی ہو۔ اور تو نے ابھی فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں۔

فاركعهما وان ظننت ان الركعة الاولى تفوتك ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

تو پہلے سنتیں پڑھ۔ اگر چہ سنتیں پڑھنے سے تیری فرض جماعت کی ایک رکعت بھی کیوں نہ نکل جائے۔

☆ جناب عکرمہ سے بھی اس مسئلہ میں اسی طرح کا فتوی مذکور ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

نماز فجر کے فوراً بعد سنتیں پڑھنا منع

جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا ابو ہریرہ، جناب سیدنا عبداللہ بن عباس، جناب سیدنا ابو سعید خدری، جناب سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ کرام

Marfat.com

بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

(باختلاف الفاظ) **لا صلوۃ بعد صلوۃ العصر حتی تغرب الشمس .ولا صلوۃ بعد صلوۃ الفجر حتی تطلع الشمس ۔**

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۷۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔عصر کی نماز کے بعد سورج کے مکمل طور پر غروب ہو جانے تک ۔اور فجر کی نماز کے بعد سورج کے مکمل طور پر طلوع ہو جانے تک کوئی (سنت،نفل) نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

اور دیگر حدیث کی تقریباً تمام کتابوں میں الفاظ کے اختلاف کے ساتھ کئی کئی سندوں سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

قضاء الفوائت

جناب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ۔کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ **من نسی صلوٰۃ فلیصل اذا ذکر لا کفارۃ لھا الاذالک**

(بخاری حدیث ۵۹۷، مسلم حدیث ۶۸۴)

یعنی جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے (یا سوتے ہوئے نماز قضا ہو جائے) تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یاد آئے اسی وقت وہ اپنی قضا شدہ نماز ادا کر لے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قضا نماز کے لئے کوئی ٹائم مقرر نہیں۔جب بھی یاد آجائے یا موقع مل جائے اس کو ادا کیا جاسکتا ہے۔

یکے از محدثین صحاح ستہ۔امام ترمذی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے (فرمان کے

Marfat.com

مطابق) اکثر فقہاء صحابہ کرام کا یہی فتوی ہے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد سورج کے مکمل طور پر نکل آنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج کے مکمل طور پر غروب ہو جانے تک کوئی نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ لیکن کسی نماز کی قضاء پڑھنی ہو تو وہ ان اوقات مکروہہ ممنوعہ میں بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ عبارت اس طرح ہے۔

واما الصلوات الفوائت فلا بأس ان تقضى بعد العصر وبعد الصبح ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۵)

طلوع آفتاب کے بعد اس دن کے فرض بمع سنت

☆ جناب سیدنا ابو ہریرہ، جناب سیدنا ابو قتادہ، جناب سیدنا جبیر اور دیگر کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے باختلاف الفاظ روایت کیا ہے۔ کہ دوران سفر ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ کی بمع صحابہ نماز فجر قضاء ہوگئی۔

فصلى رسول الله ﷺ ركعتين ثم صلى الغداة ۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۸، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۰۲، معجم کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۴، مسند امام احمد جلد ۴، آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

تو آپ ﷺ نے سورج طلوع ہو جانے کے بعد پہلے فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی۔

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کیا کرے

☆ جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

من لم یصل رکعتی الفجر. فلیصلھما بعد ما تطلع الشمس ۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۷، سنن الکبری جلد ۲ صفحہ ۴۸۴)

کہ جس شخص کی فجر کی سنتیں رہ جائیں ۔ وہ انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

☆ نیز جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ۔ ان النبی ﷺ نام عن رکعتی الفجر فقضا ھما بعد ماطلعت الشمس ۔

(ابن ماجہ صفحہ ۸۲)

یعنی ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ کی فجر کی سنتیں قضا ہو گئیں ۔ تو آپ ﷺ نے انہیں سورج کے نکل آنے کے بعد پڑھا۔

محدث نیموی فرماتے ہیں ۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

☆ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں آئے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ آپ جماعت میں شامل ہو گئے اور فجر کی سنتیں نہ پڑھیں۔

حتی طلعت الشمس .فقام فرکع رکعتین ۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۷۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵)

تو جب سورج نکل آیا۔ (اور زردی ختم ہو گئی) تو آپ نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔

محدث نیموی فرماتے ہیں ۔ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

☆ حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لو لم اصلھما حتی اصلی الفجر. صلیتھما بعد طلوع الشمس ۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵)

یعنی اگر میں فجر کی نماز سے پہلے سنتیں نہ پڑھ سکوں۔ تو پھر میں انہیں سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہوں۔

محدث نیموی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

مندرجہ بالا احادیث و آثار سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گیا کہ اگر امام ہے تو لازماً فجر کی سنتیں پڑھ کر جماعت کرائے۔ اور اگر کوئی شخص جماعت کے کھڑا ہو جانے کے بعد آئے۔ تو اگر تو کوئی علیحدہ جگہ ہے۔ تو وہاں ایک طرف ہو کر پہلے سنتیں ادا کرے۔ پھر جماعت میں شامل ہو۔ اور اگر علیحدہ کوئی جگہ نہیں ہے۔ تو پھر جماعت سے ایک طرف ہو کر پہلے سنتیں پڑھے۔ پھر جماعت میں شامل ہو۔ اگر چہ ایک رکعت ہی نکل جائے۔ اور اگر کسی وجہ سے جماعت سے پہلے سنتیں نہیں پڑھ سکا۔ تو صحاح ستہ کی صحیح صریح مرفوع حدیث کے مطابق نماز فجر کے فوراً بعد سنتیں نہ پڑھے۔ بلکہ سورج کے مکمل طور پر روشن ہو جانے کے بعد ان قضاء شدہ سنتوں کے بدلے میں دو رکعت ادا کرلے۔ یہی طریقہ۔ لقد کان لکم فی رسول الله ﷺ اسوة حسنه اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین اور ما انا علیه واصحابی کے عین مطابق ہے۔

فاعتبروا یا اولو الا بصار

نماز ظہر کی سنتیں

Marfat.com

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ظہر کی پہلی چار اور بعد والی دو سنتیں مؤکدہ ہیں۔ سنت مؤکدہ واجب کے تحت ہوتی ہیں۔

لہٰذا ان کی تمام رکعتوں میں واجب کی طرح سورۃ بھی ملائی جائے گی۔ اور درمیان والا التحیات صرف عبدہ ورسولہ تک ہی پڑھا جائے گا۔

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

کان یصلی فی بیتی قبل الظہر اربعا . ثم یخرج فیصلی بالناس. ثم یدخل فیصلی رکعتین۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت (سنت مؤکدہ) میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔ پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے جاتے اور جماعت کراتے تھے۔ پھر آپ ﷺ گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت (سنت) ادا فرماتے تھے۔

☆ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ **یقول من حافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربعا بعدھا . حرمہ اللہ علی النار۔**

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۸۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۸۹، نسائی جلد ا صفحہ ۲۵۶)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے (دین کے باقی لوازمات کے ساتھ ساتھ) چار رکعت (سنت مؤکدہ) ظہر سے پہلے اور چار رکعات ظہر کے بعد (دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت نفل) پڑھنا نہ چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ پر حرام فرما دے گا۔

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جناب امام حسن بصری، جناب سعید

Marfat.com

بن مسیب اور جناب سعید بن جبیر علیہم الرحمہ بھی ظہر کے بعد چار رکعات (2 سنت مؤکدہ، 2 نفل) ادا فرمایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۲۰۱)

اگر ظہر کی پہلی سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھیں

☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

ان النبی ﷺ کان اذالم یصل اربعا قبل الظھر. صلاھن بعدھا ۔

(جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۸۹ واسنادہ صحیح)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی اگر ظہر کی پہلی چار سنتیں کبھی کسی وجہ سے رہ جاتیں۔ تو آپ ﷺ انہیں ظہر کے فرض ادا فرمالینے کے بعد ادا فرمالیتے تھے۔

نماز عصر کی سنتیں

نماز عصر سے پہلے جو رکعات سنت پڑھی جاتی ہیں۔ وہ سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ اور سنت غیر مؤکدہ کی بنا نفلوں پر ہوتی ہے۔ لہٰذا سنت غیر مؤکدہ کی ہر رکعت میں نفلوں کی طرح سورۃ بھی ملائی جائے گی۔ اور ہر دو رکعت کے بعد پورا التحیات بھی (یوم یقوم الحساب تک) پڑھا جائے گا۔ اور تیسری رکعت کو شروع بھی ثناء (سبحانک اللھم ۔۔۔ الخ) سے جائے گا۔ یعنی حضور ﷺ کے فرمان ذیشان ''التطوع مثنی مثنی'' کے مطابق نوافل کو دو۔ دو کر کے ہی پڑھا جائے گا۔ اگر چار رکعت اکٹھی کی نیت بھی کر لی جائے۔ تو پھر بھی صرف اتنا ہوگا کہ دو رکعت پر سلام نہیں پھیرا جائے گا۔ البتہ پڑھنے دو کے لحاظ سے ہی ہوں گے۔

Marfat.com

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں۔

قال رحم اللہ امرا صلی قبل العصر اربعا۔

(جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۸۹، سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۸۰)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت (سنت غیر موکدہ) پڑھتا ہے۔

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

کان النبی ﷺ یصلی قبل العصر اربع رکعات۔

(جامع ترمذی جلد ا صفحہ ۹۸ واسناد حسن)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے پہلے چار رکعات (سنت غیر موکدہ) بھی پڑھا کرتے تھے۔

نماز مغرب کی سنتیں

☆ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔

کان یصلی بالناس المغرب ثم یدخل. فیصلی رکعتین۔

(صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھانے کے بعد گھر میں تشریف لاتے۔ اور دو رکعت (سنت موکدہ) ادا فرماتے تھے۔

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ کا مغرب

Marfat.com

کے بعد دو رکعت (سنت مؤکدہ) ادا فرمانا بیان فرمایا ہے۔

(جامع ترمذی جلد اصفحہ ۸۹)

نماز مغرب کے بعد۔ دو سنتوں کے بعد دو نفل پڑھنا

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ یصلی علی اثر کل صلوٰۃ . رکعتین. الاالفجر والعصر۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۲۳، رواہ اسحاق فی مسندہ وقال اسنادہ حسن)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ فجر اور عصر کی نماز کے علاوہ باقی تمام نمازوں کے آخر میں دو رکعت (نفل) ضرور پڑھا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ذیشان ہے۔

من صلی اربعا بعد المغرب . کان کالمعقب غزوۃ بعد غزوۃ۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۳۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

یعنی جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعتیں (دو سنت مؤکدہ اور دو نفل) پڑھیں۔ وہ ایسا ہے گویا کہ اس نے ایک غزوہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد ہی دوسرا غزوہ شروع کر دیا۔

نماز مغرب سے پہلے دو نفل پڑھنا

☆ جناب بریدہ بیان فرماتے ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ ان عند کل اذانین رکعتین. ماخلا المغرب۔

(دارقطنی جلد اصفحہ ۲۶۴)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر اذان اور اقامت کے درمیان دو

Marfat.com

رکعت (یا چار رکعات نفل یا سنت) نماز ہوتی ہے۔سوائے مغرب کی نماز کی۔
یعنی مغرب کی فرض نماز سے پہلے کوئی نفل یا سنت نماز نہیں ہے۔اور اگر کوئی پڑھتا ہے تو خلاف اولیٰ کام کرتا ہے۔

☆ جناب عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ
کراهية ان يتخذها الناس سنة۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۵۷)

جناب رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے۔کہ لوگ مغرب کی نماز سے پہلے (نفل) نماز پڑھنے کو سنت سمجھ لیں۔یا اس کو عادت اور طریقہ بنالیں۔

☆ امام نووی شرح مسلم میں نقل فرماتے ہیں۔ولم يستحبهما ابوبكر و عمر و عثمان و علی و آخرون من الصحابة و مالک و اکثر الفقهاء ۔

(نووی شرح مسلم جلد اصفحہ ۲۷۸)

کہ جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان، امام مالک اور اکثر فقہاء کرام علیہم الرحمہ مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

☆ تابعی محدث۔امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ مغرب کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔اور فرماتے تھے۔

ان النبی ﷺ و ابابكر و عمر و عثمان و عمر لم يصلوهما ۔

(کتاب الآثار امام محمد ۳۱، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۴۳۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق اور

Marfat.com

جناب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم مغرب کی فرض نماز سے پہلے (نفل) نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

☆ جلیل القدر تابعی جناب سعید بن میسب علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

کان المہا جرون لا یر کعون الر کعتین قبل المغرب ۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۲ صفحہ ۴۳۵)

کہ مہاجرین صحابہ کرام علیہم الرضوان مغرب کی نماز سے پہلے کوئی (نفل) نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

دعوت فکر

جب جناب رسول اللہ ﷺ نے خود یہ نماز ہمیشہ پڑھی نہیں۔ اس کو سنت (طریقہ اور عادت) بنانے کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے۔ پڑھنے کا حکم اور تاکید بھی نہیں فرمائی۔ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی یہ نماز نہیں پڑھی۔ تو پھر "**علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین**" پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اس نماز کو اپنا معمول نہ بنائیں۔ فافہموا وتدبروا۔

نماز عشاء سے پہلے سنتیں

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن مغفل بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا۔ **بین کل اذانین صلوٰۃ . وقال فی الثالثۃ لمن شاء ۔**

(بخاری جلد ا صفحہ ۸۷، مسلم جلد ا صفحہ ۲۷۸)

کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہوتی ہے۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

جو چاہے پڑھ لے۔ یعنی لازمی اور ضروری نہیں ہے۔ (یعنی یہ سنت غیر مؤکدہ ہیں)

☆ جناب سعید بن جبیر علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔

کانوا یستحبون اربع رکعات قبل العشاء الآخرة۔

(مختصر قیام اللیل مروزی صفحہ ۵۸)

یعنی سلف صالحین (صحابہ کرام، تابعین عظام) عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعات (سنت غیر مؤکدہ) پڑھنے کو مستحب خیال فرماتے تھے۔

نماز تراویح کا بیان

قیام رمضان کی جزا

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو قیام رمضان (تراویح) کا شوق دلایا۔ لیکن آپ ﷺ نے تراویح کو فرض نہیں فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا

''من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه''

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۶۹، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰، ابو داؤد جلد ۱ صفحہ ۱۹۴، نسائی جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، ابن ماجہ صفحہ ۹۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۹۱ وغیرھم باختلاف الالفاظ)

یعنی جس نے ایمان اور خلوص کی نیت سے (محض رضائے الٰہی کی خاطر) تراویح پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے پہلے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادے گا۔

Marfat.com

☆ ایک اور مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''من قام رمضان ایمانا واحتسابا خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه''

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۳۰۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۱۰۵)

یعنی محض رضائے الٰہی کی خاطر تراویح پڑھنے والا مومن۔ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

☆ ایک اور مقام پر ہے کہ ایک صحابی نے بارگاہ مصطفوی ﷺ میں عرض کی تھی۔

''یا رسول الله أرأيت ان شهدت ان لا اله الا الله وانک رسول الله وصليت الصلوت الخمس واديت الزكوة وصمت رمضان وقمت. ه فممن انا؟ قال من الصديقين والشهدآء ...

(رواه البزار وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحیهما واللفظ لا بن حبان۔ الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

یعنی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دوں، پانچوں نمازیں ادا کروں، زکوٰۃ دوں، رمضان شریف کے روزے رکھوں۔ اور تراویح بھی ادا کروں۔ تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر تو صدیقین اور شہداء کے گروہ میں سے ہوگا۔

روزے اور قرآن کی شفاعت

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الصيام والقرآن يشفعان للعبد.

Marfat.com

یقول الصیام ای رب انی منعته الطعام والشهوات با لنهار فشفعنی فیه. ویقول القرآن منعته النوم باللیل. فشفعنی فیه فیشفعان۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ۴۹۴، مشکوۃ)

یعنی روزے اور قرآن پاک بندۂ مومن کی شفاعت کریں گے۔ روزے عرض کریں گے۔اے باری تعالیٰ میں نے اس بندۂ مومن کو کھانے پینے اور تمام خواہشات نفسانی سے دن بھر روکے رکھا۔لہٰذا آج اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔اور قرآن پاک فرمائے گا۔یا اللہ۔ میں نے اسے رات کی نیند سے روکے رکھا (یعنی اس نے مجھے پڑھنے اور سننے کی خاطر اپنی نیند قربان کر دی تھی) لہٰذا آج اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی شفاعت قبول فرماتے ہوئے اس بندۂ مومن کو بخش دے گا۔

☆ اسی طرح جناب ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو ایمان دار شخص رمضان شریف کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدے کے بدلے میں اس کو پندرہ سو (۱۵۰۰) نیکیاں عنایت فرمائے گا۔

(کنز العمال جلد۴ صفحہ۲۹۸)

اہل ایمان کو دعوت فکر

غرضیکہ اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت لامنتہاء، موسلا دھار بارش کی طرح ایمان والوں پر برس رہی ہوتی ہے۔ ماہ رمضان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور بخششوں کا

Marfat.com

خاص مہینہ ہے۔ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے۔

لیکن بعض لوگ ہیں کہ اس سیلاب رحمت و بخشش سے سیراب ہونے والوں اور اللہ کی رحمت کے درمیان بند باندھ رہے ہیں۔ اور اس قیام رمضان۔ جس کے ہر سجدے پر اللہ تعالیٰ پندرہ سو نیکیاں عطا فرما رہے ہیں۔ اس سے منع کرتے پھر رہے ہیں۔

تراویح جو کہ زمانہ رسول مقبول ﷺ اور از منہ خلفاء راشدین علیہ الرضوان سے بیس (20) کی تعداد میں جاری و ساری ہیں۔ ان سے روک کر محض آٹھ (۸) رکعات پڑھنے اور پڑھانے کی ضد کر رہے ہیں۔

ذرا سوچیں تو سہی کہ ایک رکعت میں دو سجدے ہوتے ہیں۔ اور صرف آٹھ رکعت پڑھ کر بارہ (۱۲) رکعت چھوڑ دینے پر آدمی 2x12۔ یعنی چوبیس (۲۴) سجدوں سے محروم ہو گیا۔ اور حدیث مصطفیٰ ﷺ کے مطابق اللہ تعالیٰ تراویح کے ہر ایک سجدے کے بدلے میں پندرہ سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ تو چوبیس سجدے کم کرنے پر ۲۴x۱۵۰۰ = ۳۶۰۰۰ نیکیاں بنیں۔ یعنی یار لوگوں کی بات ماننے پر بیس کی بجائے آٹھ رکعت تراویح پڑھنے پر آدمی ایک رات میں کم از کم چھتیس ہزار (۳۶۰۰۰) نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور "واللہ یضاعف لمن یشاء" یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے ثواب کو دوگنا فرما دیتا ہے" کے انعام بے حد و شمار سے محرومی کا نقصان اس کے علاوہ ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ آپ کا فائدہ کس طرف ہے۔ اور نقصان کس طرف۔ اللہ تعالیٰ سب کو زیادہ سے زیادہ نیکی کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

ایک نکتہ

اگر بالفرض والمحال یار لوگوں کے خیال کے مطابق روز محشر تراویح آٹھ رکعت ہی صحیح نکلیں۔تو بیس تراویح پڑھنے والے عرض کر سکتے ہیں ۔ مولائے کریم ۔ ہماری بیس رکعتوں میں سے آٹھ تراویح شمار فرمالے۔اور باقی بارہ رکعت ہماری طرف سے نفل قبول فرمالے۔اوراگر قیامت کو تراویح بیس رکعت ہی صحیح نکلیں۔تو آٹھ تراویح پڑھنے والے باقی بارہ رکعتیں کہاں سے لائیں گے۔فاعتبروا۔

تراویح سنت ہیں

اسی لئے حضور آقا و مولا نے ارشاد فرمایا۔

''ان اللہ افترض علیکم صیامه و سنت لکم قیامه''

(نسائی جلد ا صفحہ ۳۰۸،ابن ماجہ صفحہ ۹۴،مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۱۹۱،مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۵ وغیرہ)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کئے ہیں۔اور میں تم پر اس ماہ میں (رات کی تراویح) قیام کو سنت قرار دیتا ہوں۔

رمضان میں ثواب

یہ وہ مبارک مہینہ ہے۔جس میں تھوڑی عبادت پر بھی بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔

''من تقرب فیه بنفلة من الخیر کان کن ادی فریضة فیما سواه و من

Marfat.com

ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواہ ... "

(مشکوۃ صفحہ ۱۷۳ وغیرہ)

یعنی جو اس ماہ مبارک میں ایک نفل ادا کرے۔ اسے اتنا ثواب ملتا ہے۔ جیسے باقی مہینوں میں فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو ماہ رمضان میں ایک فریضہ ادا کرے۔ تو اسے اتنا ثواب ملتا ہے۔ جیسے اس نے اور مہینے میں ستر (۷۰) فرض ادا کئے ہوں"

اسی لئے امت کی بہتری کی خاطر "حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف الرحیم"

(سورت توبہ آیت نمبر ۱۲۸)

کی شان زیبا پر کار فرما ہوتے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو اس مہینے میں تراویح پڑھنے کی ترغیب فرمائی۔ اور اس قیام رمضان کا بہت زیادہ ثواب بھی بیان فرمایا

تراویح آٹھ رکعت نہیں ہیں

لفظ تراویح سے ہی آٹھ تراویح کا رد

عشاء کی نماز کے بعد رمضان شریف میں نماز تہجد سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے۔ اسے قیام رمضان اور تراویح کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف میں باب باندھا گیا ہے۔ الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۹)

تراویح عربی کا لفظ ہے۔ جو کہ جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا واحد ترویحہ ہے۔ جس کا معنی ہے آرام کرنا۔ یعنی ہر چار رکعات کے بعد جو تھوڑی دیر ٹھہرا جاتا ہے۔ اسے ترویحہ کہتے ہیں۔ اس طرح چار رکعات کا ایک ترویحہ ہوا۔ عربی میں ایک چیز کے لئے واحد، دو

Marfat.com

کے لئے تثنیہ اور تین کے لئے جمع کا صیغہ بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ایک ترویحہ یعنی چار رکعات اور دو ترویحے یعنی تثنیہ کا صیغہ ترویحتان یا ترویحتین ہوگا۔ جو کہ آٹھ رکعتیں بنیں گی۔ اور لفظ تراویح جمع کا صیغہ ہے۔ عربی میں چونکہ جمع کا صیغہ کم از کم تین چیزوں پر بولا جاتا ہے۔ لہٰذا لفظ تراویح کے لحاظ سے ۴x۳=۱۲۔ یعنی تراویح کا لفظ کم از کم بارہ رکعات یا اس سے زائد یعنی بیس رکعات پر ہی بولا جا سکتا ہے۔

لہٰذا آٹھ رکعات کو تراویح کہنا تو عربی گرائمر اور لغات کے لحاظ سے ہی غلط ہے۔ اگر اور کوئی دلیل پیش نہ بھی کی جائے۔ تو پھر بھی صرف لفظ تراویح ہی اس بات کا منہ بولتا اور پختہ ثبوت ہے۔ کہ تراویح آٹھ رکعات نہیں ہیں۔

ایک اہلحدیث عالم کی تائید

☆ اہلحدیث عالم مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں۔ ’’تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ راحت سے ہے بمعنی آرام کے۔ صحابہ چار رکعتوں کے بعد (تھوڑا سا) آرام کیا کرتے تھے۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے۔ کانوا یتروحون بعد اربع۔ یعنی صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس کو نماز تراویح کہتے ہیں

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۰)

فیصلہ خداوندی سے راہنمائی

☆ ارشاد خداوندی ہے ’’فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الأخر ذالک خیر واحسن تأویلا ‘‘

(سورہ نساء آیت نمبر ۵۹)

Marfat.com

ترجمہ:۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے۔ تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے۔ اور اس کا انجام اچھا ہے۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔ ''وما آتاکم الرسول فخذوہ''

(سورہ حشر آیت نمبر ۷)

ترجمہ:۔ اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ عطا فرمائیں وہ لو۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

''وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ''

(سورہ نساء آیت نمبر ۶۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا۔ مگر اس کے لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہے ''من یطع الرسول فقد اطاع اللہ''

(سورہ نساء آیت نمبر ۸۰)

ترجمہ:۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کا حکم مانا۔ بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

☆ ایک اور مقام پہ ارشاد خداوندی ہے۔

''قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ''

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

ترجمہ:۔ اے محبوب ﷺ تم فرما دو کہ لوگو۔ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

☆ ایک اور مقام پہ ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

''فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما''

(سورہ نساء آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ:۔تو اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم۔وہ مسلمان نہ ہوں گے۔جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔پھر جو کچھ تم حکم فرمادو۔اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں۔اور جی سے مان لیں۔

☆ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

''وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم و من یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا''

(سورہ احزاب آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ:۔''اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ کسی مسلمان عورت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کچھ حکم فرمادیں۔تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔بے شک وہ صریح گمراہ ہوا''۔

☆ ایک اور مقام پر ایمان والوں کا طریقہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

''انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا و اولئک ھم المفلحون ...''

(سورہ نور آیت نمبر ۵۱)

ترجمہ:۔''مسلمانوں کی بات تو یہی ہے۔کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں۔کہ رسول اللہ ﷺ ان میں فیصلہ فرمائیں۔تو عرض کریں۔ہم

Marfat.com

نے سنا اور حکم مانا۔ اور یہی لوگ ہیں کامیاب۔

بارگاہ مصطفوی ﷺ کا فیصلہ

لہٰذا ہم حکم خداوندی کے مطابق اپنا یہ مسئلہ بارگاہ مصطفوی ﷺ میں پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے اس مسئلے کا حل ذات محمد مصطفیٰ ﷺ سے طلب کرتے ہیں۔

ایمان والو آؤ۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ مان لو۔ اور اللہ تعالیٰ کا بیان فرمایا ہوا صراط مستقیم بھی یہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اهدنا الصراط المستقیم کو صراط الذین انعمت علیهم کے ساتھ مشروط فرمادیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بیان فرمودہ انعام یافتگان میں سے فرد اول و اعلیٰ بھی انبیائے کرام ہی ہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے بیس تراویح پڑھائیں

☆ روی انه صلى الله عليه وسلم صلى بالناس عشرين ركعته ليلتين .فلما كان فى الليلة الثالثة اجتمع الناس. فلم يخرج اليهم .وقال خشيت ان تفرض عليك فلا تطيقوها ...

(کرمانی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۵۶ اطبع بیروت)

ترجمہ:۔ روایت کیا گیا ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو رات تک ۲۰۔ ۲۰ رکعات تراویح پڑھائیں۔ پھر جب تیسری رات کو بھی لوگ (حضور ﷺ کی اقتداء میں تراویح پڑھنے کے لئے) جمع ہوئے۔ تو حضور ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ اور فرمایا (میں اس لئے باہر نہیں آیا اور تمہیں تراویح کی جماعت نہیں کرائی) کہ میں ڈرا کہ کہیں یہ (نماز تراویح) تم پر فرض نہ کر دی جائے۔ اور تم اس کو پورا نہ کر سکو۔

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ نے بیس تراویح پڑھیں

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان النبی ﷺ یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر ..

(معجم کبیر طبرانی جلد ۱۱ صفحہ ۳۹۳، حدیث ۱۲۱۰۲)

چوتھی صدی ہجری کے معتبر و معتمد محدث۔ حافظ طبرانی اپنی صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ کہ مفسر قرآن، عم زاد مصطفےٰ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بیس (۲۰) رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن ابن عباس ان النبی ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر ...

(طبرانی اوسط جلد ۱ صفحہ ۴۴۴ مطبوعہ ریاض)

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم رمضان شریف میں وتروں کے علاوہ بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن ابن عباس ان النبی ﷺ صلی فی شہر رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر ۔

(کتاب الوفا جلد ۱ صفحہ ۵۰۸ باب ۱۷ فی صلاۃ التراویح مطبوعہ لائل پور)

چھٹی صدی ہجری کے محدث۔ امام ابوالفرج عبدالرحمان بن الجوزی روایت کرتے

Marfat.com

ہیں۔ کہ مشہور صحابیٔ رسول، مفسر قرآن جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف میں وتر کے علاوہ بیس رکعات (تراویح) پڑھیں۔

☆ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ ۴۹۶)

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں بغیر جماعت کے بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن ابن عباس انه صلی عشرین رکعة والوتر۔

(زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ا صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ بیروت)

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم ﷺ (رمضان شریف میں) بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ وروی ابن ابی شیبة عن ابن عباس کان النبی صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔

(زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ا صفحہ ۳۵۵)

استاذ المحدثین جناب محمد بن ابی بکر روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم ﷺ رمضان شریف میں جماعت کے بغیر۔ بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین

Marfat.com

رکعة والوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۳۹۴)

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول مقبول ﷺ رمضان شریف میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر ادا فرماتے تھے۔

☆ وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال كان النبی صلی الله عليه وسلم يصلی فی رمضان عشرين ركعة والوتر۔

(ماثبت من السنہ صفحہ۲۷۸)

یعنی جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں ہمیشہ بیس رکعات (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ وابن ابی شیبہ از ابن عباس روایت آوردہ کہ آنچہ آنحضرت ﷺ گزارد بست رکعت بود۔

(اشعة اللمعات شرح مشکوۃ جلد۱ صفحہ۵۴۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ محدث ابن ابی شیبہ نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ (رمضان شریف میں) بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے۔

تلك عشرة كاملة

☆ والاصل فيه ماروى ان النبی صلی الله عليه وسلم خرج ليلة فی شهر رمضان فصلی بهم عشرين ركعة واجتمع الناس فی الثانية مخرج فصلی بهم .فلما كانت الثالثته كثر الناس فلم يخرج وقال

Marfat.com

عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یفرض علیکم۔

(کفایہ شرح ہدایہ جلد اصفحہ ۸۴)

بیس رکعات تراویح کے بارے میں اصل، ثبوت اور نص یہ ہے۔ جو روایت کی گئی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ رمضان شریف کی ایک رات کو باہر تشریف لائے۔ اور لوگوں کے ساتھ بیس رکعات (تراویح) ادا فرمائیں۔ دوسری رات بھی لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ اور صحابہ کے ساتھ (بیس رکعات تراویح کی) نماز پڑھی۔ تیسری رات پھر کافی لوگ جمع ہو گئے۔ لیکن آپ ﷺ باہر تشریف نہ لائے۔ اور (صبح کو فرمایا) مجھے تمہارے جمع ہونے کا علم تھا۔ لیکن میں ڈرا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ کر دی جائے۔

☆ عن ابن عباس قال کان النبی ﷺ یصلی فی شهر رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر۔

(مسند عبد بن حمید۔ بحوالہ مصابیح صفحہ ۶۱)

ترجمہ اوپر حدیث نمبر 5 کے تحت گزر چکا ہے۔

☆ اس روایت کی عبارت اور ترجمہ تقریباً وہی حدیث نمبر ۲ والا ہے۔

(معجم بغوی بحوالہ مصابیح صفحہ ۶۱)

ایک شبہ کا ازالہ

اس روایت کی سند میں ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے۔ اسے ضعیف کہہ کر اس روایت کا انکار کیا جاتا ہے۔ اولاً تو اگر ابوشیبہ پر بعض حضرات نے جرح کی ہے۔ تو

Marfat.com

بعض نے اس کی تعریف بھی کی ہے۔ مثلاً ابن عدی کہتے ہیں۔

له احاديث صالحة وهو خير من ابراهيم بن ابى حية۔

(تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۱۴۵)

یعنی ابوشیبہ کی حدیثیں اچھی بھی ہیں۔ اور وہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔ اسی طرح امام بخاری کے استاذ الاستاذ جناب یزید بن ہارون جو نہایت ثقہ اور اعلیٰ درجے کے حافظ الحدیث تھے۔ وہ ابوشیبہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ماقضى على الناس يعنى فى زمانه اعدل فى قضاء منه۔

(تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۱۴۵)

یعنی اس زمانے میں ابوشیبہ سے زیادہ عادل کوئی شخص قاضی نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ یزید بن ہارون سے زیادہ اور کوئی شخص ابوشیبہ کے متعلق نہیں جانتا۔

کیونکہ یزید بن ہارون ابوشیبہ کے منشی تھے۔ نیز اگر کوئی ضعف ہے بھی تو وہ اس درجہ کا نہیں۔ کہ ان کی روایت ہی قبول نہ کی جائے۔ جب کہ خلفاء راشدین کا عمل بھی اور قرون ثلاثہ کا عمل اسے بہت قوت دے رہا ہے۔

محدث اہل حدیث کی گواہی

چنانچہ محدث اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرت سری نے بھی لکھا ہے۔ کہ "بعض ضعف ایسے ہیں۔ جوامت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں۔

(اہلحدیث امرتسر۔ ۱۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء)

تو اگر کسی اور شخص کی کسی ضعیف روایت کو قبول کرنے سے اس روایت کا ضعف دور ہو

Marfat.com

جاتا ہے۔اور وہ روایت قابل عمل بن جاتی ہے۔تو جس طریقہ کو جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان غنی، جناب سیدنا حیدر کرار، جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود، جناب سیدنا ابی بن کعب و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نیز تابعین کرام، تبع تابعین عظام، آئمہ اربعہ اور تقریبا تمام اجل اکابرین اسلام نے تقریبا ایک ہزار سال تک بلا اختلاف اپنا معمول بنائے رکھا۔اس روایت کا ضعف کیونکر دور نہ ہو گیا ہوگا۔(یعنی ان زمانوں کے تقریبا تمام لوگ ہی تراویح آٹھ رکعات سے زیادہ کے قائل اور فاعل تھے) ابتدائی تقریبا بارہ صدیوں میں کہیں سے کوئی ایک ثبوت بھی نہیں ملتا۔کہ فلاں جگہ۔فلاں بزرگ۔فلاں مسجد میں صرف آٹھ رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔زیادہ کے بارے میں تو کئی مختلف اقوال ملتے ہیں۔لیکن آٹھ رکعت کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح، صریح، مرفوع روایت نہ کسی کو آج تک ملی ہے اور نہ ہی انشاءاللہ العزیز آئندہ کسی کو قیامت تک مل سکے گی۔

فاعتبر والعلکم تفلحون

صحابہؓ کرام کا معمول 20 تراویح

☆ اللہ تعالیٰ نے انعام یافتگان۔صاحب صراط مستقیم گروہ کا اعلان فرماتے ہوئے۔

''الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین''۔

(سورت نساء آیت نمبر ٦٩)

کے فرمان کے ساتھ انبیاء کرام کے بعد دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے رسول ﷺ کی نبوت و رسالت، قرآن مجید فرقان حمید اور دیگر تمام دین اسلام

Marfat.com

کے احکام کی تصدیق و تائید کرنے والے صحابہ کرام کا بیان فرمایا گیا ہے۔ یعنی انبیاء کرام کے بعد ہدایت و نجات کا انحصار صحابہ کرام کی اتباع پر ہوگا۔ یہ مقدس ہستیاں نجوم ہدایت ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے۔

☆ ''والذین اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنات تجزی تحتها الانهر خلدین فيها ابدا ذلک الفوز العظیم''

(سورت توبہ آیت نمبر ۱۰۰)

ترجمہ: ''اور وہ لوگ جنہوں نے اتباع کی ان (صحابہ کرام) کی نیکی کے ساتھ۔ راضی ہوگیا ان سے اللہ تعالیٰ۔ اور راضی ہوگئے وہ اس سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں۔ جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''۔

☆ تو آیئے ہم اپنے اس اختلاف میں اب صحابہ کرام کا طریقہ دیکھتے ہیں۔
تاکہ حدیث مصطفےٰ ﷺ ''ما انا علیه و اصحابی'' پر عمل ہوجائے۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۸۹، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲، مسند امام احمد، ابوداؤد)

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے طریقے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر عمل کرنے والا گروہ ہی ہدایت و نجات والا ہوگا۔

☆ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

''فعلیکم بسنتی وسنة الخلفآء الراشدین المهدیین''۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۹۲، ابن ماجہ صفحہ ۵، ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۲۷۹، مشکوٰۃ صفحہ ۲۲، مسند امام احمد وغیرہ)۔

Marfat.com

یعنی اے میری امت۔تم پر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازمی ہے لہٰذا صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کی تراویح کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔ تاکہ حق مکمل واکمل طور پر واضح ہو جائے اور ہر غیر متعصب، انصاف پسند شخص کے لئے حق کی پیروی کرنا آسان ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق واضح ہو جانے کے بعد اس کو بسر وچشم مان لینے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔یارب العالمین۔

جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

تراویح کی جماعت بدعت حسنہ

ایک دفعہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف کی رات کو مسجد میں تشریف لے گئے۔آپ نے دیکھا کہ بعض لوگ اکیلے اکیلے تراویح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔اور بعض لوگ چند لوگوں کو ساتھ لے کر جماعت سے تراویح ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ہی اچھا ہو کہ میں ان سب کو ایک قاری کے پیچھے باجماعت نماز تراویح پر جمع کر دوں۔پھر آپ نے حسب پروگرام جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں تمام لوگوں کو باجماعت تراویح پڑھنے کا حکم فرمایا۔پھر آپ ایک رات ذرا دیر سے آئے اور جماعت شروع ہو چکی تھی۔آپ نے یہ تراویح کی جماعت دیکھی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ نعم البدعة هذه ۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۹)

یعنی یہ باجماعت تراویح کتنی اچھی بدعت ہے۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ بدعت اچھی بھی ہوتی ہے۔اور اس پر ثواب بھی ملتا ہے۔

☆ عن یزید بن رومان انه قال كان الناس يقومون في زمان عمر ابن الخطاب في رمضان بثلاث و عشرين ركعة ۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۴۰، حاشیہ صحیح بخاری ۳ جلد ا صفحہ ۱۵۴،

مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

مخالفین حضرات کی مسلمہ حدیث کی کتاب۔یعنی مؤطا امام مالک میں " جناب امام مالک حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں لوگ (رمضان شریف میں رات کو) تیئس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(یعنی بیس تراویح اور تین وتر)۔

مؤطا امام مالک کی ثقاہت

فن حدیث پر لکھی جانے والی دنیا میں سب سے پہلی مبوب کتاب۔جس کو جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ ابن ماجہ کی بجائے صحاح ستہ میں شمار کرتے ہیں۔

محسن ومحدث فرقہ اہلحدیث علامہ وحید الزمان مؤطا امام مالک کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ،مؤطا امام مالک کو مؤطا اس لئے کہا جاتا ہے۔کہ امام مالک نے اسے مرتب کرنے کے بعد اپنے زمانے کے ستر فقیہوں پر پیش کیا۔تو سب نے اس پر موافقت کی۔حضرت سفیان بن عینیہ کہتے ہیں۔امام مالک خوب جانچتے تھے راویوں کو اور نہیں روایت کرتے تھے مگر صرف ثقہ راویوں کی۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔قرآن کے بعد سب سے صحیح کتاب مؤطا امام مالک

Marfat.com

ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ جلد اصفحہ ۱۰۶)

محدث ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔کہ (فن حدیث میں) موطا امام مالک۔ اصل اول ہے اور بخاری اصل ثانی۔

ایک اعتراض کا جواب

اس روایت پر اعتراض کیا جاتا ہے۔کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا لہٰذا اس کی سند منقطع ہے۔

تو جناب اول تو مخالفین حضرات کے نزدیک حجۃ الہند جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی موطا امام مالک کے متعلق لکھتے ہیں۔

فلیس فیه مرسل ولا منقطع الاقد اتصل السندبه من طرق اخری ۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اصفحہ ۱۰۶)

یعنی اس کتاب میں کوئی ایسی منقطع اور مرسل روایت نہیں ہے۔جس کی سند کسی نہ کسی اور طریقے سے متصل نہ ہو۔لہٰذا جناب شاہ ولی اللہ کے قول کے مطابق اس روایت کی بھی لازماً متصل سند موجود ہوگی۔

جب کہ ہماری اصل دلیل تو جناب سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔

محدث ومفسر اہل حدیث کا قبول حق

نیز محدث اہل حدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے حضرت یزید بن رومان کی روایت کو بھی قبول کیا ہے۔وہ لکھتے ہیں ''ھاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے''

Marfat.com

(اہل حدیث کا مذہب صفحہ ۹۸)

باقی اصول حدیث کے لحاظ سے جب کسی مرسل روایت کی تائید کسی دوسری مرسل یا مسند روایت سے ہو جائے۔ اور دو مسند یا مرسل کسی دوسرے طریق اسناد سے مروی ہوں۔ تو مرسل مقبول ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے۔

وقال الشافعی یقبل اذا عتضد بمجیئه من وجه آخر یباین الطریق الاولی مسند اکان او مرسلا۔

(نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر صفحہ ۵۱، تعداد تراویح صفحہ ۵۶)

نیز جناب زکریا انصاری نے حاشیہ میں یہ تعمیم بھی کی ہے کہ اگر مرسل کا مؤید ضعیف بھی ہو۔ تب بھی مرسل مقبول ہو جاتا ہے۔ (حاشیہ بر روایت ھذا)

اس اصول حدیث کو مولوی عبدالرحمان اہلحدیث نے بھی اپنی ضرورت میں استعمال کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ (ابکار المنن صفحہ ۱۷۸)

اسی طرح مختلف طریقوں کی کئی ضعیف روایتیں بھی ہوں۔ تو وہ ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں۔ اور ان کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہیں۔

(ابکار المنن صفحہ ۱۳۱)

نیز محدث اہلحدیث حافظ عبدالمنان صاحب بھی لکھتے ہیں۔ ''اثبات کے لئے حدیث کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ اثبات کے لئے حدیث حسن بھی کافی ہوتی ہے۔

کما لایخفی علی اھل العلم ۔

(تعداد تراویح صفحہ ۳۷)

تو اصول حدیث اور علماء اہل حدیث کے مطابق یہ روایات حسن کے درجہ کو تو پہنچ چکی

Marfat.com

ہیں ۔اور علماء اہلحدیث کے مطابق کسی چیز کے ثبوت کے لئے حسن روایت ہی کافی ہوتی ہے۔لہٰذا ان روایات سے استدلال کرنا صحیح ہوا۔

اور اگر بالفرض یہ روایت مرسل بھی ہو تو آگے آنے والی دیگر طرق کی متعدد روایات سے جب اس روایت کی تائید ہو رہی ہے۔تو فن حدیث سے واقف ہر شخص یہ بات بالیقین مان لے گا۔کہ اصول حدیث کے مطابق اس کا ضعف ختم ہو گیا ہے۔اور تائید روایات اور قبول ادوار ثلاثہ سے یہ روایت بہت زیادہ قوی ہوگئی ہے۔

فافهموا يا اولو الابصار

☆ **عن يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب في شهر رمضان بعشرين ركعة ۔**

(سنن الکبریٰ جلد۲ صفحہ ۴۹۶)

یعنی جناب یزید بن خصیفہ حضرت سائب بن یزید سے روایت نقل کرتے ہیں۔کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔

اس اثر کی سند کو شارح مسلم امام نووی، امام عراقی اور امام سیوطی نے صحیح قرار دیا ہے۔

(تحفۃ الاخیار صفحہ ۱۹۲، تحفۃ الاحوذی جلد۲ صفحہ ۷۵،

مصابیح صفحہ ۲۷، الحاوی للفتاوٰی جلد ا صفحہ ۳۴۸)

اسی روایت کو امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں محمد جعفر کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے اس روایت کی سند کو علامہ سبکی نے منہاج میں۔اور ملا علی قاری نے شرح موطا میں بھی صحیح قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی جلد۲ صفحہ ۷۵)

Marfat.com

ایک وھم کا ازالہ

اس روایت کے ایک راوی ابو عبداللہ بن فنجو یہ دینوری کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا حال معلوم نہیں ہے۔ حالانکہ امام ذہبی نے انہیں ''المحدث'' کہا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ صفحہ ۲۴۴)

نیز علامہ ابن اثیر جزری نے انہیں ''حافظ'' کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

اور اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ فن رجال میں حافظ اور محدث کا کیا مقام ہے۔

☆ فقدروی البیھقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید رضی الله عنه قال كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرين ركعة وروى الامام مالک رحمته الله تعالیٰ فی الموطا عن یزید بن رومان قال كان الناس يقومون على عهد عمر رضی الله عنه بثلاث و عشرين ...

(بلوغ الامانی ہامش فتح الربانی جلد ۵ صفحہ ۱۷ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: یہ ایک حقیقت ہے کہ امام بیہقی نے صحیح سندوں کے ساتھ مشہور صحابیٔ رسول۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور جناب امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حدیث کی کتاب ''مؤطا امام مالک'' میں حضرت یزید بن رومان رحمتہ اللہ علیہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ لوگ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں (رمضان شریف میں) تیئس

Marfat.com

رکعات پڑھا کرتے تھے‘‘ (یعنی ۲۰ تراویح اور تین وتر)

☆ عن السائب بن يزيد قال كنا ننصرف من القيام على عهد عمر وقددنا فروغ الفجر و كان القيام على عهد عمر ثلاثة و عشرين ركعة

(مصنف عبدالرزاق جلد۴ صفحہ ۲۶۲ حدیث ۷۷۳۳) مطبوعہ بیروت)

امام بخاری اور امام مسلم کے استاد محدث عبدالرزاق علیہ الرحمۃ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرماتے ہیں۔ کہ ہم جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ پاک میں تیئس رکعات (۲۰ تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔ اور ہم طول قیام کی وجہ سے فجر کے نزدیک تراویح سے فارغ ہوتے تھے۔

☆ عن السائب بن يزيد انهم كانوا يقومون فى شهر رمضان بعشرين ركعة ويقرء ون بالمئين من القرآن وانهم كانوا يعتمدون على العصى فى زمان عمر بن الخطاب۔

(ابن نصر صفحہ ۹۱ بحوالہ حاشیہ مصنف عبدالرزاق جلد۴ صفحہ ۲۶۱ طبع بیروت)

ترجمہ: بزرگ صحابیٔ رسول جناب سائب بن یزید کندی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور تراویح میں بہت لمبی قراءت کیا کرتے تھے۔ حتی کہ (طول قیام سے) لوگ (تھک جاتے اور) اپنے عصاؤں پر ٹیک لگالیا کرتے تھے۔

☆ ان التراويح عشرون ركعة لما روى البيهقى وغيره بالاسناد الصحيح عن السائب بن يزيد رضى الله عنه. قال كنا نقوم فى عهد عمر بعشرين ركعة والوتر۔

Marfat.com

(الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۳۵۰ طبع بیروت)

مشہور محدث، مفسر اور مورخ علامہ جلال الدین سیوطی نقل فرماتے ہیں۔ کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ کیونکہ امام بیہقی نے صحیح سندوں کے ساتھ صحابیٔ رسول جناب سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ہم جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ پاک میں بیس تراویح اور (تین) وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث و عشرين ركعة۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶، زرقانی شرح موطا جلد ا صفحہ ۳۵۵)

ترجمہ: جناب یزید بن رومان (جو کہ ثقہ راوی ہیں) رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان شریف میں (رات کو) تیئس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث و عشرين ركعة۔

(آثار السنن صفحہ ۴۰۵)

ترجمہ تقریباً اوپر والی روایت والا ہی ہے۔

☆ انه قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث و عشرين ركعة۔

(زرقانی شرح موطا جلد ا صفحہ ۳۵۵ طبع بیروت)

ترجمہ تقریباً اوپر والی روایت والا ہی ہے۔

Marfat.com

☆ عن يزيد بن رومان قال كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه بثلاث و عشرين۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد۴ صفحہ۲۰۴ طبع بیروت)

ترجمہ تقریباً اوپر والی روایت والا ہی ہے۔

☆ وروى مالك عن السائب بن يزيد عشرين ركعة۔

(فتح الباری جلد۴ صفحہ۲۰۴، جلد۵ صفحہ۱۵۷)

یعنی جناب امام مالک نے بھی جناب سائب بن یزید کے حوالہ سے بیس رکعت (تراویح) ہی بیان فرمائی ہیں۔

نمبر۱۲۔ روى البيهقي باسناد صحيح عن السائب بن يزيد قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة۔

(مغنی ابن قدامہ جلد۲ صفحہ۱۶۷)

ترجمہ:۔ محدث بیہقی صحیح سندوں کے ساتھ صحابیٔ رسول جناب سائب بن یزید مدنی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ لوگ زمانہ فاروقی میں رمضان شریف میں بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔

☆ عن ابي بن كعب ان عمر بن الخطاب امره ان يصلي بالليل في رمضان فقال ان الناس يصومون النهار ولا يحسنون ان يقرء وا. فلو قرأت عليهم بالليل .فقال يا امير المؤمنين هذا شيئ لم يكن .فقال قد علمت ولكنه حسن. فصلى بهم عشرين ركعة۔

یعنی قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب

Marfat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو حکم فرمایا۔ کہ تم رمضان شریف میں رات کو لوگوں کو تراویح پڑھایا کرو۔ کیونکہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ (اور کام کاج کی وجہ سے) وہ دن میں اچھی طرح تلاوت قرآن نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم رات کو انہیں (تراویح میں) قرآن سنا دیا کرو۔ جناب ابی بن کعب نے عرض کی یا امیر المؤمنین۔ یہ تراویح باجماعت ادا کرنا پہلے تو معمول نہیں ہے۔ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ باجماعت تراویح پہلے ادا نہیں کی جاتیں۔ لیکن یہ کام اچھا ہے۔ چنانچہ (جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق) لوگوں کو بیس رکعات ہی (تراویح) پڑھائیں۔

(کنز العمال جلد ۸ صفحہ ۴۰۹ طبع بیروت)

☆ **ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابن بن کعب فکان یصلی بھم عشرین رکعۃ۔**

(الحاوی للفتاوی جلد ۱ صفحہ ۳۴۹، مغنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جب جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں تراویح باجماعت پر جمع کیا تھا۔ تو انہوں نے لوگوں کو بیس رکعات ہی تراویح پڑھائی تھیں۔

☆ **فلما جمعھم عمر علی ابی بن کعب کان یصلی بھم عشرین رکعۃ۔** (فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۲)

مخالفین حضرات کے معتمد امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ کہ جب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں جماعت

Marfat.com

تراویح شروع کرائی تھی۔تو جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعات ہی (تراویح) پڑھایا کرتے تھے۔

محدث اہل حدیث کی گواہی

حافظ عبدالمنان اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں۔کہ" حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ماحصل تو صرف اتنا ہے۔کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے۔ (تعداد تراویح صفحہ ۵۴)

☆ **قام بهم ابی بن كعب في زمن عمر ابن الخطاب عشرين ركعة... ويؤتر بثلاث۔**

(فتاوی ابن تیمیہ کبریٰ جلد ۲۲ صفحہ ۱۲۰)

یعنی جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے۔

☆ **عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب امر جلا يصلي بهم عشرين ركعة۔**

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

یعنی جناب یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں۔کہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص (جناب ابی بن کعب) کو حکم فرمایا۔کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائیں۔

☆ جناب یحییٰ بن سعید کا یہی اثر جس میں جناب سیدنا عمر فاروق نے ایک آدمی کو

Marfat.com

بیس تراویح پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔محدث نیموی نے بھی بیان فرمایا ہے۔

(آثار السنن جلد ۱ صفحہ ۵۸)

☆ فاما قیام شهر رمضان ... احب الی عشرون لانه روی عمرو کذلک یقومون بمکة ویؤترون بثلاث ۔

(المختصر المزنی صفحہ ۲۱)

یعنی امام شافعی فرماتے ہیں مجھے تراویح کی بیس رکعات ہی پسند ہیں ۔ کیونکہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیس رکعات ہی روایت کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح مکہ شریف میں بھی بیس رکعات تراویح اور تین وتر ہی پڑھے جاتے ہیں۔

دعوت فکر

سعودی عرب کے ریالوں پر پلنے والے۔اور سعودی عرب کو اسلام کا قلعہ اور مرکز قرار دینے والوں کو دعوت فکر دی جاتی ہے کہ ابتداء سے لے کر آج تک مکہ شریف اور مدینہ منورہ (حرمین شریفین) میں باجماعت بیس تراویح ہی ادا کی جاتی ہیں۔وہاں جانے والے حضرات اس بات کے عینی گواہ ہیں۔اور باقی یہاں بیٹھے رمضان شریف میں ٹی وی پر لائیو پروگرام میں بھی ہمیشہ بیس تراویح کی جماعت دیکھی جا سکتی ہے۔لہٰذا سعودی عرب کو اپنا مرکز اسلام ماننے والوں کو تو اپنے آقاؤوں کی اقتداء میں بیس تراویح ہی پڑھنی چاہییں۔ میرا نہیں بنتا تو اپنا تو بن

☆ ونیز بعد از آنحضرت ﷺ تا خلافت عمر رضی اللہ عنہ حال ہم براں نہج بود کہ ہر کسے برائے خود در خانہ یا بمسجد میگزارد۔ وچوں صدرے از خلافت عمر گزشت مردم

Marfat.com

راجع کرد۔ چنانچہ در احادیث بیاید و اہل مدینہ مطہرہ بر بست رکعت۔ شانزدہ رکعت دیگر میگزارند وسبش آں بود کہ اہل مکہ میان ہر دو ترویحہ طوافے میکردند۔ ولان نیز دریں مقام شریف متعارف است وآں راستہ عشریہ میگویند۔ و در آخر شب بعد از گزاردن تراویح کہ در اول شب میگزارند از خانہ ھا بر می آیند و می گزارند۔

(ماثبت من السنہ صفحہ ۲۸۸، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۵۴۴ مطبوعہ نولکشور لکھنو)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک تراویح کا معاملہ اسی طرح رہا۔ کہ ہر شخص اپنے گھر میں یا مسجد میں (اکیلے ہی اپنی نماز تراویح) پڑھ لیتا تھا۔ اور جب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ ابتدائی دور خلافت گزر چکا۔ تو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو تراویح کی جماعت پر اکٹھا کیا۔ احادیث مقدسہ میں یہ بات موجود ہے۔

اور مدینہ منورہ کے باشندے بیس رکعات تراویح پڑھنے کے بعد سولہ رکعات اور بھی پڑھتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل مکہ۔ ہر ترویحہ کے بعد خانہ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ اور اب تک اس جگہ یہ بات مشہور ہے۔ اور ان رکعتوں کو ''ستہ عشریہ'' (سولہ رکعتی نماز) کہتے ہیں۔ (اور ان کو ادا کرنے کا اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ) وہ بیس رکعات تراویح اول رات میں ادا کر چکنے کے بعد (گھروں کو چلے جاتے ہیں) اور آخر رات کو پھر اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور (مسجد نبوی شریف میں آ کر فرداً فرداً اہل مکہ کے۔ تراویح کے درمیان ہر طواف۔ کے بدلے میں چار رکعات کے حساب سے یہ سولہ رکعات) ادا کرتے ہیں۔

☆ عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عهد عمر بثلاث و

Marfat.com

عشرین رکعة قال ابن البرهذا محمول علی ان الثلاث الوتر۔

(عمدۃ القاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ طبع بیروت)

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح کی جماعت (بیس تراویح اور تین وتر) تیئس رکعات ہوتی تھیں۔

☆ عن السائب بن یزید انهم کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعة فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه۔

(عینی شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ بیروت)

مشہور صحابیٔ رسول جناب سائب بن یزید بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ یقیناً بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔

☆ حدثنا حمید بن عبدالرحمن عن حسن عن عبدالعزیز بن رفیع قال کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة ویؤتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

یعنی قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ جلیل القدر صحابی۔ جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں رمضان شریف کے مہینہ میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

☆ تقریباً یہی روایت جو جناب عبدالعزیز بن رفیع کا اثر ہے۔ جس میں ۲۰ تراویح اور تین وتر کا ذکر مذکور ہے۔

Marfat.com

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۵۸)

☆ امام الوہابیہ، اہلحدیث حضرات کے محدث، مفسر، محقق اور مناظر مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔۔۔بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے مستحب ہیں۔ کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۹۸)

☆ **وقال محمد بن كعب القرظي كان الناس يصلون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان عشرين ركعة يطيلون فيها القراء ة ويؤترون بثلاث ....** (قیام اللیل صفحہ ۹۱)

یعنی محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان شریف میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔اور قراءت کو لمبا کیا کرتے تھے۔

☆ سندالوہابیہ نواب صدیق خاں صاحب نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ

"**وقد عدّ ما وقع في عهد عمر رضي الله عنه كالاجماع**"

(عون الباری جلد۴ صفحہ ۳۰۷)

یعنی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو طریقہ قرار پا گیا تھا۔ وہ اجماع کی مانند ہے۔تو چونکہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تراویح بھی ۲۰ رکعات ہی مقرر کی گئی تھیں۔لہذا ثابت ہو گیا۔ کہ بیس رکعت تراویح پر بھی اجماع ہو گیا۔ **فافهموا يا اولوا الالباب**

Marfat.com

جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

☆ ثنا علی بن الجعد انباء ابن ابی ذئب عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة .قال و کانوا یقرؤون بالمئین و کانوا یتوکؤون علی عصیهم فی عهد عثمان بن عفان رضی الله عنه من شدة القیام۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ۴۹۶)

یعنی جناب یزید بن خصیفہ حضرت سائب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں۔ آئمہ کرام ۔قاری صاحبان لمبی لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔اور لوگ تھکاوٹ کی وجہ سے اپنے عصاؤں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔

اسی طرح داماد رسول جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی (بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھی اور قاری صاحبان بہت لمبی قراءت کرتے تھے اور) لوگ شدت قیام کی وجہ سے تھک کر اپنی لاٹھیوں پر ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔

جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

☆ عن ابی عبدالرحمان الاسلمی عن علی رضی الله عنه قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة و کان علی رضی الله عنه یؤتر بهم۔

Marfat.com

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ ۴۹۶ مطبوعہ ملتان)

یعنی جناب سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی سنہ۴۰ھ) نے رمضان المبارک کے مہینے میں قاریوں کو طلب فرمایا۔ پھر ان میں سے ایک شخص کو حکم فرمایا۔ کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وتر خود پڑھاتے تھے،

ایک وھم کا ازالہ

بعض لوگ حماد بن شعیب کے بارے میں کہتے ہیں کہ امام بخاری نے ان کے متعلق کہا ہے ''فیہ نظر''۔ تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ کیونکہ کئی لوگوں کے بارے میں امام بخاری نے فیہ نظر کہا ہے لیکن خود امام بخاری ہی نے اپنی دیگر تصانیف میں،

نیز امام مسلم نے، امام ترمذی نے، امام ابوداؤد نے، امام نسائی نے اور امام ابن ماجہ وغیرھم نے ان ہی راویوں سے روایات بھی لی ہیں۔ مثلاً حبیب بن سالم، تمام بن نجیع، جعدہ مخزومی، ثعلبہ بن یزید اور راشد بن داؤد وغیرہ۔

☆ عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۹۳ مطبوعہ کراچی)

مشہور تابعی جناب ابوالحسناء رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں ایک آدمی کو حکم فرمایا۔ کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔

(اس کی سند میں حماد بن شعیب اور عطار بن سائب جن پر اعتراض کیا جاتا ہے، وہ دونوں راوی نہیں ہیں)

Marfat.com

نیز یہ ابوالحسناء تقریب والا نہیں ہے۔ یہ ابوالحسناء وہ ہے۔ جس سے ابوسعد بقال اور عمر بن قیس روایت کرتے ہیں اور وہ خود جناب سیدنا علی المرتضیٰ سے روایت کرتا ہے۔ اور پھر ابوالحسناء کی متابعت ابوعبدالرحمان نے بھی کی ہے۔ جو ابوالحسناء سے بھی بڑھ کر ثقہ ہے۔ لہٰذا ضعف جاتا رہا۔

☆ عن ابی الحسناء ان علی بن ابی طالب امر رجلا ان یصلی بالناس خمس ترویحات. عشرین رکعة۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ صفحہ۴۹۷)

ایک دوسری سند کے ساتھ جناب ابوالحسناء تابعی سے روایت ہے۔ کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں ایک قاری صاحب کو حکم فرمایا۔ کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے (چار رکعات کو ایک ترویحہ کہتے ہیں)۔

یعنی بیس رکعات تراویح پڑھائیں۔

☆ عن ابی الحسناء ان علیا امر رجلا یصلی بهم فی رمضان عشرین رکعة...

(جوہر النقی ہامش بیہقی جلد۲ صفحہ۴۹۶)

یعنی جناب سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان مبارک میں ایک شخص کو حکم دیا۔ کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائے۔

اس روایت کی سند میں بھی اعتراض والے دونوں راوی نہیں ہیں۔

☆ اس روایت کی عبارت اور اس کا ترجمہ تقریباً مذکورہ بالا ہی ہے۔

(کنز العمال جلد۸ صفحہ۴۰۹ طبع بیروت)

☆ عن عمرو بن قیس عن ابی الحسناء عن علی رضی الله عنه انه

Marfat.com

امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین ۔

(عمدۃ القاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ طبع بیروت)

اس روایت کا ترجمہ بھی تقریبا وہی ہے۔ جو اوپر گزرا۔

☆ عن علی انہ امر رجلا یصلی بھم فی رمضان عشرین رکعۃ و ھذا کالا جماع ۔

(مغنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں بیس رکعات (تراویح) پڑھائے اور یہ بات (یعنی بیس تراویح) اجماع کی طرح ہے۔

☆ امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بھی پہلی قاریوں والی روایت کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ جماعت تراویح کو بحال رکھا۔ ختم نہیں کیا۔

(منہاج السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی بیس تراویح والا یہ اثر بالکل صحیح ہے۔

☆ علامہ ذہبی نے بھی ''مختصر'' میں ابن تیمیہ کے اس نقل کردہ اثر اور اس استدلال کو نقل کر کے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی یہ اثر اور وہ استدلال بالکل صحیح ہے۔

(المنتقی صفحہ ۵۴۲ مطبوعہ مصر)

Marfat.com

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی تراویح بیس رکعات

☆ وکونها عشرین سنة الخلفاء الراشدین .وقوله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین .ندب الی سنتهم۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۴، حاشیہ نمبر ۳، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲)

یعنی بیس رکعات (تراویح) خلفائے راشدین کی سنت ہے۔اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "تم پر میرے اور (میرے) خلفاء راشدین کے طریقے پر عمل کرنا لازم ہے" لہذا خلفاء راشدین کے طریقہ (بیس تراویح) پر عمل کرنا ہی مستحب ہے

☆ بزعم خویش اہل حدیث حضرات کے محدث اور مفسر علامہ وحید الزمان، مؤطا امام مالک کی شرح میں لکھتے ہیں "بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی۔اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ تمسکوا بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین ۔

(حاشیہ مؤطا امام مالک صفحہ ۱۰۱)

یعنی میرے طریقہ اور میرے خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ لہذا (بیس تراویح) سنت خلفاء راشدین کی ہی مستحب ہو گی۔

جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تراویح بیس رکعات

☆ عن یزید بن وهب قال کان عبدالله بن مسعود یصلی لنافی شهر رمضان. فینصرف وعلیه لیل قال الاعمش کان یصلی عشرین رکعة ویؤتر بثلاث ۔

(عینی شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ بیروت)

Marfat.com

یعنی مشہور تابعی حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

اور جناب اعمش بیان فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ (عراق میں) بیس تراویح اور تین وتر ہی پڑھایا کرتے تھے۔

☆ تقریباً یہی عبارت کہ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

(قیام اللیل صفحہ ۹۱، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۷۵)

ایک تنبیہ

حضرت زید بن وہب اگرچہ جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ لیکن چونکہ بیس تراویح کا ذکر اعمش نے علیحدہ کیا ہے۔ لہٰذا اس ٹکڑے کو مرسل کہا گیا ہے۔ لیکن جب جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باقی ساتھیوں سے اعمش کے بیان کی تائید ہو رہی ہے۔ تو پھر یہ مرسل بھی مقبول ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث آمین کے آخر میں ہے۔

قال ابن شهاب و كان رسول الله ﷺ يقول آمين۔

اس پر علامہ ابن حجر لکھتے ہیں۔

وهو ان كان مرسلا فقد اعتضد بصنيع ابی هريرة راويه۔

(بخاری مع فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

یعنی یہ ٹکڑا اگرچہ مرسل ہے۔ لیکن راوی حدیث جناب ابو ہریرہ کے عمل سے اس مرسل

Marfat.com

حصے کو بھی تقویت مل گئی۔

☆ اسی طرح جناب سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب خاص۔ جناب شتیر بن شکل، جناب سوید بن غفلہ وغیرہ اور آپ کے اصحاب خاص کے شاگرد جناب سعید بن فیروز ابوالبختری بھی بیس تراویح ہی پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا اس اثر سے جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق جناب اعمش کی نسبت صحیح ثابت ہوگئی۔

تمام صحابہ کرام کا اجماع کہ تراویح بیس رکعات ہیں

☆ واما قدرها فعشرون ركعة فى عشر تسليمات فى خمس ترويحات .و كل تسلمتين ترويحة. و هذا قول عامة العلماء لماروى ان عمر جمع اصحاب النبى ﷺ فى شهر رمضان على ابى بن كعب فصلى بهم عشرين ركعة فى كل ليلة. ولم ينكر عليه احد فيكون اجماعا منهم علىٰ ذالك ۔

(بدائع الصنائع جلد۱صفحہ۲۸۸)

یعنی تراویح کی تعداد بیس رکعات ہے دس سلاموں کے ساتھ۔ (دو۔ دو کرکے) یہ پانچ ترویحے ہیں۔ اور ہر چار رکعت کے بعد ایک ترویحہ ہوتا ہے۔ اور یہ ہی عام علماء (یعنی اکثر علماء) کا قول ہے۔ جیسا کہ روایت کی گئی ہے۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کو رمضان شریف میں جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں جمع کیا تھا۔ اور جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان سب کو ہر رات بیس تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ اور ان (صحابہ کرام) میں

Marfat.com

سے کسی ایک (صحابی) نے بھی بیس تراویح پر کوئی اعتراض اور انکار نہیں کیا۔

پس اس مسئلہ (بیس تراویح) پر صحابہ کرام کا اجماع ثابت ہو گیا۔

☆ شارح مشکوٰۃ، مشہور و معروف محدث۔ علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اجمع الصحابة علی ان التراویح عشرون رکعة۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۳ صفحہ ۱۹۴)

یعنی تمام صحابہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح بیس رکعات ہی ہیں۔

☆ وھو الصحیح عن ابی بن کعب من غیر خلاف من الصحابة ۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷)

اور بیس تراویح کا مسئلہ قاری بارگاہ مصطفےٰ۔ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے۔ اور صحابہ کرام میں سے کسی کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔

تابعین کرام کی تراویح بیس رکعات

☆ عن شتیر بن شکل رحمه الله وکان من اصحاب علی . انه کان یؤمهم فی شهر رمضان بعشرین رکعة. ویؤتر بثلاث. وقال البیهقی وفی ذالک قوة ۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

جناب شتیر بن شکل۔ جو کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادموں میں سے تھے۔ وہ رمضان شریف میں تراویح کی جماعت کرایا کرتے تھے۔ اور آپ ہمیشہ بیس رکعات تراویح اور تین وتر ہی پڑھایا کرتے تھے۔

Marfat.com

☆ انه كان يصلی فی رمضان عشرين ركعة والوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۳۹۳)

مشہور تابعی جناب شتیر بن شکل رحمتہ اللہ علیہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور (تین) وتر پڑھایا کرتے تھے۔

اور جناب شتیر بن شکل ثقہ راویوں میں سے ہیں۔

(تقریب التہذیب صفحہ۱۴۲)

☆ عن ابی البختری انه كان يصلی خمس ترويحات فی رمضان. ويؤتر بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۳۹۳)

مشہور اور ثقہ تابعی (تقریب صفحہ ۱۲۵) جناب سعید بن فیروز المعروف ابی البختری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان شریف میں پانچ ترویحے۔یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

☆ مشہور "فقیہہ اور ثقہ تابعی" (تقریب صفحہ ۱۸۱) جناب عبداللہ بن عبید اللہ المعروف ابن ابی ملیکہ (متوفی ۱۱۷ھ) بھی لوگوں کو رمضان شریف میں بیس تراویح ہی پڑھایا کرتے تھے۔روایت کے الفاظ ہیں۔

كان ابن مليكة يصلی بنا فی رمضان عشرين ركعة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ۳۹۳)

☆ فاضل فقیہہ اور ثقہ تابعی (تقریب صفحہ ۲۳۹)۔جناب عطاء بن ابی رباح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۴ھ) بیان فرماتے ہیں۔

ادركت الناس وهم يصلون ثلثة و عشرين ركعة۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

کہ میں نے (اپنے زمانہ میں) لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو بشمول وتر تیئس رکعتیں پڑھتے ہی پایا ہے۔ (یعنی بیس تراویح اور تین وتر)

☆ کبار من التابعین (تقریب صفحہ ۱۴۱) عن ابی الخصیب قال كان يؤمنا سويد بن غفلة في رمضان فيصلي خمس ترويحات. عشرين ركعة۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۶)

یعنی جناب ابو الخصیب رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد رشید۔ بزرگ تابعی جناب سوید بن غفلہ (متوفی ۸۱ھ) رمضان شریف میں ہماری امامت فرمایا کرتے تھے تو وہ پانچ ترویحے۔ یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔

☆ وروى محمد بن نصر من طريق عطاء قال ادركتهم في رمضان يصلون عشرين ركعة وثلاث ركعات الوتر۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۴ طبع بیروت)

یعنی۔ فاضل، ثقہ اور فقیہہ تابعی۔ جناب عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رمضان شریف میں لوگوں (صحابہ کرام اور تابعین عظام) کو بیس رکعات تراویح اور تین وتر ہی پڑھتے ہوئے پایا ہے۔

☆ جلیل القدر تابعی جناب عطاء ابن ابی رباح کا یہ فرمان مخالفین ومعاندین حضرات کے سرخیل محمد بن علی بن محمد المعروف قاضی شوکانی نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

(نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۵۷)

Marfat.com

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام۔ جناب سیدنا ابو رافع ۔ جناب سیدنا ابو ہریرہ۔ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد۔ جلیل القدر تابعی جناب نافع رحمتہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) بیان فرماتے ہیں۔

لم ادرک الناس الاوهم يصلون تسعا وثلثين .و يؤترون منها بثلاث ۔

(قیام اللیل صفحہ ۹۲، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۷۳)

کہ میں نے تو (رمضان شریف میں ۔ مدینہ منورہ میں) لوگوں کو انتالیس رکعات (۲۰ رکعات تراویح اور ۱۶ نوافل ۔ بدل طواف=36) اور تین وتر پڑھتے ہی دیکھا ہے۔

☆ وقد رواه ابن وهب عن العمري عن نافع قال لم ادرک الناس الاوهم يصلون تسعا وثلثين ويؤترون منها بثلاث۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۵)

ترجمہ تقریباً اوپر والا ہی ہے اور تفصیل بھی وہی ہے۔

جناب علی بن ربیعہ تابعی کی تراویح بیس رکعات

☆ عن سعيد بن عبيد ان علي بن ربيعة كان يصلي بهم في رمضان خمس ترويحات و يؤتر بثلاث۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۳)

یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ اور جناب سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد رشید جناب سعید بن عبید رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ ثقہ بزرگ جناب علی بن ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ (ثقۃ من کبار الثالثۃ ۔ تقریب صفحہ ۲۴۳) ۔ رمضان شریف میں

Marfat.com

ہمیں پانچ ترویحے ۔یعنی بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

جناب حارث اعور ہمدانی تابعی کی تراویح بیس رکعات

☆ عن الحارث انه كان يؤم الناس في رمضان بالليل بعشرين ركعة ويوتر بثلاث. ويقنت قبل الركوع۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۳۹۳)

معروف تابعی جناب حارث ہمدانی جو کہ جناب سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں۔ رمضان شریف کی راتوں میں لوگوں کی امامت کرایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ بیس تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ اور وتروں میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا کرتے تھے۔

چند اور تابعین کی تراویح بیس رکعات کا ثبوت

واما القائلون به من التابعين فشتير بن شكل و ابن ابی مليكة والحارث همدانی و عطاء بن ابی رباح و ابو البختری و سعيد بن ابی الحسن البصری اخو الحسن و عبدالرحمن بن ابی بكره و عمران العبدی رضی الله عنهم (وغيرهم)۔

(عینی شرح بخاری جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۷ طبع بیروت)

یعنی تابعین میں سے بیس تراویح کے قائل حضرات جناب شتیر بن شکل حضرت عبداللہ بن عبیداللہ المشہور ابن ابی ملیکہ، حضرت حارث ہمدانی، حضرت عطاء بن ابی رباح، حضرت سعید بن فیروز المشہور ابوالبختری، حضرت سعید بن ابی الحسن بصری اخو الحسن،

Marfat.com

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر اور حضرت عمران عبدی علیھم الرحمہ وغیرہ ہیں۔

نیز جناب عبدالرحمان بن ابی بکرہ، جناب سعید بن ابی الحسن اور جناب عمران عبدی۔ ۸۳ھ سے قبل بصرہ کی جامع مسجد میں پانچ ترویحے۔ یعنی بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ (قیام اللیل صفحہ ۹۲)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا امام مالک، سیدنا امام احمد بن حنبل اور سیدنا امام شافعی علیھم الرحمہ کی تراویح بیس رکعات

☆ فالمسنون عند ابی حنیفة والشافعی واحمد. عشرون رکعة بعشر تسلیمات. وحکی عن مالک .ان التراویح ست وثلاثون۔

(رحمتہ الامہ فی اختلاف الائمہ صفحہ ۶۴، اعلاء السنن جلد ۷ صفحہ ۶۹)

یعنی جناب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) جناب سیدنا امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اور جناب سیدنا امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۳۵ھ) علیھم الرحمہ کے نزدیک دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات تراویح پڑھنا سنت ہے۔ اور جناب سیدنا امام مالک علیھم الرحمہ (متوفی ۱۷۹ھ۔ مدینہ طیبہ کے طریقہ پر جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے) سے چھتیس (۳۶) رکعتیں بیان کی گئی ہیں۔ (یعنی بیس تراویح اور سولہ نفل)

☆ ومن ذالک قول ابی حنیفة والشافعی واحمد. ان صلاة التراویح فی شهر رمضان عشرون رکعة .وانها بالجماعة افضل مع قول مالک رضی الله عنه انها ستة وثلاثون رکعة۔

(میزان الکبریٰ شعرانی جلد ا صفحہ ۱۶۹)

Marfat.com

یعنی جناب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، جناب سیدنا امام شافعی اور جناب سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نزدیک رمضان المبارک کی تراویح بیس رکعات ہیں۔اور تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنی افضل ہیں۔اور جناب سیدنا امام مالک علیہ الرحمہ کا قول ہے۔ کہ رمضان شریف کی راتوں میں مدینہ منورہ میں چھتیس رکعتیں پڑھنی چاہییں۔

☆ تقریباً اسی طرح کی عبارت مذکور ہے۔جس میں آئمہ اربعہ کی تراویح کا ذکر ہے۔

(بدایۃ المجتہد جلد ا صفحہ ۱۹۲، ۲۱۰)

امام شافعی کی گواہی

☆ وعن الزعفرانی عن الشافعی رأیت الناس یقومون بالمدینة بتسع وثلاثین. وبمکة بثلاث وعشرین۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۵)

یعنی جناب امام شافعی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں (رمضان المبارک کی راتوں میں) انتالیس رکعات (۲۰ تراویح +۱۶ نفل + ۳۔وتر اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے)اور مکہ مکرمہ میں تیئس رکعات (۲۰ تراویح اور ۳ وتر) پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

جناب داؤد ظاہری کی تراویح ۲۰ رکعات

جناب داؤد ظاہری بغدادی۔متوفی ۲۷۰ھ بھی بیس تراویح ہی پڑھتے تھے۔

(بدایۃ المجتہد جلد ا صفحہ ۱۹۱)

Marfat.com

امام ترمذی کا تبصرہ

جناب سفیان ثوری اور جناب عبداللہ بن مبارک کی تراویح بیس رکعات یکے از محدثین صحاح ستہ امام ترمذی (متوفی ۲۷۹ھ) نقل فرماتے ہیں۔ واکثر اهل العلم علی ماروی عن علی و عمر و غیر هما من اصحاب النبی ﷺ عشرین رکعة. وهو قول سفیان الثوری و ابن المبارک والشافعی. وقال الشافعی وهکذا ادرکت ببلدنا مکة. یصلون عشرین رکعة۔
یعنی اکثر اہل علم اسی طریقہ اور عقیدہ پر ہیں۔ جو جناب علی المرتضیٰ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ جو (اکثر) صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ یعنی تراویح بیس رکعات ہیں۔ جناب سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) جناب عبداللہ بن مبارک (آئمہ خراسان میں سے ہیں۔ متوفی ۱۸۱ھ) اور امام شافعی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ تراویح بیس رکعات ہی ہیں۔ اور امام شافعی فرماتے کہ ہم نے اپنے شہر مکہ مکرمہ میں اسی طرح ہی پایا ہے۔ کہ وہ تراویح بیس رکعت ہی پڑھتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۹)

حنابلہ کی تراویح بیس رکعات

☆ حنبلی مذہب کی معتبر کتاب میں ہے۔ ثم التراویح وهی عشرون رکعة. یقوم بها فی رمضان فی جماعة۔

(مقنع جلد ۱ صفحہ ۱۸۴)

کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ اور اس کو جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے۔

Marfat.com

☆ جناب شیخ منصور بن ادریس حنبلی لکھتے ہیں۔

وهي عشرون ركعة في رمضان ...

(کشف القناع صفحہ ۲۷۶)

یعنی رمضان شریف میں تراویح بیس رکعات ہیں۔

☆ نیز آپ لکھتے ہیں۔ وهي عشرون ركعة في رمضان جماعة ...

(شرح منتہی الارادات جلد ا صفحہ ۲۵۶)

یعنی رمضان شریف میں تراویح باجماعت بیس رکعات ہیں۔

مالکیہ کا اقرار۔ تراویح بیس رکعات

☆ انها كانت اولا احدى عشرة ركعة .الا انهم كانوا يطيلون القراءة فيه فثقل ذالك عليهم .فزادوا في عدد الركعات و خففوا القراءة. وكانوا يصلون عشرين ركعة غير الوتر ۔

(تحفۃ الاخیار صفحہ ۱۹۲)

یعنی جناب ابن حبیب مالکی لکھتے ہیں۔ کہ (جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تراویح) پہلے گیارہ رکعت مقرر ہوئی تھیں۔ لیکن لمبی قراءت کی وجہ سے لوگوں پر گراں ہوا۔ لہٰذا رکعتوں میں اضافہ کر کے قراءت میں کمی کر دی گئی۔ اور لوگ وتر کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھنے لگے۔

یہ ان کا ذاتی خیال ہے۔ ورنہ ہم معتبر دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ پہلے دن سے ہی تراویح۔ بیس رکعت ہی شروع کی گئی تھیں۔ (مؤلف)

Marfat.com

غوث اعظم کی تراویح بیس رکعات

حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ویستحب لها الجماعة والجهر بالقراءة. لان النبی صلی الله علیه وسلم صلاها کذالک فی تلک اللیالی ویکون ابتداءها فی اللیلة التی یسفر صاحبها غرة رمضان .لا نها لیلة من شهر رمضان .ولا ن النبی صلی الله علیه وسلم لهکذا صلاها وهی عشرون رکعة. یجلس عقب رکعتین ویسلم فهی خمس ترویحات کل اربعة منها ترویحة۔

تراویح کی جماعت اور اس میں بلند آواز میں قراءت کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان راتوں میں تراویح اسی طرح ہی پڑھی ہیں۔ اور جس رات کو رمضان المبارک کا چاند نظر آجائے۔ اسی رات تراویح شروع کر دینی چاہییں۔ کیونکہ وہ ماہ رمضان کی رات ہوتی ہے۔ اور چونکہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اسی رات سے تراویح شروع فرمایا کرتے تھے۔ اور تراویح بیس رکعت ہیں۔ ان میں ہر دو رکعات کے بعد التحیات میں بیٹھتے اور سلام پھیرتے ہیں۔ پس یہ پانچ ترویحے بنتے ہیں۔ کیونکہ چار رکعات کا ایک ترویحہ ہوتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۴۵ مطبوعہ ہند)

یاد رہے

یہ وہی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ ہیں۔ جن کے متعلق غیر مقلد حضرات کی طرف سے اکثر یہ دھوکا دیا جاتا ہے۔ کہ جی پیر جیلانی تو ہمارے عقیدے کے تھے۔ تو جناب۔

Marfat.com

آئیں۔ آج ہی بسم اللہ کریں۔ اور حضور پیر جیلانی علیہ الرحمہ کی بات مانتے ہوئے۔ آج سے ہی بیس رکعات تراویح پڑھنا شروع کر دیں۔ حق کو دیکھ، پڑھ اور سن کر مان لینے سے اللہ اور اس کے رسول کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس پر عمل کر لینے سے عاقبت بھی سنور جاتی ہے۔ والسلام علی من التبع الھدی

امام نووی کی تراویح بیس رکعات

☆ اعلم ان صلوۃ التراویح سنۃ باتفاق العلماء وھی عشرون رکعۃ۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۸۳)

شارح مسلم امام حافظ ابوزکریا محی الدین نووی فرماتے ہیں۔ تو جان لے کہ نماز تراویح بالاتفاق سنت ہے۔ اور وہ بیس رکعت ہیں۔

☆ مذھبنا انھا عشرون رکعۃ بعشر تسلیمات غیر الوتر. فذالک خمس ترویحات. والترویحۃ اربع رکعات بتسلیمتین۔

(مہذب جلد ۲ صفحہ ۳۲)

یعنی ہمارا مذہب یہ ہے۔ کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ جو دس سلاموں سے ادا کی جاتی ہیں۔ (یعنی دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں) یہ وتروں کے علاوہ ہیں۔ پس یہ پانچ ترویحے بنتے ہیں۔ اور ایک ترویحہ دو دو کر کے چار رکعت کا ہوتا ہے۔

☆ نیز امام نووی نے خلاصہ میں کہا ہے۔ کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کی بیس تراویح والی سائب بن یزید والی روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

(مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۱۹۲، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۷۵)

Marfat.com

امام قسطلانی کا عقیدہ

مشہور محدث۔ شارح بخاری امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ والسر فی کونها عشرین رکعة. ان الرواتب فی غیر رمضان عشر رکعات. فضو عقب لانه وقت جدو تشمیر۔

(مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲)

یعنی بیس رکعات تراویح میں حکمت یہ ہے۔ کہ رمضان شریف کے علاوہ دس رکعات سنت کی ہوتی ہیں۔ (چار سنت قبل ظہر + دو سنت بعد ظہر + دو سنت بعد مغرب + دو سنت بعد عشاء۔ اور صبح کی دو سنت۔ بعض علماء واجب میں شمار کرتے ہیں۔ غالباً اس لئے آپ نے ان میں وہ شامل نہیں فرمائیں) تو رمضان شریف میں اس تعداد کو بیک وقت دوگنا کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ مہینہ عبادت و ریاضت کا مہینہ ہے۔

تراویح فرائض و واجب کے برابر

اسی طرح دو فرض صبح + چار فرض ظہر + چار فرض عصر + تین فرض مغرب + چار فرض عشاء + تین وتر = ۲۰ رکعتیں فرض و واجب کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر روز انسان کے ذمہ ہوتی ہیں۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی طرف سے ۲۰ رکعات سنت جاری فرمادیں۔ تاکہ یہ رکعتیں بھی فرائض و واجب کے برابر ہو جائیں۔

جناب امام غزالی کا فتوی

☆ التراويح هی عشرون رکعة کیفیتها مشهورة وهی سنة مؤکدة۔

Marfat.com

(احیاء العلوم جلد ا صفحہ ۱۸۰)

مشہور فلسفی عالم اور بزرگ جناب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ ان کے پڑھنے کا طریقہ مشہور و معروف ہے۔ اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

جناب عمر بن عبدالعزیز کی تراویح بیس رکعات

☆ عن داؤد قیس قال ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبدالعزیز و ابان بن عثمان یصلون ستة وثلاثین رکعة و یؤترون بثلاث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۴)

جناب ابان بن عثمان کی تراویح بیس رکعات

ترجمہ: جناب داؤد بن قیس (ثقہ بزرگ) بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب عمر بن عبد العزیز (متوفی ۱۰۱ھ، خلیفہٗ راشد خامس) اور جناب ابان بن عثمان (متوفی ۱۰۵ ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں۔ میں نے لوگوں کو چھتیس رکعتیں اور تین وتر پڑھتے پایا ہے۔ یعنی چار تراویح (پہلا ترویحہ) پھر چار نفل اہل مکہ کے طواف کے بدلہ میں 4+4 = 8 رکعت۔ پھر چار تراویح (دوسرا ترویحہ) 8+4 =12 رکعات۔ اور پھر چار نفل طواف کعبہ کا بدل 12+4=16 رکعت، پھر چار تراویح (تیسرا ترویحہ) 16+4=20 پھر چار نفل طواف کعبہ کا بدل 20+4=24 رکعت۔ پھر چار تراویح (چوتھا ترویحہ) 24+4=28 پھر چار نفل 28+4=32 رکعت، پھر پانچواں اور آخری ترویحہ یعنی چار تراویح، 32+4 یہ کل 36= رکعات ہوئیں۔

☆ اسی طرح جناب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اپنے وقت کے قاریوں کو بھی حکم

Marfat.com

دے رکھا تھا۔ کہ وہ رمضان شریف میں لوگوں کو چھتیس رکعتیں پڑھایا کریں۔

(قیام اللیل صفحہ ۹۲)

☆ شارح بخاری علامہ عسقلانی نے بھی تقریباً وہی مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے۔

(فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۲۰۴)

ابن قدامہ کا فیصلہ

و قیام شهر رمضان عشرون ركعة. يعنى صلوٰة التراويح و هن سنة مؤكدة ۔ (مغنی جلد ۲ صفحہ ۱۶۶)

جناب ابن قدامہ فرماتے ہیں۔ کہ رمضان شریف کی تراویح بیس رکعات ہیں۔ اور یہ سنت مؤکدہ ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

☆ وعدده عشرون ركعة و ذالك انهم راء النبى صلى الله عليه وسلم شرع للمحسنين احدى عشرة ركعة فى جميع السنة. فحكوا انه لا ينبغى ان يكون حظ المسلم فى رمضان عند قصده الاقتحام فى لجة التشبه بالملكوت اقل من ضعفها۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ صفحہ ۱۸)

یعنی (صحابہ کرام کا) تراویح کی نماز بیس رکعت مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ ﷺ نے نیکوں کے لئے تمام سال میں گیارہ رکعتیں مقرر فرمائی ہوئی ہیں۔ (آٹھ رکعت تہجد اور تین وتر) پس صحابہ کرام نے یہ فیصلہ

Marfat.com

کرلیا۔ کہ رمضان شریف میں جبکہ مسلمان تشبہ بالملکوت کے سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو اس کا حصہ عام حالات سے دوگنا ہونا چاہیے۔

مولوی ثناء اللہ اہلحدیث کا اعتراف حق

☆ بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں۔ کیونکہ مکہ معظمہ میں بھی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء)

ابن تیمیہ کا آٹھ تراویح کے سنت ہونے سے انکار

☆ امام الوہابیہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ **ومن ظن ان قیام رمضان فیه عدد مؤقت عن النبی صلی اللہ علیه وسلم .لا یزا دولا ینقص منه فقد اخطأ۔**

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ۲ صفحہ ۴۰۱، الانتقاد الرجیع صفحہ ۶۳،
تحفۃ الاخیار صفحہ ۱۱۶، مصابیح صفحہ ۴۴)

یعنی جو شخص سمجھتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تراویح کی کوئی تعداد مقرر ہے۔ جس میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ درحقیقت وہ غلطی پر ہے۔

مولوی غلام رسول غیر مقلد (قلعہ میاں سنگھ والے) کا اظہار حق

☆ آنحضور ﷺ سے زیادہ محبت ہونے کی علامت یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کے خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی بھی کریں۔ اور آپ ﷺ کے ارشاد گرامی کی کہ ” ان کی سنت کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور اس کو داڑھوں سے مضبوط کرو“ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں۔ نہ یہ کہ کم ہمتی کی وجہ سے صرف گیارہ رکعت پر اکتفاء کرتے ہوئے

Marfat.com

حضرات صحابہ کرام کے عمل کو بدعت قرار دیں۔ اوران کے اجماع پر طعن کریں۔اور تیئس رکعات (۲۰ تراویح اور۳ وتر) پڑھنے والوں پر مشرکین اوراپنے آباؤ اجداد کی تقلید کرنے والے کی چوٹ کریں۔مسلمانوں کی بڑی جماعت کا عمل ہے۔ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے لے کراس وقت تک مشرق ومغرب میں جاری ہے۔ کہ وہ تیئس رکعات ہی پڑھتے رہے ہیں۔

(رسالہ تراویح صفحہ ۵ مولانا غلام رسول صاحب)

حرمین شریفین کی تراویح ۲۰ رکعات

☆ دن رات حرمین شریفین کی پاسبانی کا ڈنڈھورا پیٹنے والے،ان کی خیرات پر گزارہ بلکہ پلنے بڑھنے والے،ضاد کے مخرج اور نماز جنازہ وغیرہ کی طرح اس مسئلہ میں بھی اپنے آقاؤں سے بھی اختلاف کیے بیٹھے ہیں۔اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ پاکستان کے ۲۰ تراویح پڑھنے والوں پر لگائے گئے فتوے۔سعودیہ والوں کو خود بخود ایصال ہو جائیں گے۔ جب کہ ترمذی شریف سے لے کر آج کے دور کے مفتیٔ مدینہ۔شیخ عطیہ محمد سالم کی کتاب ''التراویح اکثر من الف الف عام فی مسجد النبی ﷺ'' تک۔سب ہی یہ اعلان کر رہے ہیں ۔کہ حرمین طیبین میں ہمیشہ سے تراویح بیس رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔اب تو میڈیا کا دور ہے۔ ہر شخص اپنے گھر پر بیٹھے دیکھ اور سن سکتا ہے۔کہ حرمین طیبین میں ۲۰ تراویح ہی پڑھی جاتی ہیں۔اور دوران قرات ضاد کو بھی بالکل ہماری طرح پر کر کے پڑھ رہے ہیں۔ (فاعتبروا وافھموا)

نواب آف اہلحدیث کا آٹھ تراویح مسنون سے انکار

Marfat.com

☆ اہلحدیث حضرات کے معتمد محدث و مفسر اور مجدد۔ نواب میر نورالحسن خان بن نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔ واما تراویح بطوریکہ الان معتاداست در عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع نشدہ۔ بلکہ ایجاد حضرت عمرست رضی اللہ عنہ کہ ابی بن کعب رابر جمع مردم امر کردہ و درقدر صلوٰۃ ابی اختلاف است۔ از یازدہ تابست و بست و یک بست و سہہ و بالجملہ عددے معین در مرفوع نیامدہ۔ وتکثیر نفل وتطوع سود منداست۔ پس منع از بست و یازدہ چیزے نیست۔ چنانچہ جمود برآں واعتقاد عدم اجزا کمتراز اں اثار تے از علم ندارد۔

(عرف الجادی صفحہ ۸۴)

یعنی۔ تراویح جس طرح آج پڑھی جاتی ہیں۔ (جماعت کے ساتھ) اس طرح جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نہ تھیں۔ بلکہ یہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ ہیں۔ جناب عمر فاروق نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا۔ کہ تراویح مل کر جماعت کے ساتھ ادا کی جائیں۔ اور جناب ابی بن کعب کی تراویح کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ رکعات سے لے کر بیس رکعات تک بیان کی گئی ہیں۔ اور اکیس اور تیئس بھی بیان کی جاتی ہیں۔ اور جناب رسول اللہ ﷺ سے تراویح کی تعداد کے متعلق کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (نواب صاحب یہ اپنی بات کر رہے ہیں ہمیں تو الحمدللہ ثبوت مل بھی جاتے ہیں۔ اور چند براہین اپنے مقام پر اس رسالہ میں نقل بھی کر دیئے گئے ہیں۔ مؤلف) اور نفلی عبادت زیادہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ لہٰذا بیس رکعت تراویح سے منع کرنا اچھا نہیں ہے۔ اور اسی طرح گیارہ سے بھی۔

Marfat.com

قاضی شوکانی کا آٹھ تراویح سنت سے انکار

☆ فقصر الصلوٰة السماة بالتراويح على عدد معين وتخصيصها بقراءة مخصوصة لم نزد به سنة ۔

(نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۴۶)

امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں ۔ کہ نماز تراویح کے لئے کوئی تعداد معین کر لینا یا اس میں کوئی خاص مقدار قراءت مقرر کرنا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

محدث اہلحدیث کا آٹھ تراویح کے مسنون ہونے سے انکار

☆ محسن اہلحدیث ، محدث و مفسر وہابیہ علامہ وحید الزمان رقمطراز ہیں ۔ رمضان المبارک میں نماز تراویح اکیلے اکیلے پڑھ لیں یا ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنی اپنی طاقت کے مطابق پڑھ لیں ۔ یا ایک امام مقرر کر کے اس کے پیچھے پڑھ لیں ۔ ہر طرح جائز ہے اور تراویح کی تعداد رکعات کی کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی ۔

(کنز الحقائق صفحہ ۳۰)

(یہ وہ اپنی بات کر رہے ہیں ۔ ورنہ تعداد معین بھی ہے ۔ اور بحمد للہ ہم نے اپنے مقام پر بیان بھی کی ہے ۔ مؤلف)

نیز لکھتے ہیں ۔ ولا يتعين لصلوة ليالي رمضان يعنى التراويح عدد معين ۔

(نزل الابرار جلد ا صفحہ ۱۲۶)

یعنی رمضان شریف کی راتوں میں نماز تراویح کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔

Marfat.com

نواب اہلحدیث کا آٹھ تراویح مسنون سے انکار

اہلحدیث حضرات کے معتبر و معتمد محدث و مفسر نواب صدیق حسن خاں بھوپالی لکھتے ہیں

ان صلوۃ التراویح سنة باصلها لما ثبت انه صلی الله علیه وسلم صلاها .. ولم بات تعین التعداد فی الروایات الصحیحه المرفوعة۔

(الانتقاد الرجیع صفحہ ۶۱)

یعنی چونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح پڑھی ہیں۔لہذا یہ سنت ہوئی۔لیکن تراویح کی تعداد کسی صحیح مرفوع روایت سے ثابت نہیں ہوتی۔

۲۰ تراویح والا بھی سنت کا عامل ہے

نیز نواب اہلحدیث لکھتے ہیں۔"پس آتی بزیادت عامل بسنت هم باشد"۔

(ہدایۃ السائل صفحہ ۱۳۸)

یعنی تراویح گیارہ سے زیادہ پڑھنے والا بھی سنت پر ہی عمل کر رہا ہے۔

۲۰ تراویح بدعت نہیں

نیز لکھتے ہیں۔اما آنکہ جمع از اہل علم ایں نماز بست رکعت قرار دادہ اند۔۔۔۔ایں عدد بخصوصہ ثابت نشدہ۔ولیکن منجلہ چیزے است کہ برآں ایں معنی صادق است کہ انہ صلوۃ وانہ فی رمضان۔پس حکم مبتدیع چہ معنی۔

(بدور الاہلہ صفحہ ۸۳)

یعنی جو اہل علم کی ایک جماعت نے تراویح بیس رکعات قرار دی ہیں۔یہ تعداد مخصوص

Marfat.com

ثابت نہیں ہے۔لیکن یہ ایک مجمل چیز ہے۔اس پر یہ بات صحیح ہے۔کہ وہ ایک نماز ہے جماعت سے ہے۔جو رمضان میں ہے۔لہٰذا اس کو بدعت نہیں کہا جاسکتا۔

کیا تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے

آٹھ تراویح کے قائل حضرات جب اپنے دعوی کے ثبوت میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گیارہ رکعت والی روایت پیش کرتے ہیں۔تو ہم اسے جوابا مکمل و اکمل طور پر تہجد سے متعلق ثابت کر دیتے ہیں۔تو پھر وہ مجبوراً یہ کہہ کر جان چھڑاتے ہیں کہ ''جی تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔یعنی رمضان شریف میں تہجد کی نماز کو ہی تراویح کہا جاتا ہے'' حالانکہ یہ بالکل لغو اور فاش بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انہیں تراویح کے آٹھ ہونے کی تو کوئی صحیح ،صریح مرفوع حدیث ملتی نہیں۔لہٰذا آٹھ تہجد والی روایت کو گھسیٹ گھسات کر آٹھ تراویح کا ثبوت بنا لیتے ہیں۔

اس روایت پر بعد میں تبصرہ کریں گے۔انشاءاللہ تعالیٰ۔

اہل علم حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔کہ محدثین کرام نے تہجد کے لئے ''قیام اللیل'' اور تراویح کے لئے ''قیام رمضان'' یا قیام شہر رمضان'' کے الفاظ سے علیحدہ علیحدہ باب باندھے ہیں۔اور ان دونوں نمازوں کو دو الگ الگ نمازیں قرار دیا ہے۔

اور جہاں کہیں ''قیام رمضان کا ذکر آیا ہے۔محدثین کرام نے اس سے مراد تراویح ہی کو لیا ہے۔مثلاً

☆ مسلم شریف میں قیام رمضان کے باب کے الفاظ یہ ہیں۔

''الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح ''

Marfat.com

(مسلم شریف جلد ا صفحہ ۲۵۹)

یعنی رمضان شریف میں قیام رمضان کی ترغیب کا بیان۔ اور قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

☆ شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں۔

''المراد بقیام رمضان صلوۃ التراویح''

(نووی بر مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۹)

یعنی قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

☆ شارح بخاری علامہ شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی فرماتے ہیں۔'' باب فضل من قام رمضان اتفقوا علی ان المراد بقیامه صلوۃ التراویح''

(کرمانی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۵۲)

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

☆ صحاح ستہ کی کتاب نسائی شریف کے حاشیہ میں ہے۔

''المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح''

(حاشیہ نسائی جلد ا صفحہ ۲۳۸)

یعنی قیام رمضان سے مراد تراویح کی نماز ہے۔

☆ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

''الکرمانی فقال اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلاۃ التراویح''

(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۰۲)

یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا ہے۔ کہ قیام رمضان سے مراد صلوٰۃ التراویح ہونے پر سب

Marfat.com

کا اتفاق ہے۔

☆ علامہ وحید الزمان اہلحدیث کے بھائی علامہ بدیع الزمان نے بھی حضور ﷺ کی تین دن کی نماز کو تراویح ہی لکھا ہے۔

(ترمذی مترجم جلد ا صفحہ ۳۰۷)

☆ مشہور محدث امام حافظ ابی بکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کان الامام یصلی بالناس فی المسجد .و المتھجدون یصلون فی نواحی المسجد۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ا صفحہ ۳۹۸)

کچھ لوگ امام کے ساتھ مسجد میں باجماعت تراویح ادا کر رہے تھے۔ اور کچھ لوگ مسجد کے قریب ایک جگہ پر تہجد پڑھ رہے تھے۔

اب ذرا آپ سوچیں کہ اگر تہجد ہی تراویح ہے۔ تو لوگ الگ الگ نمازیں کیوں ادا کر رہے تھے۔ اگر رمضان شریف میں تراویح تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے۔ تو تہجد پڑھنے والے علیحدہ کیوں نماز پڑھ رہے تھے۔

نیز کیا تہجد کی جماعت کا بھی کسی زمانہ میں معمول رہا ہے۔ یا پھر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو اس مسئلے کا علم نہیں تھا۔ ظاہر بات ہے کہ اگر تہجد ہی کا نام رمضان شریف میں تراویح ہوتا۔ تو تہجد پڑھنے والے کبھی بھی جماعت سے ہٹ کر اپنی نماز علیحدہ نہ پڑھتے۔ بلکہ جو لوگ جماعت کے ساتھ تراویح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ یہ تہجد والے بھی اسی جماعت میں شامل ہو جاتے۔

Marfat.com

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’مراد براں تراویح است۔ و سبب تسمیہ آں بتراویح آنست کہ مردم کہ دراول باجتماع میگزارندمی نشتند بعد از ہر دو سلام راحت میگرفتند۔ ازیں جہت تراویح نام آں افتاد۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۵۴۴)

یعنی قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے۔ اور اس کا نام تراویح اس لئے ہے۔ کہ لوگ تراویح میں ہر چار رکعات کے بعد آرام کرتے (راحت) ہیں۔ اس وجہ سے اس نماز کا نام ہی تراویح ہو گیا۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

اہلحدیث حضرات کے محدث اور مفسر مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوتا ہے۔ کہ ’’رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد دونوں ہیں یا تہجد کی بدل تراویح ہے‘‘ مولوی ثناء اللہ صاحب جواب دیتے ہیں۔ ’’تراویح اگر پہلے وقت میں پڑھی جائے۔ تو وہ صرف تراویح ہی ہو گی۔ (یعنی تہجد کا بدل نہیں بنے گی بلکہ تہجد علیحدہ سے پڑھنے پڑیں گے) اور اگر پچھلے وقت میں پڑھیں۔ تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

(اہلحدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۳)

نیز لکھتے ہیں۔ عبداللہ چکڑالوی کہتا ہے کہ پہلے وقت کی نماز اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے دو نہیں ہیں۔ یعنی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے۔ تہجد ہی کی نماز ہے۔ اور کوئی نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس دعوی پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے۔ کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز کا پڑھنا ہے۔ قاموس

Marfat.com

میں ہے ”تہجد۔ استیقظ“ نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وعن ابیہا کی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہی ہے۔

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۹۶)

نیز لکھتے ہیں۔ رہی (اس کی) یہ بات کہ جن تین دنوں میں آپ ﷺ نے اول شب تراویح پڑھی تھی۔ ان دنوں میں آخر شب میں بھی نماز پڑھی ہوگی۔ تو یہ گیارہ سے زیادہ ہوگئیں۔ اور اگر نہیں پڑھی۔ تو فرمان خداوندی ”فتھجد بہ“ کی تعمیل نہ ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دونوں صورتیں ممکن ہیں۔ یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ حضور ﷺ نے ان دنوں میں آخر شب بھی نماز پڑھی ہو۔ مگر چونکہ تمام عمر کے لحاظ سے تین دن کی مقدار ایسی قلیل ہے۔ کہ جس کی کوئی نسبت ہی نہیں ملتی۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عام طور پر نفی کر دی۔ کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی (گیارہ سے) زیادہ نہیں پڑھیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان تین دنوں میں حضور ﷺ نے اسی اول شب کی نماز کو قائم مقام پچھلی رات کی نماز کے کر کے نہ پڑھا ہو۔ لیکن کسی نماز کا دوسری نماز کے قائم مقام ثواب میں ہو جانے سے ان دونوں نمازوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۹۷)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری — الفضل ماشھدت بہ الاعداء

تہجد کی تعریف

والتھجد استیقظ من النوم باللیل. والھجود النوم. فمعناہ التجنب عن النوم. واسھر بلفظ الامر تفسیر للفظ تھجد۔

Marfat.com

(کرمانی شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۱۸۲)

یعنی تہجد، رات کو نیند سے بیدار ہونا اور ہجود النوم کا معنی ہے۔ نیند سے علیحدہ ہونا اور اٹھ۔ امر کا صیغہ ہے۔ جو لفظ تہجد کی تفسیر ہے (یعنی رات کے پچھلے اور آخری حصے میں جاگ)۔ ثابت ہوا۔ کہ تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تہجد رات کے آخری حصے میں نیند سے اٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ علیحدہ علیحدہ دو نمازیں ہیں۔

تہجد گھر میں پڑھنا افضل ہے

عن زید بن ثابت قال قال النبی ﷺ .... فصلوا فی بیوتکم فان افضل الصلوٰة صلوة المرء فی بیته الا المکتوبة۔

(باختلاف الفاظ، بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰۱، جلد ۲ صفحہ ۹۰۳، جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۲، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۴، جلد ۱ صفحہ ۲۶۶، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۹۱، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۴۹، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۷، بیہقی جلد ۲ صفحہ ۴۹۴ وغیرہ)

یعنی جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا (تہجد) کی نماز اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔ کیونکہ آدمی کی بہترین (نفل) نماز اس کے گھر میں ہوتی ہے۔ سوائے فرض نمازوں کے۔

اس صحیح اور مرفوع حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ تہجد کی نماز گھر میں اکیلے پڑھنا افضل اور بہتر ہوتی ہے۔

تراویح باجماعت پڑھنا افضل ہے

Marfat.com

لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ تراویح جماعت کے ساتھ پڑھنا زیادہ افضل ہوتا ہے:

نمبر1۔ جیسا کہ امام نووی شارح مسلم بیان فرماتے ہیں۔

"فقال الشافعی وجھورا صحابه و ابو حنیفة واحمد و بعض المالکیة وغیرهم الافضل صلوتها جماعة . کما فعله عمر بن الخطاب والصحابة رضی الله عنهم واستمر علی المسلمین علیه"۔

(نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۲۵۹)

یعنی امام شافعی اور ان کے ساتھی، امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور بعض مالکی اور ان کے علاوہ بہت (سے اکابرین اسلام) کہتے ہیں۔ کہ تراویح جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تراویح جماعت سے ادا فرمائی تھی۔ اور اہل اسلام (آج تک) اسی طریقہ پر قائم ہیں۔

نمبر۲۔ الجمهور علی ان الافضل صلوتها جماعة فی المسجد کما فعله عمر بن الخطاب والصحابة رضی الله عنهم واستمر علی المسلمین علیه لانه من الشعائر الظاهرة فاشبه صلوة العیدین۔

(حاشیہ نسائی جلد ا صفحہ ۲۳۸)

یعنی جمہور کا یہ فتوی ہے کہ تراویح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنا ہی افضل ہے۔ جیسا کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے تراویح مسجد میں جماعت سے ادا کی تھی۔ اور مسلمان (آج تک) اسی طریقہ پر ہی ہیں۔ کیونکہ نماز

Marfat.com

تراویح اسلام کی ظاہر نشانیوں میں سے ہے۔لہٰذا یہ عیدین کی نمازوں کی طرح ہے۔
(لہٰذا نماز تراویح کو علی الاعلان اور باجماعت ہی ادا کرنا چاہیے)

نمبر۳۔ صحابۂ کرام کا طریقہ بھی یہی تھا۔کہ وہ تراویح کو رات کے اول حصہ میں ادا کیا کرتے تھے۔جیسا کہ امام بخاری وامام مسلم کے استاد محدث عبدالرزاق۔صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز تراویح کا ذکر کرتے ہوئے روایت بیان فرماتے ہیں۔''عن زید بن وهب قال کان عبد الله بن مسعود یصلی بنافی شهر رمضان فینصرف بلیل''۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۴ صفحہ۲۶۴ واخرجہ ابن نصر صفحہ۹۶ عن وکیع عن الثوری)

جناب زید بن وہب بیان فرماتے ہیں۔کہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھایا کرتے تھے۔چنانچہ آپ رات ہی کو تراویح سے فارغ ہوکر واپس تشریف لے جایا کرتے تھے۔

یعنی آپ رات کے پہلے ہی حصے میں نماز تراویح ادا فرمالیا کرتے تھے۔

نمبر 4۔ شارح شمائل۔علامہ بیجوری علیہ الرحمۃ جناب رسول اللہ ﷺ کی رمضان شریف میں نماز تراویح اور نماز تہجد کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وکیف کانت صلوة رسول الله ﷺ فی رمضان ای فی لیاله وقت التهجد زیادة علی ما صلاه بعد العشآء من التراویح۔

(شرح شمائل ترمذی صفحہ۱۴۳)

یعنی جو نماز تراویح جناب رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کے بعد ادا فرمائی تھی۔اس کو رمضان شریف کی راتوں میں آپ ﷺ نے جو تہجد کے وقت (پچھلی رات کو)

Marfat.com

نماز ادا فرمائی تھی۔اس پر زیادتی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

نمبر۵۔ ثم التراويح وهى عشرون ركعة. يقوم بها فى رمضان فى جماعة ويؤتر بعدها فى الجماعة .فان كان له تهجد جاعل الوتر بعده
(مقنع جلد ۱ صفحہ ۱۸۴/۲۵)

فقہ حنبلی کی معتبر کتاب ہذا میں ہے۔کہ" تراویح بیس رکعات ہیں۔اور ان کو رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ ادا کرے۔اور وتر تراویح کے بعد پڑھے۔اور اگر وہ تہجد بھی پڑھتا ہو۔تو تراویح کے بعد وتر نہ پڑھے۔بلکہ (اپنے وقت پر) تہجد ادا کرنے کے بعد وتر ادا کرے"

یہاں بھی تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں بیان کی گئی ہیں۔

نمبر۶۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی تراویح کی نماز کے متعلق وضاحت فرماتے ہیں۔"سميت الصلوة فى الجماعة فى ليالى رمضان التراويح"
(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۷۸)

یعنی رمضان شریف کی راتوں میں جو با جماعت نماز پڑھی جاتی ہے۔اس کو تراویح کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ تراویح کی نماز صرف رمضان شریف ہی میں پڑھی جاتی ہے۔

نمبر۷۔ شارح بخاری علامہ قسطلانی نے بھی تقریباً اسی طرح کے الفاظ بیان فرمائے ہیں۔ (ارشاد الساری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۴۸۳)

نمبر ۸۔ بزعم خویش اہلحدیث حضرات کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی بھی رمضان شریف میں اول رات کو تراویح اور آخر رات میں تہجد پڑھا کرتے تھے۔

Marfat.com

(البشریٰ صفحہ ۴۰، سوانح عمری شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی

از مولوی عبداللہ لاہوری۔

سیدہ عائشہ کی گیارہ رکعت والی روایت کی وضاحت

آٹھ تراویح کے قائل حضرات سے جب آٹھ تراویح کا ثبوت مانگا جاتا ہے۔ تو وہ بخاری شریف کی ایک روایت سے دھوکا دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

کہ جی ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان شریف اور رمضان شریف کے علاوہ (باقی گیارہ مہینوں میں بھی) کبھی بھی (رات کو) گیارہ رکعات سے زیادہ نوافل نہیں پڑھے۔ لہٰذا یہ آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعات تہجد ہوئے۔

تو جناب یہ روایت ''کتاب التہجد'' میں ہے۔ اور امام بخاری نے اس حدیث پر باب باندھا ہے۔ ''قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وفی غیرہ''

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ)

یعنی نبی کریم ﷺ کی تمام سال کی رات کی نماز کا بیان۔

تو جناب یا تو امام بخاری کو اس حدیث کے مضمون کو سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔ یا پھر ان حضرات کو۔ کیونکہ امام بخاری کا اس روایت پر ''حضور ﷺ کی تمام سال کی رات کی نماز'' کا باب باندھنے سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ آپ اس باب میں وہ حدیث بیان کریں گے۔ جس میں حضور ﷺ کی تمام سال کی رات کی نماز کا ذکر ہوا۔

وہ کون سی نماز ہے۔ یہ بات اس طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ امام بخاری اس حدیث کو

Marfat.com

''کتاب التھجد''میں لائے ہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی تمام سال کی۔جن آٹھ رکعت نفل اور تین وتر۔کل گیارہ رکعات کا ذکر فرمایا ہے۔وہ تہجد کی نماز ہے۔

اس سے مراد تراویح کی نماز اس لئے نہیں ہو سکتی۔کہ تراویح صرف رمضان شریف میں ہی پڑھی جاتی ہے۔سارا سال نہیں۔اور اس روایت میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی اس رات کی نماز کا ذکر فرما رہی ہیں۔جو آپ ﷺ سارا سال پڑھا کرتے تھے۔لیکن جو حضرات اس تہجد والی روایت سے تراویح ہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ان سے پوچھیں کہ اگر اس سے مراد تراویح ہی کی نماز ہے۔تو پھر۔

نمبر۱۔ امام بخاری نے اس روایت کو''کتاب التھجد''میں کیوں بیان فرمایا ہے؟

نمبر۲۔ امام بخاری نے اس روایت پر باب''حضور ﷺ کی تمام سال کی رات کی نماز''کیوں باندھا ہے؟

نمبر۳۔ اس روایت کے مطابق حضور ﷺ نے یہ آٹھ رکعات۔چار چار کر کے پڑھی ہیں۔آپ نماز تراویح دو دو کر کے کیوں پڑھتے ہیں۔اور سنت کی خلاف ورزی کیوں کرتے ہیں؟

نمبر۴۔ ام المومنین کے الفاظ''یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر''واضح کر رہے ہیں۔کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے یہ نماز آرام فرمانے کے بعد بیدار ہونے پر پڑھی تھی۔تو کیا تراویح عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھنے پر پڑھی جاتی ہیں۔یا عشاء کی نماز کے فوراً بعد سونے سے پہلے ہی پڑھی جاتی ہیں؟

Marfat.com

نمبر ۵۔ بخاری جلد اصفحہ ۲۶۹ وغیرہ کے مطابق حضور ﷺ نے رمضان شریف کی تین راتوں میں جماعت کرائی تھی۔ وہ کونسی نماز تھی؟

نمبر ۶۔ اگر تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ تو کیا نماز تہجد کی جماعت کا بھی امت میں کبھی معمول رہا ہے؟ آپ خود ہی کہتے ہیں۔ کہ ''تہجد کی جماعت نہیں ہوتی''

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۷ جنوری ۱۹۹۴ء صفحہ ۵)

نمبر ۷۔ بخاری شریف جلد اصفحہ ۲۶۹ کے مطابق جب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت شروع کروائی تھی۔ تو آپ نے فرمایا تھا۔

''والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون''

یعنی یہ لوگ جو اول رات میں نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ اس سے آخر رات کی وہ نماز (تہجد) افضل ہے۔ جس سے لوگ سو جاتے ہیں۔

اول رات میں تراویح کی نماز۔ تو وہ لوگ پڑھ رہے تھے۔ لیکن وہ آخر رات کی افضل نماز کونسی ہے۔ جس سے لوگ سو جاتے ہیں؟

نمبر ۸۔ نیز ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۱۹۰ پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے۔ کہ تہجد پہلے فرض تھی بعد میں نفل قرار دے دی گئی۔ اور تراویح کے متعلق فرمان رسالت ہے۔ ''و سننت لکم قیامه''

(نسائی جلد اصفحہ ۳۰۸، ابن ماجہ صفحہ ۹۴، مسند امام احمد جلد اصفحہ ۱۹۱)

معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح دو الگ الگ حیثیت کی دو نمازیں ہیں۔ یعنی تہجد وہ نماز ہے جو ابتداء فرض کی گئی تھی اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دے دی۔ اور تراویح وہ نماز ہے جو پہلے ہی دن سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضور ﷺ نے سنت قرار دی ہے۔ اور

Marfat.com

اس کا بہت زیادہ ثواب بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ نماز کبھی بھی فرض نہیں رہی۔ بلکہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ ﷺ نے اس کے فرض ہو جانے کے خوف ہی سے تو اس کی جماعت کرانا چھوڑی تھی۔

ثابت ہوا کہ تراویح اور تہجد مختلف حیثیت کی دو الگ الگ نمازیں ہیں۔

بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے

نمبر ۹۔ نیز جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تراویح کی جماعت کو دیکھ کر خوش ہو کے فرمایا تھا۔ ''نعم البدعة هذه''۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۹ وغیرہ)

یعنی یہ کتنی اچھی بدعت ہے

تو جناب۔ کیا کوئی بدعت اچھی بھی ہوتی ہے؟ اگر ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ تو جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بدعت کو اچھا کیوں فرمایا؟ کیا معاذ اللہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دین کے اس ضروری مسئلے سے بھی ناواقف تھے۔ جس سے آج آپ واقف ہو گئے ہیں؟

نمبر ۱۰۔ یہ تو بخاری کی روایت نے بتا دیا کہ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی مستقل جماعت کو بدعت فرمایا ہے۔ اور آپ کے خیال میں ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے۔ اور دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ تو کیا آپ بھی کہیں ہمیشہ نماز تراویح باجماعت تو ادا نہیں کرتے؟ اور اس طرح آپ بھی ''بدعتی'' تو نہیں بن رہے۔

تلک عشرة كاملة

Marfat.com

نمبر ۱۱۔ اگر آپ بھی اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ سے آج تک تمام اہل اسلام تراویح باجماعت ہی پڑھتے ہیں۔ اور آپ کے خیال میں ہر بدعت گمراہی اور دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ تو قرون اُولیٰ سے لے کر آج تک جو اس بدعت (تراویح باجماعت) پر عمل کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ سب باجماعت مستقل تراویح پڑھنے والے معاذ اللہ گمراہ اور دوزخی ہیں؟ جوش سے نہیں ہوش سے سوچ کر جواب دیں۔

نمبر ۱۲۔ اگر آپ کے نزدیک اس حدیث سے بالتصریح آٹھ تراویح سنت ثابت ہوتی ہیں۔ تو جو محدثین ومفسرین بالخصوص مخالفین حضرات کے محدثین ومفسرین مثلاً ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، علامہ وحید الزمان، نواب صدیق الحسن، نواب میر نور الحسن وغیرہ جو کہتے ہیں۔ کہ تراویح کی کوئی معین تعداد مسنون نہیں ہے۔ کیا انہوں نے یہ حدیث نہیں پڑھی تھی؟ یا وہ اس حدیث کو سمجھ نہیں سکے تھے؟

نمبر ۱۳۔ نیز جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جو بیس تراویح پڑھی جاتی رہی ہیں۔ جس کی صحت کو اکابرین اہلحدیث بھی تسلیم کرتے ہیں۔ نیز سنت نبوی اور سنت خلفائے راشدین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ جو اہل ایمان آج تک بیس تراویح کو معمول بنائے ہوئے ہیں۔ اور جو اکابرین اہل حدیث بیس تراویح کو بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اور انہیں بدعت کہنے والے پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان تمام اہل اسلام اور ان بزعم خویش اہل حدیث اکابرین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ سب اس حدیث سے وہ بات نہیں سمجھ سکے جو آج آپ کی سمجھ میں آ گئی ہے؟

نمبر ۱۴۔ ماشاء اللہ، چشم بددور، بلکہ محدث ومفسر ومجدد ومناظر ومحقق اہلحدیث۔ مولوی

Marfat.com

ثناء اللہ امرتسری تو کھلے الفاظ میں اس خیال کا رد کر چکے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ (عبداللہ چکڑالوی کہتا ہے) پہلے وقت کی نماز اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے۔ دو نہیں۔ یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہیں۔ یہی تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز کا پڑھنا ہے۔ قاموس میں ہے۔ تھــــجــــدا ستیقظ۔ اور نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وعن ابیھا کی حدیث (وہی مذکورہ بالا حدیث۔ ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعۃ) سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اول شب کی نماز (تراویح) اور آخر شب کی نماز (تہجد) ایک ہی ہے"

(اہلحدیث کا مذہب صفحہ ۹۶)

کیوں جناب۔ جس حدیث سے آپ تراویح اور تہجد کے ایک ہونے پر دلیل پکڑ رہے ہیں۔ آپ کے شیخ الاسلام۔ الرجل الالھی۔

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۸ جنوری ۱۹۹۴ء)

فرما رہے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی۔

اب فرمائیں کہ روایت و درایت حدیث اور فقہ حدیث سے لاعلمی کی وجہ سے آپ اس روایت کا غلط مفہوم سمجھے ہیں۔ یا آپ کے اتنے بڑے اہل علم و فضل اور محدث و مفسر و مجدد و محقق و مناظر و شیخ الاسلام والمسلمین اور رجل الالھی (بزعم شما) ہونے کے باوجود مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری اس حدیث کو نہیں سمجھ سکے؟

یقیناً آپ ہی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ آپ کے امام ابن جوزی سے پہلے یہ نظریہ کہ "تہجد اور

Marfat.com

تراویح ایک ہی نماز ہے'' کسی امام یا محدث نے بیان نہیں کیا۔ یہ نظریہ ہی بدعت ہے۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

نمبر ۱۵۔ نیز صحابہ کرام علیھم الرضوان سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ جیسا کہ صحابی رسول جناب قیس بن طلق کی روایت میں ہے۔ کہ جناب طلق بن علی رمضان شریف میں ایک دن ہماری ملاقات کو آئے۔ اور ہمارے پاس ہی افطاری فرمائی۔ اور ہمارے ساتھ رات کو قیام کیا۔ (اول شب کو نماز تراویح پڑھی) اور وتر پڑھے۔ پھر آپ اپنی مسجد میں تشریف لے گئے۔ (وہاں لوگ تہجد پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے) اور آپ نے ان کے ساتھ نماز (تہجد) پڑھی اور وتر نہ پڑھے''

(ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۲۰۳)

اس طرح صحاح ستہ کی اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان رات کو اول وقت میں تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور آخر رات کو تہجد ادا فرمایا کرتے تھے۔

تو ثابت ہوا کہ تراویح اور تہجد دو الگ الگ نمازیں ہیں۔

نمبر ۱۶۔ نیز اس مذکورہ بالا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ آپ ﷺ آخر میں تین وتر بھی پڑھا کرتے تھے۔

کیا آپ بھی بخاری شریف کی اس صحیح، صریح، مرفوع اور غیر مجروح حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ ہمیشہ تین وتر ہی پڑھتے ہیں۔ یا آدھی حدیث کو مان کر اور آدھی کا عملاً انکار کر کے۔ ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض'' کا مصداق بن رہے ہیں؟ اگر آپ کا پوری حدیث پر ایمان اور یقین ہے۔ تو آج سے سنت مصطفوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے تین وتر پڑھنے اور پڑھانے شروع کر دیں۔

Marfat.com

مؤطا امام مالک کی روایت کی حیثیت

☆ بعض لوگ مؤطا امام مالک کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ کہ جی جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آٹھ تراویح اور تین وتر پڑھے جاتے تھے۔

اولاً تو اس روایت میں گیارہ رکعتوں کا ذکر ہے۔ جس کے مطابق اگر آٹھ تراویح مراد لی جائیں تو تین وتر بنتے ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ آٹھ تراویح ثابت کرنے کے شوق میں تین وتر بھی مان رہے ہیں۔ تراویح کی بات تو پھر کرتے ہیں فی الحال آپ تین وتر تو پڑھنا اور پڑھانا شروع کر دیں۔ اور اس سنت صحابہ پر تو عمل پیرا ہو جائیں۔ رہ گئی تراویح کی بات تو جناب مخالفین حضرات کے بھی معتمد محدث بلکہ خاتم المحدثین جناب حافظ ابن حجر عسقلانی۔ جن کے متعلق ان ہی کے قاضی شوکانی کا قول ہے۔

''لاهجرة بعد الفتح''

(اہلحدیث لاہور۔ ۱۷ جولائی ۱۹۹۲ء)

یعنی فتح الباری نے بخاری شریف کی باقی تمام شروح سے بے نیاز کر دیا ہے۔

☆ وہ محدث و محقق علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (جو کہ حنفی بھی نہیں ہیں) بھی اس روایت کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں۔ ففی المؤطا عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انها احدیٰ عشرة ورواه سعید بن منصور من وجه آخر. وزاد فیه و کانوا یقرؤون بالمئین ویقومون علی العصی من طول القیام ورواه محمد بن نصر مروزی من طریق محمد بن اسحاق عن محمد بن یوسف فقال ثلاث عشرة ورواه عبدالرزاق من

Marfat.com

وجه آخر عن محمد بن یوسف فقال احدیٰ وعشرین۔

(فتح الباری جلد۴ صفحہ ۲۰۴ طبع بیروت)

یعنی مؤطا امام مالک میں جو محمد بن یوسف نے حضرت سائب بن یزید سے گیارہ رکعات کی روایت بیان کی ہے۔ (وہ روایت مضطرب ہے کیونکہ) اسی محمد بن یوسف سے محمد بن نصر مروزی نے محمد بن اسحاق کی سند کے ساتھ تیرہ کی روایت بھی بیان کی ہے۔ اور محدث عبدالرزاق نے ایک اور طریقہ سے اسی محمد بن یوسف سے اکیس رکعات کی روایت بھی نقل کی ہے۔

(لہٰذا یہ مضطرب روایت قابل استدلال ہی نہ رہی)

☆ نیز محدث سیوطی نے بھی نقل کیا ہے۔ کہ جو امام ابن عبدالبر بیان فرماتے ہیں۔ کہ امام مالک سے جو گیارہ رکعات کی روایت نقل کی گئی ہے۔ وہ (راوی کا) وہم ہے۔

(الحاوی للفتاوی جلد ا صفحہ ۳۵۰، تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۷۴)

لہٰذا یہ روایت بھی اس شدید اضطراب کی وجہ سے قابل حجت اور معتبر نہیں رہتی۔

ایک اور مغالطے کی کوشش

آج کل کے بعض نام نہاد مولوی یہ بھی راگ الاپ رہے ہیں۔ کہ جی یہ محمد بن یوسف اور ہے اور مؤطا امام مالک کا راوی محمد بن یوسف اور ہے۔ ماشاء اللہ۔ چشم بد دور۔

☆ امام فن رجال اور محقق و محدث۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری کو یہ معلوم نہ ہو سکا۔ کہ یہ محمد بن یوسف اور ہے۔ اور آج کے ملاؤں کو یہ تحقیق ہو گئی۔ یعنی یہ لوگ شارح بخاری، امام فن رجال، محدث بالا تفاق، حافظ الحدیث علامہ ابن حجر

Marfat.com

عسقلانی سے بھی زیادہ اسماء الرجال سے واقف ہو گئے۔

پہلے تو آپ فتح الباری اور ابن حجر عسقلانی پر بڑا اعتماد کیا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے جرائد میں ان کے متعلق لمبے چوڑے مضمون بھی لکھتے تھے۔ اب کیا ہو گیا ہے۔ یا پھر آپ کا یہ عقیدہ ہے (اور حقیقت بھی یہی ہے) کہ جو بات اپنی پسند کی ہو۔ وہ مان لی۔ اور جو اپنے خیال کے خلاف جائے۔ وہ چاہے کسی کتاب میں بھی آ جائے۔ اور چاہے کوئی بھی کہہ دے۔ اسے ماننے سے انکار کر دیا۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ　　　جو بات کہیں فخر ہے وہی بات کہیں ننگ

نماز جمعہ کا بیان

روزِ جمعہ کی افضلیت

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

خیر یوم طلعت فیه الشمس یوم الجمعة۔

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۲، ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۹۶)

ان یوم الجمعة سید الانام وهو اعظم عند الله من یوم الاضحی ویوم الفطر۔　　(ابن ماجہ صفحہ ۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

یعنی تمام دنوں سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ حتیٰ کہ عید قربان اور عید الفطر سے بھی یہ دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل و اعلیٰ ہے۔

کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں جناب سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی تخلیق ہوئی تھی

Marfat.com

۔اور اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا ہے۔اور اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا تھا۔اور اسی دن آپ کو زمین پر اتارا گیا تھا۔اسی دن آپ کا انتقال ہوا اسی دن قیامت قائم ہوگی۔اور اس دن میں ایک گھڑی ایسی ہے۔کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی جائز دعا کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں۔

(حوالہ جات مذکورہ بالا)

جمعہ شریف کو درود شریف کی کثرت

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اکثر والصلوٰۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود یشھد الملائکۃ وان احدالم یصل علی الاعرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منھا قال قلت و بعد الموت . قال ان اللہ حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱۸)

زندہ وتابندہ نبی ﷺ

یعنی جمعہ شریف کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔اس دن (عام) فرشتے بھی میری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔اور جو کوئی بھی مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔وہ (اسی وقت) میری بارگاہ میں پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ درود شریف پڑھنے سے فارغ ہو جاتا ہے۔

راوی حدیث جناب ابو درداء فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔آقا ﷺ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔(ہاں۔کیونکہ) اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا ہے۔ کہ وہ انبیاء کرام کے اجساد مقدسہ کو کھائے۔ لہٰذا اللہ کا (ہر) نبی (قبر انور میں بھی) زندہ ہوتا ہے۔ اور رزق بھی دیا جاتا ہے۔ اللہ اکبر۔

روز جمعہ 100 مرتبہ درود شریف پڑھنے کی برکت

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من صلى على يوم الجمعة مأة مرة جاء يوم القيامة ومعه نور لو قسم ذالک النور بين الخلائق كلهم لو سعهم ۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۸ صفحہ ۴۷)

کہ جس شخص نے جمعہ شریف کے دن مجھ پر 100 دفعہ درود شریف پڑھا۔ وہ روز محشر اس حالت میں آئے گا۔ کہ اس کے ساتھ اتنا نور ہوگا۔ کہ اگر وہ نور پوری مخلوق میں بھی تقسیم کر دیا جائے۔ تو سب کو کافی ہو جائے۔ سبحان اللہ۔

درود شریف پڑھنے پر فضل الٰہی کی انتہاء

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا۔ اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔

(نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۱)

نیز جناب سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض پر کہ میں (فرائض کے علاوہ) تمام وقت آپ ﷺ پر درود شریف ہی پڑھتا رہا کروں گا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اذا تكفى لک همک ويغفر لک ذنبک ۔

Marfat.com

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۳۵۴)

پھر تو تیری تمام مشکلات کے حل کرنے میں یہی درود شریف ہی کافی ہوگا۔ اور اس درود شریف ہی کی برکت سے تیرے تمام گناہ بھی بخش دیے جائیں گے۔

جمعہ کو موت پر فائدہ

نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ومن مسلم یموت یوم الجمعة اولیة الجمعة الا وقاہ اللہ فتنة القبر۔

(ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، مسند امام محمد جلد ۲ صفحہ ۱۷۶)

یعنی جو مومن بھی جمعہ شریف کے دن یا رات میں انتقال کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنوں سے محفوظ رکھے گا۔

جمعہ کی مبارک ساعت

جناب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ شریف کے دن میں جس مبارک ساعت کی خبر دی ہے۔ اس کے متعلق ایک مقام پر آپ ﷺ نے اس کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ۔

(مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸۱)

یعنی یہ وہ مبارک گھڑی ہے۔ جس میں بندہ مومن کی ہر نیک دعا قبول ہوتی ہے۔ اور وہ امام صاحب کے (عربی خطبہ کیلئے) منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک ہے

Marfat.com

جمعہ فرض عین ہے

بعض احتیاط اظہر کے قائل وفاعل حضرات اپنے اس شوق میں جمعہ شریف جو کہ تمام معتبر ومستند فتاوی کی کتابوں کے مطابق فرض عین ہے۔اس کی فرضیت کا انکار کردیتے ہیں۔حالانکہ ارشاد خداوندی ہے۔یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا لبیع .ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

(سورہ صف آیت نمبر ۹)

یعنی اے ایمان والو۔جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے۔تو جلدی سے نماز جمعہ کے لئے حاضر ہو جایا کرو۔اور کاروبار وغیرہ بند کر دیا کرو۔یہ طریقہ تمہارے لئے بہتر ہے۔اگر تم (حقیقت کا) علم رکھتے ہو۔

اس آیہ جلیلہ کے حکم وجوبی کے مطابق تقریباً تمام محدثین ومفسرین وفقہاء اعلام اس بات پر متفق ہیں کہ جمعہ فرض عین ہے (الجمعة فرض عین) بلکہ جو تاکیدی الفاظ جمعہ شریف کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ان کے تحت فقہاء عظام نے یہ بھی لکھ دیا۔ (آکد من الظہر) کہ جمعہ نماز ظہر سے بھی زیادہ مؤکد ہے۔اور اس کا منکر کافر ہے۔

تارک جمعہ پر حضور ﷺ کی ناراضگی

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔لقد هممت ان آمر رجلا یصلی بالناس ثم احرق علی رجال یتخلفون عن الجمعة بیوتھم۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۳۲)

Marfat.com

یعنی میں ارادہ رکھتا ہوں کہ کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائے۔اور میں ان لوگوں کو ان کے گھروں میں ہی آگ لگادوں جو (بغیر عذر شرعی کے) نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔

تارک جمعہ کے لئے وعید خداوندی

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔من ترک ثلاث جمع تھاونا بھا طبع اللہ علی قلبہ۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۱، ترمذی جلد ا صفحہ ۹۸، نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۲،

ابن ماجہ صفحہ ۸۷، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۴۲۴، دارمی صفحہ ۳۰۷)

یعنی جو شخص بغیر کسی عذر شرعی کے محض لا پرواہی سے تین جمعے چھوڑ دے۔تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔

ایک روایت میں آپ ﷺ کے الفاظ ہیں۔

کتب منافقا فی کتاب لا یمحی ولا یبدل۔

(کتاب الام جلد ا صفحہ ۲۰۸)

کہ اللہ تعالیٰ اس کا نام لوح محفوظ میں منافقوں میں لکھ دے گا۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔کہ وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۸۴، نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۲)

معذور شرعی پر جمعہ واجب نہیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فعلیہ الجمعۃ یوم الجمعۃ .الا علی

Marfat.com

مريض او مسافر او امرأة او صبى او مملوك. فمن استغنى بلهو او تجارة. استغنى الله عنه والله غنى حميد۔

(دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۳، کتاب الآثار امام محمد صفحہ ۳۸، مستدرک امام حاکم جلد ا صفحہ ۲۸۸، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۳)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔ اس پر جمعہ پڑھنا لازم ہے۔ ہاں مگر، مریض، مسافر، عورت، بچہ اور غلام پر جمعہ پڑھنا لازمی نہیں ہے۔ (البتہ اگر پڑھیں گے تو ثواب پائیں گے) اور جس نے لھو ولعب یا کاروبار کی وجہ سے جمعہ نہ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ کو بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو ہے ہی سب سے بے نیاز اور بڑا تعریفوں والا۔

جمعہ کا وقت بھی وہ ہی ہے۔ جو ظہر کا ہے۔

روز جمعہ کو غسل کرنا

جمعہ میں جانے سے پہلے غسل کر لینا چاہیے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

يقول اذا اراد احدكم ان يأتى الجمعة فليغتسل۔

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۲۲، مسلم شریف جلد ا صفحہ ۲۷۹ وغیرہ)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم میں سے جب کوئی جمعہ شریف پڑھنے کے لئے جانے لگے۔ تو چاہیے کہ غسل کر لیا کرے۔

جمعہ شریف کے لئے جلدی حاضر ہوں

غسل کرنے کے بعد جلد از جلد مسجد میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ جمعہ شریف

Marfat.com

کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاتے ہیں۔اور جیسے جیسے کوئی آتا جاتا ہے۔ فرشتے اس کا نام بالترتیب لکھتے جاتے ہیں۔بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ ہو۔

اذا کان یوم الجمعة وقفت الملائکة علی باب المسجد .یکتبون الاول فالاول مثل المهجر کمثل الذی یهدی بدنة ثم کالذی یهدی بقرة ثم کبشا ثم د جاجة ثم بیضة .فاذ اخرج الامام طوو اصحفهم ویستمعون الذکر۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۲۱، مسلم جلد اصفحہ ۲۸۲ وغیرہ)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ شریف کے دن فرشتے جامع مسجد کے دروازوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے والوں کے نام لکھتے جاتے ہیں۔

جو جمعہ شریف پڑھنے کے ارادے سے سب سے پہلے مسجد میں آتا ہے۔اس کو (نماز وغیرہ کے علاوہ) اللہ تعالیٰ اتنا ثواب عطا فرماتا ہے۔جیسا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک اونٹ صدقہ کیا ہو۔اس کے بعد آنے والے کو گائے قربان کرنے کا، اس کے بعد آنے والے کو مینڈھا قربان کرنے کا، اس کے بعد آنے والے کو مرغ تصدق کرنے کا۔اور اس کے بعد آنے والے کو ایک انڈا صدقہ کرنے کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔

اور جب امام (خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر) بیٹھتا ہے۔تو فرشتے بھی اپنے صحیفے لپیٹ کر مسجد میں آجاتے ہیں۔اور بیٹھ کر خطبہ سننے لگتے ہیں"

تو معلوم ہوا کہ اس سے بعد آنے والے کا نام جمعہ شریف پڑھنے والوں میں نہیں لکھا جائے گا۔لہٰذا جلدی آنے کی کوشش کرنی چاہیے۔نیز جتنا کوئی جلدی آئے گا۔ثواب

Marfat.com

بھی اتنا ہی زیادہ پائے گا۔اور جتنا کوئی دیر سے آئے گا۔اتنا ہی ثواب بھی کم ملے گا۔
اسی طرح ہر ایک آنے والے کو بالترتیب ثواب ملتا ہے۔

شیطان جمعہ پڑھنے سے روکتا ہے

شیطان نے پہلے دن ہی کہا تھا۔لا غوینهم اجمعین۔

(سورت الحجر آیت نمبر 39)

یعنی میں تیری مخلوق کو ضرور بالضرور بہکاؤں گا۔اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی کر لیا تھا۔

الا عبادک منهم المخلصین ۔

(سورت الحجر آیت نمبر 40)

یعنی تیرے نیک بندے تو میرے بہکاوے میں نہیں آئیں گے۔

ایسا ہی جمعہ شریف کے دن بھی شیطان لوگوں کو جمعہ پڑھنے سے روکتا پھرتا ہے۔لیکن خوش قسمت لوگ اپنے خدا سے ڈر کر مسجد میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ یقول اذا کان یوم الجمعة غدت الشیاطین برأیاتها الی الاسواق فیرمون الناس بالترابیث او الربائث و یثبطونهم عن الجمعة۔

(ابوداؤد شریف جلد اصفحہ ۱۵۱)

کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ میں منبر پر کھڑا ہو کر فرمایا۔جمعہ کے دن شیطان اپنے (گناہ کے) جھنڈے لے کر بازار میں نکل آتے ہیں۔اور لوگوں کو تنگدستی اور غربت کا ڈراوا دیکر (یعنی دل میں یہ خیال ڈالتے ہیں۔کہ تو جمعہ پڑھنے جائے گا۔تو

Marfat.com

تیرے اتنے گاہک لوٹ جائیں گے۔ تیرے کاروبار کا اتنا نقصان ہوگا وغیرہ وغیرہ)
جمعہ میں جانے سے روکتے ہیں"

تحیۃ الوضوء کے نفل

اگر خدا توفیق دے اور مسجد میں حاضر ہو جائیں۔ تو وضو کر کے مسجد میں جاتے ہی پہلے دو رکعت نماز تحیۃ الوضوء پڑھیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مامن مسلم یتوضا فیحسن الوضوء ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبل علیھما بقلبه ووجهه الاوجبت له الجنة۔

(مسلم شریف جلد ا صفحہ ۱۲۲، ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۲۳ وغیرہ)

کہ جو بندۂ مومن اچھی طرح وضو کرے۔ پھر پورے حضور قلب اور خشوع وخضوع سے دو رکعت نماز (تحیۃ الوضوء) ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر جنت واجب فرمادے گا۔

تحیۃ المسجد کے نفل

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی مسجد میں جائے۔ تو چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔

ان رسول الله ﷺ قال اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین۔

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۶۳، مسلم شریف جلد ا صفحہ ۲۴۸ وغیرہ)

نماز جمعہ سے پہلے چار سنتیں

Marfat.com

☆ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد فرضوں سے پہلے چار رکعات سنت پڑھیں۔ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت (سنت) پڑھا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان النبی ﷺ یرکع قبل الجمعۃ اربعا . لا یفصل فی شیئ منھن۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۸۰)

☆ اسی بیان کی ایک حدیث امام عبدالرزاق نے بھی اپنی مسند میں باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۴۷، ترمذی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

☆ جناب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مروی ہے۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۵۳۲)

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعات (سنت) پڑھا کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

پھر آرام سے بیٹھ جائیں۔ اور خطیب صاحب جو مسائل بیان کریں۔ انہیں غور سے سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ جس مسئلہ کی سمجھ نہ آئے۔ وہ جمعہ شریف کے بعد میں وضاحت سے پوچھ لیں۔ اور یہ پوچھنا کچھ عیب کی بات بھی نہیں ہے۔ اگرچہ عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ بلکہ حکم خداوندی ہے۔

فا سئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

Marfat.com

(سورت نحل آیت نمبر ۴۳)

یعنی جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ ہوتو وہ اہل علم سے پوچھ لیا کرو۔

جمعہ کی اذان کا بیان

جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ظاہری میں جمعہ شریف کی صرف ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی۔ جو کہ آپ ﷺ کے منبر شریف پر بیٹھنے اور خطبہ شروع کرنے سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔ اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ خلافت میں بھی اسی طرح جمعہ شریف کی ایک اذان ہی ہوتی رہی۔

اور پھر جناب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب مسلمانوں کی آبادی بہت زیادہ ہوگئی۔ اور جانوروں کی کثرت اور چراگاہوں کی قلت کی وجہ سے مسلمان دور دور تک پھیل گئے۔ تو جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ شریف کا وقت شروع ہونے کے ساتھ ہی مدینہ شریف کے بازار میں ایک بلند مقام۔ جس کو زوراء کہا جاتا تھا۔ پر ایک اور اذان شروع کرادی۔ تاکہ مسجد شریف سے دور کے لوگ بھی اذان سن کر جمعہ شریف کی تیاری کر کے جلدی جلدی مسجد میں حاضر ہو جائیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

كان النداء يوم الجمعة اوله اذا جلس الامام على المنبر على عهد النبى ﷺ وابى بكر و عمر. فلما كان عثمان و اكثر الناس زاد النداء الثالث على الزوراء. وقال ابو عبدالله الزوراء موضع باالسوق بالمدينة۔

Marfat.com

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۲۷، نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۷، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۵)

فثبت الامر علیٰ ذالک۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۲۷)

اور پھر یہی طریقہ ہمیشہ کے لیے جاری ہوگیا۔

اور جمعہ شریف کی دوسری اذان جناب رسول اللہ ﷺ، جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے منبر شریف پر بیٹھنے کے بعد آپ کے سامنے مسجد کے دروازے پر پڑھی جاتی تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

کان یؤذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۵)

جمعہ شریف کی اذان کا جواب دینا

جناب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ شریف کے موقع پر منبر پر بیٹھے ہوئے جمعہ شریف کی دوسری اذان کا جواب دیا۔ اور فرمایا۔

یا ایھا الناس انی سمعت رسول اللہ ﷺ علیٰ ھذا المجلس. حین اذن المؤذن. یقول ماسمعتم منی من مقالتی۔

(بخاری شریف)

اے لوگو! مؤذن کے اذان دینے کے وقت جیسا میں نے کہا ہے۔ (یعنی اذان کا جواب دیا ہے) ایسا ہی میں نے اس مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ کو بھی فرماتے

Marfat.com

ہوئے سنا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا فتویٰ

امام اہلسنت ، مجدد دین وملت ، مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ بھی اپنے فتاوی رضویہ شریف میں لکھتے ہیں ۔ کہ جمعہ شریف کی اذان کا جواب دینا امام کے لیے تو یقیناً جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد صفحہ)

حدیث شریف سے وضاحت

مسلم شریف میں امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث شریف کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول۔

(مسلم شریف جلد ا صفحہ)

یعنی جب تم اذان سنو تو مؤذن کی اذان کے جواب میں اسی طرح کہتے جایا کرو۔ جس طرح کہ مؤذن نے کہا ہے۔ (یعنی اذان کا جواب دیا کرو)

اس حدیث شریف سے بھی بالکل واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ جب بھی اذان کہی جائے ہر سننے والے کو۔ اگر کوئی عذر شرعی مانع نہ ہو۔ تو ضرور اذان کا جواب دینا چاہیے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی اذان کو مستثنیٰ نہیں فرمایا۔ فافھموا واعتبروا۔

جمعہ کی اذان کہاں پڑھی جائے

وکان الطحاوی یقول هو الاذان عند المنبر بعد خروج الامام۔

Marfat.com

(کفایہ جلد ا صفحہ ۱۰۴، برحاشیہ فتح القدیر شرح ھدایہ جلد ا صفحہ ۴۲۱)

یعنی امام طحاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ جمعہ کی اذان منبر کے پاس ہی (مسجد کے اندر ہی) امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

کیونکہ حدیث شریف کے مطابق جمعہ شریف کی اذان مسجد کے ایک دروازے پر ہوتی تھی۔ جو کہ منبر نبوی ﷺ کے سامنے تھا۔ اور یہ دروازہ مسجد کی عمارت میں ہی تھا۔ اور مسجد کا صحن اس عمارت سے باہر تھا۔ جیسا کہ اکثر آج کل بھی ہوا کرتا ہے۔

مسجد کی تمام زمین پر چھت ڈال کر ایک ہی کمرہ نہیں بنایا گیا تھا۔ فافہموا واعتبروا۔

جمعہ کی کونسی اذان سے کاروبار حرام ہو جاتا ہے

امام مسروق، امام ضحاک، امام مسلم بن یسار کے نزدیک جمعہ کے دن ابتدائے وقت ظہر سے ہی خرید وفروخت حرام ہو جاتی ہے۔ امام مجاہد اور امام زہری کا بھی یہی قول ہے۔

اور امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام شافعی علیہم الرحمہ کے نزدیک جمعہ شریف کی اذان کے بعد خرید وفروخت مکروہ ہے۔

(احکام القرآن امام جصاص جلد ۳ صفحہ ۴۴۸)

لہذا جب جمعہ شریف کی دوسری اذان پڑھی جائے۔ تو دوزانو اور مؤدب ہو کر سنیں۔ اور اس اذان کا بھی جواب دیں۔ جیسا کہ باب الاذان میں بیان ہو چکا ہے۔

جمعہ کے دو خطبے

جمعہ میں دو خطبے پڑھے جاتے ہیں۔ ایک خطبہ پڑھ کر امام بیٹھتا ہے پھر اٹھتا ہے۔ اور دوسرا خطبہ پڑھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔ کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کا خطبہ فرمانے کا طریقہ یہ تھا۔ کہ آپ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ بیٹھتے پھر کھڑے ہو جاتے۔ اور دوسرا خطبہ پڑھتے۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۱۲۷، مسلم جلد ا صفحہ ۲۸۳، نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۹،
ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۵۶، ابن ماجہ صفحہ ۷۹، ترمذی جلد ا صفحہ ۶۷)

روایت کے الفاظ ہیں۔ صلوٰۃ الجمعۃ رکعتان وصلوٰۃ الفطر رکعتان و صلوٰۃ الاضحی رکعتین وصلوٰۃ السفر رکعتان تمام غیر قصر علی لسان محمد ﷺ۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۹، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۴۵، ابن ماجہ صفحہ ۷۴)

بخاری کے الفاظ ہیں۔ کان النبی ﷺ یخطب خطبتین یقعد بینھما۔

خطبہ میں ٹیک لگانا

نیز جناب رسول اللہ ﷺ (منبر بننے سے پہلے) جب خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو آپ ﷺ کبھی عصا پر ٹیک لگا لیتے تھے۔ اور کبھی کمان پر ٹیک لگا لیتے تھے۔

(ابوداؤد شریف جلد ا صفحہ ۱۵۶)

اور جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(مراسیل ابوداؤد صفحہ ۷)

البتہ منبر شریف بننے کے بعد آپ ﷺ نے ٹیک لگانا چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا اب جمعہ

Marfat.com

شریف کے خطبہ کے دوران ہاتھ میں عصا لے کر کھڑا ہونا سنت نہیں رہے گا۔

(فتاوی رضویہ)

دوران خطبہ خاموش رہنا

☆ جب امام صاحب خطبہ شروع کریں۔تو خاموشی سے خطبہ سنتے رہیں۔خطبہ کے دوران کوئی بھی مانع نماز فعل نہیں کرنا چاہیے۔نہ ہی بولنا چاہیے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''دوران خطبہ اگر کوئی آدمی بولے۔اور ساتھ والا اسے صرف اتنا ہی کہے کہ ''چپ ہو جا'' تو اس کا اتنا بولنا بھی بری بات ہے۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

اذاقلت لصاحبک یوم الجمعة . انصت . فقد لغوت۔

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۲۸، مسلم شریف جلد ا صفحہ ۲۸۱ وغیرہ)

☆ بلکہ ایک روایت میں تو یہاں تک بھی ہے۔

والذی یقول له انصت لیس له جمعة ۔

(مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۲۳۰، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

یعنی دوران خطبہ بات کرنے والے شخص کا جمعہ ہی ادا نہیں ہوتا۔یعنی اس کو جمعہ کا ثواب ہی نہیں ملتا۔

دوران خطبہ خاموشی پر ثواب

☆ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔غفر له مابینه وبین جمعة الاخری۔

(بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۲۱، آثار السنن جلد ا صفحہ ۲۴)

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ دوران خطبہ خاموش رہنے والے شخص کے آئندہ جمعہ شریف تک کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

☆ ایک روایت میں اس طرح ہے۔

کان له بکل خطوة عمل سنة اجر صیا مها و قیامها۔

(ترمذی شریف جلد ا صفحہ ۹۷، نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۵، ابن ماجہ صفحہ ۷۶)

کہ اللہ تعالیٰ اس کو مسجد میں آتے وقت کے ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے قیام اور روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

نماز جمعہ کی فرض رکعات

جب خطبہ ختم ہو۔ تو اذان اور اقامت کے بعد جماعت کے ساتھ دو رکعت فرض جمعہ ادا کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کی دو رکعتیں ہی بتائی ہیں۔ اور یہ پوری نماز ہے۔ کم نہیں ہے۔

روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

صلوٰة الجمعة رکعتان ... تمام . غیر قصر علی لسان محمد ﷺ۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۲۰۹، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۴۵، ابن ماجہ صفحہ ۷۴)

نماز جمعہ میں قراءت بالجہر

جمعہ کی نماز میں قراءت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھا کرتے تھے"

(ترمذی شریف، نسائی جلد ا صفحہ ۲۱۰ وغیرہ)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ قراءت بالجہر فرمایا کرتے تھے۔ تبھی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ ﷺ کی قراءت کو سن لیا۔ اگر آپ ﷺ آہستہ پڑھتے تو کسی کو کیا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کیا پڑھ رہے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد چار سنت

پھر چار رکعت سنت پڑھنی چاہییں۔ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی بندہ جمعہ کی نماز پڑھے۔ تو چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعت (سنت بھی) پڑھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

قال رسول الله ﷺ اذا صلی احدکم الجمعة. فلیصل بعدها اربعا۔

(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)

☆ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز سے پہلے بھی چار رکعت (سنت) پڑھتے تھے۔ اور بعد میں بھی چار رکعت (سنت) پڑھتے تھے''

(ترمذی شریف)

ان کے بعد پھر دو رکعت سنت اور دو رکعت نفل بھی پڑھے جاتے ہیں۔

نماز جمعہ کے بعد دو رکعت سنت

جناب رسول اللہ ﷺ جمعہ شریف سے فارغ ہو کر جب گھر تشریف لاتے۔ تو آپ ﷺ ہمیشہ گھر میں جا کر دو رکعات نفل ادا فرمایا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

کان رسول الله ﷺ یصلی بعد الجمعة رکعتین فی بیته ۔

(نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۹۲)

Marfat.com

☆ جناب رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے خانۂ اقدس پر تشریف لے جاتے۔ تو آپ ﷺ وہاں جا کر دو رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔

(مؤطا امام محمد)

نیز اس کے متعلق حضور ﷺ کا فرمان عالی شان بھی ہے۔ کہ جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت سنت (بھی) پڑھنی چاہییں۔

جمعہ کے دن عید ہو تو دو عیدیں

بعض دفعہ اگر اتفاقاً جمعہ شریف کے دن عید آ جاتی ہے۔ تو بعض لوگ اسے نحس جانتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت غلط خیال ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک دفعہ جمعہ شریف کے دن عید بن گئی۔

فصلی قبل الخطبة ثم خطب یا ایها الناس ان هذا یوم قد اجتمع لکم فیه عیدان۔

(بخاری، نسائی، ابوداؤد)

تو آپ نے پہلے عید کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ نے خطبہ پڑھا۔ پھر فرمایا اے لوگو آج کا دن (کتنا بابرکت دن ہے کہ آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تمہارے لیے دو عیدیں (جمعہ اور عید) جمع کر دی گئی ہیں۔

اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جائے تو اسے اپنے لئے باعث ثواب مزید اور رحمت و برکت سمجھنا چاہیے۔ اس کو کوئی برا شگون نہیں سمجھنا چاہیے۔

یوم میلاد النبی ﷺ بھی یوم عید ہے

Marfat.com

بعض لوگ جشن عید میلاد النبی ﷺ کا انکار کرتے ہوئے۔ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں۔ کہ جی اسلام میں عیدیں تو صرف دو ہی ہیں۔ یہ تیسری عید کہاں سے آگئی۔

تو گذارش ہے کہ صحاح ستہ کی کئی احادیث صحیحہ میں جمعہ شریف کے دن کو بھی عید سے تعبیر کیا گیا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں عرفہ کے دن کو بھی روز عید قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید فرقان حمید میں جناب سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کا یہ فرمان عالی شان بھی نقل فرمایا گیا ہے

انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عید الاولنا و آخرنا۔

(سورت مائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

یعنی اے اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما۔ تاکہ وہ ہو جائے ہمارے تمام پہلے اور بعد والے ایمان والوں کے لئے عید کا دن۔

کے مطابق تو نزول نعمت خداوندی کا ہر دن ہی عید کا دن ہے۔

عید میلاد۔ سب عیدوں سے بڑی عید

چونکہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی ولادت شریف کا دن دیگر تمام عیدوں سے بڑی عید قرار پائے گا۔

فافھموا یا اولوا الابصار واعتبروا یا اولوا الالباب۔

نماز جمعہ کا وقت

سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر سایہ اصلی کے علاوہ سایہ دوگنا ہو جانے تک ہے۔ جمعہ کے دن جہاں جمعہ۔ شرعی شرائط کے ساتھ جائز ہو سکتا ہو۔ وہاں جمعہ پڑھنا

Marfat.com

ظہر کی نماز کے قائم مقام ہو جائے گا۔اور جمعہ پڑھ لینے سے اس شخص کے ذمہ سے ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی۔

جمعہ نہ ملے تو ظہر پڑھو

اگر کسی شخص کا کسی عذر شرعی کی وجہ سے جمعہ رہ گیا۔تو پھر ظہر کی نماز پڑھی جائے گی۔

یا جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔وہاں بھی با جماعت ظہر کی نماز ہی ادا کی جائے گی۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔**من ادرک من الجمعة رکعة. فلیصل الیها اخری .ومن فاتته الرکعتان. فلیصل اربعا و قال الظهر۔**

''کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز جمعہ میں دیر سے پہنچے اور ایک رکعت پڑھی جا چکی ہو۔تو وہ دوسری رکعت میں شامل ہو جائے۔(اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کر اپنی پہلی فوت شدہ رکعت بھی پڑھ لے۔اور جو شخص نماز جمعہ پڑھی جا چکنے کے بعد آئے۔تو (وہ اکیلا تو نماز جمعہ نہیں پڑھ سکتا لہٰذا) اب وہ شخص ظہر کی چار رکعت نماز ہی پڑھے گا''

(مشکوۃ شریف صفحہ ۱۱۶، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

جمعہ اور عیدین۔مصر جامع میں

جمعہ ڈیروں پر یا چھوٹی چھوٹی بستیوں میں شروع کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ جمعہ شریف ایسی جگہ پر شروع کیا جائے۔جس جگہ پر ''مصر'' کا اطلاق ہو سکتا ہو۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

قال علی رضی الله عنه لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲صفحہ۱۰۱، مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۶۸، کنزل العمال، سنن الکبریٰ بیہقی جلد۳صفحہ۱۷۸)

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مصر جامع کے علاوہ جمعہ اور عیدین جائز نہیں ہے

مصر جامع کی تعریف

باقی مصر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ان کی الگ الگ تعریف کی ہے۔ صاحب شرح وقایہ نے لکھا ہے۔

هو مو ضع اذا اجتمع اهله فی اکبر مسا جده لم یسعهم۔

(شرح وقایہ جلد۱صفحہ۱۹۸)

یعنی مصر اس جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں پر اتنی آبادی ہو۔ کہ وہاں کے تمام بالغ افراد (جن پر نماز فرض ہے) وہاں کی بڑی مسجد میں جمع ہوں۔ تو وہ اس میں سمانہ سکیں۔

نماز کے مسائل کی معتبر کتاب ''رکن دین'' میں بھی اسی تعریف کو ہی اختیار کیا گیا ہے۔

نیز شرح وقایہ کی شرح میں علامہ عبدالحی لکھنوی نقل فرماتے ہیں۔

وعلیه فتوی اکثر الفقهاء کما فی المجتبیٰ وفی الولوالجه وهو الصحیح ۔

(عمدۃ الرعایہ جلد۱صفحہ۱۹۸)

یعنی اس تعریف کے مطابق ہی اکثر فقہاء احناف کا فتوی ہے۔ اور یہ ہی صحیح ہے۔

بس اس اصول پر پرکھ لیا جائے۔ جہاں یہ شرط پوری ہو جائے۔ تو وہاں جمعہ جائز ہے۔ اور جہاں یہ شرط پوری نہ ہوتی ہو۔ وہاں جمعہ شریف شروع نہ کیا جائے۔

Marfat.com

امام اہلسنّت مجدد دین وملت حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''احکام شریعت'' میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ دیہات میں مذہب حنفی میں جمعہ وعیدین جائز نہیں۔ لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے۔ اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے۔ آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا۔ ایسی صورت میں جہلاء جمعہ تو جمعہ۔ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔

ارءیت الذی ینھیٰ عبدا اذا صلیٰ سے خوف کرنا چاہیے۔

(احکام شریعت جلد۲ صفحہ ۲۲۸)

فتاویٰ غندیہ میں ہے۔ لا شک فی جواز الجمعة فی البلادو القصبات۔ یعنی شہروں اور (بڑے) قصبوں میں جمعہ کے جواز میں شک نہیں ہے۔

احتیاط الظہر اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ہاں وہ نرے جاہل۔ عامی لوگ۔ کہ تصحیح نیت پر قادر نہ ہوں۔ یا ان رکعات کے باعث رأسا جمعہ کو غیر فرض۔ یا جمعہ کے دن دو نمازیں فرض سمجھنے لگیں۔ انہیں ان رکعات کا حکم نہ دیا جائے۔ بلکہ ان کی ادا پر مطلع نہ کیا جائے۔ کہ مفسدۂ اشد واعظم کا دفع آکد و اہم ہے۔ ان کے لئے اسی قدر بس ہے کہ بعض روایات واقوال ائمہ مذہب پر ان کی نماز صحیح ہو جائے۔ لہٰذا سیدی نور الدین مقدسی نور الشمعہ میں فرماتے ہیں۔

نحن لا نامر بذالک امثال ھذہ العوام بل ندل علیہ الخواص ولو

Marfat.com

بالنسبة الیھم۔ یعنی ہم اس طرح کے معاملات کا حکم عوام کو نہیں دیتے۔ بلکہ ہم خواص کو اس پر آگاہ کرتے ہیں۔ اگر چہ وہ ان کی نسبت سے ہی ہو۔

(فتاوی رضویہ جدید جلد ۸ صفحہ ۲۸۱، ۳۱۳)

☆ عام لوگوں کو احتیاطی ظہر کی کوئی ضرورت نہیں۔ کما فصلنا فی فتاوانا۔

(فتاوی رضویہ جدید جلد ۸ صفحہ ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۶۵، ۳۸۷، ۳۹۸، ۴۳۹، ۴۴۳، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۶۲،)

☆ وہ شہر و قصبات جن میں شرائط جمعہ کے اجتماع میں اشتباہ واقع ہو۔ یا جمعہ متعدد جگہ ہوتا ہو۔ اور آج کل ہندوستان کے عام بلاد ایسے ہی ہیں۔ ایسی جگہ ہمارے علماء کرام نے حکم دیا ہے کہ۔ بعد جمعہ چار رکعت فرض احتیاطی اس نیت سے ادا کرے۔ کہ پچھلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اب تک ادا نہ کی۔ یہ چار رکعتیں۔ چار سنت بعد یہ جمعہ۔ کے بعد پڑھے۔ اور جس پر ظہر کی قضائے عمری نہ ہو۔ وہ چاروں میں سورت بھی ملائے۔ پھر جمعہ کی دو سنتیں ان رکعتوں کے بعد بنیت سنت وقت ادا کرے۔ جمعہ پڑھتے وقت نیت صحیح و ثابت رکھے۔ جمعہ کو صحیح سمجھ کر خاص فرض جمعہ کی نیت کرے۔ اگر بنیت فرض ادا نہ کیا تو جمعہ یقیناً نہ ہوگا۔ اور اب یہ چار رکعتیں نری احتیاطی نہ رہیں گی۔ بلکہ ظہر پڑھنی فرض ہو جائے گی۔۔۔۔ ان چار رکعتوں میں یہ نیت نہ کرے کہ آج کی ظہر پڑھتا ہوں۔ بلکہ۔۔۔۔ جو پچھلی ظہر میں نے پائی اور ادا نہ کی۔ اسے ادا کرتا ہوں۔۔۔ یوں پڑھنے میں یہ نفع پائے گا کہ اگر شاید علم الٰہی میں بوجہ فوت بعض شرائط۔ جمعہ صحیح نہ ہوا ہوگا۔ تو رکعتیں آج ہی کی ظہر ہو جائیں گی۔۔۔ اور اگر جمعہ صحیح واقع ہوا۔ تو آج سے پہلے کی جو ظہر اس کے ذمہ رہی ہوگی۔ وہ ادا ہو جائے گی۔ اور اگر کوئی ظہر نہ

Marfat.com

رہی ہوگی تو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔۔۔لہٰذا اسی طرح گول نیت سے۔بے خیال و تردد بجالائے۔اور واقع کا معاملہ علم الٰہی پر چھوڑ دے۔پھر ایسی تصحیح نیت نرے جاہلوں کو دشوار ہے۔

اور ان سے یہ بھی اندیشہ ہے۔کہ اس کے سبب کہیں یہ نہ جاننے لگیں کہ جمعہ سرے سے خدا کے فرضوں میں ہی نہیں۔یا سمجھنے لگیں۔کہ جمعہ کے دن دوہرے فرض ہیں۔دو رکعتیں الگ۔اور چار الگ۔اسی لیے علماء نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ان رکعتوں کا حکم نہ دیا جائے۔ان کے حق میں یہی بہت ہے کہ۔بعض روایات پر ان کی نماز ٹھیک ہو جائے۔انہیں ایسی احتیاط کی حاجت نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۴)

☆ آپ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح سے یہ عبارت نقل فرماتے ہیں۔ **بفعل الاربع مفسدة اعتقاد الجهلة عدم فرض الجمعة او تعدد المفروض في وقتها. ولا يفتى بالاربع الا للخواص. يكون فعلهم اياها في منازله۔**

(مراقی الفلاح صفحہ ۲۷۶، فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۶)

☆ گاؤں میں جمعہ اصلا جائز نہیں۔تو وہاں اس کی اجازت نہیں ہوسکتی کہ ایک ناجائز کام کریں۔اور ان چار رکعات احتیاطی سے اس کی تلافی چاہیں۔۔فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔

(فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۲۹۹)

☆ درباره عوام فقیر کا طریق یہ ہے کہ ابتداء خود انہیں منع نہیں کرتا۔نہ انہیں نماز سے باز رکھنے کی کوشش پسند رکھتا ہوں۔ایک روایت پر صحت ان کے لئے بس ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد ۸ صفحہ ۳۷۴)

Marfat.com

☆ جمعہ جن چار شخصوں پر واجب نہیں ہے۔ان کے حالات ہی اس حکم کے متقاضی ہیں۔اور شریعت میں تنگی نہیں ہے۔اگر ان پر جمعہ واجب ہوتا۔پھر تو بہر حال ان کو جمعہ میں حاضر ہونا پڑتا۔کیونکہ گھر میں یا اکیلے تو جمعہ پڑھا نہیں جا سکتا۔اور جامع مسجد میں پہنچنا ان افراد کے لئے بعض دفعہ محال اور بعض دفعہ ناممکن بھی ہوسکتا ہے۔تو پھر اس کا کچھ بدل بھی ہونا چاہیے تھا۔لہٰذا شریعت نے رخصت دے دی۔کہ اگر پہنچ سکو تو ضرور پڑھ لو۔ثواب کا کام ہے۔قصر نماز کی طرح منع بھی نہیں کیا گیا۔لیکن ان کی مجبوری کو پیش نظر رکھ کر رخصت بھی دے دی۔

اگر کوئی کہے۔کہ اگر جمعہ اتنا ہی ضروری اور فرض ہوتا تو اس میں رخصت نہ ہوتی۔تو گذارش ہے کہ پھر نماز روزہ کی بھی خیر مناؤ۔کیونکہ بعض حالات میں تو نماز میں بھی رخصت ہے اور روزہ میں بھی۔زکوۃ بھی سب پر فرض نہیں ہے۔اور حج و قربانی بھی۔جماعت بھی اور وضو بھی۔

☆ اگر کوئی کہے کہ یہاں جن افراد کو رخصت دی گئی ہے۔وہ اس قابل ہی نہیں ہوتے۔تو میں کہوں گا۔کہ وہاں بھی جنہیں رخصت دی گئی ہے۔وہ بھی اس قابل نہیں ہیں۔اگر ان کا عذر ختم ہونے پر وجوب کا حکم لگتا ہے۔تو ان کا عذر ختم ہونے پر ان پر بھی جمعہ واجب ہو جائے گا۔

دونوں خطبوں کے درمیان میں دعا کرنا

چنانچہ اسی حدیث شریف کے مطابق علماء فرماتے ہیں۔کہ دونوں خطبوں کے درمیان جب تھوڑی دیر کے لئے امام صاحب بیٹھتے ہیں۔تو امام صاحب اور مقتدیوں سب کو

Marfat.com

بغیر ہاتھ اٹھائے آہستہ سے کوئی مختصر مگر جامع دعا ضرور مانگ لینی چاہیے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ وقت دعاؤں کی قبولیت کا ہوتا ہے۔

قضائے عمری اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ من نسی صلوٰۃ فلیصلها اذا اذکرھا. لا کفارۃ لها الا ذالک۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۸۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۳۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۵، نسائی جلد ۱ صفحہ ۷۱، مجمع الزوائد جلد ۱ صفحہ ۳۲۲، موطا امام مالک صفحہ ۱۰، طبرانی کبیر جلد ۲۵ صفحہ ۳۵، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ وغیرہ)

یعنی جو شخص کوئی بھی نماز پڑھنا بھول جائے۔ تو جب بھی اسے یاد آئے۔ وہ اپنی قضا شدہ نماز پڑھ لے۔ اور ان قضا شدہ نمازوں کا کفارہ نمازوں کے ادا کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ یعنی جتنی نمازیں قضا ہوئیں۔ وہ سب کی سب ہی بمع وتر کے ادا کرنا ہوں گی۔ اس کے علاوہ کسی طریقہ سے قضا نمازیں معاف نہیں ہوسکتیں۔

☆ امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ ایں طریقہ کہ بہر تکفیر صلوات فائتہ احداث کردہ اند۔ بدعت شنیعہ دردین نہادہ اند۔ حدیثش موضوع وفعلش ممنوع۔ وایں نیت واعتقاد باطل ومدفوع۔ اجماع مسلمین بر بطلان ایں جہالت شنیعہ وضلالت فظیعہ قائم ست (اکثر عوام الناس در آخر جمعہ رمضان المبارک نماز قضائے عمری پنجوقتہ متخلف امام می خوانند)۔

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۸ صفحہ ۱۵۰)

Marfat.com

☆ یعنی قضا نمازوں کے کفارہ کے طور پر قضا عمری کا جو طریقہ ایجاد کرلیا گیا ہے۔ (رمضان شریف کے آخری جمعہ پر لوگ جماعت کے ساتھ پانچوں نمازوں کی قضا پڑھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ان کی تمام عمر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہو گیا) یہ بدترین بدعت ہے۔اوراس بارے میں جوروایت بیان کی جاتی ہے۔وہ موضوع (خود گھڑی ہوئی) ہے۔اور یہ عمل سخت ممنوع ہے۔ایسی نیت اور اعتقاد باطل ومردود ہے۔ اس جہالت قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام اکابرین اسلام کا اتفاق ہے۔

☆ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔حدیث۔من قضی صلوٰۃ من الفرائض فی آخر جمعة من رمضان کان ذالک جابر الکل صلوٰۃ فائتة فی عمره الی سبعین سنة . باطل قطعا. لانه مناقض للاجماع .علی ان شیأ من العبادات لا تقوم مقام فائتة سنوات ۔

(اسرار الموضوعة فی الاخبار الموضوعة حدیث ۹۵۳، صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ بیروت)

☆ یعنی یہ قضائے عمری کے بارہ میں جوروایت بیان کی جاتی ہے کہ رمضان شریف کے آخری جمعہ کو جس نے ایک فرض نماز کی قضا پڑھ لی۔تو اس کے سابقہ ستر برسوں کی قضا نمازوں کا بدلہ ہو جاتا ہے۔یہ روایت یقینی طور پر باطل ہے۔کیونکہ یہ روایت اس اجماعی اصول کے خلاف ہے کہ۔عبادات میں سے کوئی بھی عبادت۔سابقہ سالوں کی عبادات کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

☆ امام ابن حجر مکی۔تحفہ شرح منہاج الامام النووی میں اور محدث زرقانی شرح مواہب لدنیہ از امام قسطلانی میں فرماتے ہیں۔

اقبح من ذالک ما اعتید فی بعض البلاد من صلوٰۃ الخمس فی هذه

Marfat.com

الجمعة عقب صلوتها زاعمين انها تكفر صلوات العام او العمر المتروكة . وذالك حرام لوجوه لاتخفى۔

(زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۱۱۰)

اس سے بھی بدتر وہ طریقہ ہے جو بعض شہروں میں ایجاد کر لیا گیا ہے۔ کہ (رمضان شریف کے آخری) جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد پانچ نمازوں کی قضا اس خیال سے پڑھی جاتی ہے کہ اس سے سابقہ ایک سال یا سابقہ تمام عمر کی قضا نمازوں کا کفارہ ہو جاتا ہے یہ عمل بالکل واضح وجوہ کی بنا پر حرام ہے۔

قضاعمری کا صحیح طریقہ

ہر روز کی تمام فرض نمازوں اور وتروں کی قضا پڑھی جائے۔ اور ہر نماز پڑھتے وقت اس نماز کی پہلی قضا نماز کی نیت کرے۔ اس میں اتنی سہولت ہو سکتی ہے کہ رکوع اور سجدہ میں صرف ایک بار تسبیح کہہ لے۔ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین مرتبہ سبحان الله کہہ لیں۔ وتروں کی تیسری رکعت میں قنوت کی جگہ تین بار رب اغفرلی۔ کہہ لیں۔ آخری التحیات میں تشہد کے بعد صرف اللهم صل علی محمد و آله۔ کہہ کر سلام پھیر دیں۔

(اللہ تعالیٰ یہ قضاء الفوائت قبول فرما کر گناہ سے بری فرما دیں گے)

(فتاوی رضویہ جدید جلد ۸ صفحہ ۱۵۸)

اگر کئی لوگوں کی ایک ہی نماز قضا ہو گئی ہو۔ تو وہ تمام مل کر وہ قضا نماز جماعت کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس جماعت میں امام جہری نمازوں میں لازمی طور پر جہر بھی

Marfat.com

کرے گا۔

(درمختار جلد ۱صفحہ ۹۷، فتاوی رضویہ جدید جلد ۸صفحہ ۱۶۲)

یا پھر ہر نماز اور ہر روزہ کے عوض۔ایک فطرہ۔یعنی نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔اگر اتنی استعداد نہ ہو تو جتنی استعداد ہو اتنا مال لے حیلہ اسقاط کے طور پر کسی فقیر کو دے۔پھر فقیر اپنی طرف سے اس کو وہ ھبہ کر دے۔اور وہ پھر فقیر کو دے دیں۔اس موجودہ مال کا حساب لگا کر اتنی دفعہ یہ الٹ پھیر کریں کہ تمام نماز روزوں کے کفارے کے برابر ہو جائے۔

(فتاوی بزازیہ جلد ۴صفحہ ۶۹، درمختار جلد ۱صفحہ ۱۰۱،
فتاوی رضویہ جدید جلد ۸صفحہ ۱۶۵ وغیرہ)

خطبہ اولیٰ جمعہ شریف

الحمد لله الذی فضل سیدنا ومولنا محمداً صلے الله تعالی علیه وسلم علے العالمین جمیعا. واقامه یوم القیامة للمذنبین المتلوثین الخطآئین الهالکین شفیعا فصلے الله تعالی وسلم وبارک علیه. وعلی کل من هو محبوب و مرضی لدیه صلاة تبقی وتدوم. بدوام الملک الحی القیوم. واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان سیدنا ومولنا محمداً عبده ورسوله بالهدی ودین الحق ارسله. صلی الله تعالیٰ علیه وعلے اله وصحبه اجمعین وبارک وسلم. اما بعد فیا ایها المؤمنون رحمنا ورحمکم الله تعالیٰ اوصیکم

Marfat.com

ونفسی بتقوی الله عزوجل فی السر والاعلان فان التقوی سنام ذری الایمان واذکروا الله عند کل شجر وحجروا علموا ان الله بما تعملون بصیر. وان الله لیس بغافل عما تعلمون. واقتفوا آثار سنن سید المرسلین صلوات الله تعالیٰ وسلامه علیه وعلیهم اجمعین . فان السنن هی الانوار. وزینوا قلوبکم بحب هذا النبی الکریم علیه وعلی اله افضل الصلوٰة والتسلیم. فان الحب هو الایمان کله الا لا ایمان لمن لا محبة له الا لا ایمان لمن لا محبة له. الا لا ایمان لمن لا محبة له. رزقنا الله تعالی وایاکم حب حبیبه هذا النبی الکریم علیه وعلی اله اکرام الصلاة والتسلیم کما یحب ربنا ویرضی واستعملنا وایاکم بسنة وحیانا وایاکم علی محبته وتو فانا وایاکم علی ملته وحشرنا وایاکم فی زمرته وسقانا وایاکم من شربته شرابا هنیأ مریئا سائغا لا نظما بعده ابدا. و ادخلنا وایاکم فی جنته بمنه ورحمته و کرمه ورأفته انه هو الروف الرحیم. عن النبی صلے الله تعالیٰ علیه وسلم. البر لا یبلی والذنب لا ینسی والدیان لا یموت. اعمل ماشئت کما تدین تدان. اعوذ بالله من الشیطن الرجیم . فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره .ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره. بارک الله لنا ولکم فی القرآن العظیم. ونفعنا وایاکم بالایات والذکر الحکیم. انه تعالی ملک کریم جواد بررؤوف الرحیم . اقول قولی هذا واستغفرالله لی ولکم ولسائر المؤمنین والمؤمنات. انه هو الغفور الرحیم۔

Marfat.com

خطبہ ثانیہ جمعہ شریف

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه. ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيآت اعمالنا. من يهدى الله فلا مضل له. ومن يضلله فلا هادى له. و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له. ونشهد ان سيدنا و مولنا محمداً عبده ورسوله. بالهدى ودين الحق ارسله صلے الله تعالىٰ عليه وعلى اله واصحابه اجمعين وبارك وسلم ابدا. لا سيما على اولهم بالتصديق وافضلهم بالتحقيق. امير المؤمنين وامام المشاهدين لرب العلمين. سيدنا ومولنا ابى بكرن الصديق رضى الله تعالىٰ عنه وعلى اعدل الا صحاب مزين المنبر والمحراب. الموافق رأيه بالوحى والكتاب. سيدنا ومولنا امير المؤمنين وغيظ المنافقين. ابى حفص عمر بن الخطاب رضى الله تعالىٰ عنه. وعلى جامع القرآن كامل الحياء والايمان مجهز جيش العسرة فى رضى الرحمٰن. سيدنا ومولنا امير المؤمنين و امام المتصدقين لرب العلمين. ابى عمر سيدنا و مولانا امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله تعالىٰ عنه وعلى اسد الله الغالب. حلال المشكلات والنوائب. اخ الرسول وزوج البتول سيدنا ومولنا. امير المؤمنين وامام الواصلين الى رب العلمين. ابى الحسن على بن ابى طالب كرم الله تعالىٰ وجهه الكريم. وعلى ابنيه الكريمين السعيدين

Marfat.com

الشهيدين القمرين المنيرين سيدينا ابى محمد . الحسن وابى عبدالله الحسين. وعلى امهما سيدة النساء البتول الزهراء. فلذة كبد خير الانبياء. صلوات الله تعالى وسلامه عليهاو علے ابيها الكريم وعلى بعلها وابنيها. و على عميه الشريفين المطهرين من الادناس. سيدنا ابى عمارة حمزة وابى الفضل العباس. وعلى سائر فرق الانصار والمهاجرة. وعلينا معهم يا اهل التقوٰي واهل المغفرة. اللهم انصر من نصر دين سيدنا و مولنا محمد صلے الله تعالىٰ عليه وعلى اله وصحبه اجمعين . وبارك وسلم. ربنا يا مولنا. واجعلنا منهم. واخذل من خذل دين سيدنا ومولنا محمد صلے الله تعالىٰ عليه وعلى آله وصحبه اجمعين وبارك وسلم. ربنا يا مولنا. ولا تجعلنا منهم. عباد الله رحمكم الله. ان الله يأمربالعدل والاحسان وايتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر و البغى. يعظكم لعلكم تذكرون. اذكروالله. ولذكر الله تعالىٰ اعلىٰ واولىٰ واجل واعزواتم واهم واعظم واكبر. والله يعلم ماتصنعون .

رمضان شریف کے جمعۃ الوداع کا خطبہ

الحمد لله الذى شرف الشهور بشهر رمضان و انزل فيها على عبده القرآن. كمال قال السبحان شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان سبحان من فضل فيها على كل

Marfat.com

عبادة تلاوة القرآن. ونور وجه عباده الذين قاموا على التراويح والتسابيح بعبادة الرحمن. وكتب على المؤمنين الصيام بالجود والاحسان كما قال الله تعالىٰ فى القرآن. ياايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون. اياما معدودات فمن كان منكم مريضا اوعلى سفر فعدة من ايام اخروعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين فمن تطوع خيرا فهو خيرله وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون .قال النبى عليه الصلوة والسلام اتاكم رمضان شهر مبارک فرض الله عليكم صيامه تفتح فيه ابواب السماء وتغلق فيه ابواب الجحيم وتغل فيه مردة الشياطين. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصيام والقرآن يشفعان للعبد يقول الصيام اى رب انى منعته النوم بالليل فشفعنى فيه فيشفعان. وعن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال لخلوف فم الصائم عند الله اطيب من ريح المسک فاذا صام احدكم فلا يرفث ولا يفسق ولا يجهل فان امرء اسابه اوقاتله فليقل انى صائم وعنه صلى الله عليه وسلم انه قال للصائم فرحتان فرحة اذا افطر وفرحة اذا لقى ربه وعنه قال يخرج الصائمون من قبورهم يوم القيامة يعرفون بريح صيامهم من افواههم يخرج اطيب من ريح المسک فيقال لهم كلوافقد جعتم حين شبع الناس فيأكلون فيشربون ويستريحون والناس مشغولون فى الحساب هذه بشارة الصوم فى شهر رمضان اذا حموا نفوسهم من

Marfat.com

الزلل والعصیان واخلصوا فی صیا مهم لله الواحد المنان . والله لقد طاب من کف جوارحه عن کسب اثامه ولقد خاب من لم ینل من صیامه الاالجوع والظماء کمال قال علیه الصلوة والسلام من لم یدع قول الزور والعمل به والجهل فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه . اشهدان لا اله الاالله وحده لاشریک له واشهدان محمدا عبده ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اله واصحابه واهل بیته اجمعین . ایها الحاضرون اعلموا ان شهر رمضان قددنیٰ وقت رحیلة وفراقه. ولم یبق عندکم الا کضیف طارق اوحبیب مفارق الا ان فراق الاحباب مر المذا ق . کل من علیها فان ویبقٰی وجه ربک ذوالجلال والاکرام . ووفقکم بطاعته فی اللیالی والایام. فبالغوا فی التراویح والتسابیح والاختتام و فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوٰة الفطر علی العبد والحروالذکروالانثٰی والصغیر والکبیر من المسلمین وامربها ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلوة فان صدقة الفطر من شعائر الاسلام. فودعوا شهرکم بالزفرات والعبرات السواکب والسلام وقولوا السلام علیک یا شهر رمضان . السلام علیک یا شهر القرآن. السلام علیک یا شهر غفران. السلام علیک یا شهر المغفرة والرضوان. السلام علیک یا شهر الجود و الاحسان. السلام علیک یا شهر التراویح والتسابیح و ختم القرآن. السلام علیک یا شهر الرکوع والسجود السلام علیک یا شهر

Marfat.com

الصیام والقیام . السلام علیک یا شھر الزکوٰۃ والصلوۃ والسلام علیک یا شھر الخیرات والبرکات السلام علیک یا شھر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ وآخرہ نجاۃ . السلام علیک یا شھر محمد علیہ وعلٰی والہ الصلوۃ والسلام الوداع الوداع یا شھر رمضان. الفراق الفراق یا شھر المحبۃ والاحسان .الوداع الوداع یا شھر الیتمٰی والمسٰکین الفراق الفراق یا شھر المتقین والمشتاقین . الوداع الوداع یا شھر التجارۃ من الدنیا الی الاخرۃ. الفراق الفراق یا شھر لیلۃ القدر رالتی ھی خیر من الف شھر. تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر. سلام انا للہ وانا الیہ راجعون.

بارک اللہ لی ولکم فی القرآن العظیم ونفعنی وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالی جواد کریم ملک قدیم بررئوف رحیم .

☆☆☆☆☆☆☆

نمازعید کا بیان

عید کا معنی

عید کا ایک معنی ہے ۔خوشی کا دن ۔امام راغب فرماتے ہیں ۔عید وہ ہے جو بار بار عود کرے ۔یعنی لوٹ لوٹ کر بار بار آئے ۔نیز فرمایا عید کا استعمال ہر اس دن کے لئے ہوتا ہے ۔جو خوشی اور مسرت کا دن ہو ۔عید اصل میں عود تھا ۔عین کے کسرہ کی وجہ سے

Marfat.com

واؤ کو یاء سے بدل لیا گیا ہے۔ عید کی جمع اعیاد آتی ہے۔ امام ابوبکر عزیزی فرماتے ہیں۔ ہر اجتماع کا دن عید کا دن ہوتا ہے۔

(لغات القرآن جلد۴ صفحہ ۲۷۶)

عیدین کی ابتداء

جناب رسول اللہ ﷺ جب مدینہ شریف تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہاں کے لوگوں نے دو دن کھیل تماشا کے لئے مخصوص کئے ہوئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ (یہ کھیل تماشا چھوڑ دو اور) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کی بجائے۔ دو بہترین دن مقرر فرما دیئے ہیں۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن

روایت کے الفاظ ہیں۔ قدم النبی ﷺ المدینة ولهم يومان .يلعبون فيهما فقال ماهذ ان اليومان. قالوا لنا نلعب فيهما فى الجاهلية. فقال رسول الله ﷺ قد ابدلكم الله بهما خيرا منهما يوم الاضحى و يوم الفطر۔

(ابوداؤد جلد۱ صفحہ۱۶۱)

عیدین اور کھانا

جناب رسول اللہ ﷺ جب عید الفطر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ تو پہلے آپ ﷺ کچھ (میٹھی چیز) کھجوریں کھالیتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ كان رسول الله ﷺ لا يغدوا يوم الفطر حتى يأكل تمرات. وفى رواية .و يأكلهن وترا۔

(بخاری جلد۱ صفحہ۱۳۰، ترمذی جلد۱ صفحہ۱۰۴، ابن ماجہ صفحہ۱۲۵،

Marfat.com

دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۴۵، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۹۴،

مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۵۲ وغیرہ)

اور جب آپ ﷺ عید الاضحٰی کے لئے عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ تو جانے سے پہلے کچھ نہ کھاتے تھے۔ بلکہ نماز عید سے فارغ ہو کر کچھ تناول فرماتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان النبی ﷺ لایطعم یوم الاضحی حتی یصلی

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۲۵، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۳۵۲،

دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۴۵، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۲۹۴ وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ عید قربان کے دن قربانی کے گوشت ہی سے کھانے کی ابتدا کی جائے۔ لیکن یہ بات کوئی فرض یا واجب بھی نہیں ہے۔ کہ ایسا نہ کرنے پر کوئی گناہ لازم ہوگا۔

نماز عیدین کے موقع پر راستہ بدلنا

جناب رسول اللہ ﷺ جب عید کی نماز کے لئے عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ تو آتے اور جاتے وقت آپ ﷺ راستہ تبدیل فرمایا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ اذا خرج یوم العید فی طریق. رجع فی غیرہ۔

(مستدرک امام حاکم، صحیح ابن حبان، ابن ماجہ، ابوداؤد،

مسند امام احمد، دارمی صفحہ ۲۰۰، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۷۱)

عیدین کے دن غسل کرنا

جناب رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں پر غسل بھی فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ان رسول الله ﷺ كان يغتسل يوم الفطر و يوم النحر و يوم عرفة۔

(بخاری، ابن ماجہ صفحہ ۹۳)

عیدین کے دن اچھا لباس پہننا

جناب رسول اللہ ﷺ دونوں عیدوں پر اور جمعہ شریف کو عمدہ لباس پہنتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ان النبی ﷺ كان يلبس بردة الاحمر فی العيدين و الجمعة۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۹۹، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۸۰، صحیح ابن خزیمہ، مجمع الزوائد جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، طبرانی اوسط، مسند ابویعلی)

نیز جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی طریقہ مبارکہ یہی تھا۔

كان يلبس احسن ثيابه۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۸۱، فتح الباری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۹۲، ابن ابی الدنیا)

یعنی آپ عیدین پر اچھا لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

نماز عید۔عیدگاہ میں ادا کرنا

جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہی ہے۔کہ نماز عید مسجد سے باہر۔کھلے میدان میں ادا کی جائے۔

(زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۴۴۱، تقریباً تمام کتب حدیث نیز ہفت روزہ

Marfat.com

(اہلحدیث لاہور۔ ۱۱ مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۵)

تو جب عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا سنت ہے تو پھر (بغیر عذر شرعی) مسجد میں نماز عید پڑھنا بدعت ہوگا۔

عذر شرعی سے مسجد میں نماز عید جائز

جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بارش کی وجہ سے مسجد میں ہی نماز عید پڑھائی تھی روایت کے الفاظ ہیں۔ انه اصابهم مطر في يوم عيد. فصلى بهم النبي ﷺ صلوٰة العيد في المسجد۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۱۹، رواہ ابوداؤد وابن ماجہ وغیرہ)

عید قربان میں عید الفطر کی نسبت کچھ جلدی کرنا اور امام کا کچھ وعظ و نصیحت کرنا

جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم نامہ لکھ کر بھیجا۔ عجل الاضحى و اخر الفطر و ذكر الناس ۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۱۹)

کہ عید قربان ذرا جلدی ادا کرلیا کرو۔ (کیونکہ اس دن قربانیاں بھی کرنی ہوتی ہیں) اور عید الفطر کچھ لیٹ کرلیا کرو۔ اور (دونوں ہی عیدوں کے موقع پر) لوگوں کو کچھ وعظ و نصیحت بھی کیا کرو۔

عیدین کے موقع پر اذان واقامت نہیں

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ نماز عید کے لئے نہ اذان کہلواتے تھے۔ اور نہ ہی اقامت۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن جابر سمرة قال صليت مع رسول الله ﷺ العيدين غير مرة بغير اذان ولا اقامة۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۱۰۲، مسلم جلد ا صفحہ ۲۸۹)

نماز عیدین کی رکعات

جناب رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر صرف دو رکعت نماز پڑھاتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

صلوة الاضحى ركعتان. والفطر ركعتان على لسان نبيكم ﷺ۔

(نسائی جلد ا صفحہ ۲۳۲، ابن ماجہ صفحہ ۴۷، شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۲۴۳)

نماز عیدین کے بعد خطبہ

آپ ﷺ عیدین کے موقع پر نماز کے بعد میں دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ فبدء بالصلوٰة قبل الخطبة۔

(مسلم جلد ا صفحہ ۲۸۹، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۶۲)

جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی پہلے عید کی نماز پڑھتے تھے۔ پھر خطبہ پڑھتے تھے۔

(بخاری، مسلم)

دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان لرسول الله ﷺ خطبتان. یجلس بینهما۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۵۶)

عیدگاہ میں عیدین سے فوراً پہلے یا بعد نفل نہ پڑھنا

جناب رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں نہ نماز عید سے پہلے کوئی نماز پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی بعد میں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ خرج (رسول الله ﷺ) یوم الفطر فصلی رکعتین . لم یصل قبلها و لا بعد ها۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۹۱، ابن ماجہ صفحہ ۹۲)

تکبیرات عیدین کی تعداد

☆ جناب سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب ابوموسیٰ اشعری اور جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا۔ کیف کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکبر فی الاضحی و الفطر .فقال ابو موسی کان یکبرا ربعا .تکبیرة علی الجنائز .فقال حذیفة صدق۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۶۳، سنن الکبری بیہقی جلد ۳ صفحہ ۲۸۹،

مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۱۶)

وقال النیموی . اسناده حسن ۔

(آثار السنن جلد ۲ صفحہ ۴۹۸)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے۔ تو جناب ابوموسیٰ فرمانے لگے۔ آپ ﷺ عیدین کی نمازوں میں بھی

Marfat.com

چار تکبیریں ہی کہتے تھے۔

(تین تکبیریں زائد اور ایک تکبیر رکوع) اور حضرت حذیفہ نے بھی فرمایا کہ یہ بات سچ ہے۔ واقعی جناب رسول اللہ ﷺ عیدین میں ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ محدث نیموی فرماتے ہیں اس روایت کی سند حسن ہے

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کے صحابی بیان فرماتے ہیں۔ کہ صلی بنا النبی صلی الله عليه وسلم يوم عيدين. اربعا و اربعا .ثم اقبل علينا بوجهه حين انصرف. فقال لا تنسوا كتكبير الجنازة .واشار باصابعه و قبض ابهامه

(شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

جناب رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی۔ تو آپ ﷺ نے (دونوں رکعتوں میں) چار چار تکبیریں کہیں۔ (تین زائد تکبیریں اور ایک تکبیر رکوع) نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ ہماری متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ یہ بات بھول نہ جانا کہ تکبیرات عیدین بھی جنازے کی تکبیروں کی طرح چار ہی ہیں۔ اور آپ ﷺ نے انگوٹھے کو بند کر کے اور چاروں انگلیوں کو دکھا کر یہ مسئلہ بیان فرمایا۔

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب حذیفہ بن یمان اور جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قاصد نے جناب مکحول (تابعی) کے سامنے بیان کیا کہ (جناب حذیفہ اور جناب ابوموسیٰ اشعری نے اسے بتایا ہے کہ) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يكبر فى العيدين اربعا واربعا سوى تكبيرة الافتتاح۔

(شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ عیدین کی نمازوں میں تکبیر تحریمہ کو چھوڑ کر باقی دونوں

Marfat.com

رکعتوں میں چار چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔

☆ جناب سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔

یکبر اربعا ثم یقرأ. ثم یکبر فیرکع فیقوم .فی الثانیة فیقرا ثم یکبر اربعا بعد القراءة . وقال النیموی اسنادہ صحیح۔

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۴۹۸، مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۲۹۳، طبرانی کبیر جلد ۹ صفحہ ۳۰۳، محلی ابن حزم جلد ۳ صفحہ ۸۸، نصب الرایہ جلد۲ صفحہ ۲۱۳)

کہ چار تکبیریں کہو (ایک تکبیر تحریمہ اور پھر تین زائد تکبیریں) پھر قراءت کرو۔ پھر تکبیر کہو اور رکوع کرو۔ (ایک رکعت میں کل پانچ تکبیریں ہوگئیں) پھر جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو۔ تو پہلے قراءت کرو پھر چار تکبیریں کہو۔ (ایک تکبیر رکوع اور تین زائد تکبیریں)

☆ ایسا ہی جناب ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب عبداللہ بن مسعود، جناب حذیفہ بن یمان، جناب ابومسعود اور جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نماز عید کا طریقہ پوچھا۔ تو جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

یقوم فیکبر اربعا ثم یقرأ... ثم یکبر اربعا ویرکع فی آخرھن. فتلک تسع فی العیدین فما انکرہ احدمنھم۔

(طبرانی کبیر جلد۹ صفحہ ۳۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۲)

یعنی جب کوئی بندہ عید کی نماز کے لئے کھڑا ہو۔ تو پہلے چار تکبیریں کہے۔ (ایک تکبیر

Marfat.com

تحریمہ اور تین زائد تکبیریں) پھر قراءت کرے۔ (اور پھر رکوع اور سجدہ کر کے رکعت مکمل کرے) پھر دوسری رکعت میں چار تکبیریں (تین تکبیرات زائد اور ایک رکوع کی تکبیر) یہ کل نو تکبیریں ہوئیں۔ (ایک تکبیر تحریمہ + ۳ زائد تکبیریں + ایک رکوع کی تکبیر۔کل پانچ ہوگئیں۔ دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور ایک رکوع کی تکبیر۔ کل چار تکبیریں ہوئیں۔ اس طرح دونوں رکعتوں کی کل نو (۹) تکبیریں بیان کی گئیں) جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمایا۔ تو ان صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی آپ کی بات کا انکار نہیں کیا۔ (معلوم ہوا کہ ان سب صحابہ کرام کا عقیدہ بھی یہی تھا)

محدث نیموی فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت کی سند ''حسن'' ہے۔

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۴۹۹)

☆ عم زاد مصطفیٰ ۔جلیل القدر صحابیٔ رسول، مفسر قرآن جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سنت مصطفوی ﷺ کے مطابق خود بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ کان یکبر فی العیدین تسعا. اربعا قبل القراءۃ ثم یرکع. وفی الثانیۃ یقرأ فاذا فرغ کبر اربعا ثم رکع۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۲۹۳، طبرانی کبیر جلد۹ صفحہ ۳۰۴)

وقال النیموی و اسنادہ صحیح۔

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۴۹۹)

کہ آپ عیدین کی نمازوں میں نو تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (پہلی رکعت میں) آپ قراءت سے پہلے چار تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (ایک تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں) پھر

Marfat.com

پانچویں تکبیر کہتے اور رکوع کرتے تھے۔ پھر دوسری رکعت میں پہلے قراءت کرتے پھر چار تکبیریں کہتے (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع) اور رکوع کرتے تھے۔ اور محدث نیموی فرماتے ہیں۔ کہ اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے۔

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت اس طرح ہے۔

کبر فی صلوۃ العید بالبصرۃ تسع تکبیرات۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۲۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ، طحاوی جلد۲ صفحہ ۲۹۸)

کہ آپ نے بصرہ میں عید کی نماز پڑھائی اور (دونوں رکعتوں میں) نو تکبیریں کہیں۔

☆ نیز مشہور صحابیٔ رسول جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔ کہ جب آپ عید کی نماز پڑھاتے تو دونوں رکعتوں میں نو تکبیریں کہا کرتے تھے۔ (پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں)

وقال الحافظ فی التلخیص اسنادہ صحیح"

(آثار السنن جلد۲ صفحہ ۵۰۰)

اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایات کی سندیں بالکل صحیح ہیں۔

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نماز عید میں ہر رکعت میں چار چار تکبیریں ہی کہا کرتے تھے۔ (سوائے تکبیر تحریمہ کے)

(طحاوی جلد۲ صفحہ ۱۰۸)

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ کے حاکم تھے۔ تو آپ بھی وہاں جب عید کی نماز پڑھاتے۔ تو ہر رکعت میں چار تکبیریں ہی کہا

Marfat.com

کرتے تھے۔ (تکبیر تحریمہ کے علاوہ)

(ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۶۳، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۴۱۶، سنن الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی یہی ہے۔ کہ عیدین کی نمازوں میں نو تکبیریں ہیں۔ (بشمول تکبیر تحریمہ)

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بھی۔ اور آپ کا اپنا عمل بھی یہی تھا۔ کہ آپ عیدین کی نمازوں میں نو تکبیریں کہتے تھے۔ پانچ تکبیریں پہلی رکعت میں اور چار تکبیریں دوسری رکعت میں

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴، شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

☆ مرادِ رسول جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان مبارک بھی ہے۔ کہ دونوں عیدوں میں دونوں رکعتوں کی تکبیریں نو ہیں۔ ان میں سے پانچ تکبیریں پہلی رکعت میں کہی جائیں گی اور چار تکبیریں دوسری رکعت میں۔

(شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

☆ تابعی کبیر جناب سعید بن میسب علیہ الرحمہ (جنہوں نے ۶۲ ہجری میں یزید ملعون کے دور خلافت میں مدینہ منورہ پر حملہ کے دوران واقعہ حرہ میں قبر نبوی ﷺ سے اذان اور اقامت کی آواز سن کر تین دن تک قبر نبوی ﷺ میں نماز ادا فرمائی تھی)۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۳۷، دارمی صفحہ ۲۵ وغیرہ)

کا بھی فرمان ہے کہ عید کی نماز میں نو تکبیریں ہوتی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

Marfat.com

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد (تابعین کرام) بھی عید کی نماز میں نو تکبیریں ہی کہا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۴)

☆ مشہور تابعی جناب مسروق علیہ الرحمہ کا بھی فرمان ہے۔ کہ دونوں عیدوں میں ۹۔ ۹ تکبیریں ہوتی ہیں۔ پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ ۲۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۴)

☆ مشہور تابعی جناب حسن بصری علیہ الرحمہ بھی نماز عید میں نو تکبیریں کہا کرتے تھے

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۵)

☆ مشہور تابعی جناب محمد بن سیرین علیہ الرحمہ بھی عید کی نماز میں نو تکبیریں ہی کہا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۵)

☆ مشہور تابعی جناب اسود بن یزید علیہ الرحمہ بھی عید کی نماز میں نو تکبیریں ہی کہا کرتے تھے۔ (پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں)۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۲ صفحہ ۱۷۴)

الغرض۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے فرمان مقدس، آپ ﷺ کے عمل شریف، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اقوال و افعال اور تابعین عظام علیہم الرحمہ کے اقوال و افعال سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی۔ کہ نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نو تکبیریں ہی قرون ثلاثہ میں ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ اور آج بھی ان اکابرین اسلام کی پیروی میں اسی طریقہ پر ہی ہوگا اور اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ ضعیف اور نا قابل حجت ہے

Marfat.com

زائد تکبیرات میں رفع یدین

عیدین کی تکبیرات زائدہ پر رفع یدین بھی کیا جائے گا۔ جیسا کہ جلیل القدر تابعی، محدث کبیر۔ جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ سات مقامات پر رفع یدین کرنا چاہیے۔ ان میں سے ایک مقام آپ نے عیدین کی تکبیرات (زائدہ) کا بیان فرمایا ہے۔

(شرح معانی الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۷۸، کتاب الحجہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰)

نیز جلیل القدر تابعی فقیہ۔ جناب عطاء بن ابی رباح علیہ الرحمہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ کہ نماز عید میں زائد تکبیروں پر تکبیریں کہتے ہوئے ساتھ رفع یدین بھی کرنا چاہیے۔

(مصنف عبد الرزاق جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)

تکبیرات تشریق

جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے بیان گیا ہے۔ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کی فجر کی نماز سے شروع کر کے ایام تشریق کے آخری دن (تیرہ ذوالحجہ) کی عصر کی نماز تک تکبیرات تشریق کہا کرتے تھے۔

(یہ تکبیرات ہر نماز کے بعد کم از کم تین مرتبہ پڑھی جائیں۔ یعنی الله اکبر الله اکبر. لا اله الا الله و الله اکبر . الله اکبر و لله الحمد)

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه کان یکبر من صلوٰة الفجر من یوم عرفة الی صلوٰة العصر من آخر ایام التشریق ۔

(کتاب الآثار امام محمد شیبانی صفحہ ۴۲)

Marfat.com

خطبہ عید الفطر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا . اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد لہ ملک السماوات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا. اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد . تبارک الذی جعل فی السمآء بروجا و جعل فیھا سراجا وقمرا منیرا. اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبراللہ اکبر وللہ الحمد . الملک یومئذ ن الحق للرحمان وکان یوما علی الکفرین عسیرا. اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد . سبحانہ و تعالٰی عما یقولون علوا کبیرا. اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد تسبح لہ السماوت السبع والارض ومن فیھن وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفورا. اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد . ھو الذی یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا . اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا

Marfat.com

شریک لہ شہادة صادقة واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اله واصحابه وسلم کثیرا . ایها المسلمون اعلموا ان هذا یومکم یوم عظیم ویوم سعید یوم العید و یوم الوعید عید للا برارووعید للفجار یوم الفرحة ویوم القرحة فرحة لمن مضٰی عنه رمضان بالفرحة و فرحة لمن مضٰی عنه بالفرحة فطوبیٰ لمن تاب فیه من السیآت وطاب له الخیرات وقال الله تعالیٰ من تاب وآمن وعمل صالحا فاولئک یبدل الله سیآتهم حسنات وکان الله غفور رحیما .راح عنا الرمضان شهر الصیام والقیام . قال النبی علیه الصلوٰة والسلام من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ما تقدم من ذنبه . وقال علیه الصلوٰة والسلام من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدهر و فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوٰة الفطر طهرة للصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین فمن اداها قبل الصلوٰة فهی زکوٰة مقبولة ومن اداها بعد الصلوٰة فهی صدقة من الصدقات . وعن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا کان یوم العید خالف الطریق اعملوا عباد الله کما علمکم الله وسیلة رسول الله صلی الله علیه وسلم واشکروا الله الذی جعل هذا الیوم عید اللمسلمین . ولکن لیس العید لمن لبس ثیاب الفاخرة بل العید لمن اراد ثواب الآخرة لیس العید لمن اکل النعیم بل العید لمن اتی الله بقلب سلیم. ان الابرار لفی نعیم وان

Marfat.com

الفجار لفی حجیم . لیس العید لمن ینفق لغیر اللہ بل العید لمن ینفق فی سبیل اللہ لیس العید لمن بخل واستغنیٰ و کذب بالحسنیٰ . بل العیدلمن اعطیٰ واتقیٰ و صدق بالحسنیٰ . فاما من طغیٰ وآثر الحیٰوۃ الدنیا . فان الجحیم ھی المأویٰ . واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ. فان الجنۃ ھی المأویٰ. واتقوا النار التی اعدت للکافرین . واطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون . وسارعوالآلہ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السماوات والارض اعدت للمتقین . الذین ینفقون فی السرآء والضرآء والکاظمینن الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین . والذین اذا فعلوا فاحشۃ اوظلموا انفسھم ذکر اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفرالذنوب الا اللہ . ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون . اولٓئک جزاء ھم مغفرۃ من ربھم وجنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ونعم اجر العالمین . وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین . وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین .

خطبہ عید الاضحیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یسبح للہ ما فے السموت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم . ھوالاول والاخروالظاھر والباطن وھو بکل شیئ علیم. اللہ

Marfat.com

اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد . هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادة هو الرحمٰن الرحیم. هو الله لا اله الا هو رب العرش العظیم. الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر والله الحمد هو الذی یصور کم فی الارحام کیف یشآ ء لا اله الاهو العزیز الحکیم . له مقالید السماوات والارض یبسط الرزق لمن یشآءِ ویقدر انه بکل شیئ علیم. الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد وهو الذی یبدو ٔ الخلق ثم یعیده وهو اهون علیه وله المثل الا علٰی فی السماوات والارض وهو العزیز الحکیم . وان تعدو انعمة الله لا تحصوها ان الله لغفور رحیم. الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد وهو الذی فی السمآء اله وفی الارض اله وهو الحکیم العلیم و الله یعلم ما فی السماوات وما فی الارض والله بکل شیئ علیم . الله اکبر الله اکبر لا اله الله والله اکبر الله اکبر والله الحمد. هو الذی ینزل علٰی عبده ایات بینات لیخرجکم من الظلمٰت الی النور وان الله بکم لرء وف رحیم . الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد فلله الحمد رب السموات و ورب الارض رب العٰلمین وله الکبریآء فی السماوات والارض وهو العزیز الحکیم. واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله بالمؤمنین رء وف الرحیم . اللهم صل وسلم علٰی سیدنا و

Marfat.com

مـو لانـامـحـمـد وعـلـٰى آل سيـدنا محمد كما صليت و سلمت على ابـراهيـم وعـلـى آل ابـراهيـم . ايهـا الناس اعلموا ان يومكم هذا يوم عـظيـم . يـوم فيـه امتحن الله خليله ابراهيم بذبح ولده اسمعيل ذبيح الـلـه الـكـريـم. كـمـا قـال الله تعالى فى القرآن العظيم. فلما بلغ معه السعى قال يابنى انى ارٰى فى المنام انى اذبحک فا نظر ما ذاترٰى قال يـاابـت افـعـل مـا تو ٔمر ستجدنى ان شآء الله من الصابرين فلما اسلما وتـلـه لـلـجيـن .ونـاديناه ان يآابراهيم. قد صدقت الرؤيا انا كذالک نـجـزى الـمـحسنين . ان هذا الهو البلاء المبين وفديناه بذبح عظيم . فسبـحـان مـن جعل الذبح سنة من بعده على المسلمين الى يوم الدين وامـر بـنبيـه خاتم النبيين فصل لربک وانحر وقال النبى عليه الصلوٰة والسـلام بـكـلام الـلـه الـعـزيـز الـعلام. ان صلوٰتى ونسكى ومحياى ومـمـاتـى لـلـه رب العلمين . لا شريک له وبذالک امرت و انا اول الـمسـلـميـن . فـاقيـموا عباد الله سنة ابراهيم خليل الله وسنة محمد رسـول الـلـه صـلـى الـلـه عـليـه وسـلم وتقربوا عبادالله فى هذا اليوم بـضـحـايا كم فانها مطاياكم قال النبى صلى الله عليه وسلم من كان له سـعة ولـم يـضـح فلا يقربن مصلانا و قال اذبحوا ضحاياكم بعد صلوة الـعيـد و من ذبح قبل الصلوٰة فليذبح شاة مكانها . وعنه قال نحرنا مع رسـول الله صلى الله عليه وسلم عام الحديبية البدنة عن سبعة والبقرة عـن سبـعة ان اقسـم لـحـومهـا وجلودها وجلالها على المساكين ولا

Marfat.com

اعطی فی جزراتها منها شیأ فاعتبروایآ اولو الالباب . فکلوا منها و تصدقوا علی المساکین والفقرآء فیا عباد الله رحمکم الله عظموا شعائر الله وادوا الفرائض والحقوق واتقو الله ان کنتم مؤمنین. یا یها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا وانتم مسلمون .

بارک الله لی ولکم فی القرآن العظیم ونفعنی وایاکم بالأیات والذکر الحکیم انه تعالٰی جواد کریم ملک قدیم بررؤوف رحیم .

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز جنازہ کا بیان

بیماری سے گناہ معاف ہوتے ہیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشا کها الا کفر الله بها من خطایاه ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۶، رواہ البخاری والمسلم)

یعنی کوئی بندۂ مومن جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو کانٹا ہی چبھ جائے۔ تو بھی اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے بدلے میں اس بندۂ مومن کے گناہ معاف فرماتے ہیں۔

Marfat.com

بیماری میں بھی ثواب۔ تندرستی جیسا

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یکتب للعبد من الاجر اذا مرض ماکان یکتب له قبل ان یمرض . فمنعه منه المرض ۔

(مشکوۃ صفحہ ۱۳۰)

یعنی بندۂ مومن کو بیماری میں بھی ان اعمال کا ثواب متواتر ملتا رہتا ہے۔ جو اعمال اب وہ بیماری کی وجہ سے نہیں کرسکتا۔ اور تندرستی میں وہ نیک عمل کیا کرتا تھا۔

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حق المسلم علی المسلم خمس . ردالسلام وعیادۃ المریض واتباع الجنائز و اجابة الدعوة وتشمیت العاطس۔

(مشکوۃ صفحہ ۱۲۵، رواہ البخاری والمسلم وفی روایۃ لمسلم حق المسلم علی المسلم ست)

کہ ہر مومن کے ذمہ دوسرے مومن کے پانچ حقوق ہیں ۔ (مسلم کی روایت کے مطابق چھ حقوق ہیں)۔ 1۔ اس کے سلام کا جواب دینا، 2۔ اس کی بیماری میں اس کی عیادت کرنا، 3۔ اور اس کی وفات کے بعد اس کا جنازہ پڑھنا، 4۔ اور اس کی دعوت کو (اگر غیر شرعی نہ ہو تو) قبول کرنا، 5۔ اور اس کے چھینکنے پر، اس کے الحمد لله'' کہنے پر، اس کو یرحکم الله۔ کہنا۔

بیمار مسلمان کی عیادت کا ثواب

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مامن مسلم یعود مسلما غدوۃ الاصلی علیہ سبعون الف ملک حتی یمسی . وان عادہ عشیۃ الاصلی علیہ سبعون الف ملک حتی یصبح . وکان لہ خریف فی الجنۃ ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۷، رواہ الترمذی وابوداؤد)

کہ اگر کوئی بندۂ مومن صبح کو کسی بیمار مسلمان کی بیمار پرسی کرتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے شام تک اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر کوئی مسلمان کسی بیمار مسلمان کی شام کو عیادت کرتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس مومن کو جنت کا ایک باغ بھی عطا فرمائے گا۔

عیادت کرنے پر مریض کا الحمدللہ کہنا

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جب میں اپنے کسی بندے کو کسی تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں۔ اور وہ پھر بھی میری تعریف کرتا ہے۔ تو میں اس کو گناہوں سے اس طرح پاک اور صاف کر دیتا ہوں۔ جیسا کہ آج ہی اس کو اس کی ماں نے جنا ہو۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ عزوجل یقول اذا انا ابتلیت عبدا من عبادی مؤمنا فحمد نی علی ما ابتلیتہ فانہ یقوم من مضجعہ ذالک کیوم ولدتہ امہ من الخطایا۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۰، رواہ احمد)

Marfat.com

مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھیں

جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ من السنة تخفيف الجلوس وقلة الصخب فی العيادة عند المريض ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۰، رواہ رزین)

اچھا طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنے والا شخص۔ نہ مریض کے پاس زیادہ دیر بیٹھے (کہ وہ اس کی وجہ سے بے آرام ہو) اور نہ ہی اس کے پاس بیٹھ کر زیادہ باتیں کرے۔

عیادت کرنے والا مقرب الٰہی

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ان الله تعالىٰ يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدنى قال يا رب كيف اعودك و انت رب العالمين قال اما علمت ان عبدى فلانا مرض ؟فلم تعده اما علمت انك لوعدته لوجدتنى عنده ۔

(مشکوٰۃ ۱۲۵، رواہ مسلم)

اللہ تعالیٰ قیامت کو ایک بندے سے فرمائیں گے۔ اے آدم کے بیٹے۔ میں بیمار ہوا تھا تو تو نے میری عیادت نہیں کی تھی۔ وہ بندہ عرض کرے گا۔ یا اللہ۔ میں تیری عیادت کیونکر کرتا۔ جب کہ تو تو خود رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندے۔ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا۔ تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (یعنی تجھے میرا فضل اور میرا قرب حاصل ہوتا)

Marfat.com

جان، مال اور اولاد کی ابتلا پر درجات کی بلندی

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندۂ مومن کے لئے اپنی بارگاہ میں کسی بلند مرتبے کا فیصلہ فرمالیتے ہیں۔ اور وہ بندہ فی الحال اپنے اعمال کے ساتھ وہاں تک نہیں پہنچ پاتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد کے ذریعہ سے اسے کسی ابتلا میں ڈال دیتا ہے۔ (بندہ حسب مرتبہ ایک یا دو یا تینوں آزمائشوں میں بھی بیک وقت ڈالا جاسکتا ہے) پھر جب وہ راضی برضاء الٰہی رہتے ہوئے ان مصیبتوں پر صبر کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے تجویز کیا ہوا مرتبہ اسے عطا فرمادیتا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ان العبد اذا اسبقت له من الله منزلة لم يبلغها بعمله. ابتلاه الله في جسده اوفي ماله اوفي ولده. ثم صبره على ذالک. حتى يبلغه المنزلة التي سبقت له من الله تعالىٰ ۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۹، رواہ ابوداؤد و احمد)

بیمار سے اپنے لئے دعا کروائیں

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم کسی بیمار کی عیادت کے لئے جاؤ۔ تو اس سے اپنے لئے دعا کروایا کرو۔ کیونکہ بیمار آدمی کی دعا فرشتوں کی طرح (مقبول) ہوتی ہے۔ کیونکہ بیماری کے سبب اس کے کافی گناہ معاف اور کتنے درجات بلند ہو چکے ہوتے ہیں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

اذا دخلت على مريض فمره يدعو لک فان دعاءه كدعاء الملائكة

Marfat.com

(مشکوۃ صفحہ ۱۳۰، رواہ ابن ماجہ)

جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس مومن کا آخری کلام لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ) ہوا۔ (یعنی اس کو مرتے وقت کلمہ نصیب ہو گیا) وہ جنتی ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔

(ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۸۸، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶۱، مستدرک امام حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۵۱)

لہٰذا جب آدمی کا آخری وقت محسوس ہو رہا ہو۔ تو اس کے پاس دنیاوی بات چیت نہیں کرنی چاہیے۔ کہ خدانخواستہ اس کا آخری کلام دنیاوی باتیں نہ بن جائیں۔

بلکہ اس کے پاس کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت قرآن پاک اور ذکر اذکار کرنا چاہیے تا کہ اس کی توجہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ اور ذکر خدا کی طرف ہی مبذول رہے۔ اور اس کا آخری کلام ذکر خداوندی ہو۔ نیز ذکر خداوندی کی برکت سے اس کی نزع کی تکلیف میں بھی آسانی ہوگی۔ مولا کریم ہر مومن کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین۔

چند احکام میت

جب بندۂ مومن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔ تو اس کی **آنکھیں بند کر دینی چاہییں**۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ جناب ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو تشریف لائے۔ جب کہ وہ انتقال فرما چکے تھے۔ اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھی۔ فاغمضہ رسول اللہ ﷺ۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند فرما دیں۔

Marfat.com

(مسلم شریف جلد اصفحہ ۳۰۰)

اور اس کا **چہرہ قبلہ کی طرف پھیر دینا چاہیے**۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت براء بن معرور کے بارہ میں عرض کی گئی۔ کہ انہوں نے انتقال سے پہلے وصیت کی تھی۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرا چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا۔

اور میرے مال کا تیسرا حصہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس نے شریعت کے مطابق وصیت کی۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ **توفی و اوصی بثلاثة لک یا رسول الله . واوصی ان یوجه الی القبلة لما احتضر فقال رسول الله ﷺ اصاب الفطرة۔**

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۳ صفحہ ۳۸۴، مستدرک امام حاکم جلد اصفحہ ۳۵۳ وقال حدیث صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۹)

اور میت کے پاس اچھی بات ہی کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے موجود فرشتے آمین کہتے ہیں۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ **قال رسول الله ﷺ لاتدعوا علی انفسکم الابخیر فان الملائکة یؤمنون علی ماتقولون ۔**

(مسلم جلد اصفحہ ۳۰۰)

میت کی نیک گواہی دینی چاہیے۔ اس کی خوبیاں بیان کرنی چاہییں۔ اور اس کی برائیاں (اگر وہ مومن ہے تو) بیان نہیں کرنی چاہییں۔ کیونکہ ایمان والوں کی گواہی لکھی جاتی ہے۔

Marfat.com

آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔ انتم شهداء الله في الارض .

(بخاری مسلم)

غسل سے پہلے دعا

میت کے غسل، کفن اور نماز جنازہ سے پہلے بھی اس کے لئے خدا کے حضور دعا کرنا۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے فوراً بعد ان کے پاس کھڑے ہو کر ان کے لیے دعا فرمائی۔ اللهم اغفر لابي سلمة وارفع درجته في المهديين واخلفه في عقبه في الغابرين واغفر لنا وله يا رب العالمين وافسح له في قبره و نور له فيه۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۰)

اور صحابہ کرام کی بھی یہی سنت ہے۔ جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

متبرک کفن پہنانا

پھر میت کو تین مرتبہ غسل دیں۔ اور آخری غسل کافور ملے پانی سے ہو۔ اور غسل میت کے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر کاڑھ لینا چاہیے۔ (یہ بہترین انٹی سپٹک ہے) اور اگر ہو سکے تو کسی متبرک کپڑے کا کفن بنانا چاہیے۔ چاہے کسی بندۂ مومن کامل کا استعمال شدہ کپڑا ہی ہو۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۴، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۲، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۶۶، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۶، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۹۳)

Marfat.com

کیفیت کفن

کفن اچھا ہونا چاہیے۔

(مسلم جلد اصفحہ ۳۰۶، ترمذی جلد اصفحہ ۱۹۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷)

اور کفن سفید کپڑے کا ہونا چاہیے۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۱۹۳، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۰۶، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۷، مسند امام احمد جلد اصفحہ ۲۴۷، نسائی جلد اصفحہ ۲۶۸، مستدرک امام حاکم جلد اصفحہ ۳۵۴)

مرد کا کفن تین کپڑوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔

(بخاری جلد اصفحہ ۱۶۹، ۱۸۶، مسلم جلد اصفحہ ۳۰۵، ۳۰۶، ترمذی جلد اصفحہ ۱۹۵، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۳، نسائی جلد اصفحہ ۲۶۸، ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷، مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۱۶۵)

مرد کے کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں ہونا چاہیے۔

(مشکوۃ صفحہ ۱۳۵، رواہ البخاری ومسلم)

اور عورت کے کفن میں پانچ کپڑے استعمال کیے جائیں۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۴)

جنازہ لے کر چلنا

جنازہ میں بلا عذر شرعی دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اور جب جنازہ لے کر چلیں تو ہر حالت میں میت کا سر آگے رہنا چاہیے۔ (فتاوی عالمگیری)

Marfat.com

پہلے اٹھانے والا اپنے دائیں کندھے پر میت کا دایاں کندھا رکھے۔ اور کم از کم دس قدم چلے۔ پھر اسی طرح پچھلے پائے کو اٹھا کر کم از کم ۱۰ قدم چلے۔ پھر میت کا بایاں کندھا اپنے بائیں کندھے پر رکھے اور کم از کم ۱۰ قدم چلے۔ پھر اسی طرح بائیں طرف کا پچھلا پایا اٹھا کر ۱۰ قدم چلے اور پھر چارپائی چھوڑ دے۔ دوبارہ بھی اسی طرح کندھا دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

(شرح نقایہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷، کبیری صفحہ ۵۹۲، درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

اور چاہیے کہ تمام لوگ جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۸۲، شرح معانی الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ وغیرہ)

اور جو شخص چارپائی کو کندھا دے۔ چاہیے کہ وہ ایک طرف سے شروع ہو کر پھر پائے تبدیل کرتا ہوا تمام پائیوں کو کندھا دے کر چھوڑے۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۲)

مسجد میں نماز جنازہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو (بغیر عذر شرعی کے) مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا۔ اسے جنازہ پڑھنے کا ثواب نہیں ملے گا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۴، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۵۲۷، ابن ماجہ صفحہ ۱۱۰ وغیرہ)

نماز جنازہ کا ثواب

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جنازہ میں حاضر ہوا اور نماز جنازہ پڑھ کر چلا آیا۔ اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ اور جو دفن تک وہاں موجود رہا۔ اس کو دو قیراط ثواب ملے گا۔ اور قیراط ایک بہت بڑے پہاڑ کے برابر ہوگا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۷، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ وغیرہ)

نماز جنازہ پڑھنے والوں سے میت کو فائدہ

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان میت کے جنازہ پر سو مسلمان نماز جنازہ پڑھ دیں۔ اور خدا کے حضور اس کی شفاعت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرماتا ہے۔ (اور اس بندہ مومن کو بخش دیتا ہے)۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۷)

ایک اور حدیث شریف میں چالیس آدمیوں کے نماز جنازہ پڑھنے پر۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میت کی بخشش کا بھی ذکر ہے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۸، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۶، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۲۷۷)

نماز جنازہ کی چار تکبیریں

جناب رسول اللہ ﷺ نے نجاشی بادشاہ کا جنازہ پڑھایا۔ (نجاشی کی میت حضور ﷺ کے سامنے کر دی گئی تھی۔ لہٰذا اس سے غائبانہ نماز جنازہ کا ثبوت نہیں لیا جا سکتا) تو آپ ﷺ نے اس میں چار تکبیریں کہیں۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۷، ۱۷۸، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۰۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۹۸، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۰۱، نسائی جلد ۱ صفحہ ۲۸۰، ابن ماجہ

Marfat.com

صفحہ ۱۱۱، مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۵۲۹ وغیرہ)

اسی طرح تقریباً تمام کتب احادیث میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم، تابعین عظام علیہم الرحمتہ والرضوان۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی کہا کرتے تھے۔

ہاں بعض دفعہ بعض خواص کے لئے اس سے زیادہ تکبیریں بھی کہی گئیں۔ لیکن آج ہمارے لئے طریقہ وہ ہوگا۔ جو جناب رسول اللہ ﷺ کا آخری قول یا فعل ہو۔

جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اتفاق کرلیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے دیگر شرعی مسئلوں میں بھی جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اجماع صحابہ منعقد ہوا۔ اور آج تک ان پر ہی عمل ہورہا ہے۔ ایسے ہی اس مسئلہ کے متعلق بھی مذکور ہے۔

امام محمد نقل فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں کم وبیش تکبیریں کہی جاتی رہیں۔ حتی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا انتقال شریف ہوگیا۔ پھر جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت بھی اسی طرح گزر گیا۔ پھر جب جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو آپ نے فرمایا۔ انکم معشر اصحاب محمد صلی الله عليه وسلم متى ماتخلفون يختلف من بعد كم .... فاجمعوا على شيئ يجتمع به عليه من بعد كم فاجمع رأى اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ان ينظروا آخر جنازة كبر عليها النبى صلى الله عليه وسلم حين قبض . فيأ خذون بـه فيرفضون به ماسوى ذالك . فنظروا فوجدوا آخر جنازة كبر عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم اربعا۔

(کتاب الآثار صفحہ ۶۰)

Marfat.com

اے گروہ صحابہ۔ جب کسی مسئلہ میں تم متفق نہ ہو سکے تو بعد والے لوگ کیسے متفق ہوں گے۔ آؤ اور اس مسئلہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کرلو۔ تا کہ تمہارے بعد والے بھی اس بات پر اتفاق کرسکیں۔ بالآخر صحابہ کرام نے فیصلہ کیا کہ یاد کرو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سب سے آخری جنازہ کون سا پڑھایا تھا۔ اور اس میں آپ نے کتنی تکبیریں کہی تھیں۔ جب صحابہ کرام علیھم الرضوان نے غور و فکر کیا تو معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جو آخری نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

اس میں آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہی تھیں۔ (چنانچہ حضور ﷺ کے اس آخری فعل کے مطابق تمام صحابہ کرام نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ آئندہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی کہی جائیں گی۔

لہٰذا بخاری شریف کی حدیث کہ ''جناب رسول اللہ ﷺ کے آخری قول و فعل پر عمل کیا جائے گا'' کے مطابق اور صحابہ کرام کے اجماع اور ما انا علیه و اصحابی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ آج نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی کہی جائیں گی۔ بلکہ ''اہلسنّت و جماعت'' وہی ہے جو حضور ﷺ کے آخری فعل اور اجماع صحابہ کے مطابق آج جنازہ پر چار تکبیریں ہی کہے۔ اور جو جان بوجھ کر اس کا خلاف کرے گا۔ اس نے حضور ﷺ کے آخری فعل اور اجماع صحابہ کا خلاف کیا۔ فافھموا و اعتبروا۔

نماز جنازہ میں رفع یدین نہیں

باقی فرض نمازوں کی طرح نماز جنازہ میں بھی صرف پہلی تکبیر پر رفع یدین کیا جائے گا۔ پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

Marfat.com

☆ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كبر على الجنازة فرفع يديه في اول تكبيرة ووضع اليمنى على اليسرى۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۲۰۶، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۷۵، بیہقی جلد ۴ ۳۸)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب جنازہ کی نماز پڑھاتے۔ تو آپ ﷺ صرف پہلی تکبیر پر رفع یدین فرماتے۔ پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیتے تھے (یعنی دوبارہ رفع یدین نہ فرماتے تھے)

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے تھے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه على الجنازة في اول تكبيرة ثم لا يعود۔

(دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۷۵)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر دوبارہ کسی تکبیر پر رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

☆ تابعی کبیر جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔ اذا صلى على جنازة رفع يديه فكبر ثم لا يرفع يديه فيما بقي و كان يكبرا ربعا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶)

کہ جب آپ نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ تو پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر کسی بھی تکبیر پر رفع یدین نہ فرماتے تھے۔ اور آپ جنازہ پر چار تکبیریں ہی کہتے تھے۔

☆ جلیل القدر تابعی جناب حسن بن عبید اللہ علیہ الرحمہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

انه كان يرفع يديه في اول تكبيرة على الجنازة۔

Marfat.com

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۷)

یعنی آپ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

☆ محدث مدینہ جناب امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) علیہ الرحمۃ کا فتویٰ بھی یہی ہے

وکان مالک لایری رفع الیدین فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ الا فی تکبیرۃ

(المدونۃ الکبری جلد ا صفحہ ۱۷۶)

یعنی جناب امام مالک علیہ الرحمہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں پر رفع یدین کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

☆ علامہ ابن حزم رقمطراز ہیں۔ **ولا ترفع الیدان فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ الا فی اول تکبیرۃ فقط لانہ لم یأت برفع الایدی فیما عدانص وردی مثل قولنا ھذا عن ابن مسعود و ابن عباس۔**

(محلی ابن حزم جلد ۳ صفحہ ۱۸۱)

کہ نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے کہیں بھی رفع یدین نہ کیا جائے۔ کیونکہ باقی تکبیروں پر رفع یدین کے متعلق کوئی نص (حدیث صحیح، صریح، مرفوع، غیر مجروح) نہیں ہے۔ اور جناب عبداللہ بن مسعود اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ کہ وہ بھی نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

☆ امام الوہابیہ قاضی شوکانی نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

والحاصل انہ لم یثبت فی غیر التکبیرۃ الاولی شیئ یصلح للاحتجاج بہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افعال الصحابۃ و اقولھم لا حجۃ

Marfat.com

فیھا فینبغی ان یقتصر علی الرفع عند تکبیرۃ الاحرام۔

(نیل الاوطار)

یعنی۔ القصہ مختصر یہ کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے کوئی ایسی صحیح بات ثابت نہیں ہے جو دلیل بننے کے قابل ہو۔لہذا بہتر یہی ہے کہ نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر پر ہی رفع یدین کیا جائے۔(اور بعد میں کسی تکبیر پر رفع یدین نہ کیا جائے)

یہ بھی ثابت ہو گیا کہ امام الوہابیہ کو بھی ایسی کوئی صحیح دلیل نہیں مل سکی۔جس کی بنا پر نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے علاوہ باقی تکبیروں پر بھی رفع یدین کیا جا سکے۔فھو المطلوب۔

نماز جنازہ میں قراءت نہیں

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ دوسری صدی ہجری کے مفتیٔ اعظم مدینہ شریف جناب امام مالک علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں۔ان عبداللہ بن عمر کان لایقرأ فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔

(موطا امام مالک صفحہ ۷۹)

یعنی آپ رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں فرمایا کرتے تھے۔

☆ مشہور صحابیٔ رسول جناب عبدالرحمان بن عوف (جن کے پیچھے حضور ﷺ نے بھی ایک نماز پڑھی تھی)۔

(مسلم،ترمذی وغیرہ)

اور جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فتویٰ بھی یہی ہے۔

Marfat.com

قالا لیس فیه قراءة شیئ من القرآن۔

(بدائع الصنائع جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

کہ نماز جنازہ میں قرآن مجید میں سے کچھ بھی قراءت نہیں کی جائے گی۔

☆ معروف صحابیٔ رسول جناب فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا۔

هل یقرأ علی المیت شیئ قال لا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

کہ کیا نماز جنازہ میں بھی قراءت کی جاتی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کی جائے گی۔

☆ معروف صحابیٔ رسول جناب فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا۔

هل یقرأ علی المیت شیئ .قال لا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

کہ کیا نماز جنازہ میں بھی قراءت کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ نماز جنازہ میں قراءت نہیں کی جائے گی۔

☆ ابن وہب بیان فرماتے ہیں **(صحابہ کرام میں سے)** کہ جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا علی المرتضےٰ، جناب سیدنا عبداللہ بن عمر، جناب سیدنا عبیدہ بن فضالہ، جناب سیدنا ابوہریرہ، جناب سیدنا جابر بن عبداللہ، جناب سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم **(اور تابعین کرام میں سے)** جناب قاسم بن محمد، جناب سالم بن عبداللہ، جناب سعید بن مسیب، جناب عطا بن ابی رباح اور جناب یحییٰ بن سعید رحمھم

Marfat.com

اللہ۔نماز جنازہ میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔روایت کے الفاظ ہیں۔

لم یکونوا یقرئوون فی الصلوٰۃ علی الجنازۃ۔

(المدونۃ الکبری جلد ا صفحہ ۱۷۴)

☆ جناب امام مالک علیہ الرحمہ مفتی اعظم مدینہ منورہ فرماتے ہیں۔لیس ذالک بمعمول بہ انما ھو الدعاء ادرکت اھل بلادنا علی ذالک۔

(المدونۃ الکبری جلد ا صفحہ ۱۷۴)

نماز جنازہ میں قراءت (سورۃ فاتحہ) پڑھنے کا تو کوئی رواج ہی نہیں ہے۔اور میں نے اپنے شہر (مدینہ منورہ) میں تو یہی دیکھا ہے۔کہ لوگ (تابعین کرام) نماز جنازہ میں قراءت نہیں کیا کرتے۔کیونکہ نماز جنازہ تو صرف ''دعا'' ہے۔

☆ جناب حماد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سألتہ عن ابراھیم ایقرأ علی المیت اذا صلی علیہ قال لا۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۴۹۱)

کہ میں نے تابعی کبیر جناب ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ نماز جنازہ میں بھی قراءت کی جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا نہیں۔نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے۔

☆ جلیل القدر تابعی جنہوں نے ۵۰۰ عام صحابہ کرام اور ۷۰ بدری صحابہ کرام کی زیارت کی۔یعنی جناب امام شعبی علیہ الرحمہ مفتی اعظم کوفہ کا فتوی بھی اسی طرح ہے۔

لیس فی الجنازۃ قراءت۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے۔

Marfat.com

☆ معروف تابعی جناب محمد بن سیرین علیہ الرحمہ محدث بصرہ کا طریقہ بھی یہی تھا۔

انه كان لا يقرأ على الميت ۔

(مصنف عبدالرزاق جلد۳ صفحہ۴۹۱)

یعنی آپ نماز جنازہ میں قراءت (قرآن) نہیں فرمایا کرتے تھے۔

☆ مشہور تابعی فقیہ، مفتی اعظم مکہ شریف جناب عطا بن ابی رباح علیہ الرحمہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ماسمعنا بهذا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ صفحہ۲۹۹)

میں نے تو آج تک یہ مسئلہ (یا اس کے متعلق کوئی حوالہ) سنا بھی نہیں ہے۔ کہ نماز جنازہ میں بھی قراءت کی جاتی ہے۔

☆ اسی طرح معروف تابعی جناب طاؤس بھی نماز جنازہ میں قراءت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ صفحہ۲۹۹)

☆ جناب بکر بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں۔ لا اعلم فيها قراءة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ صفحہ۲۹۹)

یعنی مجھے تو معلوم نہیں کہ نماز جنازہ میں بھی قراءت ہوتی ہے۔

☆ تابعی کبیر جناب سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق علیہ الرحمہ۔ ورضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ مسئلہ پوچھا گیا۔تو آپ نے فرمایا۔ لا قراءة على الجنازة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ صفحہ۲۹۹)

یعنی نماز جنازہ میں (قرآن) کی قراءت نہیں کی جائے گی۔

Marfat.com

☆ جناب ابوالعالیہ الریاحی علیہ الرحمہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا۔

تو آپ نے فرمایا۔ما کنت احسب ان فاتحة الکتاب تقرأ الا فی صلوٰة فیها رکوع وسجود۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

یعنی میں تو یہی سمجھتا ہوں۔ کہ سورۃ فاتحہ صرف رکوع اور سجدہ والی نماز میں ہی پڑھی جائے گی۔(اور نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی)

☆ جناب ابی بردہ علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا۔

اقرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب . قال لاتقرأ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

کیا میں نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھ سکتاں ہوں۔تو آپ نے فرمایانہیں۔نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھنا۔

اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق یہ بھی جائز ہے۔

کہ پہلی تکبیر کے بعد ثناء کی جگہ (بطور ثناء) اگر کوئی شخص فاتحہ شریف پڑھ لے۔

بہر حال کل تکبیریں چار ہی ہوں گی۔

نیز علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔ ویذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه امر ان یقرأ علی الجنازة بفاتحة الکتاب ولا یصح اسناده۔

(زادالمعاد جلد ا صفحہ ۱۴۱)

یعنی جو روایت پیش کی جاتی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

☆ پروردۂ آغوش نبوت، داماد مصطفےٰ جناب علی المرتضیٰ شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا معمول بھی یہی تھا۔ انه كان اذا صلى على ميت يبدأ بحمد الله ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم ثم يقول اللهم اغفر لا حيائنا واموا تينا... الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)

کہ جب آپ نماز جنازہ پڑھاتے تھے۔ تو ابتداء (پہلی تکبیر کے بعد) آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ پھر (دوسری تکبیر کے بعد) آپ درود شریف پڑھتے تھے اور پھر (تیسری تکبیر کے بعد) آپ دعا فرمایا کرتے تھے۔

☆ حافظ الحدیث جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ فاذا وضعت كبرت وحمدت الله وصليت على نبيه ثم اقول اللهم انه عبدك... النح۔

(مؤطا امام مالک صفحہ ۷۹)

جب جنازہ رکھا جاتا ہے۔ تو میں تکبیر کہتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد (ثنا) بیان کرتا ہوں۔ پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں۔ پھر (تیسری تکبیر کے بعد) دعا کرتا ہوں (ایک دعا آپ نے پڑھ کر بھی سنائی)

☆ تابعی کبیر جناب امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں۔

فى التكبيرة الاولى يبدأ بحمد الله والثناء عليه والثانية صلوة على النبى صلى الله عليه وسلم والثالثة دعاء للميت والربعة للتسليم۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۴۹۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۲۹۵)

Marfat.com

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کی جائے۔ دوسری تکبیر کے بعد حضور ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے اور تیسری تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کی جائے۔اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔

ان چند حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ کہ جلیل القدر صحابہ کرام۔ کبار تابعین اور تبع تابعین نماز جنازہ میں قراءت نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ منع فرماتے تھے۔لہذا یہ تعصب وہٹ دھری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

جنازہ آہستہ پڑھنا

اولاً تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ نماز جنازہ ایک دعا ہے۔اور قرآن وحدیث سے یہ بات بالکل واضح ہے۔ کہ دعا آہستہ ہی کرنا زیادہ مناسب اور رضاء ومنشائے خداوندی کے زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ آمین آہستہ کہنے کے باب میں بھی کچھ بیان کیا گیا ہے۔

لہذا لفظ دعا ہی اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ نماز جنازہ آہستہ ہی پڑھا جائے۔

جیسا کہ صحاح ستہ میں ہے کہ مشہور صحابئ رسول جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ **ما اباح لنا رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ولا ابابكر ولا عمر في يشئ ما ابا حوا في الصلوة على الميت ۔**

(ابن ماجہ صفحہ ۱۰۹، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳۵۷)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ میں ہمارے لئے کچھ مقرر نہیں فرمایا۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ "ما اباح لنا" کی وضاحت فرماتے

Marfat.com

ہوئے لکھتے ہیں۔ ''باح ای جهر' 'یعنی جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے لئے نماز جنازہ میں بلند آواز سے پڑھنے کا طریقہ جاری نہیں فرمایا۔

(تلخیص الحبیر جلد۲ صفحہ۱۲۲)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ، جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جنازہ بلند آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

لہٰذا۔ حدیث نبوی۔ '' علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین '' کہ تم پر میرے طریقے اور خلفاء راشدین کے طریقے پر عمل کرنا لازم ہے۔ کے مطابق نیز فرمان مصطفوی۔ ''میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا''۔ کے مطابق نماز جنازہ بلند آواز سے نہیں پڑھنی چاہیے بلکہ آہستہ ہی پڑھیں۔

شارح مسلم امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ اس بات پر تو ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے۔ کہ نماز جنازہ اگر دن میں پڑھا جائے۔ تو وہ تو آہستہ ہی پڑھا جائے گا۔ البتہ رات کے متعلق دو قول ہیں۔ الصحیح الذی علیه الجمهور یسر۔

(نووی شرح مسلم جلد۱ صفحہ۳۱۱)

ان دونوں اقوال میں سے جو قول صحیح ہے۔ اور جمہور کا جس پر عمل ہے۔ وہ یہی ہے کہ رات کو بھی نماز جنازہ آہستہ ہی پڑھا جائے گا۔

امام الحنابلہ امام ابن قدامہ لکھتے ہیں۔ کہ نماز جنازہ آہستہ ہی پڑھنا چاہیے۔

نیز فرماتے ہیں۔ کہ ولا نعلم بین اهل العلم فیه خلافا۔

(مغنی ابن قدامہ جلد۲ صفحہ۴۸۶)

Marfat.com

اہل علم کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ امام الوہابیہ قاضی شوکانی لکھتے ہیں۔ وذهب الجمهور الى انه لا يستحب الجهر فى صلوٰة الجنازة۔

(نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ ۶۶)

اور جمہور کا فتوی یہی ہے کہ نماز جنازہ میں بلند آواز سے پڑھنا اچھی بات نہیں ہے۔ جناب ابوامامہ بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نماز جنازہ میں امام کا پہلی تکبیر کے بعد خاموشی سے (بطور ثنا) کے فاتحہ پڑھنا۔ پھر دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پھر تیسری تکبیر کے بعد خلوص دل سے میت کے لئے دعا کرنا اور اونچی آواز سے قراءت نہ کرنا۔ چوتھی تکبیر کے بعد آہستہ سلام پھیرنا سنت ہے۔

(رواہ الشافعی۔ کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۶۴)

نماز جنازہ میں صرف قیام ہے جس میں چار تکبیریں ہیں۔

(کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۶۲)

چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا واجب ہے۔

(کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۶۳)

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہی ہیں اور جنازہ آہستہ ہی پڑھا جائے گا۔

میت کے لئے دعا کرنا

نماز جنازہ سے فارغ ہو کر تمام لوگ مل کر بالخصوص میت حاضرہ کے لئے اللہ جل مجدہ کے حضور انتہائی عاجزی اور تضرع سے دعاء مغفرت کریں۔ البتہ جماعت کی ہیت ختم

Marfat.com

کر دی جائے۔ صفیں توڑ کر بیٹھ جائیں اور دعا کریں۔ اگر کچھ قرآن مجید بھی پڑھ لیا جائے اور پھر ایصال ثواب کر کے دعا کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

منع کی کوئی دلیل نہیں

بعض لوگ ناحق شورش کرتے ہیں۔ اور دعاء بعد نماز جنازہ سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید فرقان حمید کی ۶۶۶۶ آیات میں سے ایک بھی آیت یا احادیث مقدسہ کی تقریباً ۳۱۵ کتب احادیث و آثار میں کوئی ایک بھی صحیح، مرفوع، صریح بلکہ غیر مجروح کو بھی چھوڑیں۔ کوئی ایک ضعیف اور مجروح روایت بھی ایسی نہیں ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ، جناب رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام، تبع تابعین حضرات یا آئمہ اربعہ علیھم الرحمہ میں سے کسی نے بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے سے منع کیا ہو۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین . فان لم تفعلوا ولن تفعلو فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

اور کوئی بھی اللہ کا سچا بندہ۔ اللہ کے حضور دعا مانگنے سے منع کر بھی کیسے سکتا ہے۔

اللہ سے بھی نہ مانگیں؟

پہلے تو بعض لوگ اس بات پر جھگڑا کیا کرتے تھے۔ کہ انبیاء و اولیاء سے نہیں مانگنا چاہیے۔ (حالانکہ یہ بھی ایک بہتان عظیم ہے کوئی بھی مسلمان کسی نبی یا ولی کو مستقل، معبود، الہٰ یا مالک حقیقی سمجھ کر قطعاً ان سے استعانت نہیں کرتا۔ بلکہ ہمارا یہ تو عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی نبی ولی بلکہ امام الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کو بھی۔ مالک حقیقی، معبود

Marfat.com

،الٰہ یا کسی بھی صفت میں مستقل اور خدا کے برابر یا خدا جیسا سمجھتا ہے۔ وہ پکا مشرک اور کافر ہے)۔ لیکن آج کے ماڈرن اور نام نہاد موحد اس بات پر بھی مصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے بھی دعا نہ مانگو۔ اور اگر مانگنی ہی ہے تو کم از کم ہم سے وقت پوچھ لیا کرو۔ کہ کس وقت مانگی جائے اور کس وقت نہ مانگی جائے۔ العیاذ باللہ . فالی اللہ المشتکی یارو بتاؤ تو سہی کہ اللہ کا بندہ اگر اللہ سے بھی نہ مانگے تو پھر کس سے مانگے۔

اذا لم تستحیی فاصنع ماشئت ۔

آؤ ذرا اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے قرآن وحدیث کا مطالعہ کریں۔

جب چاہے دعا کرو

ارشاد خداوندی ہے۔

واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان ۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۶)

یعنی اے محبوب ﷺ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں۔ تو تم انہیں فرمادو کہ میں (ان کے) بالکل قریب ہوں۔ اور میں قبول فرماتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو۔ وہ جب بھی مجھ سے دعا کرے۔ پس چاہیے کہ لوگ قبول کریں میرے حکم کو۔ اور ایمان رکھیں میرے حکم پر۔ تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

خدا کا حکم۔ مجھ سے دعا مانگو

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ۔

(سورت مومن آیت نمبر ۶۰)

Marfat.com

(اے ایمان والو) اور تمہارا رب تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم میرے حضور دعا کیا کرو۔ میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا۔

اب بتائیں کہ اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے۔ کہ اے ایمان والو ضرور بالضرور مجھ سے دعا مانگو۔ میں تمہاری دعا کو قبول فرماؤں گا۔ نیز یہ بھی واضح فرما دیا کہ یہ دنیا میں جو میرے جھوٹے سیکرٹری اور ٹائم کیپر بنے بیٹھے ہیں۔ ان کی نہ سنو۔ بلکہ میں **حیی قیوم** ہوں **لا تأخذہ سنة ولا نوم** کی شان والا ہوں۔ **سمیع مجیب** ہوں۔ جب چاہو اور جہاں چاہو مجھ سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا کو ہر وقت قبول فرماؤں گا۔ اب بتاؤ۔ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں وقت دعا مانگو اور فلاں وقت نہ مانگو۔ اب ان کی مانیں یا اللہ رب العزت کی مانیں۔ ایمان والا تو **لا یخافون لومة لائم** کے جذبہ سے مشرف ہو کر یار لوگوں کے لاکھ حیلوں بہانوں سے روکنے کے باوجود بھی۔ اللہ جل مجدہ کے حکم پر ہی جان قربان کرے گا۔ اور اسی پر ہی عمل پیرا ہوگا۔

جب حکم خداوندی ''**اذا دعان**'' عام ہے۔ تو کون ہے کائنات میں ایسی شان والا۔ جو اللہ تعالیٰ کے عام کو مقید کر سکے۔ کیا چوبیس گھنٹے میں سے ایک سیکنڈ بھی ''**اذا دعان**۔ یعنی جب بھی مجھ سے دعا کرو'' سے باہر ہے؟ جنازہ سے پہلے ہو یا جنازہ کے بعد۔ قبر پر ہو یا گھر پر۔ خالی دعا ہو یا صدقات وخیرات اور ذکر اذکار کے ساتھ۔ کھانا آگے رکھ کر ہو یا پیچھے رکھ کر۔ بہر حال اور بہر صورت ہر وقت ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جا سکتی ہے۔ اور یہی حکم ومنشاء ورضائے خداوندی ہے۔ بلکہ جو شخص اللہ کے حضور دعا نہیں مانگتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

دعا کا منکر پکا دوزخی

قل مایعبؤ بکم ربی لو لا دعاء کم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما ۔

(سورت فرقان آیت نمبر ۷۷)

یعنی اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم ۔ فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا نہ کرو گے ۔ تو میرے رب کے حضور تمہاری کچھ قدر و قیمت نہ ہوگی ۔ (اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا نہ کی تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ) تم نے (اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی شان غفور الرحیمی کو) جھٹلا دیا ۔

پس (اس کی سزا کے طور پر) ضرور تم پر اس کا عذاب ہوگا ہمیشہ رہنے والا ۔

نیز فرمایا ۔ ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جھنم داخرین ۔

(سورت مومن آیت نمبر ۶۰)

یعنی بے شک وہ لوگ جو میرے حضور دعا کرنے سے تکبر کرتے ہیں ۔ (انکار کرتے ہیں) وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے ۔

ایک مقام پر تو خدا کے حضور دعا کرنے سے منع کرنے والوں پر شدید غصے کا اظہار کیا گیا ہے ۔ ارشاد خداوندی ہے ۔ تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون. الم تکن آیاتی تتلی علیکم فکنتم بھا تکذبون. قالوا ربنا غلبت علینا شقوتنا و کناقوما ضآ لین. ربنا اخرجنا منھا فان عدنا فانا ظالمون . قال اخسئو ا فیھا ولا تکلمون . انه کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین . فاتخذتمو ھم سخر یا حتی

Marfat.com

انسوکم ذکری وکنتم منهم تضحکون. انی جزیتهم الیوم بما صبروا. انهم هم الفائزون۔

(سورت مؤمنون آیت نمبر ۱۰۴ تا ۱۱۱)

آگ ان کے مونہوں کو جھلسا دے گی۔اور ان کی شکلیں بگڑ جائیں گی۔(پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا) کیا تمہارے سامنے میری آیتیں نہیں پڑھی گئی تھیں۔پس تم نے انہیں جھٹلا دیا۔وہ کہیں گے۔اے ہمارے رب۔ہم پر ہماری بدبختی (بدعقیدگی) غالب آ گئی تھی۔اور ہم گمراہ لوگ تھے۔اے ہمارے رب۔ہمیں دوزخ سے نکال دے۔

پس اگر ہم پھر بھی ایسا کریں۔تو ہم یقیناً ظالم ہوں گے۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔دور ہو جاؤ۔دوزخ میں پڑے رہو۔اور مجھ سے بات بھی نہ کرو۔

بات یہ ہے کہ (دنیا میں) میرے بندوں کی ایک جماعت تھی۔وہ کہا کرتے تھے۔اے ہمارے رب۔ہم ایمان لائے (تیری ذات اور صفات پر) پس (اے بدبختو) تم نے ان کا مذاق اڑایا۔یہاں تک کہ تم نے میرا حکم بھی بھلا دیا۔(یعنی اگر وہ مجھ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔تو وہ خود سے تو نہیں مانگ رہے۔بلکہ یہ میں نے ہی انہیں حکم فرمایا تھا) اور تم ان سے (تمام زندگی) مذاق ہی کرتے رہے۔بے شک آج میں ان (دعائیں کرنے والوں اور تمہارے طعن وتشنیع پر صبر کرنے والوں کو ان) کے صبر کا بدلہ دوں گا۔اور وہ یہ ہے کہ وہ (آج) کامیاب وکامران ہیں۔ان آیات قرآنی کو بار بار پڑھیں اور اللہ کے حضور بھی گڑگڑا کر دعائیں کیا کریں۔اور جو دعائیں کرتے ہیں۔ان پر بھی انکار یا اعتراض نہ کریں۔

بلکہ انہیں خدا کے فضل والا سمجھیں۔کیونکہ انکا طریقہ اور عقیدہ عین قرآن وسنت کے

Marfat.com

مطابق ہے۔اور خدا کے فضل سے محشر میں بھی وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

یادر ہے جہاں بھی جمع کا صیغہ ہوگا مثلاً ''ربنا اغفرلنا'' اس سے مراد تمام روئے زمین کے ایمان والے ہوں گے۔چاہے وہ اس دنیا میں ہیں یا انتقال فرما چکے ہیں۔کیونکہ رضائے خداوندی ہی یہ ہے۔کہ جب بھی دعا کی جائے۔سب ایمان والوں کے لئے کی جائے۔صرف اپنے لیے دعا کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

پہلے ایمان والوں کے لئے دعا کرنا

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نیک بندوں کا ذکر فرماتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔

والذین جاء وا من بعد هم یقولون ربنا اغفرلنا و لا خو اننا الذین سبقونا بالایمان۔

(سورت حشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے۔وہ کہتے ہیں (اس طرح دعا مانگتے ہیں) اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش دے۔اور ہمارے ان (ایمان والے) بھائیوں کو بھی بخش دے۔ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح دعا مانگی تھی۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔

(سورت ابراہیم آیت نمبر ۴۱)

اے ہمارے رب مجھے بھی بخش دے۔اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور یوم حساب تمام ایمان والوں کو بھی بخش دینا۔

Marfat.com

فوت شدہ مومن کا مال واولاد مفید

اور پچھلوں کا اپنے مسلمان فوت شدگان، آباؤ واجداد کے لئے خالی دعا کرنا یا ان کی طرف سے۔ بلکہ ان کے نام پر مال خرچ کرنا بے کار نہیں ہوتا۔

بلکہ ارشاد خداوندی ہے۔ **وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عند نازلفی الامن آمن و عمل صالحا۔**

(سورت سبا آیت نمبر ۳۷)

اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد۔ تمہیں ہمارے قریب نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (انہیں ان کا مال اور ان کی اولاد خدا کے قریب کرنے کا سبب بن سکتے ہیں)

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون. الامن اتی اللہ بقلب سلیم۔

(سورت شعراء آیت نمبر ۸۹)

یعنی قیامت کے دن بھی ایمان والے کو اس کا مال اور اس کی اولاد فائدہ دیں گے۔

فرشتے مومن کی بخشش کی دعا کرتے ہیں

اور پھر تمام ایمان والوں کی بخشش کی دعا کرنا۔ صرف انسانوں ہی کا طریقہ نہیں بلکہ یہ سنت ملائکہ بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

والملائکة یسجون بحمد ربھم ویستغرون لمن فی الارض۔

(سورت شوریٰ آیت نمبر ۵)

Marfat.com

اورفرشتے اپنے رب کی تسبیح وتحمید بھی کرتے ہیں۔اورزمین والے(ایمان والوں)کے لئے بخشش کی دعا بھی کرتے ہیں۔

دوسرے مقام پرارشادخداوندی ہے۔**الذین یحملون العرش و من حولہ یسبحون بحمد ربھم ویؤمنون بہ یستغفرون للذین آمنوا۔**

(سورت مومن آیت نمبر ۷)

اوروہ فرشتے جوعرش الٰہی کواٹھائے ہوئے ہیں۔اوروہ فرشتے جوعرش الٰہی کے گرداگرد ہیں۔وہ اپنے رب کی تسبیح وتحمید بھی بیان کرتے ہیں۔اوروہ اس پرایمان بھی رکھتے ہیں۔اوروہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور(اللہ تعالیٰ کے حکم سے)تمام ایمان والوں کے لئے بخشش کی دعا بھی کرتے ہیں۔

فرشتے سب کام اللہ کے حکم سے کرتے ہیں

اوریہ بھی قرآن مجید ہی سے ثابت ہے کہ فرشتے جوکچھ بھی کرتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے کرتے ہیں۔

ارشادخداوندی ہے۔**لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔**

(سورت انبیاء آیت نمبر ۲۷)

ایک اورمقام پرارشادہوتا ہے۔

لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔

(سورت تحریم آیت نمبر ۲۷)

توپھرمعلوم ہوا کہ فرشتے جوتمام روئے زمین کے زندہ اورفوت شدہ ایمان والوں کے

Marfat.com

لئے اللہ کے حضور بخشش کی دعا کرتے ہیں ۔تو اس کے متعلق انہیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حکم ملا ہوا ہے۔یعنی ایمان والوں کے لئے دعا کرنا حکم خداوندی ہے، سنت ملائکہ اور سنت انبیاء ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ جو اس اتنے بہترین عمل سے منع کرتا ہے۔ وہ کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کررہا ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ اس پر اتنی ناراضگی کا اظہار فرمارہا ہے۔

آیت قرآنی پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

(سورت مومنون آیت نمبر ۱۱۰)

ان چند آیات مقدسہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ فوت شدہ ایمان والوں کے لئے خدا کے حضور بخشش کی دعا کرنا۔ اللہ کی رضا و منشاء۔ بلکہ عین حکم کے مطابق ہے۔ اللہ کی نورانی مخلوق فرشتے۔ جو کہ فرقہ بندیوں سے یکسر پاک ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے اللہ کے حضور ایمان والوں کی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ انبیاء کرام کا بھی یہی طریقہ ہے۔ بلکہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم فرمایا ہوا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات ۔

(سورت محمد آیت نمبر ۱۹)

نیز اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ وہ جب اپنے لئے دعا کرتے ہیں تو ساتھ پہلے ایمان والوں کے لئے بھی خدا کے حضور بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ ایمان والو۔ میرے حضور دعا کرنے کا کوئی خاص وقت بھی مقرر نہیں ہے۔ جب چاہو دعا کرو۔ میں ہر وقت تمہاری دعاؤں کو سنتا بھی ہوں اور قبول بھی فرماتا ہوں۔ بلکہ اپنی عادت کریمی کا بھی اعلان مر

Marfat.com

دیا۔ کہ مجھے وہ بندہ ہی اچھا لگتا ہے جو مجھ سے دعا کرے۔ اور جو میرے حضور دعا نہ کرے۔ میں اس سے سخت ناراض ہوتا ہوں۔ بلکہ اسے لپٹ جانے والا عذاب دوں گا۔ (اعاذنا اللہ عنہ) تو جب جنازہ کے بعد دعا کرنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا۔ اللہ کے رسول نے منع نہیں فرمایا۔ صحابہ کرام، تابعین عظام، اتباع تابعین اور ائمہ کرام سے اس کی ممانعت کا کوئی ایک بھی ثبوت نہیں۔ تو پھر آخر یار لوگ اس سے کیوں منع کرتے ہیں۔ فالی اللہ مشتکی۔

مشرکوں اور کافروں کے لئے دعا نہ کرو

ہاں۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فوت شدگان کے لئے دعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اگر کوئی اس کے مطابق منع کرتا ہے۔ تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ وہ تو عین حکم قرآنی کے مطابق ہوگا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم۔

(سورت توبہ آیت نمبر ۱۱۳)

یعنی۔ نہ تو نبی کریم ﷺ ہی کی یہ شان ہے کہ وہ مشرکوں (کافروں) کے لئے خدا کے حضور بخشش کی دعا کریں۔ اور نہ ہی کسی ایمان والے کو یہ بات جائز ہے۔ اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ جبکہ انہیں معلوم ہو چکا ہو کہ وہ پکے دوزخی ہیں۔

تو جس کو یہ پختہ یقین ہو کہ اس کا مرنے والا واقعی (بے ایمان اور) پکا دوزخی ہے۔

Marfat.com

اسے واقعی اس کے لئے دعا نہیں کرنی چاہیے۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔جس کو مؤمن سمجھتے ہو۔اس کے لئے حکم خداوندی کے مطابق ضرور دعا کرو۔اور اس کا اسے فائدہ بھی پہنچے گا۔اور جسے تم بے ایمان سمجھتے ہو اس کے لئے حکم خداوندی کے مطابق بالکل دعا نہ کرنا۔ورنہ گناہ گار ہو گے۔

للعاقل تکفیہ الاشارۃ

ایک آیت کا غلط مفہوم

اور اگر کوئی کج فہم اس غلط فہمی کا شکار ہو کہ جی۔قرآن میں آتا ہے کہ لیس للانسان الاماسعی۔یعنی آدمی کو صرف وہی ملے گا۔جو اس نے خود عمل کیا ہو۔

تو گذارش ہے۔پھر تو جھگڑا ہی ختم۔مر گیا مردود۔نہ جنازہ نہ درود۔جب کسی دوسرے کی دعا سے اسے کوئی فائدہ ہی نہیں پہنچتا۔تو پھر تو جنازہ سے بھی گیا۔

کیونکہ جنازہ بھی تو ایک دعا ہے۔اور وہ بھی دوسرے لوگ کر رہے ہیں۔میت خود تو اپنا جنازہ نہیں پڑھ سکتی۔اور پھر چلو جنازہ کے بعد کی دعا نہ مانگی جائے گی۔لیکن بعد دفن قبر پر دعا کے تو یار لوگ بھی قائل ہیں۔

کیا وہ دعا اس آیت کی زد میں نہیں آتی؟ آخر کیوں؟ اور جو صحاح ستہ وغیرہم کی احادیث مقدسہ دعا کے فائدے پر نص ہیں۔ان کا کیا جواب ہوگا۔کیا وہ احادیث مقدسہ معاذ اللہ قرآن مجید کے خلاف ہیں۔مثلا

☆ تقریبا تمام کتب احادیث میں ہے۔بالخصوص صحاح ستہ میں التحیات کے بیان میں ہے۔کہ جب کوئی بندۂ مومن "وعلی عباداللہ الصالحین" پڑھتا ہے تو

Marfat.com

''اصابت کل عبدالله صالح فی السماء والارض۔

(بخاری صفحہ ۱۱۵، ۱۶۵، مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۷۳، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۳۸، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۳۹، نسائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۴۔ اور ابن ماجہ صفحہ ۶۴ وغیرہ)

یعنی زمین و آسمان میں جو کوئی بھی بندہ صالح ہوتا ہے۔ اس کو التحیات پڑھنے والے کا سلام (دعا) پہنچ جاتا ہے۔

کیوں جناب۔ نمازی کا یہ سلام پڑھنا۔ اور اس کا ہر بندۂ مومن کو پہنچ جانا۔ یہ ''ماسعیٰ'' کے خلاف تو نہیں ہے۔

مرنے کے بعد بھی تین ثواب جاری

☆ نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ مرنے کے بعد انسان کے اعمال (کے ثواب کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے۔ لیکن تین چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی میت کو پہنچتا رہتا ہے۔ ان میں سے پہلا صدقہ جاریہ ہے۔ اور دوسرا لوگوں کو فائدہ دینے والا علم، اور ولد صالح یدعو له۔

(باختلاف الفاظ مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۱، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۶۵، ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۴۲، نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، ابن ماجہ صفحہ ۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۹۹، ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۵، کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۶، از محمد اقبال کیلانی ولد مولوی ادریس کیلانی۔ بھتیجا مولوی اکرام اللہ کیلانی (بزعم خود اہلحدیث) بحوالہ صحیح ابن حبان وطبرانی، کتاب الجنائز مذکورہ صفحہ ۱۰۵، بحوالہ صحیح ابن خزیمہ وبیہقی)

Marfat.com

اور تیسری۔اس کی نیک اولاد۔ جو اس کے لئے اس کے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے

دو تین دن بعد مل کر فوت شدہ کے لئے دعا کرنا

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے دو یا تین دن بعد (حدیث میں اسی طرح ہے) تمام موجود صحابہ کرام علیھم الرضوان کو فرمایا۔ صحابہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے خدا کے حضور سب مل کر بخشش کے لئے دعا کرو۔

(مسلم جلد۲ صفحہ ۶۸ وغیرہ)

☆ان ابن عمر رضی اللہ عنہما اراد ان لا ینکح فقالت لہ حفصۃ تزوج. فان ولدک ولد فعاش من بعدک دعوالک۔

(سنن الکبری بیہقی جلد۷ صفحہ۹ وغیرہ)

یعنی جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما شادی نہیں کرنا چاہتے تھے۔آپ کی ہمشیرہ محترمہ المؤمنین جنابہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

بھائی جان شادی کرلو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا فرمائے گا۔ اور وہ آپ کے وصال کے بعد آپ کے لئے کیا دعا کرے گا۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کا جنت البقیع کی طرف تشریف لے جانا۔ اور قبرستان والوں کے لئے دعاء مغفرت فرمانا۔ اور صدیقہ کائنات ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عرض پر آپ ﷺ کا فرمانا۔ فان جبریل اتانی... فقال ان ربک یأمرک ان تأتی اھل البقیع فتستغفر لھم...الخ۔

Marfat.com

(مسلم جلد ا صفحہ ۳۱۰، رواہ احمد وغیرہ، کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۱۰۷)

کہ میرے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل بقیع کی لئے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے میں اہل بقیع کے لئے دعا کرنے کے لئے جنت البقیع میں گیا ہوا تھا۔

☆ ما الميت في القبر الا كالغريق المتغوث. ينتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق .فاذ الحقته كان احب اليه من الدنيا وما فيها . ان الله تعالىٰ ليدخل من دعاء اهل الارض الى اهل القبور امثال الجبال. ان هدية الاحياء الى الاموات الا ستغفار لهم۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان، مشکوۃ صفحہ ۱۹۸، کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۱۰۸)

یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قبر میں میت کی مثال ڈوبتے ہوئے۔ فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے۔ جو اپنے ماں، باپ، بھائی یا کسی بھی عزیز کی دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اسے کسی کی طرف سے کوئی دعا پہنچتی ہے۔ تو وہ دعاء اسے دنیا جہان کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ بے شک اہل دنیا کی دعا سے اللہ تعالیٰ اہل قبور کو پہاڑوں کے برابر اجر عطا فرماتا ہے۔ اور مردوں کے لئے زندوں کا بہترین تحفہ ان کے لئے استغفار کرنا ہی ہے۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه عن رسول الله ﷺ قال ان الله ليرفع العبد الدرجة فيقول انی لی هذه الدرجة فيقول بدعاء ولدك لك ۔

(مسند امام احمد جلد ۲ صفحہ ۱۵۰، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۷۹، مشکوۃ

Marfat.com

صفحہ ۱۹۸، فوائد سلفیہ صفحہ ۱۹۸، کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۱۰۸)

کہ اللہ عز وجل جنت میں (ایک) نیک آدمی کا درجہ بلند فرماتا ہے۔ تو آدمی عرض کرتا ہے یا اللہ۔ یہ درجہ مجھے کیسے حاصل ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کی ہے۔

☆ ان الربیع بنت النضر اتت النبی ﷺ وکان ابنها حارثة بن سراقة کان اصیب یوم بدر اصابه سهم غرب فاتت رسول الله ﷺ فقالت اخبرنی عن حارثة لئن کان اصاب خیرا احتسبت وصبرت. وان لم یصب الخیر اجتهدت فی الدعاء .. الخ۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۴۷)

یعنی جناب حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدر میں شہید ہو جانا۔ آپ کی والدہ کا حضور ﷺ سے انکا انجام پوچھنا اور عرض کرنا کہ ارشاد فرمائیں۔ اگر آخرت میں ان کا حال اچھا نہ ہو تو میں ان کے لئے دعا میں زیادہ کوشش کروں۔

قبر والے کو کسی کے ذکر اذکار سے فائدہ پہنچنا

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزرنا۔ ان دونوں کے عذاب قبر اور ان میں سے ہر ایک کے عذاب قبر کے سبب کو بھی بیان فرمانا۔ پھر ان دونوں قبروں پر تازہ کھجور کی ایک ایک شاخ رکھنا۔ اور فرمانا انشاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ شاخیں خشک نہیں ہوں گی (ان کے ذکر کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف فرمائے گا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ مر رسول الله ﷺ علی قبرین

Marfat.com

فقال اما انهما ليعذبان. وما يعذبان من كبير. اما احد هما فكان يمشي بالنميمة . واما الآخر فكان لا يستتر من بوله. فدعا بعسيب رطب فشقه باثنتين ثم غرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا ثم قال لعله ان يخفف مالم ييبسا۔

(بخاری صفحہ ۳۵، ۱۸۱، ۸۹۴، ۹۱۷، مسلم جلد ا صفحہ ۱۴۱، جلد ۲ صفحہ ۴۱۸، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۱۱، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۲۵۵ وغیرہ)

شارح مسلم امام نووی علیہ الرحمہ اس حدیث شریف کے تحت لکھتے ہیں۔

واستحب العلماء قراء ة القرآن عند القبر لهذا الحديث لانه اذا كان يرجى التخفيف بتسبيح الجريد فبتلا وة القرآن اولى والله اعلم۔

(نووی بر مسلم جلد ا صفحہ ۱۴۱)

کہ جب ایک ٹہنی کی تسبیح کی وجہ سے عذاب قبر میں کمی ہوتی ہے تو (ایک بندۂ مومن کے) قرآن پاک پڑھنے سے تو بدرجہ اولی صاحب قبر کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اسی لئے علماء کرام قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنے کو مستحب فرماتے ہیں۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میت کو دفن کر لینے کے بعد قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر سورت بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف کھڑے ہوکر سورت بقرہ کی آخری آیات پڑھو۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

عن عبدالله بن عمر قال سمعت النبی ﷺ يقول اذامات احدكم فلا تحسوه واسرعوا به الى قبره واليقرأ (اى بعد الدفن) عند رأسه فاتحة البقرة وعند رجليه بخاتمة البقرة۔

Marfat.com

(مشکوۃ صفحہ ۱۴۱، رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

☆ ابتداء سورت بقرہ ۔یعنی الم سے مفلحون تک اور خاتمہ سورت بقرہ کا ۔یعنی آمن الرسول سے آخر سورت تک مراد ہے۔

☆ محدث اہلحدیث لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ قبروں کی زیارت کے وقت سورت فاتحہ۔سورت قل اعوذ برب الفلق ۔سورت قل اعوذ برب الناس اور سورت اخلاص پڑھنی چاہیے۔اور موتی کو اس کا ثواب بخشنا چاہیے۔

(مفتاح البرکات شرح مشکوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۷۶،
مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل جامع مسجد اہلحدیث باغ والی)

ایک عظیم یادداشت (مناظرہ فاتحہ خلف الامام)

یاد رہے یہ وہی باغ والی مسجد ہے جس میں سلطان المناظرین **حضرت علامہ پروفیسر محمد سعید احمد اسعد** صاحب مدظلہ فیصل آبادی نے ۔ بزعم خود اہلحدیث ۔حضرات سے مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر کامیاب مناظرہ فرمایا تھا۔جس میں اللہ تعالیٰ نے اہلسنّت و جماعت کو عظیم الشان فتح عنایت فرمائی تھی ۔اور وہابی حضرات کو ذلت آمیز شکست فاش ہوئی تھی۔

بلکہ آپ نے وہاں بمع اپنے تمام احباب کے کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام بھی پڑھا اور پھر ایک باوقار فاتح بن کر دعا فرما کر مسجد سے باہر تشریف لائے تھے۔فالحمد لله علی ذالک ۔آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں مارکیٹ میں عام دستیاب ہیں۔ دیکھنے کا مزہ علیحدہ ہی ہوتا ہے ایک بار ضرور دیکھیں۔اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

Marfat.com

دعا بعد نماز جنازہ کا بیان

نماز کے فوراً بعد دعا کرنا

ارشاد خداوندی ہے۔ یاایھاالذین آمنوا استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ۔یعنی اے ایمان والو مدد چاہو تم (اللہ تعالیٰ سے) صبر کر کے اور نماز پڑھ کر"

(سورت بقرہ آیت نمبر ۱۵۳)

نیز فرمایا۔ و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ ۔

اور مدد چاہو تم (اللہ تعالیٰ سے) صبر کر کے اود نماز پڑھ کر"

(سورت بقرہ آیت نمبر ۴۵)

ان آیات جلیلہ سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل، پریشانی، بلا، وبا یا مصیبت آن پڑے تو منشائے خداوندی یہ ہے کہ آدمی مصیبت پر صبر کرے (کوئی غیر شرعی کام یا ناشکری کا کلمہ زبان پر نہ لائے) اور نماز پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر دعا کرے۔

صحاح ستہ کی حدیث

جیسا کہ صحاح ستہ کی حدیث میں خود جناب رسول اللہ ﷺ نے ضریر البصر صحابی کو حکم فرمایا تھا کہ جا۔ اور وضو کر۔ پھر دو رکعت نفل پڑھ۔ پھر خدا کے حضور یہ دعا کر۔

اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی۔

Marfat.com

اللھم فشفعه فی۔

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰)

اس صحابیٔ رسول نے آپ ﷺ کے حکم کے مطابق اسی طرح کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت اس صحابی کی بینائی ٹھیک ہوگئی تھی۔

اسی طرح ان آیات جلیلہ سے دلالۃ النص کے ساتھ ثابت ہوگیا۔ کہ جب کسی کا کوئی عزیز فوت ہوجاتا ہے۔ تو چاہیے کہ وہ اس ابتلاء پر صبر کرے۔ پھر نماز (جنازہ) پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میت کی بخشش کے لئے دعا کرے۔

بار بار دعا کرنا مسنون ہے

☆ اگر کوئی کہے کہ نماز جنازہ میں جو دعا کرلی ہے۔ اب دوبارہ دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو گذارش ہے کہ دنیا میں آپ کو کسی سے کوئی کام پڑ جائے تو ایک بار کہہ کر ہی بس کرلیتے ہو۔ کہ ایک بار کہہ جو دیا۔ اب دوبارہ کیا کہنا۔ یا جب تک تمہارا کام نہ ہوجائے اس شخص کے پیچھے ہی پڑے رہتے ہو۔

جب دنیا کے کام کے لئے اتنی کوشش کی جاتی ہے۔ تو ایک مسلمان بھائی کی بخشش کے لئے دعا میں اتنی کنجوسی کیوں؟ اور پھر یہ کونسی شریعت کا قانون ہے کہ جب ایک دفعہ دعا کرچکے ہو تو اب دوبارہ دعا نہیں کرنی چاہیے۔

☆ بلکہ صحاح ستہ کی احادیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ضرور دعا مانگا کرتے تھے۔ حالانکہ نماز میں بھی کئی طرح سے دعا مانگی جاچکی ہوتی ہے۔

Marfat.com

اور جو دوست اس بات سے پریشان ہوتے ہیں کہ جی ابھی جو دعا مانگی ہے۔ پھر دوبارہ دعا مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو گذارش ہے کہ دوبارہ دعا مانگنے پر شرعی طور پر ممانعت کہاں آئی ہے۔ آپ تو دوبارہ دعا پر پریشان ہو رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ تو ایک ہی وقت میں تین تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیا کرتے تھے۔

(مسلم شریف وغیرہ)

لہٰذا بار بار دعا مانگنا ناجائز نہیں۔ بلکہ یہ تو سنت سے ثابت ہو گیا۔ اور یہ حدیث بھی قولی ہے۔ اور امر ہے۔ جو اکثر وجوب پر ہی دلالت کیا کرتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز جنازہ کے فوراً بعد ضرور دعا کرنی چاہیے۔

☆ نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا فرمان وحی نشان بھی ہے کہ "فرض نمازوں کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے"۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن ابی امامة قال قیل یا رسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع . قال جوف اللیل الآخر و دبر الصلوٰات المکتوبات . ھذا حدیث حسن۔

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

نیز امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور چونکہ نماز جنازہ بھی ایک فرض (کفایہ) نماز ہے۔ لہٰذا اس کے فوراً بعد کی گئی دعا بھی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور درجہ قبولیت حاصل کرے گی۔

اجتماعی دعا کرنا

اور سب کو مل کر دعا کرنی چاہیے۔ کیونکہ انفرادی دعا کے مقابلہ میں اجتماعی دعا۔ قبولیت

Marfat.com

کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ جیسا کہ "آمین" وغیرہ کی احادیث سے واضح ہے۔

(تقریبا تمام کتب احادیث)

☆ نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جس امام نے صرف اپنے لئے دعا کی۔ اس نے قوم کے ساتھ خیانت کی۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ باب ماجاء فی کراھیة ان یخص الامام نفسه بالدعاء . عن ثوبان عن النبی ﷺ لا یحل لامرئ ان.... یوم قوما فیخص نفسه بدعوة دونهم. فان فعل . فقدخانهم... الخ۔

(ترمذی جلد اصفحہ ۴۷، ابن ماجہ صفحہ ٦٦ وغیرہ)

نوٹ:۔ اس کے متعلق مزید تفصیل نماز کے بعد اجتماعی دعا کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دعا میں ہاتھ اٹھانا

☆ اور دعا کرتے وقت ہاتھ بھی اٹھانے چاہییں۔ امام بخاری نے "دعا میں ہاتھ اٹھانے کا بیان" کے الفاظ کے ساتھ ابواب دعا میں باقاعدہ طور پر باب باندھا ہے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

☆ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ "بے شک تمہارا رب بڑا کرم کرنے والا اور شرم رکھنے والا ہے۔ وہ اپنی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے والے کو خالی ہاتھ لوٹا دینا پسند نہیں فرماتا۔ روایت کے الفاظ ہیں۔

عن سلمان الفارسی عن النبی ﷺ قال ان اللہ تعالیٰ حیی کریم یستحیی اذا رفع الرجل الیه یدیه ان یردهما صفرا. خائبتین۔

Marfat.com

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۰۹، ابن ماجہ صفحہ ۲۸۱، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ وغیرہ)

ہر فرض نماز کے بعد دعا کرنا

☆ نیز ارشاد خداوندی ہے۔"فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب"۔

(سورت انشراح آیت نمبر ۸۔۷)

ترجمہ: اور اے محبوب ﷺ جب آپ (فرض) نماز سے فارغ ہوں۔تو دعا میں کوشش کیا کریں۔اور اپنے رب کی طرف رغبت کریں۔

اس آیت سے بھی صاف صاف معلوم ہو گیا۔کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر اسی وقت، اور اسی جگہ عاجزی اور تضرع سے اللہ کے حضور سچے دل سے دعا کرنا چاہیے۔

☆ امام بیضاوی اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

فاذا فرغت من الصلوٰۃ فانصب بالدعاء۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۸۰۳ مطبوعہ بیروت)

یعنی جب تو نماز سے فارغ ہو جائے تو اس کے فورا بعد دعا کرنے میں کوشش کر۔

☆ امام یحیٰ بن زیاد الفراء علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اذا فرغت من صلاتک فانصب الی ربک فی الدعاء وارغب۔

(تفسیر معانی القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)

☆ امام عبدالرزاق صنعانی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عن قتادۃ . قال اذا فرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

(تفسیر عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۴۳۹)

Marfat.com

☆ جناب امام علی بن محمد الماوردی علیہ الرحمہ نے بھی ایک قول یہ نقل فرمایا ہے۔

فاذا فرغت من صلاتک فانصب فی دعائک ۔

(النکت والعیون جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

☆ ایک روایت میں جناب قتادہ سے اس طرح بیان ہوا ہے۔

فاذا فرغت من العبادة . فانصب فی الدعاء۔

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز صفحہ ۱۹۸۹ از امام عبدالحق بن عطیہ اندلسی)

☆ علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس . فاذا فرغت من صلاتک فاجتهد فی الدعاء ۔

(تفسیر مدارک التنزیل)

☆ علامہ علی بن محمد الخازن شافعی بھی جناب ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں۔

اذا فرغت من الصلوٰة المکتوبة فانصب الی ربک فی الدعاء ۔

(تفسیر لباب التاویل)

☆ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ فرض نمازوں کے فورا بعد دعا میں کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ الفاظ قرآنیہ سے یہی مستفاد ہو رہا ہے۔ کہ ایک عبادت کو دوسری کے ساتھ ملا دے۔ ان کو علیحدہ علیحدہ نہ کرے۔

(تفسیر کبیر جلد ۳۲ صفحہ ۷)

عبارت اس طرح ہے۔ قال قتادة و ضحاک و مقاتل اذا فرغت من الصلوٰة المکتوبة ان یواصل بین بعض العبادات وبعض ، وان لا یخلی وقتا من اوقاته منها. فاذا فرغ من عبادة اتبعها باخری ۔

Marfat.com

☆ امام آلوسی بھی نقل فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس انه قال ای اذا فرغت من الصلوٰة فانصب فی الدعاء ۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

☆ حافظ ابن کثیر نقل فرماتے ہیں۔

عن ابن عباس فاذا فرغت فانصب یعنی فی الدعاء۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۶۸۰ مطبوعہ کویت)

☆ امام قرطبی نقل فرماتے ہیں۔قال ابن عباس وقتادة فاذا فرغت من صلاتک فانصب . ای بالغ فی الدعاء وسله حاجتک۔

(تفسیر قرطبی جلد ۲۰ صفحہ ۱۰۸، مطبوعہ بیروت)

☆ معروف ومعتمد درسی کتاب تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

فاذا فرغت من الصلوٰة فانصب .اتعب فی الدعاء والی ربک فارغب۔

(تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۲، مطبوعہ اصح المطابع کراچی)

☆ مذکورہ بالا عبارت کے حاشیہ میں ہے۔

اتعب فی الدعاء . فان الدعاء بعد الصلوٰة مستجابة کذاهو المأثور عن ابن عباس وقتاده والضحاک ومقاتل۔

(حاشیہ نمبر ۲۴، تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۲)

☆ امام احمد بن محمد الصاوی مالکی فرماتے ہیں۔

الی ربک فارغب. ای اجعل رغبتک الی ربک الذی احسن الیک بفضائل النعم فی جمیع احوالک۔

Marfat.com

(تفسیر صاوی علی الجلالین جلد۴ صفحہ۳۱۴)

☆ مفسر قرآن علامہ محمود زمخشری بھی نقل فرماتے ہیں۔

وعن ابن عباس. فاذا فرغت من صلاتک فاجتهد فی الدعا۔

(تفسیر کشاف جلد۴ صفحہ ۲۹۷، تفسیر ابی سعود جلد۶ صفحہ۴۴۴)

☆ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس کی طرف سے ہدیۃ شائع ہونے والا۔ مولانا محمد جوناگڑھی اہلحدیث کے ترجمے اور مولانا صلاح الدین یوسف اہلحدیث کے تفسیری حواشی والے قرآن پاک میں اس آیت کے تحت لکھا گیا۔

فاذا فرغت۔ یعنی نماز سے (یا تبلیغ سے یا جہاد سے) تو دعا میں محنت کر۔

(مترجم اردو قرآن مجید صفحہ۱۷۲۹ مطبوعہ سعودی عرب)

☆ نیز جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

اذا فرغت من الصلاة المكتوبة فانصب (الی ربک) فی الدعاء۔

(تنویر المقیاس علی درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۲۱،

تفسیر حدائق الروح والریحان جلد۳۲، صفحہ۱۱۶)

☆ امام ضحاک علیہ الرحمہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ فاذا فرغت . قال من الصلوٰة المكتوبة . والی ربک فارغب فی المسألة والدعاء۔

(تفسیر ضحاک جلد۲ صفحہ۹۷۷ مطبوعہ قاہرہ)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ الفاظ منقول ہیں۔

الی ربک فارغب . فارغب الیه فی دعاءک۔

(تفسیر ماوردی جلد۶ صفحہ۲۹۹)

Marfat.com

☆ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

قال اذا فرغت من الصلاة فانصب فی الدعاء واسأل الله وارغب الیه۔

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

☆ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔فاذا فرغت . قال من الصلوٰة المکتوبة. والی ربک فارغب . فی المسئلة والدعاء۔

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ فاذا فرغت من الصلوٰة فانصب الی الدعاء والی ربک فارغب فی المسئلة

(تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۶۵)

☆ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں۔

اذا فرغت من العبادة فانصب فی الدعاء۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۸۲۶)

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

یقول فی الدعاء . ویقول فاذا فرغت مما فرض علیک من الصلوٰة فاسأل الله وارغب الیه وانصب له۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

☆ جناب قتادہ کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

فاذا فرغت من صلاتک فانصب فی الدعاء۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۱)

Marfat.com

☆ جناب قتادہ علیہ الرحمہ کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

قال امرہ اذا فرغ من صلاتہ ان یبالغ فی دعاءہ ۔

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ابن جریر جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۲)

☆ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فاذا فرغت من الصلوٰۃ المفروضۃ علیک فانصب فی الدعاء۔

(لطائف الارشاد۔ تفسیر قشیری جلد ۳ صفحہ ۴۳۳)

یعنی ہر فرض نماز سے فارغ ہو جانے کے فوراً بعد اللہ کے حضور دعا مانگ لینی چاہیے۔

ایک مسلم قانون سے جنازہ کے فوراً بعد دعا کا ثبوت

اس آیت میں بھی اور آئندہ حدیث میں بھی نماز اور دعا کو ''فاء تعقیبیہ'' سے ملایا گیا ہے، حدیث شریف ہے ''جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے فوراً بعد اس کے لئے اخلاص کے ساتھ دعا کیا کرو''

(ابوداؤد جلد صفحہ ،مشکوۃ صفحہ)

اور یہ ایک مسلم اصول ہے۔ الفاء للوصل والتعقیب۔

(نور الانوار صفحہ ۱۱۹، اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام صفحہ ۱۵۱ مطبوعہ کویت)

(یعنی الفاء للتعقیب بلا مھلۃ)۔ یعنی فاء۔ فوراً بعد کے کام پر دلالت کرتی ہے۔ اس طرح کہ پہلے کام اور بعد والے کام میں کوئی فاصلہ نہ ہو۔ بلکہ دونوں کام یکے بعد دیگرے متصل ہوں۔

ایک شبہ کا ازالہ

Marfat.com

اور اگر کوئی دوست اذا کے ماضی پر داخل ہونے کی وجہ سے یہ معنی کرنا چاہے۔ کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھنے لگو۔ یا پڑھو۔ تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کیا کرو۔

تو پھر اس آیت قرآنی کا کیا معنی بنے گا۔ **اذا طعمتم فانتشروا۔**

(سورہ احزاب آیت نمبر ۵۳)

ہمارے نزدیک تو یہ معنی ہوگا۔ کہ جب تم کھانا کھا چکو۔ یعنی کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جایا کرو۔ (یہ ایک خاص واقعہ کے متعلق حکم ہے۔ ہر جگہ کے لئے نہیں) اور یار لوگوں کے مطابق اس آیت کا معنی یہ ہوگا۔ کہ جب تم کھانا کھانے لگو تو منتشر ہو جایا کرو۔ حالانکہ اس معنی کو کوئی بھی صحیح نہیں مانتا۔

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ وہی صحیح ہوگا جو ہم نے کیا ہے۔ **فافهموا واعتبروا۔**

الحمد للہ اس سے نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنا۔ اور وہ بھی اجتماعی طور پر دعا کرنا روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا۔ کہ جب آپ ﷺ کسی میت پر نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ تو چاروں تکبیریں کہہ لینے کے بعد (سلام پھیر کر) پھر میت کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

(طبرانی کبیر جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۹)

علم مصطفیٰ ﷺ کا اظہار

☆ غزوہ موتہ کے دن جناب رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی شریف میں اپنے منبر شریف پر جلوہ افروز تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میدان کارزار کو آپ ﷺ کے سامنے کر دیا۔ اور

Marfat.com

آپ ﷺ یہاں بیٹھے تمام حالات کا مشاہدہ فرمارہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اب جھنڈا (جناب) زید بن حارثہ نے پکڑ لیا ہے۔ آپ لڑتے رہے حتی کہ اب وہ شہید ہوگئے ہیں۔ **وصلی علیه ودعاله وقال استغفروا له**۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور خود بھی ان کے لئے دعا فرمائی۔ اور تمام مسلمانوں کو بھی حکم فرمایا کہ ان کے لئے دعاء مغفرت کرو۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا اب جھنڈا (جناب) جعفر بن ابی طالب نے لے لیا ہے۔ وہ لڑتے رہے۔ حتی کہ وہ شہید ہوگئے۔

پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور پھر ان کے لئے خود بھی دعا فرمائی۔ اور صحابہ کرام کو بھی ان کے لئے دعاء مغفرت کرنے کا حکم فرمایا۔

(فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۱)

یہ حدیث شریف تو اپنی وضاحت خود ہی فرما رہی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے خود بھی دعا فرمائی اور صحابہ کرام کو بھی فرمایا کہ تم بھی ان کے لئے دعاء مغفرت کرو۔

تو ظاہر بات کہ نماز جنازہ کے اندر تو آپ صحابہ کرام کو دعا کا حکم نہیں فرمارہے۔ یقیناً یہ خارج از نماز ہی تھا۔ ہاں اگر نماز جنازہ پڑھنے سے پہلے دعا کا حکم فرماتے۔ تو پھر یہ شبہ کیا جا سکتا تھا۔ کہ یہ نماز کے اندر کی دعا کے متعلق ہے۔ لیکن اس میں تو صاف صاف ہے کہ **صلی علیه**۔ آپ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ **ودعاله** پھر آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ **وقال استغفروا له** اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا۔ کہ تم بھی ان کے لئے دعاء مغفرت کرو۔

غالباً اب کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہ گئی ہوگی۔

Marfat.com

☆ جناب عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک جنازہ پڑھایا۔ اور چار تکبیریں کہہ لینے کے بعد (سلام پھیر کر) جتنا دو تکبیروں کے درمیان وقت ہوتا ہے۔ اتنی دیر کھڑے ہو کر میت کے لئے دعا کرتے رہے۔

پھر آپ نے فرمایا۔ کان رسول الله ﷺ یصنع فی الجنازة هكذا۔

(مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۵۶، فتح الربانی جلد ۷ صفحہ ۱۳۶)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی نماز جنازہ میں ایسا ہی کیا کرتے تھے (یعنی چاروں تکبیریں کہہ کر سلام پھیر کر پھیر وہیں کھڑے ہو میت کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے)

☆ جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھی۔

ثم قال اللهم اعذه من عذاب القبر۔

(سنن الکبری بیہقی جلد ۴ صفحہ ۹)

پھر (نماز جنازہ سے فارغ ہو کر) آپ نے دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ اس شخص کو عذاب قبر سے محفوظ و مامون رکھنا۔

نوٹ:۔ لفظ ثم۔ افعال کے تغائر پر دلالت کرتا ہے۔ اور تراخی کے لئے آتا ہے۔ مثلا قرآن مجید میں ہے۔ فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیه ترجعون۔

(سورت بقرہ آیت نمبر ۲۸)

یعنی پس تم کو زندہ فرمایا۔ پھر وہی تمہیں مارے گا۔ پھر وہی تمہیں (دوبارہ) زندہ فرمائے گا۔ پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ۔ پیدا ہونا۔ مرنا۔ قیامت کو جی اٹھنا اور خدا کے حضور حاضر ہونا۔ یہ سب ایک ہی وقت کے ایک ہی افعال ہیں یا مختلف اوقات کے مختلف افعال ہیں۔ یقیناً کوئی عقل منداز ن اس بات سے

Marfat.com

انکار نہیں کرسکتا۔ کہ ان باتوں میں تغائر زمانی بھی ہے اور مکانی بھی۔

انسان پیدا ہوتا ہے۔ پھر بعض افراد سینکڑوں سال زندہ رہ کر فوت ہوتے ہیں۔ پھر بعض لوگ لاکھوں سال قبروں میں رہ کر دوبارہ جی اٹھیں گے۔ پھر کافی مدت کے بعد ان کی خدا تعالیٰ کے حضور پیشی ہوگی۔ اس مشتے از خروارے۔ مثال قرآنی سے ثابت ہو گیا کہ جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نماز جنازہ کے بعد علیحدہ ہی دعا فرمائی تھی۔

سیدنا علی المرتضیٰ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ

☆ جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ پڑھا جا چکا تھا۔ کہ جناب عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچے۔ تو آپ نے دور ہی سے آواز دی۔

ان سبقتمو نی بالصلوٰۃ علیه فلا تسبقونی بالدعاء له ۔

(کتاب المبسوط از امام سرخسی جلد ۲ صفحہ ۶۷
طبع بیروت، فتح اللہ المعین جلد ۱ صفحہ ۳۵۲)

یعنی لوگو۔ اگر میرے آنے سے پہلے تم آپ پر نماز جنازہ پڑھ چکے ہو تو (ذرا ٹھہر جاؤ اور مجھے بھی شامل ہو لینے دو) اور میرے آنے سے پہلے دعا بھی نہ کر لینا۔

اس روایت سے بالکل صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ صحابہ کرام نماز جنازہ کے بعد اجتماعی طور پر میت کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

☆ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس اور جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا

Marfat.com

طریقہ بھی یہی تھا۔ کہ اگر آپ کسی جنازے پر جاتے۔ اور آپ کے پہنچنے سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہوتی۔ تو آپ میت کے لئے صرف دعا کر کے واپس آجاتے تھے۔ (دوبارہ اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے)

(کتاب المبسوط جلد ۲ صفحہ ۶۷)

☆ ایک روایت میں چند الفاظ زائد ہیں۔ کہ جناب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگر کسی جنازے کے لئے جاتے۔ اور آپ کے پہنچنے سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہوتی۔ تو آپ دوبارہ نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ بلکہ (لوگوں کے ساتھ مل کر) صرف میت کے لئے دعا کرتے اور واپس چلے جاتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۳ صفحہ ۵۱۹، مطبوعہ بیروت لبنان)

☆ جناب عمیر بن سعید بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں جناب یزید بن مکفف کا جنازہ پڑھا۔

فکبر علیه اربعا ثم مشی حتی اتاه فقال اللهم... الخ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۳۳۱)

آپ نے جنازہ پر چار تکبیریں کہیں۔ پھر (یعنی نماز جنازہ سے فارغ ہو کر) آپ چل کر میت کے پاس تشریف لے گئے۔ اور میت کے لئے دعا کی۔

غالباً اب کسی مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہوگی۔ کیونکہ چل کر میت کے پاس جانا۔ یہ تو نماز جنازہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ دوران نماز تو چل کر میت کے پاس جانا۔ یہ تو ناممکن بات ہے۔ فافھموا یا اولی الابصار۔ واعتبروا یا اولی الالباب۔

Marfat.com

میت کی طرف سے صدقہ

جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں تو آپ نے حضور ﷺ سے عرض کی آقا ﷺ۔ اگر میں اپنی فوت شدہ والدہ کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا انہیں فائدہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ضرور پہنچے گا۔ روایت کے الفاظ ہیں

ان سعد بن عبادة... قال يا رسول الله ﷺ ان امي توفيت وانا غائب عنها . اينفعها شيئ ان تصدقت عنها . قال نعم . قال فاني اشهدك ان حائطي المخراف صدقة عليها ۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۸۶، ۳۸۸ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۴۲)

☆ نیز یہی واقعہ بخاری اور مسلم دونوں کتابوں میں بھی موجود ہے۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۸۷، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۱)

☆ ایک روایت اس طرح ہے۔

ان رجلا قال للنبي ﷺ ان امي افتلتت نفسها واراها لو تكلمت تصدقت . افأ تصدق عنها قال نعم تصدق عنها ۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۶)

یعنی ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ آقا ﷺ میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ کرتیں تو کیا میں اپنی فوت شدہ ماں کی طرف سے صدقہ کروں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ تو اس کی طرف سے (اس کے نام پر) صدقہ کر۔

Marfat.com

☆ ایک روایت میں جناب سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی فوت شدہ والدہ کی طرف سے منت کے پورا کرنے کا مسئلہ پوچھنا بیان کیا گیا ہے۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ **فقال ان امی ماتت وعلیھا نذر فقال اقض عنھا۔**

(بخاری شریف جلد اصفحہ ۳۸۷)

☆ ایک روایت میں ایک عورت کا اپنی فوت شدہ والدہ کے لئے صدقہ کرنے کا مسئلہ پوچھنا اور آپ ﷺ کا اجازت عطا فرمانا بیان کیا گیا ہے۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۴۲)

☆ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ آقا ﷺ۔ میرا باپ فوت ہو گیا ہے۔ اب اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ تو کیا اسے ثواب پہنچے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں پہنچے گا۔

☆ روایت مسلم کے الفاظ ہیں۔ **ان رجلا قال للنبی ﷺ ان ابی مات وترک مالا ولم یوص فھل یکفر عنه ان تصدق (اتصدق) عنه قال نعم**

(رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۱،

وکتاب الجنائز کیلانی اہل حدیث صفحہ ۱۰۶)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ سے جناب عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا ﷺ میرے والد نے ۱۰۰ اونٹ قربان کرنے کی منت مانی تھی۔ (لیکن وہ نذر پوری کئے بغیر ہی فوت ہو گیا) میرے بھائی نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے ہیں۔ اپنے حصے کے باقی پچاس اونٹ۔ اپنے باپ کی طرف سے میں ذبح کر دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا۔ تو پھر اگر تو اس کی طرف

Marfat.com

سے صدقہ کرتا یا روزہ رکھتا۔ تو اس کا ثواب اسے مل جاتا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ان العاص بن وائل اوصی ان یعتق عنه مأة رقبة فاعتق عنه هشام خمسين رقبة فاراد ابنه عمر و ان يعتق عنه الخمسين الباقية فقال حتى اسأل رسول الله ﷺ فاتى النبى ﷺ فقال يا رسول الله ﷺ ان ابى اوصى بعتق مأة رقبة وان هشاما اعتق عنه خميسن وبقيت عليه خمسون رقبة افا عتق عنه فقال رسول الله ﷺ لو كان مسلما فاعتقم عنه اوتصدقتم عنه اوحججتم عنه بلغه ذالک۔

(ابو داؤد جلد۲ صفحہ۴۳، مشکوٰۃ صفحہ۲۵۸، رواہ احمد کتاب الجنائز کیلانی اہلحدیث ۱۰۵)

صدقہ پر میت کا نام لینا

جناب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضور ﷺ نے صدقہ کی اجازت دی۔ تو انہوں نے عرض کی آقا ﷺ۔ کون سا صدقہ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی پلانا۔

(رواہ احمد والنسائی، کتاب الجنائز صفحہ ۱۰۷)

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اور فرمایا۔

هذه لام سعد۔ (یہ سعد کی ماں کے نام کا کنواں ہے)۔

(ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۳۶، نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۱)

روایت کے الفاظ ہیں۔

عن سعد بن عبادة انه قال يا رسول الله ﷺ ان ام سعد ماتت فاى

Marfat.com

الصدقة افضل. قال الماء . قال فحفر بيرا. وقال هذه لام سعد۔ یعنی اس کنویں سے جو بھی ثواب حاصل ہوگا۔وہ سعد کی ماں کے نام ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔معلوم ہوا کہ جس کے نام پر ایصال ثواب کرنا ہو۔اس چیز پر اس فوت شدہ کا نام بھی لیا جا سکتا ہے۔جیسے سعد کی ماں کا کنواں،غوث پاک کا بکرا،غوث پاک کی گیارہویں وغیرہ۔ فافهموا ۔

نذر عن المیت

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آقا ﷺ ۔میری ماں نے نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کیے بغیر ہی فوت ہوگئی ہے۔کیا میں ان کی طرف سے نذر پوری کروں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔تم اپنی ماں کی طرف سے اس کی مانی ہوئی نذر پوری کردو۔روایت کے الفاظ ہیں۔استفتی سعد بن عبادة رسول الله ﷺ في نذر كان على امه توفيت قبل ان تقضيه قال رسول الله ﷺ فاقضه عنها۔

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۴،رواہ البخاری و مسلم و ابو داؤد و النسائی والترمذی وصحہ البیہقی کتاب الجنائز کیلانی اہل حدیث صفحہ ۱۰۸)

☆ ایک مرتبہ ایک مرد نے اور ایک مرتبہ ایک عورت نے عرض کی آقا ﷺ ۔میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمہ نذر کے روزے تھے۔کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔تو اپنی فوت شدہ ماں کی طرف سے نذر کے روزے رکھ لے۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ان امی ماتت وعلیها صوم شهر افا قضیه عنها . قال نعم ، فدین الله احق ان یقضی... قالت امرأة للنبی ﷺ ماتت امی وعلیها صوم نذر۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۲)

حج عن المیت

جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک عورت نے عرض کی آقا ﷺ۔میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی۔لیکن ابھی اس نے اپنی منت پوری نہیں کی تھی کہ وہ مرگئی۔کیا میں اپنی فوت شدہ والدہ کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔روایت کے الفاظ ہیں۔

ان امرأة من جهینة جاءت الی النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فلم تحج حتی ماتت . افا حج عنها. قال حجی عنها. ارأیت لو کان علی امک دین اکنت قاضیة . اقضوا الله فالله احق بالوفا۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۲۵۰ وغیرہ)

حج عن الغیر

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کی آقا ﷺ۔میرا باپ اتنا بوڑھا ہو گیا ہے۔کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا۔(اور حج کرنا چاہتا ہے) کیا اس کی طرف سے میں حج کر سکتی ہوں۔(یعنی اس کے نام کا (حج بدل) اس کی طرف سے حج میں کروں اور اس کا ثواب میرے والد کو مل جائے) آپ ﷺ نے فرمایا۔ہاں۔تو

Marfat.com

اپنے بوڑھے باپ کی طرف سے حج کرلے (اس کا ثواب اسے مل جائے گا)۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ جاء ت امراة من خثعم عام حجة الوداع فقالت یا رسول الله ﷺ ان فریضة الله علی عباده فی الحج ادرکت ابی شیخا کبیرا. لا یستطیع ان یستوی علی الراحلة (لایثبت علی الراحلة) فهل یقضی عنه ان احج عنه. قال نعم۔

(بخاری جلد اصفحہ ۲۰۵)

قرض عن المیت

☆ جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کوئی فوت شدہ مومن جنازہ کے لئے پیش کیا جاتا۔ اور اس کے ذمہ کچھ قرض ہوتا۔ تو آپ ﷺ فرماتے تھے۔ کہ اس نے اپنے پیچھے کچھ مال چھوڑا ہے۔ جس سے اس کا قرض ادا کیا جا سکے۔ اگر تو عرض کی جاتی۔ ہاں آقا ﷺ۔ اس کا قرض ادا کرنے کے لئے پیچھے مال موجود ہے۔ تو آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھ دیا کرتے تھے۔ اور اگر مقروض میت کے پیچھے قرض ادا کرنے کے لئے کچھ مال نہ ہوتا (اور کوئی شخص اس کی طرف سے قرض کا ذمہ دار بھی نہ بنتا)۔

تو آپ ﷺ فرما دیا کرتے تھے۔ کہ تم خود ہی اپنے بھائی کا جنازہ پڑھ لو۔ جب فتوحات اسلامی ہوئیں (اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں مال غنیمت آنے لگا) تو آپ ﷺ نے اعلان فرما دیا کہ میں ایمان والوں کا ان کی جانوں (اور ان کے تمام اعزہ و اقرباء) سے بھی زیادہ مالک ہوں۔ اب اگر کوئی مقروض مومن فوت ہوا تو اس کا قرض

Marfat.com

میں ادا کیا کروں گا۔ اور مرنے والا جو بھی مال چھوڑے گا وہ اس کے وارثوں کا ہوگا۔

روایت کے الفاظ ہیں۔عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ كان يؤتى بالرجل المتوفى عليه الدين فيسأل هل ترك لدينه فضلا. فان حدث انه ترك لدينه وفاء صلى. والا قال للمسلمين صلوا علىٰ صاحبكم. فلما فتح الله عليه الفتوح .قال انا اولى بالمؤمنين من انفسهم. (فى الدنيا والآخرة بخارى جلد ١ صفحه ٣٢٣)

فمن توفى من المؤمنين فترك دينا فعلى قضاء ه .(ترمذى جلد ١ صفحه ١٢٧)ومن ترك مالا فلورثته۔

(بخاری جلد ا صفحہ ۳۰۸)

☆ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس پر کچھ قرض ہے؟ عرض کی گئی ہاں یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ کچھ اس کا مال ہے جس سے اس کا قرض ادا کیا جا سکے۔؟ عرض کیا گیا نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو پھر تم خود ہی اس پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا۔اس کا قرض میرے ذمہ آیا۔تو آپ ﷺ نے اس پر جنازہ پڑھ دیا۔

(رواہ فی شرح السنہ۔کتاب الجنائز اہلحدیث کیلانی صفحہ ۱۰۹)

☆ اس طرح کی ایک روایت جناب سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس طرح منقول ہے۔(عن ابى قتادة) ان النبى اتى برجل ليصلى عليه فقال النبى ﷺ صلوا على صاحبكم فان عليه دينا. قال ابو قتادة هو

Marfat.com

علی. فقال رسول الله ﷺ بالوفاء . فقال بالوفاء. فصلی علیه۔

(ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۱)

معلوم ہوا کہ اگر میت کے ذمہ کچھ قرض ہو۔ اور کوئی آدمی اس کے قرض کا ذمہ دار بن جائے۔ تو میت اسی وقت اس قرض سے آزاد ہو جاتی ہے۔ چاہے ابھی ادا نہ ہی کیا ہو۔

☆ اولاد کے نیک اعمال کے ثواب کے برابر ثواب نیت کیے بغیر بھی از خود ہی والدین کو بھی پہنچتا رہتا ہے۔

شہید کے لئے بھی قرض جنت سے رکاوٹ

جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک شیخ نے عرض کی۔ آقا ﷺ۔ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جنت۔ جب وہ واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں البتہ اگر تجھ پر کچھ قرض ہوا تو۔

روایت کے الفاظ ہیں۔ ان رجلا ء جاء الی النبی ﷺ فقال یا رسول الله مالی ان قتلت فی سبیل الله. قال الجنة . فلما ولی قال الاالدین. سارنی به جبریل علیه السلام انفا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۲، سنن الکبری بیہقی جلد ۴ صفحہ ۶۱، کتاب الجنائز کیلانی صفحہ ۱۰۷)

صوم عن المیت

جب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ فرضی روزے ہوں۔ تو اس کی طرف سے اس کا وارث روزے رکھ دے۔ (تو میت

Marfat.com

کے ذمہ سے یہ فرض ادا ہو جائے گا)۔

(بخاری صفحہ ۲۶۲، مسلم وابوداؤد، کتاب الجنائز کیلانی اہل حدیث صفحہ ۱۰۸)

قربانی عن المیت

زندہ یا فوت شدہ مسلمان کی طرف سے قربانی کی جائے۔ تو اسے اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والے۔ چتکبرے، خصی دو مینڈھے ذبح فرمائے۔ جب ان کو لٹایا تو۔ **انی وجهت وجهی للذی ... الخ**۔ پڑھا۔ پھر عرض کی۔ اے اللہ۔ اس قربانی کو میری طرف سے اور میری امت (کے غریب لوگوں) کی طرف سے قبول فرمالے۔

(رواہ احمد، وابن ماجہ والدارمی، ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰

کتاب الجنائز کیلانی اہلحدیث صفحہ ۱۰۹)

ایک روایت اس طرح ہے۔

انه ﷺ ضحی بکبش . فقال هذا عمن لم یضح من امتی۔

(ترمذی جلد ا صفحہ ۱۸۲)

کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا۔ اور دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ میری یہ قربانی میری امت کے ان تمام غریبوں کی طرف سے قبول فرمالے۔ جن کو قربانی کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہے۔

☆ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے ان کی زندگی میں۔ بغیر ان کی اجازت کے قربانی کی۔

Marfat.com

روایت کے الفاظ ہیں۔ قالت عائشة فدخل علينا يوم النحر بلحم بقر. فقلت ماهذا؟ فقال نحر رسول الله ﷺ عن ازواجه (ضحى رسول الله ﷺ عن نسائه بالبقر)۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳، ۲۳۱، صفحہ ۲۱۴، صفحہ ۸۳۴، مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۸۸، صفحہ ۳۸۹)

☆ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دو قربانیاں کیا کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن حنش قال رأيت عليا يضحي بكبشين فقلت له ماهذا. فقال ان رسول الله ﷺ اوصاني ان اضحي عنه .فانا اضحي عنه۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹، ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ وغیرہ)

کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود وصیت فرمائی تھی۔ پیارے علی۔ میرے وصال شریف کے بعد بھی ہمیشہ میرے نام کی قربانی دیا کرنا۔

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹)

ثابت ہوا کہ کسی بھی زندہ یا فوت شدہ شخص کی طرف سے دوسرا شخص قربانی کرسکتا ہے۔ اور اس کا ثواب۔ جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے۔ اس کو پہنچ جائے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کی طرف سے قربانی کرنی ہو اس قربانی پر اس کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ بلکہ ذبح سے پہلے اس کا نام لے کر دعا کرنا بھی سنت مصطفوی ﷺ ہے۔

نفل عن الغیر

Marfat.com

جناب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض بصرہ کے حاجیوں کو فرمایا کہ وہاں کی مسجد عشار میں جا کر دو یا چار نفل پڑھنا۔ اور کہنا کہ اس کا ثواب ابو ہریرہ کے لئے ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس کے متعلق بشارت دی ہے۔ روایت کے الفاظ ہیں۔ عن صالح بن درهم يقول انطلقنا حاجين فاذا رجل فقال لنا الى جنبكم قرية يقال لها الا بلة. قلنا نعم. قال من يضمن لى منكم ان يصلى لى فى مسجد العشار ركعتين او اربعا. و يقول هذه لابى هريرة. سمعت خليلى ابا القاسم ﷺ يقول ان الله يبعث من مسجد العشار يقوم القيامة شهداء لا يقوم مع شهداء بدر غير هم.

(ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۶، مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۰)

فيه دليل على اداء العبادات النافلة للغير۔

(حاشیہ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ حاشیہ نمبر ۳)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کوئی بھی نفلی عبادت کسی دوسرے کے لیے کی جا سکتی ہے۔

آمدم برسر مطلب

اگر آیت "ليس للانسان الا ماسعى " کے مطابق مسئلہ یہی ہے۔ کہ آدمی کو صرف وہی کچھ ملتا ہے۔ جو اس نے خود کمایا ہے۔ تو پھر۔ میت پر دوسروں کا جنازہ پڑھنا۔ قبر پر یا قبرستان میں جا کر میت کے لئے دعا کرنا، میت کے لئے قرآن خوانی کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، زندہ یا فوت شدہ شخص کی طرف سے حج کرنا، میت کی طرف سے فرضی یا نذر کے روزے رکھنا، میت کے نام پر قربانی کرنا، کسی کے نام کے یا کسی کی طرف سے

Marfat.com

نفل پڑھنا، میت کی طرف سے قرض ادا کرنا، قبر پر کئے گئے ذکر واذکار، تسبیح وتہلیل، قرآن مجید کی تلاوت کی برکت سے صاحب عذاب کے عذاب میں کمی ہونا، فرشتوں کا تمام مومنین کے لئے دعاء مغفرت کرنا، ایمان والوں کا ہمیشہ اپنے ساتھ اپنے فوت شدگان ایمان والوں کے لئے بھی دعائیں کرنا، زندوں کی دعاء سے فوت شدگان کے گناہ معاف ہونا، ان کی بخشش ہو جانا، جنت میں ان کے درجات بلند ہونا، وغیرہ وغیرہ۔ (اس کا مفصل بیان نماز جنازہ کے باب میں گزر چکا ہے)

آخر یہ سب کچھ کیا ہے؟ کیا یہ تمام کام ایک شخص یا میت کی طرف سے دوسرا آدمی نہیں کر رہا۔ شارح مسلم امام نووی نقل فرماتے ہیں۔

ذهب جماعات من العلماء الى انه يصل الى الميت ثواب جميع العبادات من الصلوٰة والصوم والقراءة و غير ذالک۔

(حاشیہ نووی بر مسلم جلد ا صفحہ ۱۳)

یعنی اکثر علماء کرام کا فتوی یہی ہے۔ کہ تمام عبادات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ نماز (نفل) ہو۔ روزہ ہو، قرآن مجید کی تلاوت ہو یا اسی طرح کی اور کوئی بھی عبادت ہو۔ سب کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اب ''ماسعیٰ'' کے کیا معنی ہوئے؟

اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے۔

(ناسخ ومنسوخ از امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری

ھامش اسباب النزول صفحہ ۲۹۴، طبع بیروت)

اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے۔

والذين آمنوا واتبعتهم ذريتهم بايمان الحقنابهم ذريتهم... الخ۔

Marfat.com

(سورت طور آیت نمبر ۲۱)

لہٰذا یا تو ایصال ثواب کا عقیدہ صحیح ماننا پڑے گا۔ یا پھر مذکورہ بالا اوران جیسی دیگر تمام آیات واحادیث کا انکار کرنا پڑے گا۔

فاعتبروا واتقوا یا اولو الالباب والابصار

غائبانہ نماز جنازہ کا بیان

قارئین کرام۔ آج کل اکثر ''غائبانہ نماز جنازہ'' کے اشتہار اور بینر آپ کی نظر سے گذرتے رہتے ہوں گے۔ بلکہ بعض جگہ وال چاکنگ کے ذریعہ سے بھی اس بات کی تشہیر کی جاتی ہے۔ کہ فلاں صاحب فلاں مقام پر ''شہید'' ہو گئے ہیں۔ لہٰذا فلاں تاریخ کوفلاں جگہ پر فلاں وقت ان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور جماعت کی فلاں نامور شخصیت ان کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھائے گی۔

اس ''غائبانہ نماز جنازہ'' کے نام پر اتنے اہتمام والتزام اوراشتہارات واعلانات کے ذریعہ سے ایک خلقت کوجمع کرنے کا ذاتی اور جماعتی اصل مقصد۔ توان اجتماعات میں شامل ہونے والوں پر خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔ کہ ہمیں یہاں جمع کرنے کا مقصد اصل میں کیا ''جمع'' کرنا تھا۔ البتہ فی الحال ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس ''غائبانہ نماز جنازہ'' کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔ کیا واقعی یہ ''سنت'' ہے؟ جناب اگر آپ تھوڑا سا ذہن پر زور دیں تو آپ کواس بات کے اقرار کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ یہ اعلانات، یہ اجتماعات اور یہ غائبانہ نماز جنازہ کا باقاعدہ طور پر پروگرام چند سال قبل ہی کی پیداوار

Marfat.com

ہے۔جس کا ثبوت نہ قرآن میں موجود ہے، نہ احادیث مقدسہ صحیحہ میں کہیں بالتصریح ثبوت موجود ہے، نہ خلفاء راشدین کے تیس سالہ ادوارِ خلافت میں کہیں کوئی اس کی نظیر ملتی ہے اور نہ ہی قرون ثلاثہ میں اس کی کوئی مثل ملتی ہے۔

حالانکہ کہا یہ جاتا ہے کہ دین صرف ''ما انا علیه و اصحابی'' تک ہی محدود ہے۔یا کوئی مزید فراخدلی کا ثبوت دے تو ''قرون ثلاثہ'' تک دیکھنے اور ماننے کی اجازت دے دے گا۔لیکن قابل غور بات تو یہ ہے کہ جس بات کا ثبوت ''ماانالیه و اصحابی'' سے بھی نہ ملتا ہو۔اور وہ باوجود مواقع فراہم ہونے اور کوئی امر مانع نہ ہونے کے ''ادوار ثلاثہ'' میں معمول بھی نہ رہا ہو۔تو آخر اچانک اب وہ کام کیسے ''مسنون'' ہو سکتا ہے۔ایسا تو بالکل نہیں ہوسکتا۔اور کوئی غیر متعصب شخص اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کر سکتا۔نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا ایک مشہور فرمان عالیشان اس طرح بھی ہے۔علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین۔

(ترمذی جلد۲ صفحہ ۹۲، ابو داؤد جلد۲ صفحہ ۲۷۹، ابن ماجہ صفحہ ۵، مستدرک امام حاکم جلد اصفحہ ۱۹۸، ابن حبان جلد اصفحہ ۱۶۵، مسند امام احمد جلد۴ صفحہ ۱۶۰، دارمی جلد ا صفحہ ۵۷، سنن الکبری بیہقی جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۴، طبرانی کبیر جلد ۱۸ صفحہ ۲۴۵، شعب الایمان بیہقی جلد۶ صفحہ ۶۷، مشکوٰۃ صفحہ ۳۰ وغیرہ)

کہ اے لوگو۔تم پر (ہمیشہ ہمیشہ) میرے طریقے اور خلفاء راشدین (علیہم الرضوان) جو کہ ہدایت یافتہ ہیں۔کے طریقے پر عمل کرنا لازم ہے۔

اور یہ غائبانہ نماز جنازہ۔خلفاء راشدین علیہم الرضوان سے بھی کہیں بھی۔کسی ضعیف،

Marfat.com

غریب، مجروح، شاذ بلکہ منکر اور موضوع حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے۔

پھر یہ جائز اور سنت کیسے ہوسکتا ہے۔ جب کہ سنت کی تعریف یہ ہے

''ماواظب علیه مع ترک بلا عذر سنة''

(ردالمختار جلد ۱ صفحہ ۸۷)

یعنی سنت اس کام کو کہا جائے گا۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ اور کبھی کبھار بلاعذر چھوڑ بھی دیا ہو۔ اور یہ بات یہاں مفقود ہے۔

اور مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ اپنے ''شہداء'' کے غائبانہ نماز جنازہ کے علمبردار وہ حضرات بنے ہوئے ہیں۔ جن کے نزدیک شہید کا نماز جنازہ ویسے ہی ناجائز ہے۔ یعنی اصلی شہیدوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے ہیں۔ اور اپنے خودساختہ ''شہیدوں'' پر (جو کہ اکثر و بیشتر بعد میں زندہ وسلامت واپس گھر بھی آجاتے ہیں) محض جماعتی مقاصد اور چندہ بٹورنے کے لئے غائبانہ نماز جنازہ کا ڈرامہ رچایا جاتا ہے۔

فالی اللہ مشتکی

نیز بعض حنفی کہلانے والے حضرات بھی اس غیر شرعی ہوس میں اندھے ہورہے ہیں۔ لہٰذا ان کے لئے چند معتبر کتب حنفیہ سے یہ حوالہ پیش کیا جارہا ہے۔ اب وہ نام نہاد حنفی یا تو حنفیت کا جعلی لیبل اتار ڈالیں۔ یا اپنی اس جماعتی سودوزیاں کے خیال سے تائب ہو جائیں۔ یہ ایک مسلم بات ہے کہ۔ وشرط صحتها الاسلام المیت وطهارته و وضعه امام المصلی . فلهذا لقید لا تجوز علی غائب ۔

(فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۰، نیز۔ غنیۃ المستملی صفحہ ۵۸۳ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی۔ درمختار جلد ۱ صفحہ ۱۲۱، نور الایضاح صفحہ ۵۶، ملتقی

Marfat.com

الابحر جلد ۱ صفحہ ۱۶۱، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۱ صفحہ ۱۸۵، خلاصۃ الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۲۲۴، فتاوی امام غزی تمرتاشی صفحہ ۴ وغیرہ پر بھی یہ مفہوم موجود ہے)

☆ قائلین حضرات عام طور پر اس بارہ میں شاہ حبشہ ''نجاشی'' جن کا نام ''اصحمہ'' رضی اللہ تعالی عنہ تھا۔ کے جنازے کو دلیل بناتے ہیں۔ تو جناب اس کے متعلق گذارش ہے کہ ''نجاشی'' جو کہ حبش کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ جیسے قبط کے بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا وہ خفیہ طور پر مسلمان ہو چکے تھے۔ اور جب رجب 9ھ میں ان کا کفرستان میں انتقال ہوا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اسی دن مدینہ منورہ میں ان کے انتقال کی خبر دی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لے کر بقیع میں جا کر ان کا نماز جنازہ پڑھا۔ اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۷، کتاب الجنائز۔ باب ''الرجل ینعی الی اھل المیت بنفسه'' نیز باختلاف الفاظ صفحہ ۱۷۶۔ باب ''من صف صفین او ثلاثة علی الجنازة خلف الامام'' نیز باب ''الصفوف علی الجنازة'' صفحہ ۱۷۶، دو روائتیں۔ نیز صفحہ ۱۷۶ باب ''سنة الصلوٰة علی الجنائز۔۔۔'' نیز صفحہ نمبر ۱۷۷ باب ''الصلاة علی الجنائز بالمصلی والمسجد'' نیز صفحہ ۱۷۸ باب ۸۔۷ ''التکبیر اربعا'' دو سندوں کے ساتھ۔ امام بخاری نے ان تمام مقامات پر ان آٹھ عدد روایات کو مختلف ابواب کے تحت نقل فرمایا ہے لیکن امام بخاری علیہ الرحمہ نے ان آٹھوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر بھی اس واقعہ کے تحت ''غائبانہ نماز جنازہ'' کے متعلق استدلال تو کجا کہیں معمولی سا اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ حالانکہ محدث ومفسر ومحقق اہلحدیث نواب صدیق الحسن

Marfat.com

بھوپالی صاحب اور طبقات شافعیہ وغیرہ کے مطابق امام بخاری شافعی ہیں۔ اور شوافع غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں۔

اصول حدیث کا یہ کوئی اصول ہے ہی نہیں کہ جو روایت امام بخاری نقل نہ فرمائیں وہ یقیناً غلط ہی ہوتی ہے۔ ورنہ پھر مخالفین کے لئے بھی مشکل بن جائے گی۔ جو اپنا مطلب نکالنے کے لئے ہر وقت اور ہر مسئلہ میں ہر درجے کی کتب حدیث کے حوالے دیتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک مقام پر تو خود امام بخاری علیہ الرحمہ نے بھی یہ اصول بیان فرمایا ہے۔ ''**والمفسر يقضي على المبهم اذا رواه اهل الثبت**۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۱ کتاب الزکوۃ۔ باب **العشر فيمي يسقى من السماء**۔۔)

یعنی اگر ایک مقام پر کوئی روایت (یا واقعہ) کچھ مبہم (اور مختصر) بیان کیا گیا ہو۔ اور دوسرے مقام پر اس کی کچھ تفصیل بیان کر دی گئی ہو۔ تو اگر وہ تفصیل کوئی ثقہ راوی بیان کرے۔ تو اس تفصیل کو قبول کیا جائے گا۔ اور اسی پر عمل ہوگا۔ تو چونکہ امام بخاری کے علم میں وہ مفصل روایتیں بھی تھیں۔ اسی لئے ان کے نزدیک اس واقعہ سے غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا آپ نے ان روایات سے یہ استدلال نہ کیا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ نے ''باب الصفوف علی الجنازۃ'' کے تحت ایسے کئی اقوال اور بعض وہ آیات بھی بیان فرما دی ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

من ذالک قول بعضهم كشف له صلى الله عليه وسلم عنه حتى رآه فتكون صلاته عليه صلاة الامام على ميت رآه ولم يره المأمون ولا خلاف في جوازها... عن ابن عباس قال كشف للنبي صلى الله عليه وسلم عن سرير النجاشي حتى رآه وصلى عليه. ولا بن حبان من

Marfat.com

حدیث عمران ابن حصین فقام وصفوا خلفه وهم لا يظنون الا ان جنازة بين يديه . اخرجه من طريق الاوزاعی عن يحی بن ابی كثير عن ابی قلابة عن ابی المهلب عنه. ولا بی عوانة من طريق ابان وغيره عن يحییٰ بن ابی كثير فصلينا خلفه ونحن لانری الا ان الجنازة قدامنا"

(فتح الباری شرح بخاری جلد۳ صفحہ ۱۴۷، نیز باختلاف الفاظ۔ صحیح ابن حبان جلد ۶ صفحہ ۴۰، مسند امام احمد جلد۴ صفحہ ۵۱۷، التمہید لا بن عبدالبر جلد ۶ صفحہ ۳۳۲، زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۸۷، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۸ صفحہ ۱۱۹، نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ ۵۴، از امام الوہابیہ قاضی شوکانی ۔ فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۸۰، نصب الرایہ بحوالہ تقی الدین جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، کرمانی شرح بخاری جلد۳ صفحہ ۴۳۲ وغیرہ)

یعنی بعض قائلین کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے نجاشی کا جنازہ ظاہر کر دیا گیا تھا اور آپ ﷺ نے میت کو دیکھ کر جنازہ پڑھا تھا۔ تو پھر یہ جنازہ اس نوعیت کا ہوگا۔ جس میں امام تو میت کو دیکھ رہا ہو۔ لیکن مقتدی نہ دیکھ رہے ہوں۔ اور اس طرح کے جنازہ کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔ کہ جناب رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے نجاشی کی چارپائی ظاہر فرما دی گئی تھی۔ اور آپ ﷺ نے میت کو دیکھ کر اس پر نماز جنازہ پڑھا۔ اور محدث ابن حبان بھی اپنی صحیح میں جناب سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نجاشی کا جنازہ

Marfat.com

پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں بنالیں (اور آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا) اور صحابہ یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے موجود ہے۔ اور محدث ابوعوانہ نے بھی یہ نقل کیا ہے۔ کہ صحابہ فرماتے تھے۔ کہ ہم نے جناب نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نجاشی کا جنازہ پڑھا۔ اور ہم یہی سمجھتے تھے کہ جنازہ ہمارے سامنے ہے''

کیوں جناب اب سمجھ میں آیا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس واقعہ سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کیوں نہیں کیا۔ کیونکہ یہ جنازہ غائبانہ تھا ہی نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ نے جنازہ دیکھ کر اس پر نماز پڑھی تھی۔ نیز اس کے ساتھ محدث و مفسر و مناظر و امام اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حوالہ سے یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ امام عسقلانی مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھ چکے ہیں۔ کہ ''شرح بخاری میں جن احادیث کو میں بغیر جرح کے نقل کروں گا وہ صحیح ہوں گی یا حسن''

(فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲)

اب ذرا دوبارہ فتح الباری میں ذکر کردہ روایات بالا ملاحظہ فرمائیں۔ امام عسقلانی ان روایات کا بیان ذکر کر کے خاموشی سے بلا جرح و تنکیر آگے گزر گئے ہیں۔ جس سے ثابت ہوا کہ ان محدث کبیر جن کو ''خاتم الحفاظ' بھی کہا جاتا ہے۔ کے نزدیک یہ احادیث ''صحیح'' ہیں یا پھر کم از کم ''حسن'' تو ضرور ہیں۔ ورنہ امام عسقلانی ان روایت پر ضرور جرح و تنکیر فرماتے فللہ الحمد۔ اور اس بات پر ہر وہ مومن ضرور یقین رکھے گا۔ جو ''ان اللہ علی کل شیئی قدیر '' پر ایمان رکھتا ہے۔ اور ایسا پہلے بھی کئی مرتبہ ہو چکا ہے۔ مثلاً واقعہ معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو جناب

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دیا تھا۔ اور آپ ﷺ مکہ شریف میں بیٹھے اس کو سامنے دیکھ رہے تھے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۸۴، کتاب التفسیر۔ سورہ بنی اسرائیل)

☆ اور ایک دفعہ سورج گرہن کی نماز کے دوران جنت اور دوزخ مدینہ شریف میں مسجد نبوی شریف میں آپ ﷺ کے اتنی قریب کر دی گئی تھی کہ آپ ﷺ جنت کے باغ میں سے انگور کا ایک گچھا توڑنے لگے تھے۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۳، کتاب النکاح۔ باب۔ کفران العشیر)

نیز یہ نجاشی علیہ الرحمہ کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیا جانا۔ اور آپ ﷺ کا جنازہ کو دیکھ کر۔ میت کو سامنے دیکھتے ہوئے حاضر میت پر جنازہ پڑھنا۔ اور بھی بہت سے محدثین کرام اور مفسرین عظام نے تحریر فرمایا ہے۔ مثلاً سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۹ ''وان من اهل الكتاب لمن يؤمن بالله وما انزل اليكم ---الخ'' کے تحت۔ تفسیر قرطبی نمبر ۲ صفحہ ۸۲، تفسیر کشاف نمبر ۱ صفحہ ۴۹۱، تفسیر صاوی نمبر ۱ صفحہ ۱۸۷، تفسیر مظہری نمبر ۲ صفحہ ۴۶۶، اسباب النزول امام واحدی وغیرہ ص ۱۰۳ پر بھی مذکور ہے نیز مسند امام احمد نمبر ۴ ص ۵۱۷، ابن سعد نمبر ۳ ص ۴۶، جوہر النقی نمبر ۴ ص ۵۰، ص ۵۱، حاشیہ بخاری ص ۱۶۷، حاشیہ ترمذی نمبر ۱ صفحہ ۱۲۱، حاشیہ نسائی نمبر ۱ صفحہ ۲۷۵، انجاح الحاجہ شرح ابن ماجہ صفحہ ۱۱۱، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ نمبر ۴ صفحہ ۱۳۹، اشعۃ اللمعات نمبر ۱ صفحہ ۷۲۲، البدایہ والنہایہ نمبر ۴ صفحہ ۲۴۷، مواہب لدنیہ نمبر ۲ صفحہ ۴۸۳، زرقانی علی المواہب نمبر ۷ صفحہ ۲۰۹، فتح القدیر نمبر ۲ صفحہ ۸۱، نیل الاوطار نمبر ۴ صفحہ ۵۰، زاد المعاد نمبر ۴ صفحہ ۱۴۵، مظاہر حق نمبر ۲ صفحہ ۵۰، مراقی الفلاح وطحطاوی صفحہ ۴۸۰ وغیرہ پر بھی اس واقعہ کو

Marfat.com

بیان کیا گیا ہے۔

لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے شاہ حبش ''نجاشی علیہ الرحمہ'' کی جو نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ وہ ''غائبانہ نماز جنازہ'' نہیں تھا۔ بلکہ قدرت خداوندی کے تحت آپ ﷺ کے معجزہ کے طور پر نجاشی علیہ الرحمہ کا جنازہ، ان کی چارپائی۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دی گئی تھی۔ اور آپ ﷺ بچشم ظاہر اس کو دیکھ رہے تھے۔ اور اس طرح آپ ﷺ نے ظاہر میت پر جنازہ پڑھا تھا۔ چاہے مقتدیوں کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن قرائن سے صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ واقعی جنازہ آپ ﷺ کے سامنے موجود ہے۔

نیز آپ ﷺ نے جناب نجاشی کا جنازہ اس لئے بھی بالخصوص پڑھا تھا کہ بعض لوگ جناب نجاشی کے ایمان میں شک کرتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے ایمان کے اظہار کے لئے اعلانیہ طور پر صحابہ کرام کو جمع فرما کر ان کا نماز جنازہ پڑھا۔

(فتح الباری شرح بخاری بحوالہ طبرانی و ابن ابی حاتم

والدارقطنی والبزار جلد ۳ صفحہ ۴۳۱)

ایک اہلحدیث محدث کا اقرار حق

محسن اہلحدیث ڈاکٹر سید شفیق الرحمان اپنی کتاب نماز نبوی پر غائبانہ نماز جنازہ کی سرخی لگا کر لکھتے ہیں۔ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصہ سے دلیل لی جاتی ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۲۴۵، ۱۳۱۸، ۱۳۲۰، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۳۳) اور صحیح مسلم (حدیث نمبر ۹۵۱) میں موجود ہے۔ مگر اس سے غائبانہ نماز جنازہ پر استدلال کرنا صحیح

Marfat.com

نہیں ہے۔

(نماز نبوی صحیح احادیث کی روشنی میں صفحہ ۲۹۶)

مطبوعہ دارالسلام پبلشرز الریاض، لاہور

☆ بعض لوگ ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' کے تحت ایک اور واقعہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جی حضور ﷺ نے ایک اور صحابی جناب معاویہ بن معاویہ المزنی اللیثی کا جنازہ بھی غائبانہ پڑھایا تھا۔ آپ اختصار کے ساتھ ان کے ترکش کے اس بوسیدہ تیر کا بھی معائنہ کر لیں۔ محدث ابن عبدالبر جو کہ اسماء الرجال کے فن کے مسلم امام ہیں۔ آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''الاستیعاب'' میں اس واقعہ کو اس طرح نقل فرمایا ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام تبوک میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی

''یا محمد مات معاویة بن معاویة المزنی افتحب ان تصلی علیه قال نعم فضرب بجناحه الارض فلم یبق شجرة و لا اکمة الاتضعفت ورفع الیه سریره حتی نظر الیه فصلی علیه۔

(الاستیعاب ھامش علی الاصابہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۸۴، مطبوعہ مکتبہ بغداد، سنن الکبری بیہقی جلد ۴ صفحہ ۵۱، طبرانی کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۶، طبرانی اوسط جلد ۴ صفحہ ۵۱۹، مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۳۸، مسند الشامیین صفحہ ۱۳، عمل الیوم واللیلۃ صفحہ ۷۰ وغیرہ)

یعنی جناب رسول خدا ﷺ تبوک میں تھے۔ کہ جناب جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے صحابی جناب معاویہ بن معاویہ مزنی مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔ کیا آپ ﷺ ان کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے

Marfat.com

ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔تو جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا۔تو تبوک سے مدینہ منورہ تک تمام حجابات اٹھ گئے۔اور جناب معاویہ کی چار پائی یعنی جنازہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیا گیا۔تو آپ ﷺ نے جناب معاویہ لیثی پر نماز جنازہ پڑھی۔

☆ قارئین کرام اس روایت کو بار بار پڑھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ جنازہ غائبانہ ہے۔یا میت کو سامنے دیکھ کر۔حاضر میت پر پڑھا جا رہا ہے۔یقیناً اس روایت میں تو کسی طرح کا کوئی ابہام یا اشکال ہے ہی نہیں ہے۔صاف صاف بالتصریح بیان کر دیا گیا ہے کہ۔جنازہ آپ ﷺ کے سامنے کر دیا گیا تھا۔اور آپ ﷺ نے جنازہ کو دیکھ کر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔حیرت ہے یار لوگ اس روایت کو بھی غائبانہ نماز جنازہ کے لئے دلیل سمجھتے ہیں۔حالانکہ یہ تو بشرط صحت روایت۔ہمارے مؤقف ہی کو واضح کر رہی ہے۔کہ جبریل نے عرض کی۔حضور ﷺ کیا آپ ﷺ ان کی نماز جنازہ پڑھنا پسند فرمائیں گے۔آپ ﷺ نے رضا مندی ظاہر فرمائی۔تو جبریل نے ان کا جنازہ حضور ﷺ کے سامنے کر دیا۔اور درمیان کے تمام حجابات اٹھا دیئے۔تو آپ ﷺ نے حاضر میت پر نماز جنازہ پڑھی۔

اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتا۔تو جبریل اتنا تکلف نہ کرتے۔بلکہ محض اتنی عرض کر دیتے۔کہ حضور ﷺ جناب معاویہ لیثی مدینہ منورہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں تو ان کا ''غائبانہ'' نماز جنازہ پڑھ لیں۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔بلکہ مکمل اہتمام کے ساتھ پہلے جنازہ سامنے کیا گیا۔پھر اس سامنے موجود حاضر میت پر جنازہ پڑھا گیا۔فھو المطلوب۔اور اس پر مستزاد یہ کہ محدث ابن عبد البر علیہ الرحمہ آگے فرماتے ہیں کہ اس روایت کا راوی ''علاء بن یزید ثقفی ہے۔جو کہ خود حدیثیں گھڑا کرتا

Marfat.com

تھا۔ نیز امام اہلحدیث قاضی شوکانی بھی اس روایت کونقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''

اسانید هذه الاحادیث لیست بالقویة''

(نیل الاوطار نمبر ۴ صفحہ ۵۰)

کہ اس روایت کی اسناد قوی نہیں ہیں۔

لان فی اسناده العلاء بن یزید .... کان یضع الحدیث۔ (حوالہ مذکورہ)

کیونکہ اس روایت کی اسناد میں علاء بن یزید بھی ہے۔ جو کہ حدیثیں خود گھڑا کرتا تھا۔ لہٰذا روایت تو ویسے بھی قابل حجت نہیں ہے۔ اور جس جس محدث ومفسر نے بھی اس روایت کونقل فرمایا ہے۔ تقریباً تمام نے اسی طرح ہی نقل فرمایا ہے۔

اور اگر یہ روایت دلیل ہو بھی۔ تو پھر یہ مخالفین کی نہیں۔ بلکہ ہماری دلیل بنتی ہے۔

ویسے بھی جنازہ کی شرائط سے یہ بھی ایک شرط ہے۔ ''ان صلاة الجنازة یحتاج فیها الی ان یکون الجنازة بمرأی من الامام''

(حاشیہ بخاری جلد ا صفحہ ۱۶۷)

کہ میت (یا اس کا اکثر حصہ) امام کے سامنے موجود ہونا چاہیے۔ کہ امام میت کو دیکھ رہا ہو۔ یعنی نماز جنازہ میں میت امام کے سامنے موجود ہونی لازمی ہے۔ بلکہ امام ذھبی تو لکھتے ہیں کہ ''لا نعلم فی الصحابة معاویة و کذالک تکلم فیه البخاری''

(نیل الاوطار نمبر ۴ صفحہ ۵۰)

کہ ہم تو صحابہ میں سے معاویہ بن معاویہ لیثی المزنی نام کے کسی شخص کو جانتے ہی نہیں ہیں۔ اور امام بخاری نے بھی ان کے صحابی ہونے کے متعلق کلام کیا ہے۔

نیز جناب رسول اللہ ﷺ کی تمام ظاہری زندگی میں آپ ﷺ کی عادت کریمہ

Marfat.com

کے متعلق کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ آپ ﷺ دور دراز کے فوت ہونے والے مسلمانوں پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ اور نہ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کے ادوارِ خلافت میں اس بات کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں دور دراز مقامات پر فوت اور شہید ہوتے رہے۔ اور حضور ﷺ کو ان کا بڑا دکھ بھی ہوا۔ حتی کہ قراء کی جماعت کے شہید ہونے پر آپ ﷺ تقریبا ایک ماہ تک ان کے قاتلوں کے لئے نماز میں بددعا فرماتے رہے۔ لیکن ان شہدا کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا۔

اسی لئے امام الوہابیہ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن قیم جوزی اپنی کتاب ''زاد المعاد جلد نمبر ا صفحہ ۱۴۴ طبع بیروت'' (جس کے متعلق مجلہ الدعوۃ مارچ ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر ۵۲ پر اس طرح تبصرہ کیا گیا ہے ''عالمی شہرت کی حامل --- یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ہونہار شاگرد اور عالم اسلام کے سرخیل عالم امام ابن قیم کی تالیف ہے --- یہ کتاب لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة کی تفسیر کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ سیرت رسول اللہ ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر بڑے فقیہانہ، مجتہدانہ اور محققانہ انداز میں قاری کی رہنمائی کرتی ہے۔ کہ اس نے دنیا میں رہتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے کس طرح اور کس نہج پر زندگی بسر کرنی ہے۔ کہ جس کی ضمانت پر آخرت میں اسے کامیابی و کامرانی کی نوید مل سکے۔ امام ابن قیم نے اس کتاب میں حیات رسول اللہ ﷺ کے تقریبا تمام گوشوں کو احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ و تابعین اور معتبر تاریخی حوالہ جات اور واقعات کی روشنی میں نہایت جچے تلے اور محققانہ انداز میں پیش کیا ہے --- یہ کتاب نبی مکرم ﷺ کی عملی زندگی کی منہ

Marfat.com

بولتی تصویر ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تلخیص لکھی ہے) پر لکھتے ہیں۔

"فصل ولکم یکن من ھدیہ و سنۃ الصلوۃ علی کل میت غائب فقدمات خلق کثیر من المسلمین وھم غیب. فلم یصل علیھم وصح عنہ انہ صلی علی النجاشی صلاتہ علی المیت"

یعنی اس بات کا بیان کہ تمام غائب میتوں پر جنازہ پڑھنا تو حضور ﷺ کا طریقہ تھا اور نہ ہی یہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔ کیونکہ بہت سے مسلمان دور دراز مقامات پر فوت ہوئے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا۔ اور یہ بھی آپ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے نجاشی کی میت پر نماز جنازہ پڑھا تھا پھر لکھتے ہیں۔

"وقال شیخ الاسلام ابن تیمیہ الصواب ان الغائب ان مات ببلدلم یصل علیہ فیہ صلی علیہ. صلاۃ الغائب کما صلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی النجاشی لانہ مات بین الکفار ولم یصل علیہ. وان صلی علیہ حیث مات لم یصل علیہ صلوۃ الغائب۔

(زادالمعاد جلد نمبر ا صفحہ ۱۴۵)

کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ (جوکہ غائبانہ نماز جنازہ کے قائل ہیں اور نجاشی کے جنازہ کو دلیل سمجھتے ہیں) کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی مسلمان دور کسی مقام پر مر جائے۔ جہاں اس پر جنازہ نہ پڑھا گیا ہو۔ تو پھر اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کا جنازہ پڑھا تھا۔ کیونکہ وہ کافروں کے درمیان مرے تھے۔ اور ان پر

Marfat.com

جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ اور اگر کوئی غائب ایسے مقام پر مرے۔ جہاں اس پر جنازہ پڑھ لیا گیا ہو۔ تو پھر اس کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا جائے گا۔

کیوں جناب یہاں تو ماننے والے بھی مشروط اجازت دے رہے ہیں۔

تو گذارش ہے کہ ان کے ''شہداء'' جو ان کے ہاتھوں یا ان کے سامنے شہید ہو جاتے ہیں ان کی نماز جنازہ بھی تو وہ وہاں اپنے سنٹروں اور مرکزوں میں ضرور پڑھتے ہی ہوں گے اور اگر نہیں پڑھتے تو کیوں نہیں پڑھتے؟ اور اگر وہاں نہیں پڑھتے تو پھر یہاں اتنی اشتہار بازی اور شور شرابا کیوں؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

اسی طرح بخاری شریف کے حاشیہ میں منقول ہے۔

''ولو جازت الصلوٰة علی غائب لصلی علیه السلام علی من مات من اصحابه ولصلی المسلمون شرقا و غربا علی الخلفاء الاربعة وغیرهم ولم ینقل ذالک''

یعنی اگر غائبانہ نماز جنازہ جائز ہوتی تو جناب رسول اللہ ﷺ اپنے تمام دور دراز فوت ہونے والے صحابہ کی غائبانہ نماز جنازہ ضرور پڑھتے۔ (حالانکہ بالکل نہیں پڑھا گیا) اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر صحابۂ کرام پر بھی شرق و غرب کے مسلمان ضرور غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے۔ حالانکہ ایسا کہیں سے ثابت نہیں ہے۔

☆ علاوہ ازیں علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے غزوہ موتہ کا ایک واقعہ اس طرح بیان فرمایا ہے ''لما التقی الناس بموتة جلس رسول الله صلی اله علیه وسلم علی المنبر و کشف له مابینه و بین الشام فهو ینظر الی معترکهم فقال علیه الصلوة والسلام اخذ الرأية زید بن حارثة فمضی حتی استشهد

Marfat.com

وصلى عليه ودعاله. وقال استغفر واله دخل الجنة وهو يسعى ثم اخذالرأية جعفر بن ابى طالب فمضى حتى استشهد وصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم و دعاله .وقال استغفروا له دخل الجنة فهو يطير فيها بجناحين حيث شاء''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۴۰)

یعنی جب صحابہ کرام جنگ موتہ میں برسرپیکار تھے تو حضور ﷺ اپنے منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ ﷺ کے اور ملک شام کے درمیان کے تمام حجابات اٹھا لئے گئے۔اور آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہونے کے باوجود میدان جنگ کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب جھنڈا زید بن حارث نے پکڑا ہوا ہے۔آپ لڑتے رہے حتی کہ آپ شہید ہو گئے۔پھر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لئے دعا فرمائی۔پھر تمام صحابہ کو بھی فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ وہ جنت میں پہنچ گئے ہیں۔پھر فرمایا کہ اب جھنڈا جعفر بن ابی طالب (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بڑے بھائی) نے پکڑ لیا ہے۔وہ لڑتے رہے حتی کہ وہ بھی شہید ہو گئے۔پھر حضور ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھا۔اور آپ کے لئے دعا فرمائی۔اور صحابہ کو بھی فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب کرو۔آپ بھی جنت میں داخل ہو چکے ہیں۔اور وہ اپنے دونوں بازوؤں سے جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔

امام ابن ہمام نے ''فتح القدیر نمبر ۹ صفحہ ۸۱ مطبوعہ سکھر'' پر بھی اس روایت کو نقل فرمایا ہے لیکن اس روایت سے بھی غائبانہ نماز جنازہ پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔کیونکہ یہاں بھی

Marfat.com

تمام واقعہ آپ ﷺ کے سامنے منکشف ہے۔ ہاں البتہ اس روایت سے جناب رسول اللہ ﷺ سے ''دعا بعد جنازہ'' کا ثبوت ضرور مل رہا ہے۔

☆ قارئین کرام! جو روایات اس مسئلہ کے اثبات پر پیش کی جاتی ہیں یا پیش کی جا سکتی ہیں۔ وہ تقریباً ہم نے سب ہی بیان کر دی ہیں۔ اور ان کی مختصر مگر جامع وضاحت بھی کر دی ہے۔ اور بحمدہ حق واضح ہو گیا کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلفاء راشدین صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کرام نے یعنی خیر القرون میں کبھی بھی کسی کا غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھا گیا۔

اور اگر واقعی غائبانہ نماز جنازہ ''مسنون'' یا کم از کم مستحب ہی ہوتا تو خیر القرون میں بھی ضرور اس ''مسنون'' کام پر عمل کیا جاتا رہا ہوتا۔ کاش کہ یہاں بھی یار لوگ اپنا گھسا پٹا فقرہ دہرا دیں'' کہ جو کام خیر القرون میں نہیں ہوا وہ بدعت ہے'' بلکہ یہ بھی ساتھ ہی پڑھ لیں۔ ''کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار'' تا کہ آپ کا ''غائبانہ نماز جنازہ'' بھی ''بدعت'' ثابت ہو جائے۔ ویسے اگر ذرا عقل سے کام لیں تو آپ کو یہ ماننے بغیر چارہ نہیں ہو گا کہ اگر غائبانہ نماز جنازہ کو جائز قرار دیدیا جائے تو پھر ''نماز جنازہ'' اور اس کے اہتمام والتزام اور اجتماع کا معاملہ ہی سرے سے ختم ہو جائے گا۔ بلکہ اہل خانہ کے چند افراد مل کر جنازہ پڑھ لیں۔ باقی لوگوں کے لئے یہ اعلان کر دیا جائے کہ۔ فلاں صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ دور دراز سے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ سب لوگ اپنے اپنے مقام پر ہی اس کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھ لیں۔ اس طرح دور دراز سے آنے والوں کو بھی سہولت رہے گی۔ اور اہل میت بھی مہمانداری کی مشکل سے بچ جائیں گے۔

Marfat.com

یا پھر کسی معتبر دلیل سے ثابت کیا جائے۔ کہ صرف ان ''خاص شہداء'' کا ہی غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔

☆ یہاں صحاح ستہ کی ایک حدیث بھی سن لیں۔ کہ جنازے کے اعلانات اور تشہیر تو خود غیر مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

حدیث نمبرا۔ عن حذیفة .. انی سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهٰى عن النعى . هذا حديث حسن۔

حدیث نمبر۲۔ عن عبدالله. عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ايا كم والنعى فان النعى من عمل الجاهلية. قال عبدالله والنعى اذان بالميت۔

حدیث نمبر۳۔ عن علقمه عن عبدالله نحوه .والنعى عند هم ان ينادى فى الناس بان فلانامات ليشهدوا جنازته ۔

(ترمذی شریف جلد ا صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸، ابواب الجنائز)

یعنی جناب سیدنا ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی کی موت کے اعلان سے منع فرمایا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ نیز جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کسی کی موت کے اعلان سے بچو (اعلان نہ کرو) کیونکہ موت کا اعلان کرنا جاہلیت کی ایک رسم ہے۔ نیز جناب سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ نے بھی جناب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غیر مرفوع طور پر ایسا ہی بیان فرمایا ہے اور ''نعی'' سے ان کے نزدیک مراد یہ ہے کہ لوگوں

Marfat.com

میں یہ اعلان کیا جائے۔ کہ فلاں آدمی فوت ہو گیا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کے جنازے میں شامل ہوں۔

کیوں جناب۔ ہم پر تو آپ کی طرف سے پہلے ہی "حدیث کو نہیں مانتے اور امام کی تقلید کرتے ہیں" کا فتوی ہے۔ لہذا فی الحال ہمیں چھوڑیں۔ کم از کم جو لوگ بزعم خود "اہلحدیث" ہیں۔ ان کو تو بالکل ہی یہ زیب نہیں دیتا کہ صحاح ستہ کی ایک "حسن" حدیث کے خلاف اس زور وشور سے اعلانیہ طور پر عمل کریں۔ اور اس دور جاہلیت کے عمل پر ایک کثیر رقم جو سادہ لوح عوام سے مظلوم کشمیریوں کے خون کے بدلے میں بٹوری گئی ہو۔ اور وہ قوم کی ایک امانت ہو۔ اس امانت میں خیانت کرتے ہوئے۔ اس کو اس طرح بے دریغ اڑایا جائے۔ اور اپنی ذاتی یا جماعتی غرض کے تحت صحاح ستہ کی "حدیث حسن" کا اجتماعی طور پر خلاف کیا جائے۔ اور فرمان نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے اس طرح پرخچے اڑائے جائیں۔

دور جاہلیت میں ایک گھڑ سوار گلیوں بازاروں میں اعلان کرتا تھا۔ آج گھڑ سوار کا کام اشتہاروں سے نکال لیا جاتا ہے۔ بے شک یہ طریقہ تو جدید ہوگا۔ لیکن بات تو وہی رہے گی۔ لہذا سچے اہلحدیث کو تو اس خلاف حدیث کام کی پرزور مخالفت کرنی چاہیے۔ اور اس مخالف حدیث اور غیر مسنون کام پر مبنی محافل میں شامل ہو کر۔ معاون علی الاثم والعدوان۔ بن کر گناہ گار نہیں ہونا چاہیے۔

نیز عام طور پر تو یہی کہا جاتا ہے کہ ایک جائز کام بھی ناجائز اور غیر مشروع کام کی شمولیت سے۔ یا ایک مشروع کام بھی اگر غیر مشروع طریقہ سے کیا جائے۔ تو وہ ناجائز اور گناہ ہو جاتا ہے۔ اسی مفروضے کے تحت۔ سوئم۔ ساتواں۔ دسواں۔ چہلم، عرس اور

Marfat.com

برسی وغیرہ یا زیارت قبور اور میلاد شریف کی محافل کو ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔ باوجودیکہ نفس ایصال کے جائز ہونے کے تو سب ہی قائل ہیں۔ تو آخر یہ قانون یہاں کیوں لاگو نہیں کیا جاتا۔ اگر وہ سب کچھ ناجائز ہے۔ جس میں خلاف حدیث بھی کوئی کام نہیں ہوتا۔ تو یہ سب کچھ کیسے جائز ہو سکتا ہے جو کہ بالکل فرمان مصطفٰے علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے سراسر خلاف ہے۔

فافھموا یا اولو الابصار . واعتبروا یا اولو الالباب۔

☆☆☆☆☆☆

خودکشی کرنے والے کا نماز جنازہ

خودکشی کرنے والا کلمہ گو مسلمان ہے۔ اگرچہ خودکشی کرنا حرام ہے۔ اور خودکشی کرنے والے کی تمام زندگی کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ اور وہ یقینی دوزخی ہوتا ہے۔ جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مجاہد فی سبیل اللہ کو خودکشی کرنے پر دوزخی فرمایا۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۴۰۶، مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۷۲)

اسی طرح بعض احادیث مقدسہ میں ہے کہ خودکشی کرنے والا جس آلہ سے خودکشی کرتا ہے۔ قیامت تک اسی آلہ کے ساتھ قتل کیا جاتا رہے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا یہ فعل حرام اور از روئے شریعت بہت بڑا گناہ ہے۔ اسی لئے جناب رسول مقبول ﷺ نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ زجراً اور لوگوں کو تنبیہ کرنے اور اس فعل حرام سے باز رکھنے کی خاطر خود نہ پڑھا۔

Marfat.com

(مسلم شریف جلد ا صفحہ ۳۱۴)

روایت کے الفاظ ہیں۔ عن جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم برجل قتل نفسہ بمشاقص فلم یصل علیہ۔ البتہ صحابہ کرام کو فرمایا کہ تم اس خودکشی کرنے والے کا جنازہ پڑھ لو۔

☆ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل علیہ بل امر القوم بان یصلوا علیہ۔

(تعلیقات المحمود شرح ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۹۸)

چنانچہ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق صحابہ کرام علیھم الرضوان نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ پڑھا۔ چونکہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے جنازہ پڑھانے کا دل میں بہت اشتیاق رکھتے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ اس طرح کا بڑا گناہ کرنے والے شخص کا تہدیداً جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ تاکہ لوگ آپ ﷺ سے جنازہ پڑھانے کے حرص اور شوق میں ایسے کبیرہ گناہوں سے باز رہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے جناب ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حد رجم لگائی گئی تھی۔ کا جنازہ خود تو نہ پڑھا۔ لیکن صحابہ کرام علیھم الرضوان کو ان کا جنازہ پڑھنے سے منع نہ فرمایا۔

☆ روایت کے الفاظ ہیں۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل علی ماعز بن مالک ولم ینہ عن الصلوٰۃ علیہ۔

(ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۹۸)

☆ اسی طرح ابتدائے اسلام میں جب حضور ﷺ کے سامنے کوئی ایسا جنازہ لایا جاتا۔ جس کے ذمہ کچھ قرض ہوتا۔ تو آپ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھتے تھے۔ البتہ

Marfat.com

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرما دیتے۔ صلوا علی صاحبکم۔

(بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵ وغیرہ)

الغرض حضور ﷺ کا خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہ پڑھنا زجراً اور توبیخاً تھا۔ البتہ ہر مسلمان کلمہ گو (غیر ساعی فی الارض بالفساد) کا جنازہ ضرور پڑھا جائے گا۔ جیسا کہ

☆ حدیث شریف میں ہے۔ صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ. برا کان او فاجرا. وان عمل بالکبائر. ان کان قاتل نفسہ۔

(دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۵۷)

یعنی ہر کلمہ گو (غیر ساعی فی الارض بالفساد) کا نماز جنازہ ضرور پڑھا جائے۔ اگرچہ وہ مرتکب کبائر ہو یا خودکشی کرنے والا ہو۔ نیز شرح عقائد میں ہے۔ ویصلی علی کل بر وفاجر اذا مات علی الایمان للاجماع ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام. لا تدعوا الصلوٰۃ علی من مات من اھل القبلۃ۔

(شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵)

☆ اسی لئے امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وبہ نأخذ لا یترک احد من اھل القبلۃ لا یصلی علیہ وھو قول ابی حنیفۃ۔

(کتاب الآثار صفحہ ۵۸)

☆ طحطاوی علی المراقی اور درالمختار پر بھی ہے۔

صلوا علی کل بر وفاجر من اھل القبلۃ ۔

(طحطاوی علی المراقی صفحہ ۳۷۷، درالمختار جلد ۱ صفحہ ۵۸۱)

☆ اسی طرح مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے۔ یغسل ویصلی علیہ

Marfat.com

عندابی حنیفة ومحمد وھو الاصح لانه مؤمن مذنب ۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ھامش علی الطحطاوی صفحہ ۴۹۷)

☆ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں۔فصار کغیرہ من اصحاب الکبائر۔

(طحطاوی علی المراقی صفحہ ۴۹۷)

☆ اسی طرح علامہ قاضی خاں فرماتے ہیں۔

اذا قتل نفسه فی قول ابی حنیفة و محمد. یغسل ویصلی علیه۔

(فتاوی قاضی خاں جلد ۱ صفحہ ۹۰)

☆ اسی طرح فتاوی عالمگیری میں ہے۔ومن قتل نفسه عمداً یصلی علیه عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله .وھو الاصح۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۸۳)

☆ اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔

اعلم ان ھذا کلمه فیمن قتل نفسه عمدا امالو کان خطأً فانه یصلی علیه بلا خلاف کما صرح فی الکفایة وغیرھا۔

(فتاوی شامی جلد ۱ صفحہ ۵۸۴)

☆ اسی طرح فتح القدیر شرح ھدایہ میں ہے۔

وکان شمس الائمه حلوانی رحمه الله یقول الاصح عندی ان یصلی علی من تعمد قتل نفسه.. وقال الفاضی خاں اذاقتل نفسه یغسل ویصلی علیه فی قول ابی حنیفة و محمد رحمهما الله تعالیٰ ۔

(فتح القدیر شرح ھدایہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۰)

Marfat.com

☆ نیز فتاوی مہریہ صفحہ ۱۱۴ پر بھی تقریباً ایسا ہی مذکور ہے۔

☆ بعض حضرات جو اس بات کے قائل ہیں۔ کہ چونکہ حضور ﷺ نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ لہذا اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔

علامہ شامی اس خودساختہ استدلال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اقول قد يقال لا دلالة فى الحديث على ذالك .لانه ليس فيه سوى انه عليه الصلاة والسلام لم يصل عليه . فالظاهر انه امتنع زجرا لغيرة عن مثل هذا الفعل .كما امتنع عن الصلوٰة المديون. ولا يلزم من ذالك عدم صلوة احد عليه من الصحابة. اذلا مساواة بين صلاته صلاة وصلوة غيره ـ

(ردالمحتار جلد ا صفحہ ۵۸۴)

☆ نیز علامہ نووی مسلم شریف کی شرح میں اسی حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

واجابوا عن هذا لحديث بان النبى صلى الله عليه وسلم لم يصل عليه بنفسه زجرا للناس عن مثل فعله وصلت عليه الصحابة. وهذا كما ترك النبى صلى الله عليه وسلم الصلوٰة فى اول الامر على من عليه دين .زجرالهم .عن التساهل فى الاستدانه وعن اهمال وفائها وامرا صحابه بالصلوٰة عليه. فقال صلى الله عليه وسلم صلوا على صاحبكم . قال القاضى مذهب العلماء كافة. الصلوٰة على كل مسلم و محدودو مرجوم وقاتل نفسه وولدالزناء. وعن مالك وغيره ان الامام يجتنب الصلوٰة على مقتول فى حد. و ان اهل الفضل لايصلون

Marfat.com

علی الفساق زجرا لھم۔

(نووی بر مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۴)

لہٰذا خودکشی کرنے والے مسلمان کو غسل بھی دیا جائے گا۔ اس کا جنازہ بھی پڑھا جائے گا ۔البتہ سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اکابرین اسلام اور بزرگان دین بطور تنبیہ اور زجراوتوبیخا۔ ایسے شخص کا جنازہ نہ پڑھیں۔ کیونکہ یہ علماء کرام ہی ورثۃ الانبیاء ہیں۔ اور ایسے کبیرہ گناہ کرنے والے شخص کے متعلق ضرور بالضرور نفرت و بیزاری کا اظہار کرنا چاہیے۔ البتہ عوام الناس کو اس کے کلمے اور ایمان کا احترام ولحاظ کرتے ہوئے اس شخص کا جنازہ پڑھ دینا چاہیے۔ جیسا کہ مرتکب کبائر کا جنازہ حضور ﷺ نے نہ پڑھا۔ لیکن حضور ﷺ کی اجازت اور حکم سے صحابہ کرام علیھم الرضوان نے پڑھ دیا تھا۔

☆ امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر علماء وفضلاء باقتدائے نبی ﷺ فی المدیون وفی قاتل نفسہ بغرض زجر وتنبیہ نماز جنازہ بے نماز (اور خودکشی کرنے والے) سے خود جدار ہیں۔ کوئی حرج نہیں ہاں یہ نہیں ہوسکتا کہ اصلا کوئی بھی نہ پڑھے۔ یوں سب آثم وگناہ گار ہوں گے۔ مسلمان اگر چہ فاسق ہو اس کے جنازہ کی نماز فرض ہے۔۔۔ سوائے چار آدمیوں کے نمبر 1۔ باغی، نمبر 2۔ ڈاکو جو دوران ڈاکہ مارا جائے، نمبر 3۔ رات کو شہر میں غنڈہ گردی کرنے والا، نمبر 4۔ لوگوں کو گلہ گھونٹ کر مارنے والا۔

(فتاوی رضویہ جدید جلد ۵ صفحہ ۱۰۸)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم. وتب علینا انک انت التواب الرحیم. بحق یا علیم یا حکیم یا ستار یا غفار یا رزاق یا وھاب. وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ وحبیبہ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ واتباعہ ومحبیہ اجمعین .برحمتک یا ارحم الراحمین .وما علینا الاالبلاغ المبین .والسلام علی من التبع الھدیٰ.

فاغفرلقارئہا واغفرلنا شدہا لقد سئلتک یا ذالجود والکرم

Marfat.com

عظیم مذہبی سکالر، مصنف کتب کثیرہ، وکیل وترجمان اہلسنّت

حضرت علامہ غلام مصطفٰے مجددی صاحب اطال اللہ عمرہ شکر گڑھ

فلسفہ نماز

یہ نمازِ پنجگانہ چشمہ حسنات ہے
اس کے دم سے روز و شب میں مایہ شفقات ہے
فجر میں پوشیدہ فکرِ زندگی کا راز ہے
ظہر دنیا کے دکھوں میں حق کا سوز و ساز ہے
عصر سے ملتا ہے پیغامِ شعور اخروی
اور مغرب سے نکلتی ہے وفا کی روشنی
موت کو بخشی عشاء نے اک حیاتِ جاوداں
ساتھ مِل جائے تہجد تو یہ کیا ہوگا سماں
یہ حلاوت اور تراوت ہے میرے محبوب کی
کھول دیتی ہے نظر ہر بندۂ محجوب کی
بے حیائی سے بچاتی ہے ہر اک انسان کو
تقویت دیتی ہے دل کو ،دین کو ایمان کو
یہ سکونِ دینِ حق ہے یہ سکون بندگی
اس کے ہر پہلو میں بستا ہے نشاطِ آگہی

Marfat.com

یہ نبوت اور ولایت کی حسیں پہچان ہے
یہ امامِ کربلا کی کاوشوں کی جان ہے
فرق کرتی ہے نماز شمر اور شبیر میں
رنگ بھرتی ہے نماز ارمان کی تصویر میں
کس طرح پڑھتے تھے دنیا میں رسول اللہ ﷺ نماز
یہ کتاب دل ہے اس احقاق حق سے سرفراز
یہ کتاب دلِ دلائل سے بہت سرشار ہے
ساتھ ساتھ حسن ادب کا بھی عجب شاہکار ہے
ڈھانپ رکھا ہے اسے عرفان کی برکات نے
کیوں نہ ہو کہ لکھا ہے اس کو خامہ شفقات نے
وہ سعیدؒ دین و ملت کی نگہ کا نور ہیں
حضرت آسیؒ کی نظر ناز کے منظور ہیں
سید نور الحسنؒ کے فیض سے شاداب ہیں
درد ملت میں مثال ماہئی بے آب ہیں
آج کل اہل وفا کے قافلہ سالار ہیں
مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ کے اک غلام زار ہیں

Marfat.com

Marfat.com

تحفۃ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینہ نعت
جہانِ اولیاء
سرّ الاسرار
بدعت حقیقت
کشف المحجوب
شاہانِ گوجر
خصائص اہلبیت
حدائق بخشش
انوارِ مدینہ
تحفہ حنفیہ
قبروں کے حالات
معجزاتِ رسول کریم
کردارِ یزید

شانِ حبیب المنعم من روایات المسلم
آدابِ رسول
سیرت مصطفیٰ
مولانا حافظ شان محمد قادری کی تقریریں
جنتی زیور
نزہۃ الخاطر الفاتر
امام احمد رضا اور عشقِ مصطفیٰ
فتوح الغیب

جلوۂ دستِ قدرت
بارہ رسائل میلاد مصطفیٰ
چار زندہ نبی
سیرت غوث اعظم
جہانِ انبیاء
راہنمائے نقابت
مکاشفۃ القلوب
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شانِ حبیب الباری
رسائل مجدد الف ثانی
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفرِ آخرت اور ہماری ذمہ داریاں

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com